

برکات شریعت

(حصہ اول)

مؤلف

حافظ وقاری مولانا محمد شاہ کر علی نوری صاحب
(امیر سنی دعوتِ اسلامی)

فہرست مضامین حصہ اول

۶۵	جنت کے آٹھ دروازے
۶۶	گناہ جھڑتے ہیں
۶۷	اپنی چمک زیادہ کرو
۶۸	حوضِ کوثر پر استقبال
۶۹	ایمان کا حصہ
۷۰	دس نیکیاں
۷۱	جنت میں قدموں کی آہٹ
۷۲	درجے بلند ہوتے ہیں
۷۲	گناہ مٹانے کا ذریعہ
۷۳	حضور کا وضو
۷۶	وضو سے پہلے بسم اللہ پڑھو
۷۶	دائیں جانب سے شروع کرو
۷۷	تین تین بار دھوئیں
۷۷	مسواک بھی کر لیں
۷۸	مسواک کے فوائد ایک نظر میں
۸۰	انگلیوں کا خلال
۸۱	فرائض وضو
۸۱	وضو کی سنتیں
۸۲	وضو کے مستحبات
۸۳	وضو کے مکروہات
۸۳	وضو کو توڑ دینے والی چیزیں
۸۴	وضو کا مسنون طریقہ
۸۶	وضو کے بعد کیا پڑھے؟
۸۷	تحیۃ الوضو

۴۸	حمد باری تعالیٰ
۴۹	حمد باری تعالیٰ
۵۰	قصیدہ بردہ شریف
۵۱	نعت پاک
۵۲	پشیم تر چاہئے
۵۳	ترانہ سنی دعوتِ اسلامی
	شرفِ انتساب
	تقریظات علمائے کرام
	احوالِ واقعی

درس دینے کا طریقہ

	دعوت دینے کا طریقہ
	ہفتہ واری اجتماع کا طریقہ
	اجتماع کی وقتی ترتیب
	چار روزہ قافلے کے جدول
	سہ ماہی تربیتی کورس

ایمان کا بیان

۵۵	ایمان باللہ اور اس کے تقاضے
۵۶	اللہ کی ذات و صفات کے متعلق عقائد
۵۷	انبیاء و ملائکہ کے متعلق عقائد
۶۰	موت کے متعلق عقائد
۶۱	مردے سے سوال و جواب
۶۲	قیامت آنے کا حال
۴۶	وضو کے فضائل و مسائل
۶۵	نماز کی نجی

- ۱۱۸ جماعت میں سبقت کرو
۱۱۹ رحمت کا گھر
۱۲۰ تکبیر اولیٰ دنیا و ما فیہا سے بہتر
۱۲۱ غضب رسول
۱۲۳ گمراہ ہونے کا اندیشہ
۱۲۴ تارک جماعت بلاؤں میں مبتلا
۱۲۶ نماز باجماعت کی حکمتیں
۱۲۷ جماعت کے متعلق مسائل

۱۲۹ برکاتِ نوافل

- ۱۲۹ قرب خدا کا ذریعہ
۱۳۰ نفل نماز گھر پر پڑھیں
۱۳۱ رات میں نفل نماز پڑھنے کے فضائل
۱۳۳ چند مخصوص اوقات کی مخصوص نفل نمازیں
۱۳۴ مغرب کے بعد نفل نماز
۱۳۵ اتوار کے دن کی نفل کی فضیلت
۱۳۵ اتوار کی رات کی نفل کی فضیلت
۱۳۶ پیر کے دن کی نفل کی فضیلت
۱۳۶ منگل کے دن کی نفل کی فضیلت
۱۳۷ منگل کی رات کی نفل کی فضیلت
۱۳۷ بدھ کے دن کی نفل کی فضیلت
۱۳۷ بدھ کی رات کی نفل نماز
۱۳۸ جمعرات کے دن کی نفل کی فضیلت
۱۳۸ جمعرات کی رات کی نفل کی فضیلت
۱۳۸ جمعہ کے دن کی نفل کی فضیلت
۱۴۰ جمعہ کی رات کی نفل کی فضیلت
۱۴۰ سنیچر کے دن کی نفل کی فضیلت
۱۴۱ سنیچر کی رات کی نفل کی فضیلت

- ۸۷ وضو میں احتیاط
۸۸ وضو کے چند اہم مسائل
۸۹ وضو کے پانی
۸۹ وضو سانس کی نظر میں
۹۶ مغربی جرمنی کا سمینار

۹۸ نماز کا بیان

- ۹۹ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا
۱۰۰ باپ کی بیٹے کو نصیحت
۱۰۰ نماز اللہ تعالیٰ کی یاد کا ذریعہ
۱۰۱ صاحب اقتدار کی ذمہ داری
۱۰۲ نماز تمام برائیوں سے روکتی ہے
۱۰۳ جنتی ہونے کی بشارت
۱۰۳ نماز اور گناہوں کی مغفرت
۱۰۴ گناہوں کی معافی
۱۰۵ پانچ نمازوں کی فضیلت
۱۰۶ نمازیوں کے لئے فرشتوں کا خیر مقدم
۱۰۷ گناہ جھڑتے ہیں جیسے درختوں کے پتے
۱۰۸ نمازی کے لئے نماز کی دعا

۱۰۹ فضائلِ جماعت

- ۱۱۰ میدان جنگ میں جماعت کی تاکید
۱۱۲ ثواب ہی ثواب
۱۱۲ پوری رات عبادت کا ثواب
۱۱۳ دوزخ سے آزادی
۱۱۴ گناہ بخش دئے جائیں گے
۱۱۶ پسندیدہ
۱۱۷ جماعت کے ساتھ رہو
۱۱۸ نابینا کو تاکید

۱۶۸ صوم کا لغوی اور اصطلاحی معنی

۱۶۹ روزہ کب فرض ہوا

۱۷۲ فضائل روزہ

۱۷۲ روزے کا انعام

۱۷۳ اگلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں

۱۷۴ بدن کی زکوٰۃ

۱۷۴ سونے کا دسترخوان

۱۷۵ عرش کے سائے میں

۱۷۶ ایک عجیب فرشتہ

۱۷۷ روزہ داروں کی مہمان نوازی

۱۷۸ ایک روزہ کی اہمیت

۱۷۹ روزہ کے دنیاوی فوائد

۱۸۰ پوپ ایلف گال کا تجربہ

۱۸۱ ایک لاکھ رمضان کا ثواب

۱۸۱ فیضان رمضان و قرآن

۱۸۲ برکات ماہ رمضان

۱۸۳ کاش پورا سال رمضان ہوتا

۱۸۳ شیاطین قید میں

۱۸۴ جنت کو سنوارا جاتا ہے

۱۸۴ سحری و افطار کا بیان

۱۸۵ افطار میں جلدی

۱۸۶ افطار کرانے کی فضیلت۔

۱۸۷ روزہ کے مسائل

۱۸۷ نیت کسے کہتے ہیں

۱۸۸ جن باتوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا

۱۸۹ جن باتوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے

۱۸۹ صرف قضا لازم ہے

۱۴۱ تحیۃ الوضو

۱۴۲ تحیۃ المسجد

۱۴۲ نماز تہجد

۱۴۴ نماز اشراق

۱۴۵ نماز چاشت

۱۴۵ صلوٰۃ التبیح

۱۴۷ نماز حاجت

۱۴۸ نماز استخارہ

۱۴۹ نماز غوشیہ

۱۵۰ صلوٰۃ عتقا

۱۵۲ ترک نماز پر وعیدیں

۱۵۳ جہنم میں لے جانے والا عمل

۱۵۴ تارکین صلوٰۃ کیلئے ”نہی“ ہے

۱۵۶ احادیث میں ترک صلوٰۃ پر وعیدیں

۱۵۷ فرعون و ہامان کے ساتھ حشر

۱۵۸ ذمہ نبی سے محروم

۱۵۸ اعمال مردود ہو جائیں گے

۱۵۹ تارک صلوٰۃ کفر کے قریب

۱۶۰ تارک نماز کا حشر

۱۶۲ قضائے صلوٰۃ پر وعیدیں

۱۶۳ تارک صلوٰۃ واقعات کی روشنی میں

۱۶۴ قبر میں شعلے

۱۶۴ نام جہنم کے دروازے پر

۱۶۵ سر مونڈنے کا حکم

۱۶۶ شیطان دور بھاگے

۱۶۷ بے نمازی زانی سے بھی بدتر ہے

۱۶۸ برکات ماہ رمضان

- ۲۱۲ اعتکاف کا لغوی اور شرعی معنی
 ۲۱۲ نبی کون و مکاں کا معمول
 ۲۱۲ اعتکاف کے ذریعہ شب قدر کی تلاش
 ۲۱۳ اعتکاف کے فضائل
 ۲۱۴ اعتکاف کے اقسام
 ۲۱۴ اعتکاف واجب، سنت مؤکدہ اور نفل
 ۲۱۵ اعتکاف میں کئے جانے والے اعمال
 ۲۱۶ اعتکاف کے چند اوراد و وظائف
 ۲۱۷ ماہ رمضان المبارک کی آخری شب

- ۲۲۲ عید منانا کب سے شروع ہوا
 ۲۲۳ عید کا دن کیسے گزاریں
 ۲۲۳ نماز عید کا طریقہ
 ۲۲۴ غریبوں کا خیال رکھیں
 ۲۲۵ عید کے دن یہ باتیں مستحب ہیں
 ۲۲۵ ان باتوں سے پرہیز کریں

- ۲۲۸ عشرہ ذی الحجہ احادیث کے آئینہ میں
 ۲۲۹ عشرہ ذی الحجہ کی عبادات
 ۲۳۰ دن کو روزے رات کو قیام
 ۲۳۰ عشرہ ذی الحجہ اور اعمال صالحہ
 ۲۳۲ عشرہ ذی الحجہ اور انبیائے کرام
 ۲۳۲ یوم عرفہ کی فضیلت اور اس کا روزہ
 ۲۳۴ نبی اکرم کو قربانی کا حکم
 ۲۳۵ قربانی کا معنی
 ۲۳۵ قربانی کیا ہے؟

کن کن حالتوں میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے

۱۹۱ کفارہ بھی لازم
 ۱۹۲ روزہ توڑنے کا کفارہ

۱۹۳ تراویح کا بیان

۱۹۳ تراویح کا معنی
 ۱۹۴ نبی اکرم نور مجسم کا معمول
 ۱۹۴ تراویح پر صحابہ کرام کی مداومت
 ۱۹۴ تراویح کی رکعات
 ۱۹۵ تراویح کی فضیلت
 ۱۹۶ تراویح میں ختم قرآن
 ۱۹۷ نبی رحمت اور رمضان کا آخری عشرہ

۱۹۹ وجہ تسمیہ
 ۲۰۰ شب قدر احادیث کے آئینہ میں
 ۲۰۰ شب قدر کوئی رات ہے
 ۲۰۱ شب قدر کی علامتیں
 ۲۰۲ شب قدر کو پوشیدہ رکھنے کی حکمتیں
 ۲۰۳ شب قدر کیوں عطا ہوئی
 ۲۰۴ فرشتوں کا نزول
 ۲۰۵ ایک عجیب الخلق فرشتہ کا نزول
 ۲۰۶ فرشتے کیوں نازل ہوتے ہیں
 ۲۰۷ فرشتوں کا سلام
 ۲۰۸ شب قدر اور تدابیر امور
 ۲۰۸ شب قدر کی دعائیں
 ۲۰۹ شب قدر کی نفل نماز
 ۲۱۰ شب قدر سے محرومی کا نقصان

۲۵۹ عقیقہ کیا ہے؟

۲۶۰ عقیقہ کب ہو؟

۲۶۱ عقیقہ کیسے کیا جائے؟

۲۶۱ خون بہاؤ

۲۶۲ حضور نے عقیقہ فرمایا

۲۶۳ زمانہ جاہلیت کا عقیقہ

۲۶۳ عقیقہ کے متعلق مسائل

۲۶۵ زکوٰۃ کا بیان

۲۶۵ زکوٰۃ کا لغوی معنی

۲۶۵ فرضیت زکوٰۃ کا سبب اور غرض و غایت

۲۶۷ اسلام کی بنیاد

۲۶۸ جنت کے دروازے

۲۶۹ صدقہ کے فضائل

۲۷۰ مال میں اضافہ کا ذریعہ

۲۷۰ فرشتوں کا تعجب

۲۷۱ عمر کیسے بڑھے؟

۲۷۲ غضب الہی سے بچاؤ

۲۷۲ صدقہ کو باطل نہ کرو

۲۷۲ جہنمی کون؟

۲۷۳ پیشانی اور کروٹیں داغی جائیں گی

۲۷۴ گلے کا اثر و با

۲۷۴ مال برباد کیسے ہوتا ہے؟

۲۷۵ مال کی محبت کا انجام

۲۷۷ زکوٰۃ سے متعلق چند ضروری مسائل

۲۸۰ زکوٰۃ کس کو دی جائے؟

۲۸۴ حج کا بیان

۲۸۶ مکہ کی تعظیم

۲۳۵ حقیقت قربانی

۲۳۶ قربانی کب سے شروع ہوئی

۲۳۶ حضرت ابراہیم کا خواب

۲۳۷ انبیائے کرام کے خواب

۲۳۸ حضرت اسماعیل کی رضا مندی

۲۳۹ شیطان کا فریب

۲۴۱ قربانی کے لئے تیار

۲۴۲ قربانی کا مقصد

۲۴۲ حضرت اسماعیل کا فدیہ

۲۴۵ قربانی احادیث کے آئینہ میں

۲۴۵ سب سے اچھی قربانی

۲۴۵ سب سے اچھا عمل

۲۴۵ جہنم کی آگ سے حجاب

۲۴۶ سب سے بہتر صدقہ

۲۴۷ عید گاہ نہ آئے

۲۴۷ جنت کی سواری

۲۴۸ حضور نے قربانی کی

۲۴۹ حضرت علی کی قربانی

۲۴۹ ایک بے مثال قربانی

۲۵۰ نمرود نے قربانی کی

۲۵۱ قربانی کس پر واجب ہے

۲۵۲ قربانی کے جانور

۲۵۲ عیب نہ ہو

۲۵۳ قربانی کیسے کریں؟

۲۵۴ قربانی کا گوشت اور چمڑا

۲۵۵ قربانی کے دیگر مسائل

۲۵۹ عقیقہ کے فضائل و مسائل

۲۹۸ حج کا دوسرا دن ۹/رمزی الحج
 ۲۹۸ حج کا تیسرا دن ۱۰/رمزی الحج
 ۲۹۸ حج کا چوتھا دن ۱۱/رمزی الحج
 ۲۹۹ حج کا پانچواں دن ۱۲/رمزی الحج
 ۲۹۹ نوٹ
 ۲۹۹ منیٰ کو روانگی اور عرفہ کا وقوف
 ۲۹۹ منیٰ کے معمولات
 ۳۰۱ شب عرفہ
 ۳۰۲ دعا:
 ۳۰۴ ۹/تاریخ کے معمولات
 ۳۰۷ ضروری گزارش
 ۳۰۷ موقف
 ۳۱۲ ضروری نصیحتیں
 ۳۱۳ مزدلفہ کی روانگی اور اس کا وقوف
 ۳۱۴ دخول مزدلفہ کی دعا
 ۳۱۴ تُو رعلیٰ تُو ر
 ۳۱۶ وادیٰ خضر کیا ہے؟
 ۳۲۰ تمنائے مدینہ
 ۳۲۱ کعبے کا کعبہ دیکھو
 ۳۲۲ زیارتِ روضہ رسول
 ۳۲۳ مشرودہ جانفزا
 ۳۲۵ صحابہ کرام کا جذبہ زیارت النبی
 ۳۲۷ بلال آشفقہ حال
 ۳۳۰ ایک اعرابی دربار رسول میں
 ۳۳۲ معمولاتِ مدینہ منورہ
 ۳۳۳ مدینہ منورہ میں حاضری
 ۳۳۴ حاضری کا طریقہ

۲۸۶ ایک نماز لاکھ کے برابر۔
 ۲۸۶ ایک سو بیس رحمتوں کا نزول
 ۲۸۷ ستر فرشتوں کی آمین
 ۲۸۸ دعا قبول ہونے کے چودہ مقامات
 ۲۸۸ حج صرف اللہ کے لئے
 ۲۸۹ ”حج“ احادیث کی روشنی میں
 ۲۸۹ افضل عمل
 ۲۸۹ حاجی گناہوں سے پاک
 ۲۹۰ حاجی جنتی ہے
 ۲۹۰ گناہ گاروں کی بخشش
 ۲۹۰ موت کے بعد حساب نہ ہوگا
 ۲۹۱ حج و عمرہ کرنے والے شفاعت کریں گے
 ۲۹۱ غلام آزاد کرنے کے برابر
 ۲۹۲ بخشش نہ ہونے کا گمان بھی گناہ
 ۲۹۲ خاتمہ برا ہونے کا اندیشہ
 ۲۹۳ حج بدل
 ۲۹۳ حج اصغر
 ۲۹۳ طواف کے فضائل
 ۲۹۴ ستر ہزار نیکیاں
 ۲۹۴ حجر اسود گواہی دے گا
 ۲۹۵ طواف کرنے کا طریقہ
 ۲۹۵ نمازِ طواف
 ۲۹۶ مقام ابراہیم کی دعا
 ۲۹۷ ملتزم کی دعائیں
 ۲۹۷ زم زم پینے کی دعا اور طریقہ
 ۲۹۸ حج کے پانچ ایام ایک نظر میں
 ۲۹۸ حج کا پہلا دن ۸/رمزی الحج

۳۶۳ شیطان کے فریب سے بچنے کا طریقہ

۳۶۴ کلمہ نجات

۳۶۵ حکایت

۳۶۶ سب سے بھاری کلمہ

۳۶۷ اللہ عزوجل بہتر جمع میں یاد فرماتا ہے

۳۶۸ نجات کا بہترین عمل

۳۶۹ روزانہ ہزار نیکیاں کمائو

۳۷۰ مولیٰ عزوجل کا بے حساب کرم

۳۷۱ سونا چاندی خیرات کرنے سے بہتر عمل

۳۷۲ کون سا عمل افضل ہے

۳۷۳ جنت کی کیا رپوں سے کچھ چن لیا کرو

۳۷۴ افضل کلمات

۳۷۵ جنت میں درخت

۳۷۶ سوغناہ معاف

۳۷۷ فرشتوں کی تسبیح

۳۷۸ جنت کا ایک خزانہ

۳۷۹ صبر کا ثواب

۳۸۰ مصیبت میں ذکر الہی کا نرالا انداز

۳۸۱ گھر جنت میں

۳۸۲ شیطان گھر سے بھاگ جاتا ہے

۳۸۳ ذکر الہی سے غفلت کا نتیجہ

۳۸۴ شیطان مسلط ہو جاتا ہے

۳۸۵ حقوق والدین

۳۸۶ اللہ کی رضا والدین کی رضا میں ہے

۳۹۰ والد کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے

۳۹۰ والدین اولاد کے لئے جنت ہیں

۳۹۱ ماں کے قدموں میں جنت

۳۳۵ حکایات

۳۳۶ ذکر الہی کی برکتیں

۳۳۷ لفظ ذکر کی وسعت

۳۳۸ جنت کی طرف لے جانے والا عمل

۳۳۹ سوچ کا ثواب

۳۴۰ زبان کا صحیح استعمال کرو

۳۴۱ محفل میں فرشتوں کی حاضری

۳۴۲ موتیوں کے منبر

۳۴۳ عذاب سے نجات کا ذریعہ

۳۴۴ محفل ذکر میں بیٹھنے کا حکم

۳۴۵ زبان کو ذکر الہی سے تر کرھو

۳۴۶ دل سخت ہونے کا سبب

۳۴۷ بہترین خزانہ

۳۴۸ اللہ جل شانہ کا ساتھ

۳۴۹ حضور کی شفاعت

۳۵۰ موت کے وقت کلمہ کی برکت

۳۵۱ نور کے ستون کی سفارش

۳۵۲ عرش کی سفارش

۳۵۳ جہنم کی آگ سے بچنے کا علاج

۳۵۴ جہنم حرام ہو جائے

۳۵۵ اللہ عزوجل جہنم حرام فرما دے گا

۳۵۶ جنت کی کنجی

۳۵۷ پتھروں کی گواہی

۳۵۸ آسمانوں کی کنجی

۳۵۹ ایمان تازہ رہتا ہے

۳۶۰ سب سے بہتر شاخ

۳۶۱ ایمان تازہ کرو

۴۱۹ عہد فاروقی کا دردناک واقعہ

۴۲۰ ایک بزرگ کا حج مقبول نہ ہوا

۴۲۲ فرمانبردار بننے کا طریقہ

۴۲۲ مسائل و آداب

۴۲۴ بعد انتقال حسن سلوک کے طریقے

۴۲۵ ماں باپ کے لئے دعائے مغفرت

۴۲۶ ماں باپ کی طرف سے صدقہ کرو

۴۲۷ والدین کی طرف سے حج

۴۲۷ ماں باپ کا قرض ادا کرو

۴۲۸ والدین کی قبروں کی زیارت

۴۳۰ میاں، بیوی کے حقوق

۴۳۰ مرد پر عورت کے حقوق

۴۳۱ بھلائی کرو

۴۳۱ دونوں برابر

۴۳۳ سب سے اچھا کون؟

۴۳۴ عورت کی مثال

۴۳۴ تین باتیں

۴۳۵ ایوب علیہ السلام کا ثواب

۴۳۶ امام غزالی کی نصیحت

۴۳۷ عورتوں پر مردوں کے حقوق

۴۳۸ نیک عورت کون؟

۴۳۸ شوہر کی ناشکری کی سزا

۴۳۹ فرشتوں کی لعنت

۴۴۰ شوہر کی اطاعت لازم

۴۴۱ اللہ کا حق ادا نہ ہوا

۴۴۲ شوہر کی اطاعت کا صلہ جنت

۴۴۳ نماز قبول نہیں ہوتی

۳۹۲ ماں باپ کا دیدار حج مقبول کے برابر

۳۹۳ والد کی دُعا

۳۹۳ ماں کا حق زیادہ ہے

۳۹۶ ماں کی ممتا

۳۹۷ ماں کے کلیجے سے ممتا بھری آواز

۳۹۷ ماں کا حق

۳۹۸ ماں کے ساتھ سلوک

۳۹۹ رضاعی ماں کے ساتھ سلوک

۴۰۰ ماں کے قدم کو بوسہ دینے کی فضیلت

۴۰۰ فرشتے زیارت کو آئیں

۴۰۱ والدہ کی خدمت کا صلہ

۴۰۲ حضرت موسیٰ کی جنت میں رفاقت

۴۰۴ ماں کی دعا

۴۰۴ عمر میں برکت

۴۰۵ اولاد کا مال والدین کا ہوتا ہے

۴۰۶ والدین کی نافرمانی کا انجام

۴۰۷ جنت کی خوشبو سے محروم

۴۰۸ والدین کو رُلا نا منع ہے

۴۰۸ والدین کو مارنے والے کی سزا

۴۰۹ رزق میں تنگی کا سبب

۴۱۰ روز قیامت سب سے سخت عذاب

۴۱۱ خاتمہ خراب ہونے کا اندیشہ

۴۱۳ فرض و نفل غیر مقبول

۴۱۳ نافرمان کو فوری سزا دی جاتی ہے

۴۱۴ حضرت جبریل کی عبرت ناک کہانی

۴۱۶ سرگدھے کا

۴۱۷ ماں کی بددعا کا حیرت ناک اثر

- ۴۶۹ پڑوسی کی تین قسمیں
- ۴۷۱ پڑوسی وراثت کا حقدار
- ۴۷۱ ایمان کا تقاضا
- ۴۷۲ شور بے کی خوشبو اور پڑوسی
- ۴۷۲ پڑوسی دامن تمام لیں گے
- ۴۷۳ خدا کے نزدیک بہترین کون؟
- ۴۷۴ پڑوسی کون ہے؟
- ۴۷۵ تحفہ کا حقدار کون؟
- ۴۷۵ سب سے پہلا مقدمہ
- ۴۷۶ بھلائی اور برائی کی کسوٹی
- ۴۷۶ وہ شخص مومن نہیں
- ۴۷۷ خدائے تعالیٰ سے جنگ
- ۴۷۹ جنت میں نہ جائے گا
- ۴۷۹ عبادت گزار خاتون مگر جہمی!
- ۴۸۰ قیامت کی نشانی
- ۴۸۱ حضرت امام حسن اور پڑوسی
- ۴۸۲ سلطان بایزید اور پڑوسی
- ۴۸۴ غیبت کی مذمت**
- ۴۸۵ غیبت کیا ہے؟
- ۴۸۶ غیبت زنا سے بھی بدتر
- ۴۸۶ حدیث معراج
- ۴۸۷ غیبت کی بدبو
- ۴۸۷ اب کیوں محسوس نہیں ہوتی؟
- ۴۸۸ پیپ، خون اور مواد کی قے
- ۴۹۰ مردار گدھے کا گوشت
- ۴۹۱ غیبت کی قدرے تفصیل
- ۴۹۲ بدن کی غیبت

- ۴۴۴ مردوں کے حقوق کی تفصیل
- ۴۴۵ ڈاکٹر لائسنس کا خدشہ
- ۴۴۶ ان چیزوں کا لحاظ کریں
- ۴۴۸ قسم پوری کر دی
- ۴۵۰ صلہ رحمی کی فضیلت**
- ۴۵۱ صلہ رحمی اور کشادگی رزق
- ۴۵۱ کوئی رشتہ داری توڑے تو آپ جوڑو
- ۴۵۲ غضب خداوندی
- ۴۵۲ صلہ رحمی کثرت مال کا ذریعہ
- ۴۵۴ بری موت سے حفاظت
- ۴۵۵ بہترین انسان
- ۴۵۵ رحمن اور صلہ رحمی
- ۴۵۶ تین اعمال پر جنت
- ۴۵۷ اعمال غیر مقبول
- ۴۵۷ بدترین گناہ
- ۴۵۸ تین محروم انسان
- ۴۵۹ قطع رحمی اور خدا کا غضب
- ۴۵۹ جانوروں سے حُسن سلوک
- ۴۶۰ عورت عذاب کی شکار
- ۴۶۱ بدکار عورت کی بخشش
- ۴۶۲ بارگاہ رسول میں چڑیا کی فریاد
- ۴۶۲ اچھی وصیت
- ۴۶۳ برائی کے بدلے بھلائی
- ۴۶۳ خدا کی رحمت کا ذریعہ
- ۴۶۵ پسندیدہ عمل
- ۴۶۶ جنت سے قریب، جہنم سے دور
- ۴۶۸ پڑوسیوں کے حقوق**

- ۵۱۵ مسلمان کی مصیبت پر خوش ہونے والا
۵۱۶ حضور کو اپنی امت میں حسد کا خوف تھا
۵۱۷ دنیا میں جنت کی بشارت
۵۱۸ عرش الہی کے سایہ میں
۵۱۹ حسد کا وبال
۵۲۱ بزرگوں سے حسد
۵۲۲ ایک سال پہلے جہنم میں
۵۲۲ صرف دو چیزوں میں حسد جائز ہے
۵۲۲ حسد سے بچنے کا طریقہ
۵۳۲ کلمہ پڑھنے کی توفیق نہ ملی

- ۴۹۲ اخلاق کی غیبت
۴۹۲ لباس کی غیبت
۴۹۲ غیبت یا حقیقت بیانی
۴۹۳ غیبت کا کفارہ
۴۹۳ حکایت سعدی علیہ الرحمۃ
۴۹۴ غیبت سے بچنے کا ایک آسان طریقہ

تکبر کی مذمت

- ۴۹۶ پیارے آقا کے فرمودات
۴۹۶ جنت سے محروم
۴۹۷ متکبر پر نظرِ رحمت نہ ہوگی
۴۹۸ متکبر گئے اور خنزیر سے بھی زیادہ ذلیل
۴۹۹ متکبر جہنمی ہے
۵۰۰ تکبر صرف اللہ کو زیبا ہے
۵۰۱ تین اشخاص پر جہنم کا مخصوص عذاب
۵۰۲ متکبر چیونٹیوں کے مانند ہوں گے

جھوٹ کی لعنت

- ۵۰۳ مومن جھوٹا نہیں ہو سکتا
۵۰۴ فرشتہ ایک میل دور چلا جاتا ہے
۵۰۵ جھوٹ علامتِ نفاق ہے
۵۰۶ سب سے بڑا جھوٹ
۵۰۶ جھوٹ گناہِ کبیرہ ہے
۵۰۷ حضرت لقمان کی نصیحت
۵۰۸ سب سے بڑی خیانت
۵۰۸ جھوٹ سے بچنے کی برکت

حسد کی مذمت

- ۵۱۴ حسد اور بغض سابقہ امتوں کی بیماری ہے
۵۱۵ حاسدین اللہ کی نعمتوں کے دشمن ہیں

حمد باری تعالیٰ

کلام: عاشق رسول سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ

وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا
ہمیں بھیک مانگنے کو تیرا آستاں بتایا
تمہیں حاکم برایا تمہیں قاسم عطا یا
تمہیں دافع بلا یا تمہیں شافع خطا یا
وہ کنواری پاک مریم وہ نَفَحْتُ فِيْهِ كَادِم
ہے عجب نشان اعظم مگر آمنہ کا جایا
یہی بولے سدرہ والے چمن جہاں کے تھالے
سبھی میں نے چھان ڈالے تیرے پایہ کا نہ پایا
فَاِذَا فَرَغْتَ فَانصَبْ یہ ملا ہے تجھ کو منصب
جو گدا بنا چکے اب اٹھو وقت بخشش آیا
ارے اے خدا کے بندو! کوئی میرے دل کو ڈھونڈو
میرے پاس تھا ابھی تو ابھی کیا ہوا خدا یا
ہمیں اے رضا تیرے دل کا پتا چلا بمشکل
در روضہ کے مقابل وہ ہمیں نظر تو آیا
یہ نہ پوچھ کیسا پایا



حمد باری تعالیٰ

کلام : حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ

اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ

قلب کو اس کی رویت کی ہے آرزو جس کا جلوہ ہے عالم میں ہر چار سو
بلکہ خود نفس میں ہے وہ سبحانہ عرش پر ہے مگر عرش کو جستجو

اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ

عرش و فرش و زمان و جہت اے خدا جس طرف دیکھتا ہوں ہے جلوہ ترا
ذرے ذرے کی آنکھوں میں تو ہی ضیا قطرے قطرے کی تو ہی تو ہے آبرو

اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ

سارے عالم کو ہے تیری ہی جستجو جن و انس و ملک کو تری آرزو
یاد میں تیری ہر اک ہے سو بسو بن میں وحشی لگاتے ہیں ضربات ہو

اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ

طائرانِ جنان میں تری گفتگو گیت تیری ہی گاتے ہیں وہ خوش گلو
کوئی کہتا ہے حق، کوئی کہتا ہے ہو اور سب کہتے ہیں لا شریک لہ

اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ

خواب نوری میں آئیں جو نورِ خدا بقعہ نور ہو اپنا ظلمت کدا
جگمگا اٹھے دل، چہرہ ہو پُر ضیا نوریوں کی طرح شغل ہو ذکر ہو

اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ

قصیده برده شریف

از: علامه شرف الدین بوسیری علیه الرحمہ

مَوْلَايَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ
اَمِنْ تَذَكُّرِ جِيْرَانٍ بِذِي سَلَمٍ مَرَجْتَ دَمْعًا جَرٰى مِنْ مُّقْلَةٍ بِدَمٍ
مُحَمَّدُ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَالثَّقَلَيْنِ وَالْفَرِيقَيْنِ مِنْ عُرْبٍ وَ مِنْ عَجَمٍ
نَبِيُّنَا الْاَمْرُ النَّاهِي فَلَا اَحَدٌ اَبْرَفِيْ قَوْلٍ لَا مِنْهُ وَلَا نَعَمٍ
هُوَ الْحَبِيْبُ الَّذِي تُرْجٰى شَفَاعَتُهُ لِكُلِّ هَوْلٍ مِّنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحِمٍ
فَاِنَّ فَضْلَ رَسُوْلٍ اللّٰهِ لَيْسَ لَهُ حَدٌّ فَيُعْرَبُ عَنْهُ نَاطِقٌ بِقَمٍ
جَاءَتْ لِدَعْوَتِهِ الْاَشْجَارُ سَاجِدَةً تَمْشٰى اِلَيْهِ عَلٰى سَاقٍ بِلَا قَدَمٍ
يَا اَكْرَمَ الْخَلْقِ مَا لِيْ مِنْ الْوُدِّ بِهِ سِوَاكَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ
فَاِنَّ مِنْ جُودِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتْهَا وَ مِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمُ اللّٰوْحِ وَ الْقَلَمِ
ثُمَّ الرِّضَا عَنْ اَبِيْ بَكْرٍ وَ عَنْ عُمَرَ وَ عَنْ عَلِيٍّ وَ عَنْ عُثْمَانَ ذِي الْكَرَمِ
وَ الْاٰلِ وَ الصَّحْبِ ثُمَّ التَّابِعِيْنَ لَهُمْ اَهْلُ التَّقٰى وَ النُّقٰى وَ الْحِلْمِ وَ الْكَرَمِ
فَاغْفِرْ لِنَاشِدِهَا وَ اغْفِرْ لِقَارِئِهَا سَاَلْتُكَ الْخَيْرَ يَا ذَا الْجُودِ وَ الْكَرَمِ

يَا رَبِّ بِاَلْمُصْطَفٰى بَلِّغْ مَقَاصِدَنَا

وَ اغْفِرْ لَنَا مَا مَضٰى يَا وَّاسِعَ الْكَرَمِ

نعت پاک

کلام: عاشق رسول اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمہ

ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں
جس راہ چل دیئے ہیں کوچے بسا دیئے ہیں

ان کے ثنار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو
جب یاد آگئے ہیں سب غم بھلا دیئے ہیں

جب آگئی ہیں جوشِ رحمت پہ ان کی آنکھیں
جلتے بجھا دیئے ہیں، روتے ہنسا دیئے ہیں

اک دل ہمارا کیا ہے، آزار اس کا کتنا
تم نے تو چلتے پھرتے مردے جلا دیئے ہیں

ہم سے فقیر بھی اب پھیری کو اٹھتے ہوں گے
اب تو غنی کے در پر بستر جما دیئے ہیں

آنے دو یا ڈبو دو اب تو تمہاری جانب
کشتی تمہیں پہ چھوڑی لنگر اٹھا دیئے ہیں

اللہ کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہوگا
رو رو کے مصطفیٰ نے دریا بہا دیئے ہیں

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہا دیئے ہیں دُر بے بہا دیئے ہیں

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم
جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

چشمِ تر چاہئے

از:.....مولانا محمد شاہ کر علی نوری (امیر سنی دعوتِ اسلامی)

درِ دِل چاہئے چشمِ تر چاہئے
مجھ کو آقا کی پیاری نظر چاہئے

ہے منور ضیا سے یہ سارا جہاں سب کے دل کی حقیقت ہے اُن پر عیاں
میرے دل کی تمنا ہے جانِ جہاں نور کی اک کرن اب ادھر چاہئے
سرورِ دو جہاں کا ہے بے حد کرم ذاتِ والا سے قائم ہے میرا بھرم
مجھ کو آقا دکھاتے ہو اپنا حرم آپ کی دید کو چشمِ تر چاہئے
خود خدا نے بنایا ہے تم کو حبیب اور اس نے بنایا ہے تم کو طبیب
مرضِ عصیاں سے اب تو شفا ہو نصیب سنتوں پر عمل عمر بھر چاہئے
یا نبی مجھ پہ ہو اک کرم کی نظر بارِ عصیاں سے اب تو جھکی ہے کمر
کوئی حسنِ عمل تو نہیں ہے مگر مجھ کو بخشش کا زادِ سفر چاہئے
بھیکِ علم و عمل کی عطا کیجئے اپنی سنت کا پیکر بنا دیجئے
جامِ الفت مجھے اب پلا دیجئے وقتِ آخر مجھے وہ نظر چاہئے
مجھ کو آقا مدینے بلاتے رہیں اپنا مہماں ہمیشہ بناتے رہیں
شاگردِ بے نوا کو نبھاتے رہیں آخری وقت مجھ کو یہ در چاہئے

ترانہ سنی دعوتِ اسلامی

سنی دعوتِ اسلامی کی دعوت ہر سو عام کریں
سنت کو گھر گھر پھیلائیں تبلیغِ اسلام کریں

توحید و سنت کا اجالا سارے جہاں میں پھیلائیں
نورِ حدیث و قرآن سے تاریک دلوں کو چمکائیں
دین کے سانچے میں ڈھل جائیں پورے سب احکام
کریں
سنت کو گھر گھر پھیلائیں تبلیغِ اسلام کریں

کریں طہارت روحِ دل کی درسِ حدیث و قرآن سے
جذبہٴ حق پیدا ہو دلوں میں دل ہو منور ایمان سے
روح و خیال و قلب و نظر کو پابندِ اسلام کریں
سنت کو گھر گھر پھیلائیں تبلیغِ اسلام کریں

نماز کا مقصد سمجھا کر کر دے نمازی ہم سب کو
رب کے آگے سر کو جھکا کر کرنا ہے راضی رب کو
بندہ و رب میں ربط بڑھائیں آؤ ایسا کام کریں
سنت کو گھر گھر پھیلائیں تبلیغِ اسلام کریں

سفید عمامہ ہے ہمارا نشان امنِ عالم کا
غلامی محبوبِ خدا کا گردن میں ہے ہر پٹا
شاگرد و صابر رہتے ہوئے ہم اپنا دینی کام کریں
سنت کو گھر گھر پھیلائیں تبلیغِ اسلام کریں

ایمان کا بیان

اللہ جل جلالہ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

ذَلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوهُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ ۝ یہ ہے اللہ عز وجل تمہارا رب اور اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں ہر چیز کا بنانے والا تو اسے پوجو وہ ہر چیز پر نگہبان ہے۔ (کنز الایمان، پ ۷ رکوع ۱۸)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے، اچانک ایک شخص ہمارے سامنے آیا جس کے کپڑے نہایت سفید اور بال کالے سیاہ تھے، نہ اس پر سفر کی کوئی علامت دکھائی دیتی تھی اور نہ ہم میں سے کوئی اسے جانتا تھا۔ آخر وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ گیا اور اس نے اپنے گھٹنے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھٹنوں سے ملا دیئے اور اپنے دونوں ہاتھ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رانوں پر رکھ دیئے۔ پھر کہنے لگا: اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مجھے اسلام کے بارے میں بتائیے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے کہ اللہ عز وجل کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور تو نماز پڑھے، زکوٰۃ دے، رمضان کے روزے رکھے اور کعبۃ

اللہ کا حج کرے اگر تو اس کے راستے کی استطاعت رکھتا ہو۔

اس نے کہا: آپ نے سچ فرمایا۔ (راوی کہتے ہیں) ہمیں اس پر تعجب ہوا کہ وہ
نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال بھی کرتا ہے اور پھر ان کی تصدیق بھی کرتا
ہے۔

پھر اس نے کہا: مجھے ایمان کے بارے میں بتائیے۔ رحمت عالم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا (ایمان یہ ہے کہ) اللہ کے فرشتوں، اس کی
کتابوں، اس کے رسولوں اور آخرت کے دن پر اور بھلی، بُری تقدیر کی
تصدیق کرے۔ اس شخص نے کہا: آپ نے سچ فرمایا۔ پھر اس نے کہا ”
مجھے احسان کے بارے میں بتائیے“۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا
(احسان یہ ہے کہ) تو اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرے کہ گویا تو اسے
دیکھ رہا ہے۔ اگر تو اسے دیکھ نہیں سکتا تو (کم از کم اتنا خیال ہو کہ) وہ تجھے
دیکھ رہا ہے۔ (مسلم شریف جلد اول، ص: ۲۷)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ بالا
حدیث پاک کی تشریح کرتے ہوئے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر
فرماتے ہیں ”اسلام، ظاہری اعمال کا نام ہے (مثلاً نماز پڑھنے، روزہ رکھنے، زکوٰۃ
دینے، وغیرہم کا) اور ایمان نام ہے اعتقاد باطن کا (مثلاً اللہ عزوجل اور اس کے
پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دل سے ماننے کا) اور اسلام و ایمان کے مجموعے کا
نام دین ہے۔“

ایمان باللہ اور اس کے تقاضے

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ تعالیٰ

پر ایمان لانے کے بعد اس کا تقاضا یہ ہے کہ بندہ مومن اپنے معبودِ برحق کے ہر حکم کا تابع و فرمانبردار رہے اور اس کے نائب مطلق، نبی آخر الزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت میں سرشار ہو کر آپ کی لائی ہوئی شریعت کے احکامات کا پابند رہے تاکہ بندہ رضائے الہی کا حقدار ہو جائے۔

اللہ کی ذات و صفات کے متعلق عقائد

عقیدہ:- اللہ ایک ہے، پاک اور بے مثل، بے عیب ہے۔ ہر کمال و خوبی کا جامع ہے۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اس کے سوا جو کچھ ہے، پہلے نہ تھا جب اس نے پیدا کیا تو ہوا۔ وہ کسی بھی بات میں کسی کا محتاج نہیں اور سب اسی کے محتاج ہیں۔ وہ سب کا مالک ہے جو چاہے کرے۔ بغیر اس کے چاہے ذرہ ہل نہیں سکتا۔ سب اس کے بندے ہیں، وہ اپنے بندوں پر ماں، باپ سے زیادہ مہربان، رحم فرمانے والا، گناہ بخشنے والا، توبہ قبول فرمانے والا ہے۔ عزت و ذلت، مال و دولت سب اسی کے قبضے میں ہے۔

عقیدہ:- ہدایت و گمراہی اسی کی جانب سے ہے، جسے چاہے ہدایت دے اور جسے چاہے گمراہ کر دے، اس کا ہر کام، حکمت اور انصاف ہے۔ بندے کی سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔ بندوں پر اس کے احسانات بے انتہا ہیں۔

عقیدہ:- وہی اللہ جل جلالہ اس لائق ہے کہ صرف اسی کی عبادت کی جائے، اس کے سوا دوسرا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں۔

عقیدہ:- حقیقی بادشاہ اللہ تعالیٰ ہی ہے اور وہی علیم و حکیم ہے۔ کوئی چیز اللہ عز و جل کے علم سے باہر نہیں، دلوں کے خطروں اور وسوسوں کی بھی خبر رکھتا ہے، اس کے علم کی کوئی انتہا نہیں۔

عقیدہ:- اللہ رب العزت جو چاہے، جیسا چاہے کرے۔ کسی کا اس پر کوئی دباؤ نہیں اور نہ کوئی اس کے ارادے سے اس کو روکنے والا ہے، بندوں کے اچھے کام سے خوش

ہوتا ہے اور برے کام سے ناراض ہوتا ہے۔

عقیدہ: حقیقتاً روزی پہونچانے والا، اولاد عطا فرمانے والا نیز ہر ضرورت پوری کرنے والا وہی ہے، فرشتے وغیرہ وسیلہ اور واسطہ ہیں۔

عقیدہ: خدائے تعالیٰ کے لئے ہر عیب ناممکن بلکہ محال ہے۔ جیسے جھوٹ، جہالت، بھول، ظلم وغیرہ تمام برائیاں خدا کے لئے محال ہیں اور جو یہ مانے کہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے، لیکن بولتا نہیں، ایسا عقیدہ رکھنے والا گمراہ ہے گویا وہ مان رہا ہے کہ خدا عیبی تو ہے لیکن اپنا عیب (جھوٹ) چھپائے ہوئے ہے۔ (معاذ اللہ)

انبیاء و ملائکہ کے متعلق عقائد

رسول: رسول کے معنی ہیں خدائے تعالیٰ کے یہاں سے بندوں کے پاس خدائے تعالیٰ کا پیغام لانے والا۔

نبی: وہ آدمی ہے جس کے پاس وحی یعنی خدائے تعالیٰ کا پیغام آیا، لوگوں کو خدائے تعالیٰ کا راستہ بتانے کیلئے۔

عقیدہ: کئی نبی اور کئی فرشتے رسول ہیں، سب نبی مرد ہی تھے۔ نہ کوئی جن نبی ہوا نہ کوئی عورت نبی ہوئی۔

عقیدہ: نبی اور رسول محض اللہ عز و جل کی مہربانی سے ہوتے ہیں اس میں آدمی کی کوشش نہیں چلتی، البتہ اللہ تعالیٰ نبی یا رسول اسی کو بناتا ہے جس کو وہ اس لائق پیدا فرماتا ہے۔

عقیدہ: جو نبی یا رسول ہوتے ہیں وہ پہلے سے ہی تمام بری باتوں سے دور رہتے ہیں ان میں ایسی کوئی بات نہیں ہوتی جس کی وجہ سے لوگ ان سے نفرت کریں۔

عقیدہ: سب نبی اور تمام فرشتے معصوم ہوتے ہیں یعنی ان سے کوئی گناہ ہو ہی نہیں سکتا۔

عقیدہ: اللہ تعالیٰ کا پیغام بندوں تک پہنچانے میں ان سے کوئی بھول، چوک نہیں ہو سکتی، ان سے بھول، چوک محال ہے۔

عقیدہ: نبی اور فرشتے کے علاوہ کسی امام اور ولی کو معصوم ماننا گمراہی اور بد مذہبی ہے۔ اگرچہ امام اور ولیوں سے بھی گناہ نہیں ہوتا۔ لیکن کبھی کوئی گناہ ہو جائے تو شرعاً محال بھی نہیں۔
عقیدہ: اللہ عزوجل کی تمام مخلوق میں نبی سب سے افضل ہوتے ہیں۔

عقیدہ: ولی کتنے ہی بڑے رتبے والا کیوں نہ ہو۔ کسی نبی کے برابر نہیں ہو سکتا جو کوئی کسی بھی بندے کو کسی نبی سے افضل، یا برابر بتائے وہ گمراہ، بد مذہب ہے۔

عقیدہ: نبی کی تعظیم فرض عین بلکہ تمام فرائض کی اصل ہے کسی نبی کی ادنیٰ سی توہین کفر ہے۔

عقیدہ: تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی اپنی قبروں میں دنیوی زندگی کی طرح آج بھی زندہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ”كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ“ کے پورا ہونے کی خاطر ایک لمحہ کے لئے انہیں موت آئی۔ پھر اللہ نے اپنی قدرت کاملہ سے انہیں زندہ فرمادیا۔ ان کی زندگی شہیدوں کی زندگی سے بہت بڑھ کر ہے۔

عقیدہ: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں کو غیب کی باتیں بھی بتائیں۔ نبیوں کو یہ علم غیب اللہ تعالیٰ کے دیئے سے ہے۔ نبیوں کا علم غیب عطائی ہے اور اللہ تعالیٰ کا علم غیب چونکہ کسی کا دیا ہوا نہیں ہے بلکہ اسے خود حاصل ہے لہذا اس کا علم ذاتی ہے۔ اس لئے انبیائے کرام کے لئے علم غیب ماننا شرک نہیں بلکہ ایمان ہے۔ جیسا کہ بہت سی آیتوں اور احادیث سے ثابت ہے۔

عقیدہ: اللہ رب العزت نے ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام

کائنات سے پہلے اپنے نور کی تجلی سے پیدا فرمایا۔ انبیاء، فرشتے، زمین و آسمان، عرش و کرسی، تمام جہان کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور کی جھلک سے پیدا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے بعد ہر خوبی اور کمال کا جامع ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بنایا۔ اس نے اپنے تمام خزانوں کی کنجیاں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمادیں۔ دین و دنیا کی تمام نعمتوں کا دینے والا خدا ہے اور بانٹنے والے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔

عقیدہ: اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بیداری کی حالت میں معراج عطا فرمائی، یعنی عرش پر بلایا اور اپنا دیدار آنکھوں سے کرایا، اپنا کلام سنایا، جنت، دوزخ، عرش، کرسی وغیرہ تمام چیزوں کی سیر کرائی۔ قیامت کے دن آپ ہی سب سے پہلے امت کی شفاعت فرمائیں گے، بندوں کے گناہ معاف کرائیں گے، درجے بلند کرائیں گے، ان کے علاوہ اور بہت سی خصوصیتیں ہیں، جن کی تفصیل علمائے اہل سنت کی کتابوں میں ملاحظہ ہو۔

عقیدہ: اللہ عز و جل نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے اپنے نبیوں پر مختلف کتابیں اور صحیفے نازل فرمائے۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر توریت، حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام پر زبور، حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل اور دیگر نبیوں پر دوسری کتابیں یا صحیفے نازل فرمائے۔ ان نبیوں کی امتوں نے ان کتابوں کو گھٹا، یا بڑھا دیا اور اللہ تعالیٰ کے احکام کو بدل ڈالا۔ تب اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قرآن پاک نازل فرمایا۔ قرآن پاک میں ہر چیز کا علم ہے۔ قرآن پاک ابتدائے اسلام سے آج تک ویسا ہی ہے جیسا نازل ہوا تھا اور ہمیشہ ویسا ہی رہے گا۔ اس قرآن پاک پر ایمان لانا ہر شخص پر لازم ہے۔ اب نہ کوئی نبی آنے والے ہیں اور نہ

کوئی کتاب آنے والی ہے۔ جو اس کے خلاف عقیدہ رکھے وہ مومن نہیں۔

عقیدہ: فرشتے اللہ عزوجل کی نوری مخلوق ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ طاقت دی ہے کہ جو چاہیں بن جائیں۔ فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف کچھ نہیں کرتے، نہ جان بوجھ کر نہ بھول کر اس لئے کہ فرشتے معصوم ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بہت سے کام فرشتوں کے سپرد فرمایا ہے۔ کوئی فرشتہ جان نکالنے پر، کوئی پانی برسانے پر، کوئی ماں کے پیٹ میں بچہ کی صورت بنانے پر اور کوئی بندوں کے نامہ اعمال لکھنے پر مقرر ہے۔ وغیرہ

عقیدہ: فرشتے نہ مرد ہیں نہ عورت، بلکہ وہ نوری جسم کی مخلوق ہیں۔ فرشتوں کا انکار کرنا یا ان سے غلطی ہونے کا امکان ماننا بھی گمراہی ہے اور ایسا شخص مومن نہیں۔

موت کے متعلق عقائد

عقیدہ: موت کا آنا بھی حق ہے ہر شخص کی عمر مقرر ہے نہ اس سے گھٹ سکتی ہے اور نہ بڑھ سکتی ہے۔ جب زندگی کا وقت پورا ہو جاتا ہے تو حضرت عزرائیل (جو موت کے فرشتے ہیں) آتے ہیں اور بندے کی روح نکال کر لے جاتے ہیں۔ لیکن روح بدن سے نکل کر ٹپتی نہیں ہے بلکہ عالم برزخ میں رہتی ہے۔ ایمان و عمل کے اعتبار سے روح کے لئے الگ جگہ مقرر ہے قیامت آنے تک وہیں رہے گی۔ بہر حال روح ٹپتی نہیں ہے اور جس حال میں بھی ہوا اپنے بدن سے ایک طرح کا لگاؤ رکھتی ہے بدن کی تکلیف سے اسے بھی تکلیف ہوتی ہے۔ اور بدن کے آرام سے روح بھی آرام پاتی ہے۔ اور جو کوئی قبر پر آئے اسے دیکھتی، پہچانتی اور اس کی بات بھی سنتی ہے۔ مسلمان کی نسبت سے تو حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب مسلمان مر جاتا ہے تو اس کی راہ

کھول دی جاتی ہے جہاں چاہے جائے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ”روح کیلئے کوئی جگہ، دور یا نزدیک نہیں بلکہ سب برابر ہے۔“

مردے سے سوال و جواب

عقیدہ: منکر تکبیر یہ دو فرشتے ہیں، جو مردہ سے بڑی کڑک آواز میں سختی سے جھڑکتے ہوئے تین سوالات کرتے ہیں (۱) مَنْ رَبُّكَ؟ تیرا رب کون ہے (۲) مَا دِیْنُکَ؟ تیرا دین کیا ہے (۳) مَا کُنْتَ تَقُولُ فِی شَأْنِ هَذَا الرَّجُلِ؟ ان کے بارے میں تو کیا کہتا تھا؟ مردہ اگر مسلمان مرا ہے تو پہلے سوال کے جواب میں کہے گا ”رَبِّیَ اللّٰهُ“ میرا رب اللہ ہے اور دوسرے سوال کے جواب میں کہے گا ”دِیْنِیَ الْاِسْلَامُ“ میرا دین اسلام ہے اور تیسرے سوال کے جواب میں کہے گا ”هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم“ یہ اللہ کے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر رحمت اور سلام نازل ہو، جب مومن مردہ ہر سوال کا جواب صحیح دے دیگا تو اب اس کے لئے فرشتے حکم الہی سے جنت کا مکمل انتظام کریں گے جس میں وہ قیامت تک رہے گا اور اگر مردہ کافر ہے تو سوالات کے جوابات نہ دے سکے گا اور کہے گا: ”ہَاہُ ہَاہُ لَا اَدْرِی“ یعنی افسوس افسوس مجھے تو کچھ معلوم نہیں۔ اب فرشتے اس کے لئے عذاب دینے پر مسلط ہوں گے اور قیامت تک اسے عذاب دیا جاتا رہے گا۔

عقیدہ: ثواب و عذاب مردہ کے بدن اور روح دونوں پر ہوگا، مردہ اگر دفن نہیں کیا گیا بلکہ جلا دیا گیا، یا کہیں پڑا رہ گیا، یا پھینک دیا گیا، غرضیکہ کہیں ہو اس سے وہیں سوال ہوگا یہاں تک کہ جسے شیر کھا گیا تو شیر کے پیٹ میں اس سے سوال ہوگا اور عذاب یا ثواب بھی وہیں ہوگا۔

عقیدہ: قبر میں آرام یا تکلیف کا ہونا حق ہے، قبر کے عذاب اور ثواب کا منکر گمراہ ہے۔

عقیدہ: انبیائے کرام سے قبر کے سوالات نہیں ہوتے بلکہ بعض امتیوں سے بھی قبر کے سوالات نہ ہوں گے۔ جیسے جمعہ اور رمضان میں انتقال کرنے والے مسلمان۔

مسئلہ: نبی، ولی، عالم دین، شہید، حافظ قرآن، جو قرآن پر عمل بھی کرتا ہو اور وہ بندہ جس نے کبھی گناہ نہ کیا ہو اور وہ بندہ جو ہر وقت درود شریف پڑھتا ہو، ان تمام کے بدن کو مٹی نہیں کھا سکتی۔ جو شخص انبیائے کرام کو یہ کہے کہ ”مر کر مٹی میں مل گئے“ وہ شخص بے دین، گمراہ اور مرتکب توہین ہے۔ (العیاذ باللہ)

قیامت آنے کا حال اور اس کی چند نشانیاں

عقیدہ: ایک دن دنیا اور اس کی ہر چیز فنا ہو جائے گی۔ اللہ عزوجل کے سوا کچھ باقی نہ رہے گا، اسی کو قیامت کہتے ہیں۔ قیامت آنے سے پہلے اس کی نشانیاں ظاہر ہوں گی۔ جن میں سے کچھ اس طرح ہیں۔

☆ دنیا سے علم دین اٹھ جائے گا یعنی علمائے حق اٹھائے جائیں گے۔

☆ جہالت کی کثرت ہوگی۔

☆ شراب اور زنا کی کثرت ہوگی۔

☆ مرد اپنی عورت کے کہنے میں ہوگا اور ماں باپ سے جدا رہے گا۔

☆ گانے بجانے کی کثرت ہوگی۔

☆ پہلے کے لوگوں پر لوگ لعنت کریں گے، ان کو برا کہیں گے۔

☆ بدکار اور نااہل لوگ سردار بنائے جائیں گے۔

☆ دین پر قائم رہنا اتنا کٹھن ہوگا جیسے مٹھی میں انکار لینا۔

☆ وقت میں برکت نہ ہوگی یعنی وقت بہت جلد جلد گزرے گا۔

☆ درندے، جانور، آدمی سے بات کریں گے۔

☆ سورج پچھتم سے نکلے گا اور اس نشانی کے ظاہر ہوتے ہی توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ اس وقت اسلام لانا قبول نہ ہوگا۔

اللہ اکبر! ان علامات کے سوا، بڑا دجال بھی آئے گا اور اس دجال کے علاوہ تمیں دجال اور بھی ہوں گے، جو سب نبی ہونے کا دعویٰ کریں گے، حالانکہ نبوت کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے۔ ہمارے نبی سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہ ہوگا۔ ان دجالوں میں بہت سے گزر چکے جیسے، مسیلمہ کذاب، طلحہ بن خویلد، سجا ح، اسود عنسی، مرزا علی محمد باب، مرزا علی حسین بہاء اللہ، مرزا غلام احمد قادیانی، وغیرہ اور جو باقی ہیں وہ ضرور ظاہر ہوں گے۔ (نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْهُمْ)

وضو کے فضائل و مسائل

اللہ عزوجل قرآن مقدس میں ارشاد فرماتا ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ۝ اے ایمان والو! جب تم نماز پڑھنے کا ارادہ کرو تو اپنے منہ اور کہنیوں تک ہاتھوں کو دھوؤ اور سروں کا مسح کرو اور ٹخنوں تک پاؤں دھوؤ۔

وضو نماز کے لئے اس حد تک ضروری ہے کہ نماز کی صحت وضو کے بغیر ممکن ہی نہیں، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کسی کی نماز قبول نہیں ہوگی جب وہ محدث ہو جب تک کہ وضو نہ کر لے۔ (مسلم شریف)

اسی طرح حضرت اسامہ بن عمیر ہذلی سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”لَا يَقْبَلُ اللَّهُ صَلَاةَ إِلَّا بِطَهُورٍ“ اللہ تعالیٰ کسی نماز کو بغیر طہارت قبول نہیں فرماتا۔ (ابن ماجہ ۲۴۱)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! حدیث دو طرح کے ہیں، ایک حدیث اکبر دوسرا حدیث اصغر۔ حدیث اکبر وہ ہے جس کی بنا پر غسل واجب ہو جاتا ہے جیسے احتلام ہونا، جماع کرنا وغیرہ اور حدیث اصغر وہ ہے جس کی وجہ سے وضو ٹوٹ جائے جیسے ہوا خارج ہونا، منہ بھرتے ہونا وغیرہ۔ پہلی حدیث میں جو حدیث کا ذکر ہے اس سے مراد حدیث اصغر ہے یعنی اگر کسی شخص کا وضو ٹوٹ جائے اور وہ

وضو کئے بغیر نماز ادا کرے تو اس کی نماز بارگاہِ خداوندی میں غیر مقبول ہوتی ہے کیوں کہ نماز کے لئے طہارت شرط ہے اور جب نماز کی صحت کی شرط ہی نہیں پائی گئی تو نماز صحیح نہیں ہوئی اور جب نماز صحیح نہ ہوئی تو بارگاہِ خداوندی میں قبول بھی نہ ہو سکے گی۔

نماز کی کنجی

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ الصَّلَاةُ وَ مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُورُ“ جنت کی کنجی نماز ہے اور نماز کی کنجی وضو ہے۔

جنت کے آٹھ دروازے

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے اچھی طرح وضو کیا پھر اس نے کھڑے ہو کر اس طرح نماز پڑھی کہ اس کو علم ہو کہ وہ نماز میں کیا پڑھ رہا ہے تو وہ اس دن کی طرح (گناہوں سے صاف) ہو جائے گا جس دن وہ اپنی ماں کے لطن سے پیدا ہوا تھا۔ (مصنف ابن ہمام صنعانی جلد اول ص ۴۵)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس حدیث میں یہ فرمایا گیا کہ اچھی طرح وضو کر کے دل کو حاضر رکھتے ہوئے نماز ادا کرنے والے کو اللہ عز و جل گناہوں سے اس طرح پاک فرما دیتا ہے جیسے ابھی ابھی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔ اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”مَنْ تَوَضَّأَ فَأَسْبَغَ الْوُضُوءَ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى صَلَاةً يَعْلَمُ مَا يَقُولُ فِيهَا ثُمَّ قَالَ فِيهَا أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ فَتُحْتَلَّى ثَمَانِيَةُ أَبْوَابٍ مِنَ الْجَنَّةِ يَدْخُلُ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ“ جس شخص نے اچھی طرح وضو کیا پھر کھڑے ہو کر اس طرح نماز پڑھی کہ اس کو علم ہو کہ وہ نماز

میں کیا پڑھ رہا ہے پھر اس نے ”أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُوْلُهُ“ پڑھا تو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دئے جائیں گے وہ جس دروازے سے چاہے گا جنت میں داخل ہو جائے گا۔ (مصنّف ابن ہمام صنعانی جلد اول ص ۴۶)

اس حدیث سے مراد یا تو یہ ہے کہ التحیات میں جو کلمہ شہادت پڑھا جاتا ہے اس وقت جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں یا یہ کہ سلام پھیرنے کے بعد کلمہ شہادت پڑھنے سے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دئے جاتے ہیں۔

گناہ جھڑتے ہیں

جو بندہ وضو کرتا ہے تو وضو کی برکت سے اس کے بدن سے گناہ جڑھ جاتے ہیں، چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ”مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ جَسَدِهِ حَتَّى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِهِ“ جو شخص اچھی طرح وضو کرے تو اس کے گناہ اس کے جسم سے نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ اس کے ناخنوں کے نیچے سے بھی نکل جاتے ہیں۔

(انوار الہدیث ۱۳۲)

حضرت عبداللہ ضابحی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا: جو کوئی وضو کرے اور کلی اور ناک میں پانی چڑھائے تو اس کے ناک اور منہ سے اس کے گناہ نکل جاتے ہیں اور جب اپنا چہرہ دھلتا ہے تو اس کے چہرے سے گناہ نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ اس کی آنکھوں کے کناروں سے بھی نکل جاتے ہیں پھر جب وہ اپنے ہاتھ دھلتا ہے تو اس کے گناہ اس کے ہاتھوں سے نکل جاتے ہیں پھر جب وہ اپنے سر کا مسح کرتا ہے تو اس کے گناہ اس کے سر سے نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ اس کے کانوں سے نکل جاتے ہیں پھر جب وہ اپنے پیر دھلتا ہے تو

اس کے گناہ اس کے پیر سے نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ اس کے پیروں کے ناخنوں سے بھی نکل جاتے ہیں اور اس کی نماز اور اس کا مسجد تک چلنا اس کے لئے مزید ثواب و بلندی درجات باعث ہوتا ہے۔ (ابن ماجہ ۲۴/۲۵)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس حدیث میں گناہ کے جھڑنے کا جو ذکر ہے اس سے مراد گناہِ صغائر ہیں کیوں کہ کبائر توبہ کے ذریعہ معاف ہوتے ہیں البتہ جن کے گناہِ صغائر نہیں ہوتے صرف گناہِ کبائر ہوتے ہیں تو وضو کرنے کی برکت سے ان کے کبائر میں تخفیف ہو جاتی ہے اور جن کے صغائر و کبائر دونوں گناہ نہیں ہوتے اللہ عز و جل اپنے فضل و کرم سے ان کے درجات کو بلند فرما دیتا ہے۔

اپنی چمک زیادہ کرو

وضو کی برکت سے قیامت کے دن اعضائے وضو چمکتے ہوں گے اور جو لوگ اچھی طرح وضو کرتے ہیں اور ہمیشہ با وضو رہنے کے عادی ہیں وہ آسانی سے پہچانے جا سکیں گے۔ اس سلسلے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ”إِنَّ أُمَّتِي يُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنْ أَثَارِ الْوُضُوءِ فَمَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يُطِيلَ غُرَّتَهُ فَلْيَفْعَلْ“ قیامت کے دن میری امت اس حالت میں بلائی جائے گی کہ منہ اور ہاتھ پاؤں آثار وضو سے چمکتے ہوں گے تو جس سے ہو سکے چمک زیادہ کرے۔ (مشکوٰۃ)

(شریف: ۳۹)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس حدیث میں اس بات کی وضاحت ہے کہ جو شخص وضو کرے گا قیامت کے دن اس کے اعضا وضو کی وجہ سے چمکتے ہوں گے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس سے ممکن

ہو وہ اپنی چمک زیادہ کرے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمیشہ با وضو رہے اور ہر نماز کے وقت اگرچہ وضو ہو دوبارہ وضو کر لیا کرے تو جو شخص جتنی زیادہ مرتبہ وضو کرے گا اس کے اعضا اتنے ہی زیادہ چمکتے ہوں گے۔ یا اس کا مطلب یہ ہے کہ اعضائے وضو جتنا دھلنے کا حکم ہے اس سے زیادہ دھلا جائے جیسا کہ دوسرے مقام پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”تَبْلُغُ الْحِلْيَةُ مِنَ الْمُؤْمِنِ حَيْثُ يَبْلُغُ الْوُضُوءُ“ مومن کے وضو کا پانی جہاں جہاں پہنچے گا وہاں تک اس کے عضو کو مزین کر دیا جائے گا۔ (مشکوٰۃ شریف: ۳۹)

لہذا کوشش کریں کہ ہمیشہ با وضو رہیں اور ہر نماز کے لئے وضو پر وضو کر لیا کریں تاکہ قیامت کے دن ان لوگوں کی فہرست میں شامل ہو سکیں جن کے اعضا آثار وضو سے چمکتے ہوں گے۔

حوضِ کوثر پر استقبال

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک قبرستان میں تشریف لائے اور ارشاد فرمایا ”الْسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِينَ وَ اَنَا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ وَ دِدْتُ اَنَا قَدْ رَاَيْنَا اِخْوَانَنَا“ (تم پر سلامتی ہوا اے مومنوں کے گھر اور ہم انشاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں، مجھے اپنے بھائیوں کی زیارت سے مسرت ہوئی) صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہم آپ کے بھائی نہیں؟ آپ نے فرمایا: تم میرے ساتھی ہو، ہمارے بھائی وہ ہیں جو بعد میں آنے والے ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا کہ آپ کی امت میں جو لوگ بعد میں آنے والے ہیں ان کو آپ کیسے پہچانیں گے؟ آپ نے فرمایا: اگر کوئی شخص ایسا ہو کہ جس کے چمکدار رنگ والے خچر ہوں سیاہ رنگ والے خچروں کے درمیان تو کیا وہ اپنے خچر کو نہیں پہچان سکے گا؟ لوگوں نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ نے

فرمایا: وہ لوگ قیامت میں اس طرح آئیں گے کہ آثار وضو سے ان کے اعضا چمکتے ہوں گے اور میں حوض کوثر پر ان کا استقبال کروں گا۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! کتنا خوش نصیب ہوگا وہ شخص کہ اللہ عزوجل کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حوض کوثر پر جس کا استقبال کریں اور یہ فضیلت کیسے حاصل ہوگی، وضو کرنے کی وجہ سے کہ آثار وضو سے جب اعضا چمکتے ہوں گے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پہچان لیں گے کہ یہ میری امت کا ایسا شخص ہے جو پنجوقتہ نمازوں کے لئے وضو کیا کرتا تھا۔ لہذا ہر نماز کے لئے مسجد میں حاضر ہو جائیں اور ہمیشہ با وضو رہنے کی کوشش کریں تا کہ قیامت کے دن حوض کوثر پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے استقبال کے حقدار ہو سکیں۔ اللہ عزوجل ہمیں توفیق عطا فرمائے۔

ایمان کا حصہ

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”اِسْبَاغُ الْوُضُوءِ شَطْرُ الْاِيْمَانِ“ اچھی طرح وضو کرنا ایمان کا آدھا حصہ ہے۔ (ابن ماجہ ۲۴/۱)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس حدیث میں اسباغ الوضو سے مراد وضو کے تمام فرائض و سنن و مستحبات کو اچھی طرح سے ادا کرنا اور تمام مکروہات سے بچتے ہوئے وضو کرنا۔ اس حدیث میں وضو کو ایمان کا آدھا حصہ فرمایا گیا ہے اس کی وجہ محدثین کرام نے یہ بیان فرمایا ہے کہ ایمان باطن کو پاک کر دیتا ہے اور وضو ظاہر کو پاک کر دیتا ہے لہذا وضو کو ایمان کا آدھا حصہ قرار دیا گیا ہے۔

فقہائے کرام نے فرمایا ہے کہ اس حدیث کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ اچھی طرح وضو کرنے کا اجر بڑھ کر نصف ایمان تک پہنچ جاتا ہے۔ اس کا دوسرا معنی یہ ہے کہ ایمان

لانے سے پہلے کے گناہ ایمان لانے سے مٹ جاتے ہیں اسی طرح وضو سے پہلے کے گناہ وضو سے مٹ جاتے ہیں لیکن ایمان کے بغیر وضو نہیں ہوتا اس لئے فرمایا وضو نصف ایمان ہے۔ تیسرا معنی یہ ہے کہ ایمان سے مراد نماز ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے ”وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ“ اس آیت میں ایمان سے مراد نماز ہے اور چوں کہ صحت نماز کے لئے طہارت شرط ہے اس لئے طہارت نماز کے لئے بمنزلہ جز ہے۔ اس لئے فرمایا وضو نصف ایمان ہے یعنی نماز کا جز ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ تصدیق بالقلب اور اطاعت ظاہرہ دونوں ایمان کے جز ہیں اور طہارت ایمان کو متضمن ہے جو کہ اطاعت ظاہرہ ہے اس اعتبار سے فرمایا وضو نصف ایمان ہے۔

دس نیکیاں

ترمذی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ”مَنْ تَوَضَّأَ عَلَى طُهُرٍ كُتِبَ لَهُ عَشْرُ حَسَنَاتٍ“ جو شخص وضو پر وضو کرے اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جائیں گی۔ (مشکوٰۃ: ۳۹، ترمذی)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! وضو کرنے میں ہمارا کوئی زیادہ وقت صرف نہیں ہوتا، تھوڑی سی محنت اور دس نیکیاں حاصل ہو رہی ہیں۔ کل بروز قیامت ہمیں نیکیوں کی کس قدر ضرورت ہوگی کہ ان کی کمی یا زیادتی ہمارے لئے جہنم یا جنت کا سبب بنیں گی، وضو پر وضو کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وضو ہونے کے باوجود دوبارہ وضو کر لینا۔ اگر کوئی شخص ایسا کرتا ہے تو آقائے کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق اسے دس نیکیاں عطا کی جائیں گی۔ لہذا کوشش

کریں کہ ہر نماز کے لئے نیا وضو کر لیا کریں۔ اللہ عزوجل ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

جنت میں قدموں کی آہٹ

ایک دن صبح کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بلال کو بلایا اور فرمایا اے بلال! کس عمل کے سبب جنت میں تو مجھ سے آگے آگے جا رہا تھا میں رات جنت میں گیا تو تیرے پاؤں کی آہٹ اپنے آگے پائی۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! میں جب اذان کہتا ہوں اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھ لیتا ہوں اور میرا جب کبھی وضو ٹوٹتا ہے وضو کر لیا کرتا ہوں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اسی سبب سے۔ (بہار شریعت ۱۰۶۲)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو چیزوں کے پابند تھے جس کی وجہ سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جنت میں ان کے قدموں کی آہٹ اپنے آگے آگے پائی۔ (۱) اذان کے بعد دو رکعت نماز (نفل) پڑھنا (۲) ہمیشہ با وضو رہنا۔ ہم بھی اگر ان دو چیزوں کے پابند ہو جائیں تو ہمیں بھی انشاء اللہ تعالیٰ ان کی برکت سے بے شمار فضائل و فوائد حاصل ہوں گے۔ حدیث شریف میں تو وضو کی محافظت اور ہمیشہ با وضو رہنے کو ایمان کی کسوٹی قرار دیا گیا ہے۔ اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”لَا يَحَافِظُ عَلَى الْوُضُوءِ إِلَّا مُؤْمِنٌ“ وضو کی حفاظت صرف مومن کرتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ: ۲۳۰)

لہذا ہمیشہ با وضو رہنے کی کوشش کریں تاکہ ایمان کی کسوٹی پر کھرے اتر سکیں اور مذکورہ فضائل و فوائد حاصل ہو سکیں۔

درجے بلند ہوتے ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ أَتَى الْمَسْجِدَ لَا يُنْهَزُهُ إِلَّا الصَّلَاةُ لَمْ يَخْطُ خَطْوَةً إِلَّا رَفَعَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهَا دَرَجَةً وَحَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةٌ حَتَّى يَدْخُلَ الْمَسْجِدَ“ تم میں سے جب کوئی اچھی طرح وضو کر کے صرف نماز کے ارادہ سے مسجد آتا ہے تو وہ جتنے قدم بھی چلتا ہے اللہ عزوجل ہر قدم کے بدلے اس کے درجے بلند کرتا ہے اور ہر قدم کے بدلے اس کے گناہ مٹاتا ہے جب تک وہ مسجد میں داخل نہ ہو جائے۔ (ابن ماجہ ۲۴۶)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس حدیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ہمیں اپنے گھر سے وضو کر کے مسجد کی طرف جانا زیادہ فضیلت کا حامل ہے کہ گھر سے مسجد تک ہم جتنے قدم چلیں گے اللہ عزوجل ہمارے اتنے گناہوں کو مٹا دے گا اور ہمارے درجات کو اتنا ہی بلند فرما دے گا۔ لہذا نماز کے لئے جب مسجد کی طرف جانے کا ارادہ ہو تو گھر ہی سے وضو کر کے چلیں۔

گناہ مٹانے کا ذریعہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى مَا يَمْحُو اللَّهُ بِهِ الْخَطَايَا وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ قَالُوا بَلَىٰ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ وَكَثْرَةُ الْخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ فَذَلِكَ مِنَ الرِّبَاطِ“ کیا میں تمہیں ایسی عبادت نہ بتاؤں جس سے تمہارے گناہ مٹ جائیں اور جس سے تمہارے درجات بلند ہو جائیں؟ صحابہ نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا: تکلیف کے وقت مکمل وضو کرنا، زیادہ قدم چل کر مسجد کی طرف جانا اور

ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا تم ان چیزوں کے پابند ہو جاؤ۔ (مسلم شریف، کتاب الطہارۃ)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس حدیث میں تین چیزوں کو گناہوں کی بخشش کا ذریعہ اور سب بتایا گیا ہے۔ (۱) تکلیف کے وقت اچھی طرح وضو کرنا۔ تکلیف کے وقت سے مراد کوئی ایسا مرحلہ ہو کہ وضو کرنا دشوار ہو، مثلاً ٹھنڈی کا موسم کہ اس میں بدن پر پانی بہنا دشوار ہوتا ہے۔ (۲) مسجد کی طرف زیادہ قدم چل کر جانا۔ یعنی نماز کے لئے دور تک چلنا۔ (۳) ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔ یہ ایسے اعمال ہیں کہ اللہ عز و جل ان کی برکت سے گناہوں کو مٹاتا ہے اور درجوں کو بلند فرماتا ہے۔ کیوں کہ دنیا میں اللہ عز و جل نے ہمیں آزمائش کے لئے پیدا فرمایا ہے، دنیا ہمارے لئے آزمائش گاہ ہے، زندگی کے ہر موڑ پر ہمارا امتحان ہو رہا ہے، لہذا اللہ عز و جل کی رضا کے لئے اگر ہم تکلیف کے مرحلے میں بھی اس کی اطاعت و فرماں برداری کی غرض سے اچھی طرح وضو کریں گے تو گویا ہم نے اس بات کا اظہار کیا کہ ہم اللہ کے حکم کے سامنے ہر حال میں اپنی گردن ڈالنے کے لئے تیار ہیں، گویا ہم اپنے امتحان میں کامیابی کی راہ پر ہیں اور جب ہم دنیا کے امتحان میں کامیاب ہو جائیں گے تو انشاء اللہ آخرت میں بھی کامیابیوں سے ہمکنار ہوں گے۔ اللہ عز و جل کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں اس کی توفیق بخشے۔

حضور کا وضو

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خادم حمران بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان نے وضو کے لئے پانی منگوایا اور وضو کرنا شروع کیا۔ پہلے اپنی ہتھیلیوں کو تین مرتبہ دھویا پھر کھلی کی اور ناک میں پانی ڈالا پھر تین بار اپنے چہرے کو دھویا پھر دایاں ہاتھ کہنی تک تین بار دھویا پھر اسی طرح بائیں ہاتھ کہنی تک تین بار دھویا پھر اپنے سر کا مسح

کیا پھر دایاں پیر ٹخنوں تک تین بار دھویا پھر اسی طرح بایاں پاؤں تین بار دھویا پھر انہوں نے کہا جس طرح میں نے وضو کیا ہے اسی طرح میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وضو کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ وضو کرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص میرے اس طریقہ کے مطابق وضو کرے پھر دو رکعت نماز پڑھے اور دوران نماز سوچ بچار نہ کرے تو اس کے تمام پچھلے گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں۔ ابن شہاب نے کہا ہمارے علما کہتے ہیں نماز کے لئے جو وضو کئے جاتے ہیں ان سب میں یہ کامل ترین وضو ہے۔ (مسلم شریف، کتاب الطہارۃ)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ عز و جل نے تعلیم امت کے مبعوث فرمایا، انہوں نے ہمیں سارے معاملات میں شرعی احکام کی تعلیم فراہم کی ہے۔ آپ نے خود وضو کر کے دکھایا اور فرمایا کہ جو شخص بھی اس طرح وضو کرے پھر اس کے بعد نماز پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے وہ تمام گناہ معاف کر دیتا ہے جو اس نے اس نماز سے پیوستہ دوسری نماز کے درمیان کئے تھے۔

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں: دیگر احادیث میں ہے پانچ نمازیں ان کے درمیان ہونے والے گناہوں کے لئے کفارہ ہیں، ایک جمعہ سے لے کر دوسرا جمعہ تک جمعہ کی نماز کفارہ ہے اور ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک رمضان کفارہ ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ جب وضو سے گناہوں کا کفارہ ہو گیا تو نماز سے کس چیز کا کفارہ ہوگا؟ اور جب پانچ نمازوں سے کفارہ ہو گیا تو جمعہ کی نماز سے کس چیز کا کفارہ ہوگا؟ اور جب جمعہ سے کفارہ ہو گیا تو رمضان سے کس چیز کا کفارہ ہوگا؟ اسی طرح عرفہ کے دن روزہ بھی دو سال کے گناہوں کا کفارہ ہے اور عاشورہ کا روزہ ایک سال کا کفارہ ہے اور جب کسی شخص کی آئین ملائکہ کی آئین کے موافق ہو جائے تو اس کے تمام

پچھلے گناہوں کی مغفرت ہو جاتی ہے۔

اس سوال کا علمائے یہ جواب دیا ہے کہ یہ تمام عبادات گناہوں کا کفارہ ہونے کی صلاحیت رکھتی ہیں اگر اس کے صغیرہ گناہ ہوں تو ان سے مغفرت ہو جاتی ہے اور اگر اس کے صغیرہ اور کبیرہ گناہ نہ ہوں تو اس کی نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں اور اس کے درجات بلند کر دئے جاتے ہیں اور اگر صغائر نہ ہوں اور کبائر ہوں تو امید ہے کہ اس کے کبائر میں تخفیف ہو جائے۔ (شرح صحیح مسلم ۸/۷۸۷)

لہذا ہمیں بھی اچھی طرح وضو کرنے اور ہمیشہ با وضو رہنے کی کوشش کرنی چاہئے تاکہ اس کے ذریعہ ہمیں بے شمار فضائل و فوائد حاصل ہو سکیں۔ اللہ عز و جل ہمیں توفیق عطا فرمائے۔

وضو سے پہلے بسم اللہ پڑھو

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے بسم اللہ کہہ کر وضو کیا سر سے پاؤں تک اس کا سارا بدن پاک ہو گیا اور جس نے بغیر بسم اللہ وضو کیا اس کا اتنا ہی بدن پاک ہو گا جتنے پر پانی گزرا۔ (بہار شریعت بحوالہ دارقطنی و بیہقی)

اور حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”لَا وُضُوءَ لِمَنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ“ جس نے وضو کے شروع میں بسم اللہ نہ پڑھا اس کا وضو کامل نہیں۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! وضو کرنے سے پہلے بسم اللہ پڑھ لینا کتنی فضیلت کا حامل ہے کہ پانی ہم بدن کے چند اجزاء پر بہائیں گے مگر بسم اللہ کی برکت سے اللہ عز و جل ہمارے پورے بدن کو پاک فرما دے

گا اور جیسا کہ مذکور ہوا کہ وضو کے ذریعہ گناہ جھڑتے ہیں لہذا وضو سے پہلے بِسْمِ اللہ پڑھ لینے سے اللہ عزوجل ہمارے پورے بدن سے گناہوں کو مٹا دے گا۔ دوسری حدیث میں فرمایا گیا کہ جس نے وضو سے پہلے بِسْمِ اللہ نہ پڑھی اس کا وضو کامل نہیں یعنی اس کا وضو تو ہو جائے گا مگر وضو کے ذریعہ جو فضائل و فوائد اسے حاصل ہونے والے تھے وہ اسے حاصل نہیں ہو سکیں گے۔ لہذا وضو کرنے سے قبل بِسْمِ اللہ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھنے کی عادت بنالیں۔

دائیں جانب سے شروع کرو

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”اِذَا لَبَسْتُمْ وَاِذَا تَوَضَّأْتُمْ فَابْدَءُوْا بِاَیْمَانِكُمْ“ جب کپڑا پہنو یا وضو کرو تو اپنے دائیں سے شروع کرو۔ (انوار)

(الحديث: ۱۳۳)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! دائیں جانب سے شروع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ پہلے دایاں ہاتھ دھلا جائے پھر بائیں ہاتھ، اسی طرح پہلے دایاں پیر دھلا جائے پھر بائیں پیر اور کرتا پہننے میں پہلے دائیں آستین میں ہاتھ ڈالا جائے، پانچامہ پہننے میں پہلے دائیں طرف پیر ڈالا جائے۔ اس میں صرف وضو یا کپڑا پہننے کی تخصیص نہیں بلکہ ہر کام کی شروعات دائیں طرف سے کرنا مستحب ہے۔ چنانچہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّيْمَانَ فِیْ كُلِّ شَیْءٍ حَتّٰی التَّنَعُّلَ وَ التَّرَجُّلَ“ اللہ عزوجل کو ہر کام میں دائیں طرف سے شروعات پسند ہے یہاں تک کہ جوتا پہننے اور کنگھا کرنے میں بھی۔ لہذا کوشش کریں کہ ہر کام کی ابتدا دائیں جانب سے کریں اور خصوصاً وضو میں اعضا کو دھلنے کی شروعات دائیں جانب سے کریں۔

تین تین بار دھوئیں

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اعضائے وضو کو تین تین مرتبہ دھل کر وضو فرمایا اور اس کے بعد ارشاد فرمایا ”هَذَا وَضُوءِي وَ وَضُوءُ الْأَنْبِيَاءِ قَبْلِي“ یہ میرا اور مجھ سے پہلے انبیاء کا وضو ہے۔

(مشکوٰۃ شریف)

پتہ چلا کہ وضو کرتے وقت اعضائے وضو تین تین بار دھلنا سارے انبیاء کی سنت ہے، لہذا اعضائے وضو کو تین تین مرتبہ دھلیں کہ اس میں زیادہ احتیاط بھی ہے اور تمام انبیاء کرام کی سنت پر عمل کرنا بھی۔

مسواک بھی کر لیں

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”السَّوَاكُ مَطَهْرَةٌ لِلْفَمِ مَرْضَاءٌ لِلرَّبِّ“ مسواک منہ کو پاک کرنے والی اور پروردگار کو راضی کرنے والی چیز ہے۔ (انوار الحدیث: ۱۳۳)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”لَوْ لَا أَنَا أَشَقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسَّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ“ اگر مجھے اپنی امت پر دشوار نہ لگتا تو میں انہیں ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔ (مسلم شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! پہلی حدیث میں مسواک کے دو فوائد ذکر کئے گئے۔ ایک دنیوی فائدہ کہ اس سے منہ ستھرا ہو جاتا ہے اور دوسرا اخروی فائدہ کہ اس کے ذریعہ اللہ عزوجل کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے

اور دوسری حدیث میں امت کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رغبت دلائی کہ مسواک مجھے اس حد تک محبوب ہے کہ اگر امت کی دشواری کا احساس نہ ہوتا تو ان پر مسواک کرنا لازم کر دیا جاتا۔ اس سے مسواک کی اہمیت بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ مسواک کرنا خود ایک اہم سنت کی حیثیت رکھتا ہے اور دنیوی و اخروی فوائد کا بھی حامل ہے۔ لہذا ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ ہر نماز کے لئے وضو کرتے وقت مسواک کر لیا کریں، البتہ اگر مسواک نہ میسر ہو تو اپنی انگلیوں کو مسواک کی جگہ استعمال کر لیں کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”تُجْزَى مِنَ السَّوَاكِ الْأَصَابِعُ“ انگلیاں مسواک سے کفایت کرتی ہیں۔ (سنن کبریٰ جلد اول ص ۴۱)

انگلی کا استعمال کرنا اگرچہ مسواک کی جگہ کافی ہوگا مگر مسواک کی فضیلت نہیں حاصل ہو پائے گی، لہذا کوشش کریں کہ مسواک ہی استعمال کیا جائے۔

مسواک کے فوائد ایک نظر میں

حدیث پاک اور سائنس دانوں کے تجربہ کے مطابق مسواک کے بے شمار فوائد ہیں، علامہ شامی علیہ الرحمہ نے مسواک کے بارے میں تحریر فرمایا ہے کہ مسواک کرنے والے کے لئے مسواک کے مندرجہ ذیل فوائد ہیں۔

- ☆ بڑھاپے میں تاخیر کرتی ہے۔ ☆ بصارت کو تیز کرتی ہے۔
- ☆ مسواک کی بہترین خوبیوں میں سے یہ ہے کہ وہ ہر بیماری کے لئے شفا ہے سوائے موت کے۔ ☆ پل صراط پر چلنے میں تیزی بخشتی ہے۔
- ☆ منہ کی صفائی کا ذریعہ ہے۔ ☆ رب تعالیٰ کی رضا کا سبب ہے۔
- ☆ ملائکہ کو خوش کرتی ہے۔ ☆ منہ کی گندگی کو دور کرتی ہے اور کیڑے لگے ہوئے دانت کو صحیح کرتی ہے۔ ☆ دانتوں کو چمکدار کرتی ہے۔
- ☆ بصارت کو جلا بخشتی ہے۔ ☆ مسوڑھوں کو مضبوط کرتی ہے۔

☆ کھانے کو ہضم کرتی ہے۔ ☆ بلغم کو کاٹتی ہے۔
 ☆ نماز کے اجر و ثواب کو بڑھاتی ہے۔
 ☆ قرآن کے راستے یعنی منہ کو صاف کرتی ہے۔
 ☆ فصاحت کو بڑھاتی ہے۔ ☆ معدہ کو قوت دیتی ہے۔
 ☆ شیطان کو ناراض کرتی ہے۔ ☆ نیکیوں میں اضافہ کرتی ہے۔
 ☆ صفرا (ایک زرد رنگ کا کڑوا مادہ) کو کاٹتی ہے۔
 ☆ بالوں کی جڑوں کو مضبوط کرتی ہے۔ ☆ روح کے نکلنے کو آسان کرتی ہے۔
 اسی طرح علامہ حسن بن عمار علیہ الرحمہ مسواک کے فوائد کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں۔

☆ مسواک کرنا فرشتوں کو خوش کرتا ہے۔
 ☆ فرشتے مسواک کرنے والے کے چہرے کے نور کے سبب اس سے مصافحہ کرتے ہیں۔
 ☆ فرشتے مسواک کرنے والے کے ساتھ چلتے ہیں جب وہ نماز کے لئے نکلتا ہے۔
 ☆ حاملین عرش فرشتے اس کے لئے استغفار کرتے ہیں جب وہ مسجد سے نکلتا ہے۔
 ☆ انبیاء اور رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی اس کے لئے استغفار کرتے ہیں۔
 ☆ اعمال نامہ سیدھے ہاتھ میں دیا جائے گا۔
 ☆ مسواک کرنا اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرماں برداری پر بدن کو قوت دیتا ہے۔
 ☆ جسم سے مضر حرارت کا ازالہ کرتا ہے۔
 ☆ قضائے حاجت پر مدد کرتا ہے۔
 ☆ مسواک کرنے والے کے لئے قبر کشادہ ہو جاتی ہے۔
 ☆ لحد میں مونس و غمخوار ہوتی ہے۔

☆ مسواک پر مداومت کرنے والے کے لئے اس دن کا بھی اجر لکھا جاتا ہے جس دن اس نے کسی مجبوری کی وجہ سے مسواک نہیں کی۔

☆ جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔

☆ فرشتے مسواک کرنے والے کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ انبیاء علیہم السلام کی پیروی کرنے والا اور ان کے طریقے پر چلنے والا ہے۔

☆ جہنم کے دروازے اس پر بند کر دئے جاتے ہیں۔

☆ مسواک کرنے والا اس دنیا سے پاکیزگی کی حالت میں نکلتا ہے۔

☆ حضرت ملک الموت علیہ السلام مسواک کرنے والے کی روح قبض کرنے کے وقت اسی صورت میں آتے ہیں جس صورت میں انبیاء و اولیاء کے پاس آتے ہیں۔

☆ دنیا سے رخصت ہوتے وقت نبی مکرم رسول محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حوض سے سیراب کیا جاتا ہے اور وہ رَحِیقِ مَخْمُوم (خالص شہد کا مہر شدہ مشروب) ہے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! انسان کا کوئی بھی عمل دو مقصد کے لئے ہوتا ہے۔ یا تو اس کا اس میں کوئی دنیوی فائدہ ہوتا ہے یا آخرت کی کوئی بھلائی مقصود ہوتی ہے۔ مسواک کرنا ایسا عمل ہے کہ اس میں دنیا کے بھی متعدد فوائد مضمر ہیں اور آخرت کے بھی مختلف فضائل پوشیدہ ہیں جیسا کہ آپ نے مذکورہ سطور میں ملاحظہ فرمایا۔ لہذا ہمیں ہر نماز سے قبل مسواک کرنے کی عادت بنانی چاہئے۔

انگلیوں کا خلال

حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”حَلَّلُوا أَصَابِعُكُمْ كَمَا لَا تَتَخَلَّلُهُ نَارُ جَهَنَّمَ“ اپنی انگلیوں کا خلال کرو تا کہ ان کے درمیان جہنم کی آگ نہ ڈال دی جائے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس حدیث میں رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انگلیوں کے خلال کا حکم فرمایا اور ساتھ ہی اس کی علت یہ بیان فرمائی کہ انگلیوں کا خلال نہ کرنے کی وجہ سے جہنم کی آگ انگلیوں کے درمیان ڈال کی جائے گی۔ لہذا وضو کرتے وقت ہمیں اپنی انگلیوں کا خلال بھی کر لینا چاہئے۔ خلال کا طریقہ یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کی انگلیوں کو بائیں ہاتھ کی انگلیوں کے درمیان اور بائیں ہاتھ کی انگلیوں کو دائیں ہاتھ کی انگلیوں کے درمیان سے گزارا جائے اور بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے دونوں پیروں کی انگلیوں کا خلال کیا جائے۔

فرائض وضو

وضو میں چار چیزیں فرض ہیں۔

(۱) منہ دھونا یعنی شروع پیشانی (جہاں سے بال جمنے کی انتہا ہو) سے ٹھوڑی تک طول میں اور عرض میں ایک کان کی لو سے دوسرے کان تک جلد کے ہر حصے میں کم از کم ایک مرتبہ پانی پہنچانا۔

(۲) کہنیوں سمیت ہاتھ دھونا۔ اس حکم میں کہنیاں بھی داخل ہیں، اگر کہنیوں سے ناخن تک کوئی جگہ ذرہ بھر بھی دھلنے سے رہ جائے گی تو وضو نہ ہوگا۔

(۳) سر کا مسح کرنا۔ چوتھائی سر کا مسح کرنا فرض ہے، مسح کرنے کے لئے ہاتھ تر ہونا چاہئے خواہ ہاتھ میں تری اعضا کے دھونے کے بعد رہ گئی ہو یا نئے پانی سے ہاتھ تر کر لیا ہو۔

(۴) ٹخنوں سمیت پاؤں دھونا۔

وضو کی سنتیں

وضو میں سولہ چیزیں سنت ہیں۔ (۱) وضو کی نیت کرنا (۲) بسم اللہ پڑھنا (۳) پہلے دونوں ہاتھوں کو تین دفعہ دھونا (۴) مسواک کرنا (۵) داہنے ہاتھ سے تین مرتبہ کلی کرنا (۶) داہنے ہاتھ سے تین مرتبہ ناک میں پانی چڑھانا (۷) بائیں ہاتھ

سے ناک صاف کرنا (۸) داڑھی کا انگلیوں سے خلال کرنا (۹) ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا (۱۰) ہر عضو کو تین تین بار دھونا (۱۱) پورے سر کا ایک بار مسح کرنا (۱۲) ترتیب سے وضو کرنا (۱۳) داڑھی کے جو بال منہ کے دائرے کے نیچے ہیں ان پر گیلّا ہاتھ پھیر لینا (۱۴) اعضا کو لگاتار دھونا کہ ایک عضو سو کھنے سے پہلے ہی دوسرے عضو کو دھولے (۱۵) کانوں کا مسح کرنا (۱۶) مکروہ باتوں سے بچنا۔ (جنتی زیور: ۱۶۱)

وضو کے مستحبات

وضو میں جو چیزیں مستحب ہیں ان کی تعداد بہت ہے، ان میں سے چند کا ذکر کیا جاتا ہے۔ (۱) جو اعضا جوڑے ہیں مثلاً دونوں ہاتھ، دونوں پاؤں تو ان میں داہنے سے دھونے کی ابتدا کریں مگر دونوں رخسار کہ ان دونوں کو ایک ہی ساتھ دھونا چاہئے۔ یوں ہی دونوں کانوں کا مسح ایک ہی ساتھ ہونا چاہئے۔ (۲) انگلیوں کی پیٹھ سے گردن کا مسح کرنا (۳) اونچی جگہ بیٹھ کر وضو کرنا (۴) وضو کا پانی پاک جگہ گرا نا (۵) اپنے ہاتھ سے وضو کا پانی بھرنا (۶) دوسرے وقت کے لئے پانی بھر کر رکھ دینا (۷) بلا ضرورت وضو کرنے میں دوسرے سے مدد نہ لینا (۸) ڈھیلی انگوٹھی کو بھی پھرا لینا (۹) صاحب عذر نہ ہو تو وقت سے پہلے وضو کر لینا (۱۰) اطمینان سے وضو کرنا (۱۱) کانوں کے مسح کے وقت چھنگلیاں کان کے سوراخوں میں داخل کرنا (۱۲) کپڑوں کو ٹپکتے ہوئے قطرات سے بچانا (۱۳) وضو کا برتن مٹی کا ہو (۱۴) اگر وضو کا برتن لوٹا ہو تو بائیں طرف رکھیں (۱۵) ہر عضو کو دھو کر اس پر ہاتھ پھیر دینا تا کہ قطرے بدن پر نہ ٹپکیں (۱۶) ہر عضو کے دھوتے وقت دل میں وضو کی نیت حاضر رہنا (۱۷) ہر عضو کو دھوتے وقت بسم اللہ، درود شریف اور کلمہ شہادت پڑھنا (۱۸) وضو کے بعد اگر مکروہ وقت نہ ہو تو دو رکعت نماز (بنیت تحیۃ الوضو) پڑھ لے۔ (جنتی زیور بحوالہ عالمگیری)

وضو کے مکروہات

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! وضو میں ہم جانے انجانے میں کچھ ایسے کام بھی کر بیٹھتے ہیں جن کے کرنے سے وضو مکروہ ہو جاتا ہے اور ثواب میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔ درج ذیل چند باتیں وضو میں مکروہ ہیں ان کے کرنے سے ہمیں بچنا چاہئے تاکہ وضو کے مکمل فضائل و فوائد ہمیں حاصل ہو سکیں۔

☆ عورت کے غسل یا وضو کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا۔

☆ نجس جگہ وضو کا پانی گرا نا۔

☆ مسجد کے اندر وضو کرنا۔

☆ وضو کے پانی کے قطرے وضو کے برتن میں ٹپکانا۔

☆ قبلہ کی طرف کلی کا پانی یا ناک یا کھلھار یا تھوک ڈالنا۔

☆ بے ضرورت دنیا کی باتیں کرنا۔

☆ ضرورت سے زیادہ پانی خرچ کرنا۔

☆ اتنا کم پانی خرچ کرنا کہ سنتیں ادا نہ ہوں۔

☆ ایک ہاتھ سے منہ دھونا۔

☆ منہ پر پانی مارنا۔

☆ وضو کے قطروں کو کپڑے یا مسجد میں ٹپکنے دینا۔

☆ وضو کی کسی سنت کو چھوڑ دینا۔ (قانون شریعت)

وضو کو توڑ دینے والی چیزیں

پیشاب یا پاخانہ کرنا، پیشاب پاخانہ کے راستوں سے کسی بھی چیز یا پاخانہ کے راستہ سے ہوا کا نکلنا، بدن کے کسی حصہ یا کسی مقام سے خون یا پیپ نکل کر ایسی جگہ بہنا جس کا وضو یا غسل میں دھونا فرض ہے، کھانا یا پانی یا خون یا پت کی منہ بھر قے

ہو جانا، اس طرح سو جانا کہ بدن کے جوڑ ڈھیلے پڑ جائیں، بے ہوش ہو جانا، غشی طاری ہو جانا، کسی چیز کا اس حد تک نشہ چڑھ جانا کہ چلنے میں قدم لڑکھرائیں، دکھتی ہوئی آنکھ سے پانی یا کچھ نکلنا، رکوع سجدہ والی نماز میں تہتہ لگا کر ہنسنا۔ (جنتی زیور بحوالہ عالمگیری)

وضو کا مسنون طریقہ

پہلے نیت کرے اور پھر بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنے کے بعد کم سے کم تین تین مرتبہ اوپر نیچے کے دانتوں کی چوڑائی میں مسواک کرے نہ کہ لمبائی میں اور اس طرح کہ پہلے دائیں جانب کے اوپر کے دانت مانجے پھر بائیں جانب کے اوپر کے دانت پھر دہنی جانب کے نیچے کے دانت پھر بائیں جانب کے نیچے کے دانت مانجے۔ اس کے بعد دونوں ہاتھوں پر گٹوں سمیت پانی ملے اور انگلیوں کی طرف سے شروع کر کے گٹے تک تین بار پانی بہائے پھر لوٹے کو داہنے ہاتھ میں لے کر بائیں ہاتھ پر تین بار اسی طرح پانی بہائے اور اس کا خیال رہے کہ انگلیوں کی گھائیاں پانی پہننے سے نہ رہ جائیں اور اگر حوض سے وضو کرتا ہو تو گٹوں تک ہاتھوں کو ملنے کے بعد حوض میں پہلے داہنا ہاتھ ڈال کر تین بار ہلائے اور پھر بایاں ہاتھ ڈال کر تین بار ہلائے پھر تین بار کلی اس طرح کرے کہ منہ کی تمام جڑوں اور دانتوں کی سب کھڑکیوں میں پانی پہنچ جائے اور اگر روزہ دار نہ ہو تو ہر کلی غرغہ کے ساتھ کرے پھر بائیں ہاتھ کی چھنگلیاں ناک میں ڈال کر اسے صاف کرے اور سانس کی مدد سے تین بار داہنے ہاتھ سے نرم بانسوں تک پانی چڑھائے پھر چہرے پر اچھی طرح پانی مل کر اس کو تین بار اس طرح دھوئے کہ ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک ہر ہر حصے پر پانی بہہ جائے اور داڑھی کے بال و کھال کو دھوئے۔ ہاں داڑھی کے بال گھنے ہوں تو کھال کا دھونا فرض نہیں صرف مستحب ہے اور داڑھی کے جو بال منہ کے دائرے سے نیچے ہیں ان کو بھی دھوئے اور داڑھی کا خلال کرے اس طرح کہ انگلیوں کو گردن کی طرف سے داخل کرے اور

سامنے نکالے پھر دونوں ہاتھوں پر کہنیوں سمیت پانی مل کر پہلے داہنے ہاتھ پر اور پھر بائیں ہاتھ پر سرناخن سے شروع کر کے کہنیوں کے اوپر تک بال اور ہر حصہ کھال پر تین بار پانی بہائے پھر سر کا مسح اس طرح کرے کہ دونوں ہاتھوں کے انگوٹھے اور کلمہ کی انگلیاں چھوڑ کر باقی تین انگلیوں کے سرے ملا کر پیشانی کے بال اگنے کی جگہ پر رکھے اور سر کے اوپری حصہ پر گدی تک انگلیوں کے پیٹ سے مسح کرتا ہوا لے جائے اور ہتھیلیاں سر سے جدا ہیں پھر وہاں سے ہتھیلیوں سے سر کی دونوں کروٹوں کا مسح کرتے ہوئے پیشانی تک واپس لائے یا تین تین انگلیاں سر کے اگلے حصے پر رکھے اور ہتھیلیاں سر کی کروٹوں پر جمائے ہوئے گدی تک کھینچتا لے جائے اور بس پھر اس کے بعد کلمہ کی انگلیوں کے پیٹ سے کان کے اندرونی حصہ کا مسح کرے اور انگوٹھے کے پیٹ سے کان کے باہری حصے کا مسح کرے اور انگلیوں کی پیٹھ سے گردن کا مسح کرے پھر پاؤں پر ٹخنوں سمیت پانی ملے اور پہلے داہنے پاؤں پھر بائیں پاؤں پر انگلیوں کی طرف سے ٹخنوں کے اوپر تک ہر بال اور ہر حصہ کھال پر تین تین بار پانی بہائے اور انگلیوں میں خلال بائیں ہاتھ کی چھنگلیاں سے اس طرح کرے کہ داہنے پاؤں کی چھنگلیاں سے شروع کر کے انگوٹھے پر ختم کرے اور بائیں پاؤں میں انگوٹھے سے شروع کر کے چھنگلیاں پر ختم کرے اور ہر عضو دھوتے وقت درود شریف پڑھتا رہے کہ افضل ہے۔

(انوارالحدیث: ۱۳۵)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! وضو کا جو طریقہ مذکور ہوا اس میں کچھ باتیں فرض ہیں کہ ان کے چھوٹ جانے یا صحیح طور پر ادا نہ ہونے سے وضو نہیں ہوتا ہے، فرائض کے علاوہ دیگر باتیں سنت یا مستحب ہیں کہ ان کے کرنے میں ثواب اور چھوڑ دینے سے ثواب میں کمی واقع ہوتی ہے، لہذا ہمیں فرائض مکمل احتیاط سے ادا کرنا چاہئے اور مستحبات کو بھی ادا کرنے کی کوشش کرنی

چاہئے کہ اللہ عزوجل اپنے فضل و کرم سے ہماری نیکیوں میں اضافہ فرمائے گا۔

وضو کے بعد کیا پڑھے؟

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اچھی طرح وضو کرے پھر یہ کہے ”أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللَّهِ وَ رَسُولُهُ“ اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دئے جاتے ہیں جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے۔ (مسلم شریف، کتاب الطہارۃ)

اسی طرح حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے اچھی طرح وضو کیا پھر کہا ”أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُولُهُ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ وَ اجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ“ (میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اے اللہ مجھے توبہ کرنے والوں اور پاک رہنے والوں میں سے بنا) اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دئے جائیں گے وہ جس سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے۔ (جامع ترمذی: ۹)

علامہ نووی لکھتے ہیں: اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ وضو کے بعد کلمۂ شہادت پڑھنا مستحب ہے۔ یہ متفق علیہ ہے اور بہتر ہے اس کے ساتھ مصلیٰ یہ ذکر بھی ملا لیا جائے ”اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ وَ اجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ“ جیسا کہ جامع ترمذی میں ہے اور مستحب یہ ہے کہ اس کے ساتھ یہ ذکر بھی ملا لیا جائے ”سُبْحَنَكَ اَللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِكَ اَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ وَ حَدَّكَ لَا شَرِيكَ لَكَ اَسْتَغْفِرُكَ وَ اَتُوبُ إِلَيْكَ“ جیسا کہ امام نسائی نے ”عمل الیوم

واللیلة“ میں روایت کیا ہے۔ ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ یہ اذکار غسل کرنے والے کے لئے بھی مستحب ہیں۔ (شرح صحیح مسلم ۸۸۰/۱)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکور اذکار کے بعد سورۃ انا انزلنا پڑھنا بھی مستحب اور فضائل کا حامل ہے، لہذا ہمیں وضو کرنے کے بعد مذکورہ اذکار نیز سورۃ انا انزلنا پڑھنے کی عادت بنانی چاہئے۔

تحیۃ الوضو

وضو کے بعد کم از کم دو رکعت نماز بنیت تحیۃ الوضو پڑھنا مستحب ہے۔ حدیث مبارکہ میں اس کی بڑی فضیلت وارد ہے۔ چنانچہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ وَضُوئَهُ ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّي رَكَعَتَيْنِ مُقْبِلًا عَلَيْهِمَا بِقَلْبِهِ وَوَجْهِهِ إِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ“ اگر کوئی مسلمان اچھی طرح وضو کرے پھر دو رکعت نماز (بنیت تحیۃ الوضو) پڑھ لے ظاہر و باطن کی درستی کے ساتھ تو اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ (مشکوٰۃ شریف: ۳۹)

وضو میں احتیاط

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے بھائی عبدالرحمن بن ابی بکر کو وضو کرتے ہوئے دیکھا تو کہا اے عبدالرحمن! اچھی طرح مکمل وضو کرو کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ”وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ“ (خشک) ایڑیوں کے لئے جہنم کا عذاب ہے۔ (بخاری جلد اول ص ۱۲۵)

اسی طرح حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کے قدم میں خشکی دیکھی تو فرمایا ”وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ

النَّارِ“ ایڑیوں کے لئے ہلاکت کا عذاب ہے۔ (شرح معانی الآثار جلد اول ص: ۳۴)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! وضو کرتے وقت اعضائے وضو کے دھلنے میں بے حد احتیاط ضروری ہے کہ اگر جن اعضا کا دھونا فرض ہے ان میں کسی کے دھلنے میں ایک بال کے برابر بھی جگہ باقی رہ جائے تو وضو نہ ہوگا۔ صدر الشریعہ حضرت علامہ امجد علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کسی عضو کے دھونے کا یہ معنی ہے کہ اس عضو کے ہر حصہ پر کم سے کم دو بوند پانی بہہ جائے، بھیگ جانے یا تیل کی طرح پانی چپڑنا ایک آدھ بوند بہہ جانے کو دھونا نہیں کہیں گے اور نہ ہی اس سے وضو ہوگا۔ اس امر کا لحاظ بہت ضروری ہے۔ لوگ اس کی طرف توجہ نہیں دیتے اور نمازیں اکارت جاتی ہیں۔ بدن میں بعض جگہیں ایسی ہیں کہ جب تک ان کا خاص خیال نہ کیا جائے ان پر پانی نہ بہے گا۔ (بہار شریعت ۷۲/۷)

مذکورہ حدیث میں حضرت عائشہ صدیقہ نے حضرت عبدالرحمن کو تاکید فرمائی اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان بتایا کہ جو لوگ وضو میں احتیاط نہیں کرتے ان کے لئے ”ویل“ ہے، حدیث مبارکہ میں ہے کہ ویل جہنم کی ایک وادی کا نام ہے اگر اس میں دنیا کے پہاڑ ڈالے جائیں تو وہ بھی اس کی شدید گرمی کی وجہ سے پکھل جائیں۔ ہماری ذرا سی بے احتیاطی کی وجہ سے ہم اللہ عزوجل کے اتنے سخت عذاب کے شکار ہو سکتے ہیں لہذا ہمیں اعضائے وضو کے دھلنے میں مکمل احتیاط برتنا چاہئے۔

وضو کے چند اہم مسائل

مسئلہ: اگر وضو نہ ہو تو نماز، سجدہ تلاوت، نماز جنازہ اور قرآن عظیم چھونے کے لئے وضو کرنا فرض ہے۔ طواف کے لئے وضو واجب ہے۔

مسئلہ: غسل جنابت سے پہلے اور جب کوکھانے، پینے، سونے اور اذان و اقامت اور خطبہ جمعہ و عیدین اور روضہ مبارک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت اور

وقوف عرفہ اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کے لئے وضو کرنا سنت ہے۔

مسئلہ: سونے کے لئے اور سوکر اٹھنے کے بعد اور میت کے نہلانے یا اٹھانے کے بعد اور جماع سے پہلے اور جب غصہ آجائے اس وقت اور زبانی قرآن عظیم پڑھنے کے لئے اور حدیث اور علم دین پڑھنے، پڑھانے اور علاوہ جمعہ وعیدین باقی خطبوں کے لئے اور کتب دینیہ چھونے کے لئے اور بعد ستر غلیظ چھونے کے ان تمام صورتوں میں وضو کرنا مستحب ہے۔ (بہار شریعت ۸۲۲)

وضو کے پانی

بارش، ندی، نالے، چشمے، کنویں، تالاب، سمندر، برف، اولے کے پانیوں سے وضو کرنا جائز ہے بشرطیکہ یہ سب پانی پاک ہوں۔ پھلوں اور درختوں کا نچوڑا ہوا پانی یا وہ پانی جس میں کوئی پاک چیز مل گئی ہو اور پانی کا نام بدل گیا ہو جیسے پانی میں شکر مل گئی اور وہ شربت کہلانے لگا یا پانی میں چند مسالے مل گئے اور وہ شوربا کہلانے لگا یا بڑے حوض اور تالاب میں کوئی ناپاک چیز اس قدر زیادہ پڑ گئی کہ پانی کا رنگ یا بو یا مزہ بدل گیا یا چھوٹے حوض یا بالٹی یا گھڑے میں کوئی ناپاک چیز پڑ گئی یا کوئی ایسا جانور گر کر مر گیا جس کے بدن میں بہتا خون ہوتا ہے اگرچہ پانی کا رنگ یا بو یا مزہ نہ بدلا ہو یا وہ پانی جو وضو یا غسل کا دھوون (بچا ہوا) ہو ان سب پانیوں سے وضو جائز نہیں۔ (عالمگیری، درمختار)

وضو سائنس کی نظر میں

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ہمارے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہو ہے کہ ہمیں وضو کرنے کا کیوں حکم ہوا، وضو میں مخصوص اعضا کے دھلنے میں ہمیں کیا فوائد میسر آتے ہیں۔ مشہور حکیم و سائنسداں حکیم طارق محمود چغتائی اپنی تصنیف ”سنت نبوی اور جدید سائنس“ میں تحریر فرماتے ہیں: وضو

(طہارت) ایک ایسا اسلامی امتیازی عمل ہے جو کسی بھی مذہب میں نہیں پایا جاتا، ایسا عمل جس سے بدن کے وہ حصے صاف ہوں جن کے ذریعہ امراض جسم میں داخل ہوتے ہیں اور یہی اندام ذریعہ ہیں امراض کے پھیلنے اور پھولنے کا۔ یہی طریقہ ہے امراض کے کنٹرول کرنے کا کہ ان راستوں کی حفاظت کی جائے۔ وضو محافظ ہے ان راستوں کا جن کے ذریعہ صحت کا دشمن جسم میں داخل ہوتا ہے، شاید ایسا محافظ کسی کو ملے۔ (ص ۲۴)

ہم وضو کے تمام اعضا کو دھلنے کے فوائد علیحدہ علیحدہ تحریر کرتے ہیں تاکہ ہمیں یہ بات بالکل واضح طور پر سمجھ میں آجائے کہ وضو سے دنیوی کون کون سے فوائد میسر آتے ہیں۔

ہاتھوں کا دھونا: دوران وضو سب سے پہلے ہاتھ دھوئے جاتے ہیں کیوں کہ ہاتھوں کے بعد کلی کرنی ہے اور اگر ہاتھ گندے اور جراثیم آلودہ ہوں گے تو یہی جراثیم منہ کے راستے جسم میں جا کر متعدد امراض کا باعث بن جائیں گے۔

موجودہ مشینی دور میں انسان بہت مصروف ہو گیا ہے، ایسے مصروف انسان کے لئے ہر کام کرنا ضروری ہے۔ اب بعض اوقات یہی ہاتھ کیمیکلز کو لگتے ہیں، اگر یہی کیمیکلز کچھ وقت ہاتھوں کو لگے رہیں تو بہت نقصان پہنچتا ہے۔ بالکل یہی کیفیت ایسے کاروباری حضرات کی ہے جن کے ہاتھ ہر وقت کسی نہ کسی چیز میں اٹکے اور بھرے رہتے ہیں اور یہی حالت اگر صبح سے شام تک رہے تو ہاتھ بہت جلد جلدی (چمڑی کے) امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اگر ہاتھوں کو نمازوں کے بہانے وضو کے دوران دھویا نہ جائے تو مندرجہ ذیل امراض کے پھیلنے کے قوی خطرات ہیں:

۱۔ جلد کا رنگ اور اس کی بیماریاں (Skin & diseases of skin)

۲۔ گرمی کے دانے (Prickly heat)

۳۔ ایکزیم (Eczema)

۴۔ جلدی سوزش (Infections of skin)

۵۔ پھپھوندی کی بیماریاں (Diseases of fungus)

الغرض جب ہم وضو کے لئے ہاتھوں کو دھوتے ہیں تو انگلیوں کے پوروں میں سے نکلنے والی شعاعیں (Rays) ایک ایسا حلقہ بنا لیتی ہیں جس کے نتیجے میں ہمارے اندر گردش کرنے والا برقی نظام تیز ہو جاتا ہے اور برقی رو جس کے الیکٹرک ریز (Electric rays) ایک حد تک ہاتھوں میں سمٹ آتی ہے اس عمل سے ہاتھ خوبصورت ہو جاتے ہیں۔ صحیح طریقہ سے وضو کرنے سے انگلیوں میں ایسی لچک پیدا ہو جاتی ہے جس سے آدمی کے اندر تخلیقی صلاحیتوں کو کینوس پر منتقل کرنے کی خفیہ صلاحیتیں بیدار ہو جاتی ہیں۔

کلی کرنا: کلی دراصل اس چیز کا نام ہے کہ ہم جو پانی استعمال کر رہے ہیں وہ صحت کے لئے نقصان دہ تو نہیں، کیوں کہ ہاتھ پانی کو چھوتے ہیں اور کلی سے رنگ، بو اور ذائقہ کی پہچان ہو جاتی ہے۔

ہم کھانا کھاتے ہیں تو غذائی ذرات دانتوں میں اٹک کر رہ جاتے ہیں اور پھر وہ غذائی ذرات متعفن (Septic) ہو کر ایک خاص شکل اختیار کر لیتے ہیں اور لعاب دہن کے ذریعہ معدہ میں پہنچتے رہتے ہیں اور یہی متعفن مادہ (Septic materiatic) دانتوں اور مسوڑوں کو نقصان پہنچاتا رہتا ہے۔ کلی اور مسواک سے یہ امراض لاحق نہیں ہوتے۔

ہم ہوا میں بے شمار مہلک امراض کے جراثیموں کو نہیں دیکھ سکتے لیکن وہ جراثیم ہمارے منہ میں ہوا کے راستے جاتے رہتے ہیں اور لعاب کی وجہ سے چپک جاتے ہیں، اگر ان کو صاف نہ کیا جائے تو وہ مندرجہ ذیل امراض کا باعث بنتے ہیں۔

(۱) ایڈز (Aids) کی ابتدائی علامات میں منہ پکنا بھی شامل ہے۔ منہ کے کناروں کا پھٹنا (Cheilosis angular stomatitis) ہونٹوں اور منہ کی داد تو با (moniliasis, candidis) منہ میں پھپھوند کی بیماریاں (چھالے وغیرہ)

الغرض کلی ایک ایسا عمل ہے جس سے انسان ایسے امراض سے بچ جاتا ہے جس مرض میں انسان نہ دین کا رہتا ہے اور نہ دنیا کا۔ مزید یہ کہ کلی کے ساتھ غرارہ ہے جس سے نمازی ٹانسلز اور گلے کے بے شمار امراض سے بچ جاتا ہے حتیٰ کہ گلے میں بار بار پانی پہنچانا آدمی کو گلے کے کینسر سے بچاتا ہے۔

ناک میں پانی ڈالنا: ناک سانس لینے کا واحد راستہ ہے اور جس ہوا میں سانس لیتے ہیں اس کے اندر بے شمار امراض پھلتے پھولتے رہتے ہیں اور ناک کے راستے انسانی جسم میں باسانی گزر جاتے ہیں۔ اب اگر یہی جراثیم دھول، گرد وغبار جو ہر وقت ہماری ناک میں سانس کے ذریعہ پہنچی رہتی ہے، صبح سے شام تک پہنچتی رہتی ہے تو جلد خطرناک امراض پھیلنے کے خطرات بڑھ جاتے ہیں حتیٰ کہ دائمی نزلہ اور ناک کے زخم کے مریضوں کے لئے ناک کا غسل بہت مفید اور مجرب ہے۔

اب ہم وضو کی برکت سے ناک دن میں پانچ بار صاف کرتے ہیں اس لئے ممکن ہی نہیں کہ کسی قسم کا کوئی جراثیم ناک میں پرورش پاسکے۔ کیوں کہ ناک انسانی جسم میں ایک نہایت اہم اور قابل توجہ عضو ہے ناک کی زبردست صلاحیت یہ ہے کہ آواز میں گہرائی اور سہانا پن پیدا کرتی ہے۔

جو نمازی وضو کرتے وقت ناک کے اندر پانی ڈالتا ہے تو پانی کے اندر کام کرنے والی برقی روناک کے اندر غیر مرئی روؤں کی کارکردگی کو تقویت پہنچاتی ہے جس کے نتیجے میں وہ بے شمار پیچیدہ بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے۔

چہرہ دھونا: ایک مریض کا چہرہ ہر وقت گرم رہتا ہے، ٹھنڈی دوائیں ہر قسم کی

انٹی الرجی (Ant-Allergy) ادویات استعمال کیس لیکن افاقہ ندارد۔ اس کو نماز پڑھنے اور ہر نماز کے بعد نیا وضو کرنے کی تاکید کی گئی اور درود شریف پڑھ کر ہاتھوں پر پھونک کر منہ پر پھیرنے کا کہا گیا، مریض حیرت انگیز طریقے سے جلد تندرست ہو گیا۔ دھوئیں میں کئی خطرناک کیمیکلز مثلاً سیسہ (Lead) وغیرہ ہوتے ہیں جو اگر مستقل یا کچھ عرصہ تک جلد پر جے رہیں تو جلدی امراض اور الرجی کے امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔ وضو کرتے وقت دن میں پانچ مرتبہ چہرہ دھلا جاتا ہے جس کی وجہ سے مذکورہ امراض کے خطرات کم ہو جاتے ہیں۔

امریکن کونسل فار بیوٹی (American council for beauty) کی سرکردہ ممبر لیڈی پچر نے عجیب انکشاف کیا ہے، اس کا کہنا ہے کہ مسلمانوں کو کسی قسم کے کیمیائی لوشن کی ضرورت نہیں، ان کے اسلامی وضو سے چہرے کا غسل ہو جاتا ہے اور چہرہ کئی امراض سے بچ جاتا ہے۔

چہرے کے الرجی کے مریض اگر چہرے کو وضو کے وقت اچھی طرح دھوئیں تو الرجی کے نقصانات کم ہو جاتے ہیں۔ محکمہ ماحولیات کے ماہرین اس بات پر متفق ہیں کہ الرجی سے بچنے کے لئے چہرے کو بار بار دھویا جائے اور ایسا صرف وضو کے ذریعہ ہی ممکن ہے۔

چہرے کو تین بار دھونے کی حکمت یہ ہے کہ پہلے چہرے پر پانی ڈال کر میل نرم کریں، دوسرے پانی سے اس کی میل اترے گی اور تیسرے پانی سے چہرہ دھل کر صاف و شفاف ہو جائے گا۔ وضو کرنے کے بعد بھنویں پانی سے تر ہو جاتی ہیں۔ میڈیکل کے اصول کے مطابق اگر بھنویں میں نمی رہے تو آنکھوں کے ایک ایسی خطرناک مرض سے انسان بچ جاتا ہے جس میں آنکھ کے اندر رطوبت زجاجیہ کم یا ختم ہو جاتی ہے اور مریض آہستہ آہستہ بصارت سے محروم ہو جاتا ہے۔

داڑھی کا خلال: چوں کہ داڑھی گھنی اور گنجان ہوتی ہے اس لئے شرعی حکم یہی ہے کہ اس کی جڑ تک پانی پہنچایا جائے۔ ایسا کرنے سے بالوں کی جڑیں مضبوط ہوں گی۔ مزید یہ ہے اگر داڑھی میں پانی رک جائے گا تو وہ گردن کے پٹھوں (Muscles of necks) تھائی رائیڈ گلینڈ (Thyroid gland) اور گلے کے امراض سے محفوظ رکھتا ہے۔

کھنیوں تک ہاتھ دھونا: جسم کا یہ حصہ ہمیشہ ڈھکار ہوتا ہے، اگر اس حصے کو پانی اور ہوانہ لگے تو بے شمار دماغی اور اعصابی امراض پیدا ہوتے ہیں۔ کھنی پر تین قسم کی بڑی رگیں ہوتی ہیں، جن کا تعلق بالواسطہ دل، دماغ اور جگر سے ہے۔ جب ہم کھنی تک دھوئیں گے تو مذکورہ بالائینوں اعضا کو تقویت پہنچے گی اور وہ امراض و علل سے محفوظ رہیں گے۔ مزید یہ کہ اس عمل سے ہاتھوں کے عضلات اور طاقتور ہو جاتے ہیں۔

مسح کرنا: قبلہ انجینئر نقشبندی مدظلہ العالی کے مواعظ سے ایک واقعہ رقم ہے: ہمارے ایک دوست فرانس گئے، وہ فرماتے ہیں کہ میں وہاں وضو کر رہا تھا کہ ایک آدمی غور سے کھڑا دیکھ رہا تھا، میں نے محسوس تو کر لیا لیکن میں وضو کرتا رہا۔ جب میں نے وضو مکمل کر لیا تو اس نے مجھے بلا کر پوچھا: آپ کون ہیں؟ میں نے کہا کہ میں مسلمان ہوں۔ اس نے کہا: کہاں سے آئے ہو؟ میں نے کہا پاکستان سے۔ کہنے لگا کہ پاکستان میں کتنے پاگل خانے ہیں؟ (بڑا عجیب سا سوال تھا) میں نے کہا کہ دو یا چار ہیں، بہر حال مجھے تو پتہ ہی نہیں۔ وہ کہنے لگا کہ روزانہ کرتے ہو؟ میں نے کہا روزانہ بلکہ دن میں پانچ بار کرتا ہوں۔ وہ حیران ہوا اور کہنے لگا: یہاں مینٹل دماغی امراض کے لئے ہسپتال ہیں، میں اس میں سرجن ہوں۔ سوچتا رہتا ہوں، تحقیق کرتا رہتا ہوں کہ لوگ پاگل کیوں ہوتے ہیں؟ پھر کہنے لگا میری تحقیق یہ ہے کہ انسان کے دماغ سے

سنگنل پورے جسم میں جاتے ہیں اور ہمارے جسم کے اعضا کام کرتے ہیں۔ اس دماغ سے چند باریک باریک رگیں کنڈکٹر (Conductor) بن کر آرہی ہیں اور رگیں ہماری گردن کی پشت سے پورے جسم کو جاتی ہیں۔ میں نے جو ریسرچ کی ہے اگر بال بہت بڑھا دئے جائیں اور گردن کی پشت کو خشک رکھا جائے تو ان رگوں کے اندر کئی دفعہ خشکی (Condensation) پیدا ہو جاتی ہے اور انسان کے جسم پر پھر اس کا اثر ہوتا ہے۔

کئی دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان کا دماغ کام کرنا چھوڑ دیتا ہے۔ اس لئے ڈاکٹر نے سوچا اس جگہ (یعنی مسج کی جگہ کو) دن میں دو چار بار ضرور تر رکھا جائے۔ کہنے لگا ابھی میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے ہاتھ منہ تو دھویا ہی ہے لیکن یہاں گردن کی پچھلی طرف بھی آپ نے کچھ کیا ہے، اس لئے وہ ڈاکٹر کہنے لگا آپ لوگ پھر کیسے پاگل ہو سکتے ہیں۔

پاؤں کا دھونا: ایک سرجن کا شوگر کے مریضوں کو کہنا ہے کہ آپ جس طرح اپنے چہرے کی حفاظت کرتے ہیں اس طرح پاؤں کی حفاظت کریں کیوں کہ شوگر کے مریض کو پاؤں کی انفیکشن زیادہ ہوتی ہے۔ اب اگر مریض بند جوتا استعمال کرتا ہے اور صرف صبح و شام جوتا کھولتا ہے اور یورپ کے ترقی یافتہ لوگ کئی کئی دنوں تک جوتا نہیں کھولتے بلکہ رات کو جوتوں سمیت سو جاتے ہیں۔ ایسے لوگ بہت جلد پاؤں کے امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

اب اسلام نے دن میں پانچ دفعہ پاؤں دھونے اور انگلیوں کے خلال کا حکم دیا ہے تاکہ کسی قسم کا کوئی جرثومہ اٹکا نہ رہ جائے۔

ہائی بلڈ پریشر اور وضو: شرعی حکم ہے کہ جب غصہ ہو تو وضو کر لو، طبی حکم ہے کہ جب بلڈ پریشر زیادہ ہو تو وضو کر لو۔ اب ان دونوں احکامات اور علامات کو

ملائیں تو تحقیق کی نئی راہ کھلتی ہے۔ غصے میں بلڈ پریشر ہائی ہوتا ہے اور دل کے مریض کا جب بلڈ پریشر ہائی ہوتا ہے تو ان دونوں امراض کا علاج وضو ہے۔

ایک ماہر امراض قلب کہنے لگے: میرا تجربہ ہے کہ ہائی بلڈ پریشر کے مریضوں کو وضو کراؤ پھر اس کا بلڈ پریشر چیک کرو، لازمی کم ہوگا۔

بچا ہوا پانی: کتب احادیث میں لکھا ہے کہ وضو کا بچا ہوا پانی شفا ہے۔ اس ضمن میں Q.M.C. کے ڈاکٹر فاروق احمد نے اپنی ریسرچ بیان کی جو وضو کا بچا ہوا پانی پیئے گا تو اس کا اثر مندرجہ ذیل اعضا پر پڑتا ہے:

☆ اس کا پہلا اثر مثانے پر پڑتا ہے اور خوب کھل کر پیشاب آتا ہے اور پیشاب کی رکاوٹ کم ہو جاتی ہے۔

☆ ناجائز شہوت کو ختم کرنے کے لئے میرا آزمودہ ہے۔

☆ قطرات بعد از پیشاب کی مرض کے لئے شفا کا ذریعہ ہے۔

☆ جگر، معدہ اور مثانہ کی گرمی اور خشکی کو دور کرتا ہے۔

مغربی جرمنی کا سمینار

ڈاکٹر نور احمد نور صاحب (نشر میڈیکل کالج، ملتان) فرماتے ہیں: مغربی ممالک میں مایوسی یا ڈپریشن کا مرض جس تیزی سے عام ہو رہا ہے، ہر محلے میں پاگل خانے موجود ہیں اور نفسیاتی امراض کے ماہر سب سے زیادہ مصروف رہتے ہیں۔ اس کے برعکس مسلمانوں میں یہ مرض بہت کم پایا جاتا ہے، خاص طور پر جن کا تعلق دین سے زیادہ ہے۔ چنانچہ مغربی ممالک کے ڈاکٹروں نے اس کی وجہ دریافت کرنے کی کوشش کی۔ چند سال قبل فیصل آباد گیا تو وہاں کے پنجاب میڈیکل کالج کے سامنے ایک فزیو تھراپسٹ نے دکان کھولی، ان سے ملاقات ہوئی، اس نے ڈپلومہ مغربی جرمنی سے کیا تھا۔ مجھے بتایا اس کو دورانِ تعلیم جرمنی کے ڈاکٹروں نے بتایا کہ مایوسی کا علاج انہوں

نے ادویات کے علاوہ اور طریقوں میں دریافت کیا ہے۔ چنانچہ مغربی جرمنی میں ایک سمینار ہوا جس کا موضوع تھا کہ مایوسی یا ڈپریشن (Depression) کا علاج دواؤں کے علاوہ اور کن کن طریقوں سے کیا جاسکتا ہے؟ ایک ڈاکٹر نے بتایا کہ اس نے ڈپریشن کے چند مریضوں کو روزانہ پانچ بار منہ دھلائے اور کچھ ماہ بعد ان کی بیماری کم ہوگئی۔

اس ڈاکٹر نے مایوسی کے مریضوں کا دوسرا گروپ لیا جس کے ہاتھ منہ اور پاؤں روزانہ پانچ مرتبہ دھلوائے تو اس گروپ میں مایوسی کے مریضوں کو بہت افاقہ ہوا۔ اپنے مقالے کے آخر میں اس نے یہ نتیجہ نکالا کہ یہ مرض مسلمانوں میں کم اس لئے ہے کہ وہ دن میں کئی مرتبہ منہ، ہاتھ اور پاؤں دھوتے ہیں یعنی وضو کرتے ہیں۔

(سنت نبوی اور جدید سائنس: ۲۴-۳۷)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! سائنس کی تحقیق کے مطابق وضو کے سارے اجزاء حکمت و فوائد سے بھرپور ہیں، لہذا پنجوقتہ نمازوں کے لئے وضو کیا کریں تاکہ ثواب کے ساتھ ساتھ دنیوی فوائد بھی حاصل ہو سکیں۔ اسلام نے ہمیں ایسی نعمت عطا فرمائی ہے کہ اگر ہم اس کی قدر کریں تو بے شمار دینی و دنیوی فوائد سے بہرہ ور ہوں گے۔



نماز کا بیان

اسلام کی بنیاد پانچ ارکان پر ہے۔ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، رمضان المبارک کے روزے رکھنا، زکوٰۃ ادا کرنا اور حج بیت اللہ کرنا۔ (الحديث)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ اور اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے بعد ایک مومن پر سب سے اہم فریضہ نماز کی ادائیگی ہے۔ سب سے پہلے نماز کے متعلق اللہ تعالیٰ کے وہ ارشادات پڑھیں جن کو پڑھ کر ہمارے دلوں میں نماز کی عظمت و محبت اور اس کی ادائیگی کا جذبہ پیدا ہو۔ قرآن مقدس میں جا بجا نماز کے قائم کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ سورہ بقرہ کی ابتدائی آیات میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا ”ذَلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ ۝ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ۝ لَا

وہ بلند رتبہ کتاب (قرآن) کوئی شک کی جگہ نہیں، اس میں ہدایت ہے اور والوں کو وہ جو دین دیکھے ایمان لائیں اور نماز قائم رکھیں اور ہماری دی ہوئی روزی میں سے ہماری راہ میں اٹھائیں۔ (کنز الایمان سورہ بقرہ ع ۱)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! قرآن مقدس

جو پرہیزگاروں کے لئے ہدایت ہے اسی قرآنِ مقدس نے پرہیزگاروں کی صفات بھی بیان فرمادیا ہے، جس میں سے سب سے اہم صفت نماز قائم کرنا ہے۔ یاد رکھیں کہ نماز افضل العبادات ہے اور کوئی چاہے کتنا ہی پرہیزگار ہونے کا دعویٰ کرتا ہوا اگر وہ نماز کا پابند نہیں تو وہ ہرگز ہرگز متقی، پرہیزگار اور اللہ تعالیٰ کا ولی نہیں ہو سکتا۔ جتنے بھی انبیائے کرام علیہم السلام اور اولیائے کرام تشریف لائے سب نماز کے پابند رہے اور نماز کی دعوت بھی دیتے رہے۔ جیسا کہ قرآنِ مقدس کی دوسری آیتوں سے واضح ہے۔ آج نماز ہی کے معاملے میں قومِ مسلم کا بلِ وست بن گئی ہے۔ کاش! قومِ مسلم قرآن و حدیث کا مطالعہ کرے تو اسے معلوم ہو جائے کہ نماز کے ادا کرنے پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے کیا کیا انعام ہیں اور نماز کے چھوڑ دینے پر کیسی سخت سزائیں ہیں؟

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا

رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ اے میرے رب! مجھے نماز کا قائم کرنے والا رکھ اور کچھ میری اولاد کو اے ہمارے رب! اور ہماری دعا سن لے۔ (کنز الایمان، پارہ ۱۳، رکوع ۱۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ آیت کریمہ سے سبق ملتا ہے کہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نماز کے قائم رکھنے کی دعا اپنے لئے اور اپنی اولاد کے لئے کرتے تھے۔ وہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام جو معمارِ کعبہ ہیں اور خلیل اللہ بھی ہیں اور حج جیسے اہم فرض کی ادائیگی میں مرکزی کردار کے مالک ہیں۔ وہ نماز کے ادا کرنے سے متعلق صرف دعا ہی نہیں کرتے بلکہ اس کی قبولیت کی بھی دعا کرتے ہیں۔ اس سے سمجھ میں آتا ہے کہ حضرت خلیل علیہ السلام کی نگاہ میں نماز کی اہمیت کیا تھی؟ آج ہم اپنے لئے اور اپنی اولاد کے لئے صرف دنیوی

فوائد اور عیش و عشرت ہی کی دعا کرتے ہیں۔ کاش! ہم انبیائے کرام کے نقوشِ قدم پر چلتے ہوئے نماز قائم کرنے کی جدوجہد کرتے اور اپنی اولاد کو بھی نماز کا پابند بناتے۔

باپ کی بیٹے کو نصیحت

قرآن پاک میں ہے: **يُنْشِئِ اَقِمِ الصَّلَاةَ وَ اْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَ اَنْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ اصْبِرْ عَلٰی مَا اَصَابَكَ** اے میرے بیٹے نماز پر پارکھ اور اچھی بات کا حکم دے اور بری بات سے منع کر اور جو اُفتاد تجھ پر پڑے اس پر صبر کر۔
(کنز الایمان، پ ۲۱ رکوع ۱۱)

اس آیت کریمہ سے پتہ چلتا ہے کہ ایک باپ کی نصیحت اپنی اولاد کے سلسلے میں کیا ہونی چاہئے؟ حضرت لقمان جو اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے ہیں، جن کے اقوال حکمت و دانائی سے بھرے ہوئے ہیں انہیں کا ایک قول اللہ رب العزت نے قرآن پاک میں بیان فرمایا۔ وہ قول کیا ہے؟ وہ قول یہی تو ہے کہ اے میرے بیٹے! نماز قائم کر اور اچھی باتوں کا حکم دے۔ اس سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ ایک باپ کو اپنی اولاد کیلئے دنیوی ضرورتوں کے ساتھ ساتھ دینی امور کا بھی ضرور خیال رکھنا چاہئے۔ آئیے ہم عہد کریں کہ ہم خود بھی نماز کے پابند رہیں گے اور اپنی اولاد کو بھی پابند نماز بنانے کی کوشش کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں، ہماری اولاد کو اور تمام اہل خانہ کو نماز کی پابندی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

نماز اللہ تعالیٰ کی یاد کا ذریعہ

خالق کائنات نے قرآن مقدس میں ارشاد فرمایا: **اِنِّنِّیْ اَنَا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا فَاعْبُدْنِیْ وَ اَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِیْ** بیشک میں ہی ہوں اللہ کہ میرے سوا کوئی معبود

نہیں تو میری بندگی کر اور میری یاد کے لئے نماز قائم رکھ۔ (کنز الایمان، پ ۱۶ رکوع ۱۰)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی یاد کا ذریعہ تو کائنات کا ذرہ ذرہ ہے۔ بندہ جس طرف نگاہ ڈالے اسی کی جلوہ گری ہے۔ اس کی بے شمار نعمتیں ہیں جن کو دیکھ کر بندہ خدا کو یاد کر سکتا ہے۔ لیکن غور فرمائیے کہ مذکورہ آیت کریمہ میں اللہ عز و جل نے اپنی یاد کے لئے نماز کا حکم دیا چنانچہ وہ فرماتا ہے: ”اور میری یاد کے لئے نماز قائم رکھ“ اس سے پتہ چلا کہ نماز اللہ تعالیٰ کی یاد کا بہترین ذریعہ ہے کیونکہ بندے کا پورا وجود حالت نماز میں خالق کائنات کے سامنے جھکا ہوتا ہے۔ اس کی زبان ذکر الہی سے تر ہوتی ہے، اس کے کان قرآن مقدس سن رہے ہوتے ہیں، اس کی نگاہ سجدے کی جا پر ہوتی ہے اور دل انوار و تجلیات ربانی کا مرکز بن جاتا ہے۔ غرضیکہ ایک بندہ جب نماز میں ہوتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی یاد میں ہمہ تن مصروف ہوتا ہے۔ ساری دنیا سے بے نیاز ہو کر بندہ صرف اپنے خالق کا نیاز مند بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نماز کے ذریعہ اپنی یاد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

صاحب اقتدار کی ذمہ داری

اللہ تعالیٰ قرآن عظیم میں بندوں کی ذمہ داریاں بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے: **الَّذِينَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَآمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ طَوَّلَ اللَّهُ عَاقِبَةَ الْأُمُورِ** وہ لوگ کہ اگر ہم انہیں زمین میں قابو دیں تو نماز برپا رکھیں اور زکوٰۃ دیں اور بھلائی کا حکم کریں اور برائی سے روکیں اور اللہ ہی کے لئے سب کاموں کا انجام۔ (کنز الایمان، پ ۷ رکوع ۱۳)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ارباب اقتدار کی ذمہ داریوں کو بیان فرمایا ہے کہ صاحب اقتدار کی سب سے اہم ذمہ داری یہ ہے کہ وہ سب سے پہلے ”اقامتِ صلوٰۃ“ کا نظام قائم کریں اس لئے کہ نماز ایسی عبادت ہے جس میں ہر قسم کی تربیت

موجود ہے۔ وقت کی پابندی، صف بندی، صفائی، اتباع اور پیروی وغیرہ۔ نماز کے ذریعہ جہاں روحانی سکون ملتا ہے وہیں اس کے ذریعہ اچھی ورزش بھی ہو جاتی ہے۔ اللہ رب العزت ہمارے دلوں میں اقامتِ صلوٰۃ کا جذبہ پیدا فرمائے۔

نماز تمام برائیوں سے روکتی ہے

رب قدیر نے ایک اور مقام پر نماز کے فوائد بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ **وَاقِمِ الصَّلٰوةَ ط إِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ ط** اور نماز قائم فرماؤ بیشک نماز منع کرتی ہے بے حیائی اور بری بات سے۔ (کنز الایمان، پارہ ۲۱ رکوع ۱)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس آیت میں موجودہ دور کی پریشانیوں کا حل موجود ہے آج ہر صاحب ایمان کو اس بات کی فکر ہے کہ بے حیائی اور برائیوں کے سیلاب سے کیسے بچا اور بچایا جائے۔ تو سنو! ربّ قدیر نے ہمیں دن و رات میں پانچ نمازوں کا حکم دیا، نماز ادا کرنے والا بندہ دن میں پانچ وقت اپنے بدن سے لے کر کپڑوں تک کی پاکیزگی کا خیال رکھتا ہے۔ ایک نمازی دن میں پانچ مرتبہ اپنے مولیٰ کی بارگاہ میں حاضری دیتا ہے اور اسے یہ فکر لاحق رہتی ہے کہ اگر میں اپنے دامن کو گناہوں سے آلودہ کروں گا تو ربّ قدیر کی بارگاہ میں کون سا منہ لے کر حاضر ہوں گا؟ بس اسی زندہ احساس کی بدولت نمازی بہت سے گناہوں، بے حیائی کے کاموں نیز اپنے مولیٰ کی ناراضگی سے بچ جاتا ہے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آپ نے قرآنِ مقدس کی چند آیات سے نماز کی اہمیت اور عظمت کا اندازہ بخوبی لگا لیا ہوگا اور اب رسولِ گرامی و قار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمودات کو پڑھیں اور نماز کی اہمیت کا اندازہ لگائیں۔

جنتی ہونے کی بشارت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ایک اعرابی (دیہاتی) آیا اس نے کہا: مجھے ایسا عمل بتائیے کہ جب میں اسے کر لوں جنت میں داخل ہو جاؤں۔ آپ نے فرمایا: اللہ عزوجل کی عبادت کر، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا، فرض نماز پڑھ اور فرض زکوٰۃ ادا کر، رمضان کے روزے رکھ، اس نے کہا اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے نہ میں اس (عمل) پر کچھ زیادتی کروں گا نہ اس سے کچھ کم کروں گا۔ جب واپس ہوا تو نخی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: جس شخص کو یہ پسند ہو کہ وہ ایک جنتی آدمی کو دیکھے تو وہ اس (اعرابی) کی طرف دیکھ لے۔ (مسلم شریف، جلد اول، ص: ۳۱)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث شریف میں کئی اعمال کا ذکر کیا گیا، جن میں سے ایک سب سے اہم اور افضل عمل نماز ہے۔ نماز قائم کرنے والا اتنا عظیم ہے کہ تاجدارِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسے شخص کو جنتی فرمایا ہے۔ جس کسی کو خواہش جنت ہو اسے چاہئے کہ وہ نماز کی پابندی کرے اور اپنے آپ کو ترک نماز سے بچائے۔ روزوں کا پابند بنے، زکوٰۃ فرض ہو تو اس کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کرے۔ انشاء اللہ ان اعمال کا پابند دنیا ہی میں جنت کی بشارت کا مستحق بن جائے گا۔

نماز اور گناہوں کی مغفرت

حضرت ابو مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا وہ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ میں نے عرض کیا کہ مجھ سے

ایک شخص نے آپ کی طرف سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ آپ نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ ارشاد سنا ہے ”جو شخص اچھی طرح وضو کرے اور پھر فرض نماز پڑھے تو حق تعالیٰ اس دن وہ گناہ جو چلنے سے ہوئے ہوں اور وہ گناہ جن کو اس کے ہاتھوں نے کیا ہو اور وہ گناہ جو اس کے کانوں سے صادر ہوئے ہوں اور وہ گناہ جن کو اس کی آنکھوں نے کیا ہو اور وہ گناہ جو اس کے دل میں پیدا ہوئے ہوں سب معاف فرمادیتا ہے“۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا بخدا میں نے یہ مضمون نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئی دفعہ سنا ہے۔ (الترغیب والترہیب، جلد اول، ص: ۱۶۱)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ہم انسان ہیں اور ہم سے گناہ ہونا ممکن ہے اور آج کے اس پرفتن ماحول میں گناہوں کا سیلاب پورے معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے چکا ہے، جہاں راہ چلنے سے لے کر کسی قسم کی تقریب میں شریک ہونے تک آوارگی، بدتمیزی، بے حیائی سب کچھ موجود ہے، ایسے میں دامن کو گناہ سے بچانا نہایت ہی مشکل نظر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کریم ہے اپنے بندوں کی کمزوری کو جانتا ہے۔ لہذا فرمایا: دن میں پانچ مرتبہ میری بارگاہ میں حاضر ہو جاؤ میں کریم ہوں۔ تم عاجزی سے بندگی بجالاؤ، میں طاقت والا رب ہوں تمہارے گناہوں کو معاف کر دوں گا۔

خدا را! اپنے رب کی بارگاہ میں سر جھکانے میں کوتاہی نہ کرو۔ پابندی سے نماز پڑھو، ضرور اللہ تعالیٰ کرم فرمائے گا۔ پروردگارِ عالم جل جلالہ ہم سب کو نماز کی پابندی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

گناہوں کی معافی

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بولا یا رسول اللہ! میں نے مدینہ

کے کنارے ایک عورت کو گلے لگا لیا اور صحبت کی حد تک نہیں پہنچا۔ میں حاضر ہوں، میرے بارے میں جو چاہیں فیصلہ کریں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے فرمایا کہ اللہ نے تیری پردہ پوشی کی تھی تو بھی اپنی پردہ پوشی کرتا۔ راوی فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کا کچھ جواب نہ دیا، وہ شخص کھڑا ہو کر چل دیا اس کے پیچھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک آدمی کو بھیج کر اس کو بلایا اور یہ آیت تلاوت فرمائی:

اقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفِي النَّهَارِ وَزُلْفًا مِنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذَلِكَ ذِكْرِي لِلَّذِينَ كَرِهِينَ ۝ یعنی نماز قائم کرو دن کے کناروں اور رات کی ساعتوں میں یقیناً نیکیاں گناہ مٹا دیتی ہیں یہ ماننے والوں کے لئے نصیحت ہے۔ قوم میں سے ایک شخص نے عرض کیا کہ یا نبی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم! کیا یہ اسی کے لئے ہے؟ فرمایا: سارے لوگوں کے لئے ہے۔ (مشکوٰۃ شریف: ۵۸)

پتہ چلا کہ نماز کے صدقے بڑے سے بڑے گناہ کو بھی اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے۔ لیکن آج نماز کے حوالے سے اس امت کا حال دیکھا جائے تو (العیاذ باللہ) بے پناہ سستی۔ خدا را نماز کے حوالے سے سستی نہ کیا کرو بلکہ بھرپور چستی کا مظاہرہ کیا کرو اور نماز کے ذریعہ اپنے گناہوں کو مٹاتے رہو۔

پانچ نمازوں کی فضیلت

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب نماز کا وقت آتا ہے تو ایک فرشتہ اعلان کرتا ہے کہ اے آدم کی اولاد! اٹھو اور جہنم کی اُس آگ کو بجھاؤ جس کو تم نے (گناہوں کی بدولت) اپنے اوپر جلانا شروع کر دیا ہے۔ چنانچہ (دیندار لوگ) اٹھتے ہیں، وضو کرتے ہیں اور ظہر کی نماز پڑھتے ہیں جس کی وجہ سے ان کے صبح سے ظہر

تک کے گناہوں کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔ اسی طرح پھر عصر کے وقت پھر مغرب اور عشا کے وقت (غرض کہ ہر نماز کے بعد یہی صورت ہوتی ہے) عشا کے بعد لوگ سونے میں مشغول ہو جاتے ہیں اس کے بعد بعض لوگ برائیوں (زنا کاری، بدکاری، چوری وغیرہ) کی طرف چل دیتے ہیں اور بعض لوگ بھلائیوں (نماز، وظیفہ، ذکر وغیرہ) کی طرف چل دیتے ہیں۔
(الترغیب والترہیب: جلد ۱ ص ۱۶۰)

نمازیوں کے لئے فرشتوں کا خیر مقدم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں رات اور دن کو فرشتے باری باری آتے ہیں اور وہ فجر اور عصر کی نماز میں جمع ہوتے ہیں۔ پھر چڑھتے ہیں وہ فرشتے جنہوں نے تم میں رات گزاری ہوئی ہے تو ان سے ان کا رب پوچھتا ہے (حالانکہ وہ ان کو خوب جانتا ہے) کس طرح چھوڑا ہے تم نے میرے بندوں کو؟ وہ کہتے ہیں ہم نے ان کو اس حال میں چھوڑا ہے کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے اور ہم ان کے پاس گئے تو وہ نماز پڑھ رہے تھے۔

(بخاری شریف جلد اول ص: ۷۹)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس حدیث شریف سے یہ بات سمجھ میں آئی کہ فرشتوں کی ڈیوٹی تبدیل ہونے کا وقت فجر اور عصر کا وقت ہے۔ اگر بندہ فجر اور عصر کی نماز ادا کرتا ہے تو معصوم فرشتے رب کے حضور اس بندے کا ذکر نمازی کی حیثیت سے کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے سربسجود ہونے کا ذکر سن کر خوش ہوتا ہے اور جب وہ خوش ہو جائے تو یقیناً اپنی رحمتوں سے مالا مال کر دے گا۔ فجر اور عصر کا وقت جو نہایت ہی اہم ہے۔ فجر کے وقت نیند کا غلبہ اور عصر کے وقت انسان تجارت میں مصروف ہوتا ہے جس کی وجہ سے نماز چھوٹنے کا

خدا شہر ہوتا ہے۔ لیکن اگر بندہ نماز ادا کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ راضی ہو جاتا ہے۔

گناہ جھڑتے ہیں جیسے درختوں کے پتے

حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم موسم سرما میں باہر نکلے اور درختوں کے پتے جھڑ رہے تھے، آپ نے ایک درخت کی دو شاخیں پکڑ کر انہیں ہلایا ان سے پتے جھڑنے لگے۔ آپ نے فرمایا: اے ابو ذر! میں نے کہا حاضر ہوں اے اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ نے فرمایا: ”إِنَّ الْعَبْدَ الْمُسْلِمَ لِيَصْلِيَ الصَّلَاةَ يُرِيدُ بِهَا وَجْهَ اللَّهِ فَتَهَافَّتْ عَنْهُ ذُنُوبُهُ كَمَا تَهَافَّتْ هَذَا الْوَرَقُ عَنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ“ مسلمان بندہ اگر نماز پڑھتا ہے، اس سے اللہ کی رضا مندی کا ارادہ کرتا ہے تو جس طرح اس درخت سے پتے گر رہے ہیں اسی طرح اس سے گناہ گر جاتے ہیں۔

(ص ۵۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کتنی بہترین مثال بیان فرمائی ہے کہ اگر کوئی حساس ہے اور اسے گناہوں کی خلش دل میں محسوس ہوتی ہے اور یقیناً جو مومن کامل ہوگا اسے گناہوں کی چھین دل میں ضرور محسوس ہوگی۔ تو اسے تسلی دی جا رہی ہے کہ اگر پنجوقتہ نماز کی پابندی کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کو اس طرح گرا دے گا جس طرح درخت کی شاخوں کے پتے جھڑ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اقامتِ صلوٰۃ کی توفیق عطا فرمائے۔

نمازی کے لئے نماز کی دعا

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب بندہ اول وقت میں نماز پڑھتا ہے تو اس کی نماز آسمانوں تک جاتی ہے اور وہ نورانی شکل میں ہوتی ہے یہاں تک کہ عرش الہی تک جا پہنچتی ہے اور نمازی کے لئے قیامت تک دعا کرتی رہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ تیری حفاظت فرمائے جیسے تو نے میری حفاظت کی ہے اور جب آدمی بے وقت نماز پڑھتا ہے تو اس کی نماز سیاہ شکل میں آسمان کی طرف چڑھتی ہے جب وہ آسمان تک پہنچتی ہے تو اسے بوسیدہ کپڑے کی طرح لپیٹ کر پڑھنے والے کے منہ پر مارا جاتا ہے۔

(بیہقی)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آپ اندازہ لگائیں کہ وقت پر نماز ادا کرنے کی برکت کتنی ہے اور بے وقت نماز ادا کرنے کا وبال کیا ہے؟ آج بے وقت اور وقت پر تو دور کی بات ہے اکثر عوام تو سرے سے نماز ہی سے غافل ہیں۔ اور قضا کرنے میں کچھ افسوس نہیں کرتے۔ غور کریں! جب بے وقت پڑھنے کا یہ وبال ہے تو نہ پڑھنے کا انجام کتنا سخت ترین ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے صغیرہ و کبیرہ گناہ معاف فرمائے اور پابندی سے وقت پر نماز ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔



فضائل جماعت

ارشاد خداوندی ہے: **وَاقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاتُّوا الزَّكٰوةَ وَارْکَعُوْا مَعَ الرَّاٰکِعِیْنَ** اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔
(سورہ بقرہ پ ۱، آیت: ۴۳)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ آیت کریمہ سے جماعت کا وجوب سمجھ میں آتا ہے۔ جو خوش نصیب نماز باجماعت کا اہتمام کرتے ہیں اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو طرح طرح کی بشارتیں سنائی ہیں اور جو لوگ دنیاوی کاموں میں مصروف رہ کر بلا عذر شرعی جماعت کو ترک کرتے ہیں ان کو سخت وعیدیں سنائی ہیں۔ ہمارے اسلاف نماز باجماعت کا کس قدر اہتمام فرماتے تھے اس کا اندازہ آنے والے سطور سے ہوگا۔ آج ہمارا حال یہ ہے کہ نماز باجماعت ادا کرنے کے سلسلہ میں اتنی سستی کا مظاہرہ کرتے ہیں کہ مسجد کے قریب ہوتے ہوئے بھی ہم نماز باجماعت ادا نہیں کرتے جب کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا اکیلے نماز پڑھنے سے ستائیس درجہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف: ۹۵)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ہم دنیوی معاملات میں کس قدر محتاط ہیں اور کتنا ہمیں اپنے نفع اور نقصان کا خیال رہتا ہے۔ اگر غافل ہوتے ہیں تو صرف اور صرف دین کے معاملے میں۔ کیا ہم میں سے کوئی ستائیس چھوڑ کر ایک پر قناعت کرے گا؟ یقیناً کوئی صاحب عقل ایسا نہیں کرے

گا۔ آپ ذرا قیامت کا وہ ہولناک منظر اپنی نگاہوں کے سامنے لاؤ جب باپ بیٹے سے بھاگ رہا ہوگا اور بیٹا باپ سے بھاگ رہا ہوگا کوئی کسی کا پُرساں حال نہ ہوگا اور نیکیوں کی قلت دامن گیر ہوگی۔ کوئی عزیز و قریب ایک نیکی بھی دینے کے لئے تیار نہ ہوگا واللہ! اس وقت ایک ایک نیکی کی عظمت سمجھ میں آئے گی لہذا نماز باجماعت ادا کر کے ۲۷ گنا زیادہ ثواب حاصل کرو تا کہ میدان محشر میں اللہ تعالیٰ کی نظر فرمادے اور اچھوں کے صدقے نیکیاں قبول فرما کر ہم سب کو اجر حسن کا حقدار بنادے۔

میدان جنگ میں جماعت کی تاکید

اللہ تعالیٰ کا فرمان عالیشان ہے: اور اے محبوب جب تم ان میں تشریف فرما ہو پھر نماز میں ان کی امامت کرو تو چاہئے کہ ان میں ایک جماعت تمہارے ساتھ ہو وہ اپنے ہتھیار لئے رہے پھر وہ جب سجدہ کر لیں تو ہٹ کر تم سے پیچھے ہو جائیں۔ اور اب دوسری جماعت آئے جواب تک جماعت میں شریک نہ تھی اب وہ تمہاری مقتدی ہو اور چاہئے کہ اپنے پناہ اور اپنے ہتھیار لئے رہیں، اور کافروں کی تمنا ہے کہ کہیں تم اپنے سامان اور اپنے اسباب سے غافل ہو جاؤ تو ایک دفعہ تم پر جھک پڑیں۔ اور تم پر کوئی مضائقہ نہیں اگر تمہیں مینہ (بارش) کے سبب تکالیف ہوں یا بیمار ہو کہ اپنے ہتھیار کھول رکھو اور اپنی پناہ لئے رہو۔ بے شک اللہ نے کافروں کے لئے خواری (ذلت) کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (کنز الایمان)

حالت خوف میں دشمن کے مقابل اس اہتمام کے ساتھ نماز ادا کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز باجماعت کس قدر ضروری ہے۔ (خزائن العرفان)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! جنگ کا ماحول کتنا بھیانک ہوتا ہے، ہر چہار جانب سے جان کا خطرہ ہوتا ہے۔ ایسے ماحول میں بھی اللہ نے جماعت سے نماز ادا کرنے کا حکم فرمایا ہے مذکورہ فرمان باری تعالیٰ سے جماعت کی

اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ ہمارا حال تو یہ ہے کہ امن کے ماحول میں جب نماز ہی ادا نہیں کرتے تو جماعت کی کیا خاک پابندی کریں گے۔ آئیے آج ہم سب عزم مصمم کریں کہ ان شاء اللہ نماز باجماعت کی پابندی کی پوری کوشش کریں گے۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رحمت عالم فخر آدم و بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص وضو کر کے فجر کی ادائیگی کے لئے آیا اور دو رکعت سنت پڑھ کر نماز باجماعت کے انتظار میں محو ذکر رہا تو اس کی نماز ابراہار کی سی نماز ہو جائے گی اور اس کا نام رحمانی قاصدوں میں لکھا جائے گا۔ (الترغیب ج: ۱، ص: ۱۸۱)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! فجر کی دو سنت کی ادائیگی کے بعد فرض کے انتظار میں ذکر الہی میں مصروف رہنا کتنا عظیم ثواب ہے۔ اور ایسے بندے کی نماز اور اس کے مقام کو تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کتنا بلند فرمایا ہے۔ کاش کہ ہم اپنی نیند قربان کر کے فجر کی نماز کے لئے بیدار ہوتے اور وقت پر نماز باجماعت ادا کرتے۔ یقیناً جو رب تبارک و تعالیٰ آخرت میں عزت اور سر بلندی عطا فرمائے گا وہ دنیا میں بھی اس سے سرفراز فرمائے گا۔ لہذا آج ہی صدق دل سے توبہ کر کے نماز باجماعت کا ارادہ کر لیں اور اس کے لئے کوشش کریں تو ضرور بالضرور اللہ تعالیٰ ہم سب سے راضی ہوگا اور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی خوش ہوں گے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ اللہ عز و جل نے جنت میں ایک ایسی نہر جاری فرمادی ہے جس کا نام ”أَفْيَحْ“ ہے اس کے کنارے لعل و جواہرات کے ہیں ان پر ایسی حوریں جلوہ افروز ہیں جن کی خلعت زعفران سے ہے وہ ستر ہزار بانوں میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس بیان کرتی ہیں اور اعلان کرتی ہیں کہ ہم ان کی خدمت کے لئے ہیں جو نماز فجر باجماعت ادا کرتے ہیں۔ (نزہۃ المجالس ج: ۱، ص: ۵۱۵)

ثواب ہی ثواب

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے عثمان بن مظعون! جس نے صبح کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی تو اس کے لئے یہ نماز قبول حج اور قبول عمرہ کے برابر ہو جاتی ہے۔ اے عثمان! جس نے ظہر کی نماز ادا کی اس کو پچیس نمازوں کا ثواب ہے اور اس کے ستر درجے جنت میں بلند ہوں گے۔ اے عثمان! جس نے عصر کی نماز باجماعت ادا کی پھر غروب آفتاب تک ذکر الہی میں مشغول رہا تو گویا کہ اس نے اولاد اسمعیل میں سے بارہ ہزار غلام آزاد کیا اور جس نے مغرب کی نماز باجماعت ادا کی اس کے لئے پچیس نمازوں کا ثواب ہے اور اسی کے ساتھ جنتِ عدن میں اس کے ستر درجے بلند ہوں گے۔ اے عثمان! جس نے عشا کی نماز باجماعت ادا کی گویا اس نے شب قدر میں عبادت کی۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مذکورہ حدیث شریف میں پنجوقتہ نماز باجماعت کا ثواب بیان فرمادیا۔ اب جس کسی کو نماز باجماعت کے فیضان سے مالا مال ہونا ہو نیز مذکورہ انعامات کو پانا ہو تو وہ نماز باجماعت کا اہتمام کرے۔ تھوڑی سی چستی اور قربانی سے اگر اتنا ثواب ملتا ہے تو ایک مسلمان کو ضرور قربانی دینی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل نماز باجماعت کا اہتمام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

پوری رات عبادت کا ثواب

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس نے عشا کی نماز باجماعت پڑھی گویا آدھی رات قیام کیا اور جس نے

فجر کی نماز باجماعت پڑھی گویا اس نے پوری رات قیام کیا۔ (مسلم شریف جلد اول ص: ۲۳۲)

نیز نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ بے شک آدمی جب امام کے ساتھ نماز پڑھ کر لوٹتا ہے تو اس کے لئے پوری رات کی عبادت کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے۔ (الجامع الصغیر)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ہر شخص کے لئے پوری رات عبادت میں گزارنا بہت ہی مشکل ہے۔ لیکن آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کرم دیکھئے کہ امت کی کمزوری پر کرم کی نظر فرما کر شب بھر عبادت کے ثواب سے مالا مال کرنے کے لئے ارشاد فرمایا: عشا اور فجر کی نماز جس نے جماعت کے ساتھ ادا کی اسے اللہ تعالیٰ پوری شب عبادت کا ثواب عطا فرمائے گا۔ آج یہی دو نمازیں مسلمانوں پر بھاری نظر آتی ہیں۔ جماعت تو بہت دور کی بات ہے نماز ادا کرنے سے ہی غافل نظر آتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو جان لینا چاہئے کہ آقائے کون و مکاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: فجر اور عشا کی نماز منافق پر بھاری ہیں مسلمان پر نہیں لہذا ہم فجر اور عشا کی نماز باجماعت ادا کر کے رات بھر عبادت کا ثواب حاصل کریں اور اپنا شمار غلامان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں کرائیں۔

دوزخ سے آزادی

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ”مَنْ صَلَّى لِلَّهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا فِي جَمَاعَةٍ يُدْرِكُ التَّكْبِيرَةَ الْأُولَى كُتِبَ لَهُ بَرَاتَانِ، بَرَاءَةٌ مِنَ النَّارِ وَ بَرَاءَةٌ مِنَ النِّفَاقِ“ یعنی جو اللہ تعالیٰ کے لئے چالیس روز باجماعت نماز ادا کرے اور تکبیر اولیٰ پائے تو اس کیلئے دو آزادیاں ہیں ایک نار جہنم سے اور دوسری نفاق سے۔ (ترمذی، جلد اول ص: ۵۶)

بزرگوں میں جس کی تکبیر اولیٰ فوت ہو جاتی تو وہ تین دن اپنی تعزیت کرتے۔
میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! جہنم کی آگ
اور نفاق یہ دونوں تباہ کن ہیں جس کسی کے دل میں نفاق ہو اس کا ٹھکانہ جہنم کا سب
سے نچلا طبقہ ہے۔ دلوں کو نفاق سے پاک کرنا ہو اور خود کو جہنم سے آزاد کرنا ہو تو کم از کم
چالیس روز باجماعت نماز ادا کریں۔ نماز باجماعت کی برکت سے اللہ رب العزت
دوزخ سے آزاد اور نفاق سے پاک فرما دے گا۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہم سب کو نماز با
جماعت کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے۔

گناہ بخش دئے جائیں گے

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم فرماتے ہیں: جس نے کامل وضو کیا پھر نماز فرض کے لئے چلا اور امام کے ساتھ
(باجماعت) نماز ادا کی اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ (نسائی)

نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رات میں میرے
رب کی طرف سے ایک آنے والا آیا اور ایک روایت میں ہے کہ اپنے رب کو نہایت ہی
جمال کے ساتھ تجلی کرتے ہوئے دیکھا۔ اس نے فرمایا: اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیک
وسلم)! میں نے کہا ”کَبَّيْكَ وَ سَعْدَيْكَ“ اس نے فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ
ملائکہ کس امر میں بحث کرتے ہیں؟ میں نے عرض کیا نہیں جانتا، اس نے اپنا دست
قدرت میرے شانوں کے درمیان رکھا یہاں تک کہ اس کی ٹھنڈک میں نے اپنے
سینے میں پائی تو جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے اور جو کچھ مشرق و مغرب کے
درمیان ہے میں نے جان لیا۔ پھر فرمایا: اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) جانتے ہو
ملائکہ کس چیز میں بحث کر رہے ہیں؟ میں نے عرض کیا: ہاں درجات و کفارات اور
جماعتوں کی طرف چلنے اور سردی میں پورا وضو کرنے اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز

کے انتظار میں اور جس نے اس کی محافظت کی خیر کے ساتھ زندہ رہے گا اور خیر کے ساتھ مرے گا اور اپنے گناہوں سے ایسا پاک ہوگا جیسے اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔ (ترمذی شریف)

بعض صحائف میں رب تعالیٰ کا فرمان ہے کہ میری زمین پر میرے گھر مسجدیں ہیں اور جو مسجدوں میں نماز ادا کرنے والے اور انہیں آباد رکھنے والے ہیں وہ میری زیارت کرنے والے ہیں تو بشارت ہوا ایسے شخص کو جو اپنے گھر سے پاک و صاف ہو کر میری زیارت کو آئے اور باجماعت نماز ادا کرے۔ (نزہۃ المجالس)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! نماز باجماعت کی وجہ سے گناہ تو معاف ہوتے ہی ہیں مگر کرم بالائے کرم یہ ہے کہ اگر کوئی شخص نماز باجماعت ادا کرنے کے لئے مسجد جاتا ہے تو گویا وہ اللہ رب العزت کی زیارت کو جاتا ہے۔ کہاں ہم اور کہاں وہ خالق کائنات لیکن اس کا کرم تو دیکھئے کہ وہ اپنا مہمان بھی بنا رہا ہے اور اپنی زیارت کا ثواب بھی عطا فرما رہا ہے اور ایک بار نہیں بلکہ دن میں پانچ بار۔ کاش! ہم اللہ تعالیٰ کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے دن میں پانچ بار نماز باجماعت کی ادائیگی کے لئے کوشش کرتے۔

احیاء العلوم میں ہے کہ جو شخص باجماعت نماز ادا کرتا ہے اس کا سینہ عبادت سے منور ہو جاتا ہے۔ طہرانی میں ہے کہ اگر جماعت کو چھوڑنے والا جانتا کہ باجماعت نماز ادا کرنے والے کے لئے کیا اجر ہے تو گھسیٹتا ہوا جاتا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ داہنی جانب جماعت میں شامل ہونے والے پر اللہ تعالیٰ اور فرشتے صلوٰۃ پڑھتے ہیں۔ (ابن ماجہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو اچھی طرح وضو کر کے مسجد جائے اور لوگوں کو اس حالت میں پائے کہ نماز پڑھ چکے ہیں تو اللہ عز و جل اسے بھی جماعت سے نماز پڑھنے والوں کے مثل

ثواب دے گا اور ان کے ثواب سے کچھ کم نہ کرے گا۔

(ابو داؤد)

ص ۸۳)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج اگر دنیا کا کوئی بڑا عہدیدار، سرمایہ دار، ہم کو سلام کرے تو ہم خوشیوں سے مچل جاتے ہیں لیکن میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: جماعت سے نماز پڑھنے والا اگر امام کے دائیں جانب ہو تو اس پر اللہ جل جلالہ اور اس کے فرشتے صلوٰۃ پڑھتے ہیں اور اس حدیث پاک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر اس نیت سے بندہ گھر سے نکلا کہ جماعت میں شریک ہو جائے لیکن جماعت نہ پاسکا تو اللہ تعالیٰ اسے بھی جماعت کا ثواب عطا فرمائے گا کہ اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے۔

پسندیدہ

تاجدارِ مدینہ راحتِ قلب و سینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مرد کی نماز مرد کے ساتھ، اکیلے پڑھنے سے بہتر ہے اور جو زیادہ ہوں (یعنی جس قدر جماعت میں نمازی زیادہ ہوں) وہ اللہ کو زیادہ پسند ہیں۔

حضرت قباث بن اشیم لیشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دو آدمیوں کی ایک ساتھ نماز کہ ان میں سے ایک اپنے ساتھی کی امامت کرے اللہ کے نزدیک ان چار آدمیوں کی نماز سے بہتر ہے جو باری باری پڑھیں اور چار آدمیوں کی نماز (جماعت سے) اللہ عز و جل کے نزدیک ان آٹھ آدمیوں کی نماز سے بہتر ہے جو یکے بعد دیگرے پڑھیں اور آٹھ آدمیوں کی نماز اس طرح کہ ان میں ایک امام ہو یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے ان سو آدمیوں کی نماز سے جو کہ علیحدہ علیحدہ پڑھیں۔

(الترغیب و الترہیب، جلد اول،

ص ۱۷۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث شریف سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ جتنی بڑی جماعت ملے اس میں شریک ہونے کی کوشش کریں تا کہ زیادہ ثواب بھی حاصل ہو اور تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کی روشنی میں بہتری کی سند بھی ملے۔ البتہ اس کا خیال رکھنا ہے کہ وہ جماعت غلامان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہو۔ اگر امام گستاخ رسول ہو اور جماعت خواہ کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو ہمیں اس کی اقتداء نہیں کرنی ہے۔ گستاخ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھنے سے بہتر ہے کہ ہم اکیلے ہی پڑھ لیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو سنی امام کے پیچھے جماعت سے نماز ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جماعت کے ساتھ رہو

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ کسی گاؤں یا جنگل میں تین آدمی ہوں اور جماعت کے ساتھ نماز نہ پڑھیں تو ان پر شیطان غالب ہوتا ہے تو تم جماعت کو لازم پکڑو کیوں کہ جو بکری اپنے ریوڑ سے دور رہے اسے بھیڑیا کھا جاتا ہے۔ (الترغیب، جلد اول، ص ۱۸۲)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج دنیا ہم کو لقمہ تر سمجھ کر کھانے کے درپے ہے اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ ہر کوئی امام بننا چاہتا ہے، کسی کو مقتدی بننا پسند ہی نہیں۔ الگ الگ نماز ادا کرنا ہماری پہچان اور عادت بن چکی ہے جب کہ جنگل یا گاؤں میں بھی اگر چند افراد ہوں تو جماعت قائم کرنے کا حکم ہے۔ یہاں تو افراد ہی افراد ہوتے ہیں پھر بھی اہتمام نہیں کیا جاتا، کاش کہ ہم جماعت کا خیال اور پابندی کا اہتمام کرتے تو آج کوئی ظالم بھیڑیا ہم کو بکری سمجھ کر نہ کھاتا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہم سب کو نماز باجماعت ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ناہینا کو تاکید

حضرت عبداللہ بن اُمّ مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم! مدینہ میں موذی جانور بکثرت ہیں اور میں ناہینا ہوں تو کیا مجھے رخصت ہے کہ میں گھر میں نماز پڑھ لوں؟ فرمایا ”حَیَّ عَلَى الصَّلٰوۃِ، حَیَّ عَلَى الْفَلَاحِ“ سنتے ہو؟ عرض کی ہاں تو فرمایا حاضر ہو۔ (ابوداؤد، ص ۸۱، ۸۲)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اندازہ لگائیں کہ ایک ناہینا کے لئے تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ”حَیَّ عَلَى الصَّلٰوۃِ“ اور ”حَیَّ عَلَى الْفَلَاحِ“ سن کر مسجد میں آنے کا حکم دیا۔ حالاں کہ ناہینا پر جماعت سے نماز پڑھنا واجب نہیں، صرف اس وجہ سے کہ میرا ناہینا صحابی جماعت کے اجر عظیم سے محروم نہ رہے، لیکن کتنے افسوس کا مقام ہے کہ ہم آنکھ والے ہو کر، تندرست ہو کر، توانا ہو کر، نماز باجماعت کے لئے حاضر نہیں ہوتے کاش کہ ہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کا لحاظ رکھتے اور نماز باجماعت کا اہتمام کرتے۔

جماعت میں سبقت کرو

اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو پیچھے ہٹتے ہوئے دیکھا تو ارشاد فرمایا: آگے بڑھو میری اتباع کرو تا کہ تمہارے بعد کے لوگ تمہاری اتباع کریں۔ لوگ خود ہی ہٹتے رہیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو پیچھے کر دے گا۔ (مسلم شریف)

اس حدیث شریف کی روشنی میں اگر ہم دیکھیں تو ہم کو ہمارے پیچھے رہنے کی وجہ خود بخود معلوم ہو جائے گی۔ کیا آج ہمارا حال یہ نہیں ہے کہ ہم نماز باجماعت ادا کرنے جاتے ہیں تو بھی صفِ اول کی بجائے آخر میں رہنا پسند کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج ہر کام میں پوری دنیا سے ہم پیچھے ہیں۔ یاد رکھو اگر آگے آنا ہو اور فتح و کامرانی

سے ہمکنار ہونا چاہتے ہو تو آج سے کوشش کرو کہ انشاء اللہ نماز باجماعت کی پابندی سے ہم دونوں جہاں میں آگے آئیں گے۔

اور حضرت ابو بکر بن ابی حشمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فجر کی نماز میں حضرت سلیمان بن حشمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہیں پایا پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ چاشت کے وقت بازار کی طرف نکلے اور حضرت سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گھر مسجد اور بازار کے درمیان واقع تھا لہذا آپ کا گزر حضرت سلیمان کی والدہ حضرت شفاء رضی اللہ عنہا کے پاس سے ہوا تو آپ نے ان سے فرمایا: میں نے سلیمان کو فجر کی نماز میں نہیں دیکھا انہوں نے کہا وہ رات گئے تک نماز پڑھتے رہے لہذا صبح کی نماز کے بعد ان کی آنکھ لگ گئی اس پر حضرت عمر نے فرمایا مجھے صبح کی نماز جماعت کے ساتھ اس بات سے زیادہ محبوب ہے کہ میں رات بھر نماز پڑھوں۔ (موطا امام مالک)

مذکورہ واقعہ سے ہم سب کو سبق حاصل کرنا چاہئے کہ رات بھر جلسے میں شریک رہے اور صبح فجر کی نماز گھر پر پڑھ لئے تو پڑھ لئے ورنہ وہ بھی نہیں جس کی وجہ سے نماز فجر قضا ہوگئی یا پھر جماعت چھوٹنے کا ذریعہ بنا۔ ہمارے اسلاف کی کامیابی کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ وہ نماز فجر ہوا کوئی بھی نماز، جماعت کا بھرپور خیال رکھتے تھے۔ آج ہماری ناکامی کی وجہ نماز اور جماعت کا ترک کرنا ہے۔

رحمت کا گھر

نبی کریم علیہ والہ افضل الصلوٰات والتسلیم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جنت میں ایک عظیم الشان شہر سجایا ہے جس کا نام ”مَدِينَةُ الْخُلْدِ“ ہے۔ اس میں ایک محل ہے جس کا نام ”قصرِ عظمت“ ہے اس میں ایک وسیع و عریض مکان ہے جسے ”بیت الرحمہ“ کہتے ہیں جس میں ایک ہزار تخت سجائے گئے ہیں جن میں چار ہزار حواریں جلوہ

افروز ہیں، اس میں ایسی چیزیں بھی پائی جاتی ہیں جنہیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا، اور نہ ہی کسی انسان کے دل و دماغ میں تصور و گمان گزرا ہے۔ آپ سے عرض کیا گیا: وہ کس خوش نصیب کے لئے ہے؟ آپ نے فرمایا: جو نماز پنج گانہ جماعت کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔ (نزہۃ المجالس، ص ۵۱۵)

تکبیر اولی دنیا و ما فیہا سے بہتر

حضرت امام نیشاپوری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: صبح کی تکبیر کو پانا دنیا و ما فیہا سے اعلیٰ ہے۔ (نزہۃ المجالس، ص ۵۱۵)

منقول ہے کہ حضرت میمون بن مہران مسجد میں آئے تو آپ سے کہا گیا کہ لوگ تو واپس لوٹ گئے ہیں۔ (یعنی جماعت ہوگئی ہے) آپ نے یہ سن کر فرمایا: ”إِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ“ اور کہا اس نماز کو پالینے کی فضیلت مجھے عراق کی حکومت سے زیادہ پسند تھی۔ (مکاشفۃ القلوب)

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک نماز کی جماعت چھوٹ گئی تو آپ نے ایک قطعہ زمین جو ایک لاکھ کی قیمت کا تھا خیرات کر دیا اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک جماعت فوت ہوگئی تو انہوں نے روزہ رکھا اور ساری رات نوافل پڑھے اور ایک غلام آزاد کر دیا۔ (نزہۃ المجالس، ص ۵۱۱)

علامہ ابن جوزی علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ ایک نیک آدمی عشا کی نماز با جماعت ادا نہ کر سکا تو اس نے اس نماز کو ستائیس بار پڑھا کیوں کہ حدیث میں ہے کہ با جماعت نماز پڑھنے سے ستائیس گنا زیادہ ثواب ملتا ہے پھر اس نے خواب میں چند گھوڑ سواروں کو دیکھا جو ایک جماعت کی شکل میں تھے اس نے چاہا کہ ان کے ساتھ چلے، معاً وہ بولے کہ تم نے با جماعت نماز ادا نہیں کی تو تم ہمارے ساتھ کیسے آسکتے ہو۔ (نزہۃ المجالس، ص ۵۱۲)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث اور واقعہ کی روشنی میں ہم اپنے احوال کا احتساب کریں کہ نماز باجماعت کے چھوڑنے پر کیا ہمیں بھی افسوس ہوتا ہے، دلی تکلیف ہوتی ہے؟ یقیناً نہیں، آج ہم چند روپیوں کے منافع کی خاطر، چند دوستوں کی خوشی کی خاطر جماعت چھوڑ دیتے ہیں جب کہ اللہ والوں کا حال یہ تھا کہ جماعت کے چھوٹ جانے پر سخت افسوس کرتے اور آنسو بہاتے۔ کاش! ہم بھی اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلتے! اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ان کے نقش قدم پر چلنے کا جذبہ ہمیں بھی عطا فرمائے اور جماعت کا پابند بنائے۔

غضب رسول

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، بلاشبہ میں یہ چاہتا ہوں کہ لکڑیاں جمع کی جائیں پھر نماز کے لئے اذان کا حکم دوں اور کسی کو نماز پڑھانے کے لئے مقرر کروں پھر ان لوگوں کے گھر جو نماز کے لئے نہیں آتے جا کر ان کے سمیت ان کے گھر کو جلا دوں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر یہ لوگ جانتے کہ انہیں فریبہ بڑی جس پر گوشت کا خفیف حصہ لپٹا رہ گیا ہو یا بکری کے اچھے دو کھر ملیں گے تو ضرور نماز عشا میں حاضری دیتے۔

(مشکوٰۃ ص ۹۵)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ذرا حدیث پاک کے الفاظ پر غور کریں کہ وہ رسول عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو ساری کائنات کے لئے رحمت بن کر تشریف لائے جنہیں اپنی امت سے اس قدر پیار ہے کہ امت کا مشقت میں پڑنا ان پر گراں ہے لیکن وہ رحیم و کریم آقا قصداً جماعت چھوڑنے والے پر اس قدر

ناراض ہوتے ہیں کہ تارک جماعت اور اس کے گھر کو آگ لگا دینے کی خواہش کا اظہار کرتے ہیں۔ اللہ رب العزت جل جلالہ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں ہر اس کام سے بچائے جس میں اس کی اور اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ناراضگی کا شائبہ بھی پایا جاتا ہو۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا اس آدمی کے بارے میں جو دن کو روزہ رکھتا ہو، رات کو عبادت کرتا ہو، لیکن جمعہ اور جماعت میں نہیں ہوتا آپ نے فرمایا: ”هُوَ فِي النَّارِ“ وہ جہنم میں ہے۔ (ترمذی شریف، جلد اول، ص ۵۲)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اگر خدا نخواستہ ہم میں سے کوئی بلا عذر شرعی ترک جماعت کا شکار ہے تو چاہئے کہ آج ہی توبہ کر لے ورنہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنانے کے لئے تیار رہے۔

اور حضرت معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ظلم ہے پورا ظلم اور کفر و نفاق ہے کہ اللہ عز و جل کے منادی کو اذان کہتے سنے اور حاضر نہ ہو۔ اور ایک دوسری حدیث پاک میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ”مومن کو بد بختی اور نامرادی کے لئے یہی کافی ہے کہ مومن کو تکبیر کہتے سنے اور جماعت میں حاضر نہ ہو“۔ (الترغیب، جلد اول، ص ۱۸۳)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ان دونوں احادیث سے پتہ چلا کہ نماز کیلئے مسجد نہ جانا مومن کا شیوہ نہیں ہے بلکہ جو بلا عذر گھر میں نماز پڑھے تو اس کے ظلم، کفر، نفاق میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے۔ لہذا خدارا! جماعت ترک کرنے سے باز آ جاؤ اور آج ہی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سچے دل سے توبہ کر لو وہ رحیم و کریم ہمارے گناہوں کو معاف فرما دے گا۔ پروردگار عالم جل جلالہ ہم تمام مسلمانوں کو نماز جماعت کے ساتھ پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جس نے ”حَسْبِيَ عَلَىٰ“

الفَلَّاحَ“ سنا پھر نماز میں حاضر نہ ہوا تو اس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت ترک کر دی۔
(طبرانی الاوسط)

اور حضرت ابو شعسا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ مسجد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو موذن نے عصر کی اذان پکاری تو ایک شخص مسجد سے نکل کر چلا گیا تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ضرور بالضرور اس نے ابوالقاسم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔ (مسلم ص ۲۳۲)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ پچھلے ہوئے سیسے سے انسان کے کانوں کا بھر دیا جانا اس سے بہتر ہے کہ وہ اذان سن کر جواب نہ دے (یعنی جماعت میں حاضر نہ ہو)۔
(مکاشفۃ القلوب)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج داڑھی، عمامہ شریف اور مسواک جیسی سنتوں پر عمل کرنے کی ترغیب دلائی جاتی ہے اور ان پر عمل کرنے کی ہم کوشش بھی کرتے ہیں لیکن نماز باجماعت کی ادائیگی پر عمل کی نہ ترغیب دلائی جاتی ہے اور نہ ہی اس کے ترک پر وعیدیں سنائی جاتی ہیں حالانکہ نماز باجماعت ایسی عظیم سنت ہے کہ اس کے تارک سے رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سخت ناراض ہوتے ہیں اور جو اذان سن کر بھی نماز باجماعت ادا کرنے میں اگر کوتاہی کریں تو سمجھ لو کہ ان کے دل میں کما حقہ رسول گرامی وقار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو راضی کرنے کا جذبہ نہیں۔

گمراہ ہونے کا اندیشہ

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہم لوگوں نے

اپنے آپ کو اس حال میں دیکھا کہ جماعت سے پیچھے رہ جانے والا یا تو منافق ہوتا تھا یا مریض اور بیشک مریض کا حال یہ ہوتا تھا کہ دو آدمیوں کے درمیان چل کر آتا تھا اور رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم لوگوں کو ہدایت کی سنتوں کی تعلیم دی ہے اور ہدایت کی سنتوں میں سے یہ بھی ہے کہ نماز اس مسجد میں پڑھی جائے جس میں اذان دی گئی ہو۔

اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ جو اس بات سے خوش ہو کہ وہ کل قیامت کے دن مسلمان ہونے کی حالت میں اللہ جل جلالہ سے ملاقات کرے تو اس پر لازم ہو کہ وہ نمازوں کو وہاں پڑھے جہاں اذان دی گئی ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ہدایت کی سنتیں رکھی ہیں اور نماز باجماعت ہدایت کی سنتوں میں سے ہے اور اگر تم لوگ اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو گے جس طرح جماعت سے کچھڑنے والا اپنے گھر میں پڑھ لیتا ہے تو تم لوگ اپنے نبی کی سنتوں کو چھوڑنے والے ہو جاؤ گے اور اگر تم لوگوں نے اپنے نبی کی سنت کو چھوڑ دیا تو یقیناً گمراہ ہو جاؤ گے۔

جو آدمی اچھی طرح وضو کر کے مسجد کا قصد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر قدم پر ایک نیکی لکھ دیتا ہے اور ہر قدم کے بدلہ میں ایک درجہ بلند فرماتا ہے اور ایک گناہ معاف کر دیتا ہے اور تم لوگ یقین مانو کہ ہم نے اپنے کو اس حال میں دیکھا کہ جماعت سے وہی آدمی کچھڑتا تھا جو ایسا منافق ہوتا جس کا نفاق سب کو معلوم ہوتا اور بعض لوگ تو دو آدمیوں کے درمیان چلا کر لائے جاتے تھے یہاں تک کہ وہ صف میں کھڑے کر دیئے جاتے تھے۔

(مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف، ص ۹۶، ۹۷)

تارک جماعت بلاؤں میں مبتلا

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں: جو شخص جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے میں سستی کرے گا اللہ عز و جل اس کو بارہ بلاؤں کے ساتھ عذاب

دے گا۔ تین بلائیں دنیا میں اور تین بلائیں موت کے وقت اور تین بلائیں قبر میں اور تین بلائیں قیامت کے دن۔ تین بلائیں جو دنیا میں آئیں گی ان میں سے پہلی بلا یہ ہے کہ اس کی روزی سے برکت اٹھالے گا اور دوسری بلا یہ ہے کہ اس سے صالحین کا نور چلا جائے گا اور تیسری بلا یہ ہے کہ وہ تمام ایمان والوں کے دلوں میں مبعوض (ناپسندیدہ) ہو جائے گا۔ موت کے وقت آنے والی تین بلائیں یہ ہیں: پہلی بلا: اس کی روح اس حالت میں قبض کی جائے گی جب کہ وہ پیاسا ہو اگرچہ وہ ساری نہروں کا پانی پی لے مگر پھر بھی موت کے وقت وہ پیاسا ہی رہے گا اور دوسری بلا: اس کی جاں گنی بڑی سخت ہوگی اور تیسری بلا: اس کے ایمان کی بربادی کا خطرہ رہے گا۔ اور وہ تین بلائیں جو قبر میں آئیں گی ان میں سے پہلی بلا: اس پر منکر نکیر کے سوال سخت ہو جائیں گے اور دوسری بلا: اس پر قبر کی تاریکی بہت زیادہ شدت اختیار کر لے گی اور تیسری بلا: قبر اس قدر تنگ ہو جائے گی کہ تمام پسلیاں آپس میں مل جائیں گی اور قیامت کے دن آنے والی بلاؤں میں سے پہلی بلا: اس کا حساب بڑی سختی سے ہوگا اور دوسری بلا: اس پر رب تعالیٰ کا غضب ہوگا اور تیسری بلا: اللہ رب العزت اس کو آگ کا عذاب دے گا۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ترک جماعت سے جن بلاؤں کا ذکر کیا گیا ہے آج امت مسلمہ ان میں سے اکثر بلاؤں میں گرفتار ہے وجہ صرف ترک جماعت ہے۔ جب جماعت چھوڑنے سے آدمی ان بلاؤں میں گرفتار ہو جاتا ہے تو جو سرے سے نماز ہی نہیں پڑھتا اس پر کتنی بلائیں نازل ہوتی ہوں گی۔ اللہ عز و جل کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بے حد کرم فرمایا کہ ہر پریشانی کا سبب بھی بتا دیا اور اس کا علاج بھی۔ اب ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اپنی اصلاح کریں اور نماز و جماعت کی پابندی کی کوشش کریں انشاء اللہ ہماری سب پریشانیاں دور ہو جائیں گی اور حدیث پاک میں ہے کہ حضرت جبرئیل و میکائیل فرماتے ہیں کہ اللہ

تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو تارکِ نماز ہے وہ توریت، زبور، انجیل اور قرآن مجید میں ملعون ہے۔

اللہ اکبر! ملعون کا مطلب یہ ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی رحمت سے دور ہونا، رب کی رحمت سے جو دور ہو جائے اسے کون قریب کرے گا اور کون پناہ عطا کرے گا لہذا خدا را! نماز کی پابندی کریں اور آئندہ نماز ترک کرنے سے توبہ کر لیں۔

نماز با جماعت کی حکمتیں

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس میں کوئی شک نہیں کہ نماز انسانی زندگی کے تمام گوشوں، شعبوں اور زاویوں پر محیط ہونے کے ساتھ ساتھ معاشرے میں اجتماعیت کے فروغ میں ہر سطح پر مکمل اثر رکھتی ہے۔ فرمان الہی ہے ”وَاقِمْو الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرَّاكِعِیْنَ“ اور نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔

اس آیت میں نماز با جماعت کا حکم صراحت کے ساتھ دیا گیا ہے، ایک ”اقِمْو الصَّلٰوةَ“ میں اور دوسری جگہ ”وَارْكَعُوْا مَعَ الرَّاكِعِیْنَ“ میں ان دونوں جگہوں پر امر کا صیغہ جمع استعمال کیا گیا ہے۔ آیت کے آخری حصہ میں نماز کو ایک جگہ باہمی طور پر ادا کرنے کی تلقین زیادہ وضاحت کے ساتھ موجود ہے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! گھر کے گوشہ خلوت کی بجائے نماز پجگاہ مسجد میں با جماعت ادا کرنے کا حکم اپنے اندر بہت سی حکمتوں کا حامل ہے چند حکمتیں درج ذیل ہیں:

☆ پجگاہ نماز مسجد میں با جماعت ادا کرنے سے مسلمانوں کو دن میں پانچ مرتبہ اکٹھا ہونے کے مواقع میسر آتے ہیں۔ اس طرح انہیں اہل محلہ کے بارے میں پتہ چلتا ہے کہ کون کس حال میں ہے؟ قرب و جوار میں کوئی ایسا تو نہیں جو ادھی روٹی کا محتاج ہے

یا تنگی و عسرت یا بیماری کے ہاتھوں پریشانی میں دن کاٹ رہا ہے۔

☆ نماز کی یکجائی باہمی قرب و موانست اور محبت کے رشتے مضبوط و مستحکم کرنے میں ناصر و مددگار بنتی ہے ایک دوسرے کی خوشی اور غم اور سکھ و دکھ میں شریک ہو کر ہی ایک صحت مند اور صالح معاشرہ کی تعمیر ممکن ہے۔

☆ ہمیشہ نماز باجماعت کی ادائیگی سے انسان کے دل میں یہ احساس جاگزیں ہو جاتا ہے کہ جب بغیر کسی شرعی عذر کے گھر کے اندر رہ کر انفرادی سطح پر نماز جیسے فریضہ کی بجا آوری ممکن نہیں ہے تو افراد معاشرہ ایک دوسرے سے الگ تھلگ کیسے رہ سکتے ہیں؟ رب قدری جل و علا ہم سب کو نماز باجماعت کا پابند بنائے۔

جماعت کے متعلق مسائل

مسئلہ: عاقل و بالغ ہر قادر پر جماعت واجب ہے، بلا عذر ایک بار بھی چھوڑنے والا گنہگار اور مستحق سزا ہے اور کئی بار ترک کرے تو فاسق، مردود الشہادت اور اس کو سزا دی جائے گی، اگر پڑوسیوں نے سکوت کیا تو وہ بھی گنہگار ہوئے۔

مسئلہ: جمعہ و عیدین میں جماعت شرط ہے اور تراویح میں سنت کفایہ کہ محلے کے سب لوگوں نے ترک کی تو سب نے برا کیا اور کچھ لوگوں نے قائم کر لی تو باقیوں کے سر سے جماعت ساقط ہو گئی اور رمضان المبارک کے وتر میں مستحب ہے، نوافل اور علاوہ رمضان کے وتر میں اگر تداعی کے طور پر ہو تو مکروہ ہے، تداعی کے یہ معنی ہیں کہ تین سے زیادہ مقتدی ہوں۔ سورج گہن میں جماعت سنت ہے اور چاند گہن میں تداعی کے ساتھ مکروہ ہے۔

مسئلہ: جماعت میں مشغول ہونا کہ اس کی کوئی رکعت فوت نہ ہو وضو میں تین تین بار اعضاء دھونے سے بہتر ہے اور تین تین بار اعضاء دھونا تکبیر اولیٰ کے پانے سے بہتر یعنی اگر وضو میں تین تین بار اعضاء دھوتا ہے تو رکعت جاتی رہے گی تو افضل یہ ہے کہ تین تین

بار نہ دھوئے اور رکعت نہ جانے دے اور اگر جانتا ہے کہ رکعت تو مل جائے گی مگر تکبیرہ اولیٰ نہ ملے گی تو تین تین بار دھوئے۔

مسئلہ: جس کی جماعت جاتی رہی اس پر یہ واجب نہیں کہ دوسری مسجد میں جماعت تلاش کر کے پڑھے ہاں مستحب ہے۔ البتہ جس کی مسجد حرم شریف کی جماعت فوت ہوئی اس پر مستحب بھی نہیں کہ دوسری جگہ تلاش کرے۔

مسئلہ: مریض جسے مسجد تک جانے میں مشقت ہو، اپانج جس کا پاؤں کٹ گیا ہو، جس پر فالج گرا ہو، اتنا بوڑھا کہ مسجد تک جانے سے عاجز ہو، اندھا اگرچہ اندھے کے لئے کوئی ایسا موجود ہو جو ہاتھ پکڑ کر مسجد تک پہنچا دے، سخت بارش اور شدید کچڑ کا حائل ہونا، سخت سردی، سخت تاریکی، آندھی، مال یا کھانے کے تلف ہونے کا اندیشہ، قرض خواہ کا خوف ہے اور یہ تنگ دست ہے، ظالم کا خوف، پاخانہ، پیشاب، ریاچ کی حاجت شدید ہے، کھانا حاضر ہے اور نفس کو اس کی خواہش ہو، قافلے چلے جانے کا اندیشہ ہے، مریض کی تیمارداری کہ جماعت کے لئے جانے سے اس کو تکلیف ہوگی اور گھبرائے گا یہ سب ترک جماعت کے لئے عذر ہیں۔

مسئلہ: عورتوں کو کسی نماز میں جماعت کی حاضری جائز نہیں، دن کی نماز ہو یا رات کی، جمعہ ہو یا عیدین خواہ وہ جوان ہوں یا بڑھیا۔ (قانون شریعت)

برکاتِ نمازِ نوافل

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ عزوجل نے انسانوں کو اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا، چنانچہ خود اللہ عزوجل نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ۝ میں نے جن اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا۔ عبادت کی کئی قسمیں ہیں، ایک وہ جن کا کرنا فرض ہے کہ ان کو ادا کئے بغیر چھٹکارہ ہی نہیں، انہیں فرائض کہتے ہیں۔ عبادت کی ایک قسم نفل عبادت ہے کہ اس کا کرنا ضروری تو نہیں ہوتا لیکن ادا کرنے سے بے شمار فضائل و برکات حاصل ہوتے ہیں۔

آئندہ سطور میں نمازِ نوافل کی مختلف صورتیں اور ان کو ادا کرنے سے حاصل ہونے والے فضائل و فوائد کا ذکر کیا جا رہا ہے اس امید پر قارئین انہیں پڑھ کر، ان پر عمل کر کے فضائل و برکات سے مالا مال ہو سکیں گے۔

قرب خدا کا ذریعہ

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو میرے کسی ولی سے دشمنی کرے اسے میں نے لڑائی کا اعلان دے دیا اور میرا بندہ کسی شئی سے اس قدر تقرب حاصل نہیں کرتا جتنا فرائض سے ہوتا ہے اور نوافل کے ذریعہ سے ہمیشہ قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اسے محبوب بنا لیتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو اسے دوں گا اور پناہ مانگے تو پناہ دوں گا۔ (بہار شریعت ۸/۴)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ عزوجل کی ذات کسی چیز کی محتاج نہیں، ہم اگر اس کی عبادت کریں تو اس عبادت سے اللہ عزوجل کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا ہے اور نہ ہی وہ ہماری عبادت کا محتاج ہے۔ اگر ہم اللہ کی عبادت کریں گے تو اس میں ہمارا ہی فائدہ ہوگا کیوں کہ اس نے دنیا کو آزمائش گاہ اور آخرت کی کھیتی بنایا، اب وہ اپنے بندوں کو آزماتا ہے کہ کون اس کی عطا کی ہوئی نعمتوں کے شکر میں میری بارگاہ میں سجدہ بندگی کرتا ہے اور اس دنیا میں اپنی آخرت کے لئے فصل تیار کر لیتا ہے۔ مذکورہ حدیث کے مطابق اگر کوئی بندہ فرائض کے ساتھ ساتھ نوافل کی بھی پابندی کرے تو رب اس سے اس قدر راضی ہو جاتا ہے اور اسے اپنا اتنا قریبی بنا لیتا ہے کہ بندہ جو مانگے اللہ عزوجل اسے عطا فرماتا ہے۔

نفل نماز گھر پر پڑھیں

سنن موکدہ، سنن غیر موکدہ اور دیگر نوافل کا گھر میں پڑھنا مسنون، مستحسن اور افضل ہے اور اس کی فضیلت اس وجہ سے ہے کہ نوافل میں خفا اور پوشیدگی مطلوب ہے اور گھر میں یہ متصور ہے دوسرے اس میں ریا کا خطرہ نہیں تیسرے اس سے گھر میں برکت حاصل ہوگی۔ چنانچہ احادیث میں نفل نماز گھر میں پڑھنے کے حوالے سے مذکور ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ”إِذَا قَضَيْتُمْ أَحَدَكُمْ الصَّلَاةَ فِي مَسْجِدِهِ فَلْيَجْعَلْ لَبَّيْتِهِ نَصِيبًا مِّنْ صَلَاتِهِ فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى جَاعِلٌ فِي بَيْتِهِ مِنْ صَلَاتِهِ خَيْرًا“ جب تم میں سے کوئی شخص اپنی مسجد میں نماز پڑھ لے تو وہ اپنی نمازوں کا کچھ حصہ اپنے گھر پر پڑھنے کے لئے بھی رکھ لے کیوں کہ اللہ تعالیٰ اس کی نمازوں کی وجہ سے اس کے گھر میں برکت پیدا کر دے گا۔ (مسلم شریف)

ایک حدیث میں اس گھر کو قبرستان سے تعبیر کیا گیا جس گھر میں نماز نہ پڑھی جائے چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ”اجْعَلُوا مِنْ صَلَوَتِكُمْ فِي بُيُوتِكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوهَا قُبُورًا“ اپنے گھروں میں نماز پڑھو اور ان کو قبرستان نہ بناؤ۔ (ریاض الصالحین: ۹۶/۲)

رات میں نفل نماز پڑھنے کے فضائل

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! دن میں نفل کی ادائیگی سے بہتر رات میں نفل نماز پڑھنا ہے، قرآن مقدس میں رات میں نفل ادا کرنے والوں کی فضیلت صراحت سے مذکور ہے: **وَالَّذِينَ يَسْتَوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَقِيَامًا** اور جو رات کاٹتے ہیں اپنے رب کے لئے سجدے اور قیام میں۔ (سورہ فرقان، آیت: ۶۴)

حضرت حسن نے فرمایا کہ نفل عبادت کے لئے رات کا ذکر خصوصیت کے ساتھ اس لئے فرمایا کہ رات کی عبادت زیادہ دشوار ہوتی ہے، ریاکاری کا بھی اس میں شائبہ نہیں ہوتا، خضوع قلب اور زبان سے دل کی موافقت خوب ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ ایک وجہ یہ بھی ہے کہ دیگر نفل عبادتوں کے لئے دن مخصوص ہے جو عام طور پر رات میں ادا نہیں کی جاسکتی ہیں مثلاً تعلیم و تعلم، جہاد فی سبیل اللہ، بزرگوں کی صحبت اختیار کرنا وغیرہ۔

حدیث میں بھی رات میں نفل نماز پڑھنے کی بڑی فضیلتیں وارد ہوئی ہیں، ذیل میں چند احادیث ہم ذکر کر رہے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ کی روایت ہے کہ میں نے خود سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرما رہے تھے ”فرض نماز کے بعد سب سے افضل نماز رات میں پڑھی جانے والی (نفل) نماز ہے۔ (احمد)

اور حضرت ابوامامہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: قیام شب کا التزام کرو، یہ گزشتہ صلحا کی عادت جاریہ ہے، رب سے قربت حاصل کرنے، گناہوں کو ساقط کرنے اور آئندہ گناہ سے رکنے کا ذریعہ ہے۔ (ترمذی)

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض صدیقین کو الہام کے ذریعہ خبر دی کہ میرے کچھ بندے ایسے ہیں جو مجھ سے محبت کرتے ہیں اور میں ان سے محبت کرتا ہوں، وہ میرے مشتاق ہیں اور میں ان کا مشتاق ہوں، وہ مجھے یاد کرتے ہیں اور میں ان کو یاد کرتا ہوں، وہ میری طرف دیکھتے ہیں اور میں انہیں دیکھتا ہوں، اگر تم بھی وہی طریقہ اختیار کرو تو میں تمہیں محبوب رکھوں گا، اگر ان کے طریقے سے منہ موڑ لو گے تو میں بھی تمہاری طرف توجہ نہیں کروں گا۔ اس نیک بندے نے عرض کیا: اے میرے رب! ان کی علامت کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ دن کو اوقاتِ نماز کی اس طرح حفاظت کرتے ہیں جس طرح چرواہا اپنی بکریوں کو چراتا ہے، وہ غروبِ آفتاب کا اس قدر شوق رکھتے ہیں جس طرح پرندے غروبِ آفتاب کے وقت اپنے گھونسلوں میں جانے کے لئے بیتاب ہوتے ہیں۔ جب رات ہو جاتی اور اندھیرا چھا جاتا ہے، بستر لگا دئے جاتے ہیں، چارپائیاں بچھا دی جاتی ہیں اور ہر محبت اپنے محبوب کے پاس تنہائی میں چلا جاتا ہے تو اس وقت وہ میرے لئے قیام کرتے ہیں اور میرے سامنے اپنے چہروں کو بچھا دیتے ہیں، میرے کلام (قرآن مقدس) کے ساتھ مجھ سے ہمکلام ہوتے ہیں اور میرے انعامات کا ذکر کر کے مجھ سے عاجزی کا اظہار کرتے ہیں، کچھ روتے ہیں اور کچھ زاری کرتے ہیں، کچھ آہیں بھرتے ہیں اور کچھ شکوہ کرتے ہیں، کچھ قیام کی حالت میں ہوتے ہیں اور کچھ قعدہ کر رہے ہوتے ہیں، کوئی رکوع کی حالت میں ہوتا ہے تو کوئی سجدہ ریز ہوتا ہے۔ (غنیۃ الطالبین: ۳۶۰)

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بھی رات میں نماز پڑھنے کے عادی

تھے حتیٰ کہ کسی کافر نے صحابہ کے لشکر میں چند راتیں اور چند دن بسر کئے اور جا کر اپنے بادشاہ کو بتایا ”هُمْ فُرْسَانٌ بِالنَّهَارِ وَ رُحَبَانٌ بِاللَّيْلِ“ وہ سارا دن برق رفتار گھوڑوں کی پیٹھ پر بیٹھ کر داذ شجاعت دیتے ہیں اور رات کے وقت راہبوں کی طرح ذکر الہی میں مشغول رہتے ہیں۔ (تفسیر مظہری)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ روایتوں سے رات کی نفل نمازوں کی اہمیت اور فضیلت بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ رات میں نفل نماز پڑھنے والا اللہ کو محبوب ہوتا ہے اور اللہ کے خصوصی انعام و اکرام کا حقدار ہوتا ہے۔ لہذا ہمیں بھی رات کے وقت چند رکعات نفل نماز پڑھنے کی عادت بنانی چاہئے تاکہ مذکورہ فضائل کے ہم بھی حقدار ہو سکیں۔

قیام شب کے لئے جن باتوں سے مدد لی جاسکتی ہے ان میں سے بعض یہ ہیں: حلال رزق کھانا، ہمیشہ توبہ کرنا، عذاب الہی سے ڈرنا، وعدہ خداوندی کی امید رکھنا، مشتبہ چیزیں کھانے سے اجتناب کرنا، گناہوں پر اصرار نہ کرنا، موت کے فکر اور آخرت کی یاد سے دنیا کے خیالات اور محبت کو دل سے نکال دینا۔ اگر کوئی شخص مذکورہ باتوں میں سے کسی کے خلاف کرتا ہے تو اس کا دل قیام لیل میں نہ لگے گا۔ اللہ عز و جل کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں مذکورہ باتوں کو اپنانے اور شب میں چند رکعات نوافل کی پابندی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

چند مخصوص اوقات کی مخصوص نفل نمازیں

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! کے پیارے دیوانو! ویسے نفل نمازوں کا کوئی وقت متعین نہیں، مگر وہ اوقات کے علاوہ کسی بھی وقت نفل نماز پڑھی جاسکتی ہے ہاں چند نمازیں ایسی ہیں جو مقررہ اوقات کے ساتھ حضور صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا بزرگانِ دین سے مروی ہیں اور ان کے بھی بے حد فضائل و فوائد ہیں۔ ذیل میں ہم ان نمازوں کو مح فضا ئل ذکر کر رہے ہیں۔

مغرب کے بعد نفل نماز پڑھنے کی فضیلت

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جو شخص مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھے اور ان کے درمیان میں کوئی بری بات نہ کہے تو بارہ برس کی عبادت کے برابر کی جائیں گی۔ (ترمذی وابن ماجہ)

اسی طرح حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں جو مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھے اس کے گناہ بخش دئے جائیں گے اگرچہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے کہ جو مغرب کے بعد بیس رکعتیں پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک مکان بنائے گا۔ (ترمذی)

چھ رکعت یا بیس رکعت پڑھنے میں ہمارا کوئی زیادہ وقت صرف نہیں ہوگا مگر اس کی فضیلت، اللہ اکبر بارہ برس عبادت کرنے کا ثواب، تمام گناہوں کی بخشش نیز جنت میں مکان۔ تو کیوں نہ ایسا کام کیا جائے جس میں محنت کم اور فائدہ زیادہ ہو۔

ہم جانے انجانے میں بے شمار گناہ کر بیٹھتے ہیں، نیکیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں جیسا کہ خود اللہ عز و جل نے ارشاد فرمایا ”إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ“ بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔ لہذا ہمیں ایسا کام کرنا چاہئے جس کی برکت سے ہمارے گناہوں کی تلافی بھی ہوتی رہے۔

اتوار کے دن کی نفل کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا جو کوئی اتوار کے دن چار رکعت پڑھے، ہر رکعت میں الحمد اور امن الرسول (سورہ بقرہ کی آخری آیتیں) ایک بار پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر نصرانی اور مرد و عورت کی تعداد کے برابر نیکیاں لکھے گا اور اس کو ایک نبی کا ثواب عنایت فرمائے گا اور ایک حج اور عمرہ اس کے لئے تحریر فرمائے گا اور ہر رکعت کے بدلے میں ہزار نمازوں کا ثواب لکھے گا اور جنت میں اس کو ایک شہر مشکِ خاص کا عطا فرمائے گا۔ (احیاء العلوم: ۴۲۸)

حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: اتوار کے دن کثرتِ نماز کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کرو، وہ واحد ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ جو آدمی اتوار کے دن ظہر کے فرض اور سنتیں پڑھ کر سلام پھیرے، اس کے بعد دو رکعتیں مزید پڑھے جن میں سورہ فاتحہ اور سورہ جمعہ پڑھے اور اپنی حاجت کا سوال کرے اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر واجب ہے کہ اس کی حاجت کو پورا کرے اور اسے عیسائیوں کے دین سے محفوظ رکھے۔ (غنیۃ الطالبین: ۶۷۵)

اتوار کی رات کی نفل کی فضیلت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جو اتوار کی رات میں نفل بیس رکعت پڑھے، ہر رکعت میں الحمد للہ پچاس بار، سورہ اخلاص اور معوذتین ایک ایک بار پڑھے اور سو بار استغفار پڑھے اور اپنے لئے اور اپنے ماں باپ کے لئے سود فدا دعائے مغفرت کرے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سو بار درد شریف پڑھے اور اپنی قوت و طاقت سے علیحدہ ہو کر اللہ تعالیٰ کی قوت و

طاقت کی طرف التجا کر کے کہے ”أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ آدَمَ وَ
 إِبْرَاهِيمَ خَلِيلُ اللَّهِ وَ مُوسَى كَلِيمُ اللَّهِ وَ عِيسَى رُوحُ اللَّهِ وَ مُحَمَّدًا
 حَبِيبُ اللَّهِ“ تو اس کو بموافق شماران لوگوں کے جو اللہ تعالیٰ کے لئے رضا طلب میں
 اولاد کے قاتل نہیں، ثواب ملے گا اور قیامت میں اللہ تعالیٰ اسے امن و امان والوں
 کے ساتھ اٹھائے گا اور اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہوگا کہ جنت میں اسے نبی علیہ السلام
 کے ساتھ داخل کرے۔ (احیاء العلوم، ص: ۴۳۵)

پیر کے دن کی نفل کی فضیلت

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے
 ہیں کہ آپ نے فرمایا: جو سوموار کے دن سورج کے اونچا ہونے کے بعد دو رکعتیں
 پڑھے، ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور آیت الکرسی ایک بار اور اخلاص اور معوذتین ایک
 ایک بار جب سلام پھیرے دس بار استغفار اور دس بار درود و سلام پڑھے اللہ تعالیٰ اس
 کے تمام گناہ کو بخش دے گا۔ (احیاء العلوم، ص: ۴۲۸)

منگل کے دن کی نفل کی فضیلت

یزید رقاشی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ سے راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی منگل کے دن قریب دو پہر کے اور ایک روایت میں ہے کہ
 سورج اونچا ہونے کے وقت دس رکعت اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد اور آیت
 الکرسی ایک ایک بار اور سورۃ اخلاص تین بار پڑھے تو اس کے ذمہ ستر دن تک گناہ نہ لکھا
 جائے گا اگر ستر دن کے درمیان مر گیا تو شہید مرے گا اور اس کے ستر برس کے گناہ
 بخش دئے جائیں گے۔ (غنیۃ الطالبین: ۶۷۵)

منگل کی رات کی نفل کی فضیلت

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جو منگل کی رات میں دو رکعت پڑھے، ہر ایک رکعت میں ایک بار الحمد اور انا انزلنا اور قل هو اللہ احد سات سات بار پڑھے تو اللہ اس کی گردن دوزخ سے آزاد کرے گا اور قیامت میں جنت کی طرف اس کا رہبر اور لے جانے والا ہوگا۔

(احیاء العلوم، ص: ۴۳۱)

بدھ کے دن کی نفل کی فضیلت

ابو ادیس خولانی حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بدھ کو دن چڑھے بارہ رکعت پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد اور آیۃ الکرسی ایک ایک بار اور اخلاص تین بار اور معوذتین تین بار پڑھے تو اسے عرش کے قریب فرشتہ پکارتا ہے کہ اے اللہ کے بندے عمل پھر سے کر کہ تیرے پہلے گناہ بخش دئے گئے اور اللہ تعالیٰ تجھ سے عذاب قبر اور اس کا اندھیرا اور تنگی دور کرے گا اور قیامت کی سختیاں اس سے اٹھالے گا اور اس دن سے اس کے لئے ایک پیغمبر کا عمل اضافہ فرمائے گا۔ (غنیۃ الطالبین: ۶۷۵)

بدھ کی رات کی نفل نماز

حضور تاجدار مدینہ ارواحنا فداه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی بدھ کی رات دو رکعتیں پڑھے، اول میں الحمد اور دس بار قل اعوذ برب الفلق اور دوسرے میں الحمد کے بعد دس بار قل اعوذ برب الفلق پھر سلام پھیر کر دس بار استغفار اور دس بار درود شریف پڑھے تو ہر آسمان سے ستر ہزار فرشتے اتر کر اس کے ثواب کو قیامت تک لکھیں گے۔ (احیاء العلوم، ص: ۴۳۱)

جمعرات کے دن کی نفل کی فضیلت

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو جمعرات کے دن ظہر اور عصر کے درمیان دو رکعات اول میں الحمد للہ ایک بار اور آیت الکرسی سو بار اور دوسری میں الحمد للہ ایک بار اخلاص سو بار اور سو بار درود شریف پڑھے تو اللہ تعالیٰ اسے ثواب اس شخص کا عنایت فرمائے گا جس نے رجب اور شعبان اور رمضان کے روزے رکھے ہوں اور اسے خانہ کعبہ کے حج کا ثواب ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس کے لئے ان لوگوں کی تعداد کے برابر ثواب عطا فرمائے گا جو اس پر ایمان لائے اور توکل کرتے رہیں۔ (غنیۃ الطالبین: ۶۷۶)

جمعرات کی رات کی نفل کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی جمعرات کی رات میں مغرب اور عشا کے درمیان دو رکعات پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد للہ اور پانچ بار آیت الکرسی اور پانچ بار اخلاص اور پانچ بار معوذتین اور نماز سے فارغ ہو کر پندرہ بار استغفار پڑھے کہ اس کا ثواب اپنے ماں باپ کو بخش دے تو جو حق ماں باپ کا اس کے ذمہ تھا اس نے ادا کر دیا اگرچہ ان کی نافرمانی کرتا رہا۔ اللہ تعالیٰ اس کو وہ عنایت کرے گا جو صدیقیوں، شہیدوں کو دے گا۔

(احیاء العلوم، ص: ۴۳۱)

جمعہ کے دن کی نفل کی فضیلت

حضرت علی بن حسین بواسطہ والد اپنے جد امجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا جمعہ کا تمام دن نماز کا دن ہے، جو مومن بندہ سورج کے ایک نیزہ یا اس سے زیادہ بلند ہونے کے بعد کھڑا ہو، کامل وضو کرے اور ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت سے

چاشت کی دو رکعتیں پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں دو سونکیاں لکھتا ہے اور اس سے دو سو گناہ مٹا دیتا ہے اور جو آدمی چار رکعتیں پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں چار سو درجے بلند فرماتا ہے، جو شخص آٹھ رکعات پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں آٹھ سو درجے بلند فرماتا ہے اور اس کے تمام گناہ بخش دیتا ہے، جو شخص بارہ رکعتیں پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں بارہ سونکیاں لکھتا ہے، اس سے بارہ سو گناہ مٹاتا ہے اور جنت میں اس کے بارہ سو درجے بلند فرماتا ہے۔

(غنیۃ الطالبین: ۶۷۶)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو جمعہ کے دن جامع میں داخل ہو اور چار رکعات جمعہ سے پہلے پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد اور پچاس بار اخلاص پڑھے، جب وہ مرے گا تو اپنا ٹھکانہ جنت میں دیکھ لے گا یا اس کو دکھلا دیا جائے گا۔ (احیاء العلوم، ص: ۴۳۰)

حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جمعہ کے دن نماز جمعہ اور عصر کے درمیان دو رکعتیں اس طرح پڑھے کہ پہلی رکعت میں ایک بار سورہ فاتحہ، ایک بار آیت الکرسی اور پچیس بار قل اعوذ برب الفلق پڑھے اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ ایک بار، قل هو اللہ احد ایک بار اور قل اعوذ برب الفلق بیس بار پڑھے، سلام پھیرنے کے بعد پچاس مرتبہ ”لا حول و لا قوۃ الا باللہ“ پڑھے وہ اس وقت تک دنیا سے نہیں جائے گا جب تک خواب میں اپنے رب کی زیارت نہ کر لے نیز وہ جنت میں اپنا مکان دیکھ لے گا یا اسے دکھا دیا جائے گا۔ (غنیۃ الطالبین: ۶۷۶)

ایک روایت میں ہے کہ ایک دیہاتی نے بارگاہ نبوی میں کھڑے ہو کر عرض کیا

یا رسول اللہ! ہم مدینہ شریف سے دور جنگلوں میں رہتے ہیں، ہم ہر جمعہ کو آپ کی خدمت میں حاضر نہیں ہو سکتے، مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں کہ جب میں اپنی قوم کے پاس جاؤں تو انہیں جمعہ کے قائم مقام بتا سکوں۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اعرابی! جب جمعہ کا دن ہو تو سورج بلند ہونے پر دو رکعتیں یوں پڑھو کہ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ اور قل اعوذ برب الفلق اور دوسری میں سورہ فاتحہ اور قل اعوذ برب الناس پڑھو پھر تشهد پڑھ کر سلام پھیرو اور بیٹھ کر سات مرتبہ آیت الکرسی پڑھو پھر چار چار کی نیت سے آٹھ رکعتیں پڑھو، ہر رکعت میں سورہ فاتحہ اور اذ جاء نصر اللہ ایک ایک بار اور پچیس بار قل ہو اللہ احد پڑھو، نماز سے فارغ ہو کر ستر مرتبہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھو۔ مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد کی جان ہے، جو مومن مرد اور عورت جمعہ کے دن یہ نماز جیسا کہ میں نے بتایا میں اس کے لئے جنت کی ضمانت دیتا ہوں اور جب وہ اپنی جگہ سے اٹھتا ہے تو اس کی اور اس کے والدین کی بشرطیکہ مومن ہوں بخشش ہو چکی ہوتی ہے اور عرش کے نیچے سے ایک منادی پکارتا ہے: اللہ کے بندے! نئے سرے سے عمل شروع کر کہ تیرے اگلے پچھلے گناہ بخش دئے گئے۔ (غنیۃ الطالبین: ۶۷۷)

جمعہ کی رات کی نفل کی فضیلت

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی جمعہ کی رات مغرب اور عشاء کے درمیان بارہ رکعات ادا کرے، ہر رکعت میں الحمد ایک بار، اخلاص گیارہ بار پڑھے تو گویا اس نے اللہ تعالیٰ کی بارہ عبادت اس طرح کی کہ دن کو روزہ رکھا اور رات کو شب بیداری کی۔ (احیاء العلوم، ص: ۴۳۱)

سنیچر کے دن کی نفل کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرورِ عالم فخر آدم

و بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی سنیچر کے دن چار رکعات پڑھے، ہر رکعت میں ایک بار الحمد للہ، تین مرتبہ سورہ کافرون پڑھے اور نماز سے فارغ ہو کر آیتہ الکرسی پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر ایک حرف کے بدلے ایک حج اور عمرہ کا ثواب لکھے گا اور ہر ایک حرف کے بدلے ایک سال کے روزوں اور راتوں کی شب بیداری کا ثواب عنایت فرمائے گا اور ہر ایک حرف کے بدلے ایک شہید کا ثواب عطا فرمائے گا اور پیغمبروں اور شہیدوں کے ساتھ عرش کے سایہ تلے رہے گا۔ (غنیۃ

الطالین: ۶۷۷)

سنیچر کی رات کی نفل کی فضیلت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی ہفتہ کی رات مغرب اور عشا کے درمیان بارہ رکعات پڑھے تو اس کے لئے ایک محل جنت میں بنایا جائے گا اور گویا اس نے ہر ایک مومن مرد اور عورت کے برابر خیرات تقسیم کی اور یہودی ہونے سے بری ہوا اور اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ اسے بخش دے۔ (احیاء العلوم، ص: ۴۳۲)

تحیۃ الوضو

وضو کرنے کے بعد اعضائے وضو خشک ہونے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھنا مستحب ہے اور اس کی بھی بڑی فضیلت ہے۔ چنانچہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص بھی اچھی طرح وضو کرے پھر اس کے بعد نماز (در رکعت تحیۃ الوضو کی نیت سے) پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے وہ تمام گناہ معاف فرما دیتا ہے جو اس نے اس نماز سے پیوستہ دوسری نماز کے درمیان کئے تھے۔ (مسلم شریف، کتاب الطہارۃ)

تحیۃ المسجد

جو شخص مسجد میں آئے اسے دو رکعت نماز (تحیۃ المسجد کی نیت سے) پڑھنا سنت بلکہ بہتر یہ ہے کہ چار پڑھے۔ بخاری و مسلم ابوقادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص مسجد میں داخل ہو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت پڑھے۔ (در مختار ۱/۶۳۵)

اگر کوئی شخص بے وضو مسجد میں گیا یا اور کوئی وجہ ہے کہ تحیۃ المسجد نہیں پڑھ سکتا تو چار بار ”سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ“ کہے۔

(در مختار ۱/۶۳۶)

مسئلہ: ایسے وقت مسجد میں آیا جس میں نفل نماز مکروہ ہے مثلاً بعد طلوع فجر یا بعد نماز عصر وہ تحیۃ المسجد نہ پڑھے بلکہ تسبیح و تہلیل و درود شریف میں مشغول ہو، حق مسجد ادا ہو جائے گا۔

مسئلہ: ہر روز ایک بار تحیۃ المسجد کافی ہے، ہر بار ضرورت نہیں۔

نماز تہجد

لفظ ”تہجد“ کا معنی ہے سونے کے بعد بیدار ہونا۔ تہجد کی نماز کا وقت عشا کی نماز کے بعد سو کر اٹھے اس وقت سے طلوع صبح صادق تک ہے، تہجد کی نماز کم از کم دو رکعت ہے اور حدیث شریف میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معمول آٹھ رکعت مذکور ہے، چنانچہ حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں رات کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کو غور سے دیکھنا چاہتا تھا اس لئے حضور کے دروازہ کی دہلیز پر تکیہ لگائے دیکھتا رہا، آپ اٹھے اور دو خفیف رکعتیں پڑھیں پھر دو طویل رکعتیں پڑھیں پھر دو رکعتیں پڑھیں جو اس سے پہلے والی رکعتوں سے کم تھیں پھر دو رکعتیں جو ان سے بھی چھوٹی تھیں پھر دو رکعتیں پڑھیں جو ان سے بھی کم تھیں اس کے بعد وتر

پڑھے۔ (مسلم شریف)

قرآن مقدس میں اللہ عزوجل نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نماز تہجد کی ادائیگی کا اہتمام کرنے کا حکم فرمایا، چنانچہ ارشاد خداوندی ہے: وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا ۝ اور رات کے کچھ حصہ میں تہجد کرو یہ خاص تمہارے لئے زیادہ ہے قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔ (سورہ بنی اسرائیل، آیت: ۷۹)

حدیث شریف میں اس نماز کی بڑی فضیلت آئی ہے، نسائی اور ابن ماجہ نے اپنی سنن میں روایت کی ہے کہ حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص رات میں بیدار ہو اور اپنے اہل کو جگائے پھر دونوں دو دو رکعت پڑھیں تو کثرت سے یاد کرنے والوں میں لکھے جائیں گے۔

اسی طرح عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جنت میں ایک بالا خانہ ہے کہ باہر کا اندر سے دکھائی دیتا ہے اور اندر کا باہر سے۔ ابو مالک اشعری نے عرض کی یا رسول اللہ وہ کس کے لئے ہے؟ فرمایا اس کے لئے جو اچھی بات کرے اور کھانا کھلائے اور رات میں قیام کرے جب لوگ سوتے ہوں۔ (بہار شریعت ۲۳/۴)

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رات کو تہجد کے لئے اٹھتے تو یہ دعا پڑھتے ”اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ مَلِكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ الْحَقُّ وَ

وَعُدَّكَ الْحَقُّ وَلِقَائِكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالنَّبِيُّونَ حَقٌّ وَ
 مُحَمَّدٌ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ وَبِكَ اَمَنْتُ وَ
 عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَ اِلَيْكَ اَنْبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَ اِلَيْكَ
 حَاكَمْتُ فَاغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَ مَا اَخَّرْتُ وَ مَا اَسْرَرْتُ وَ مَا اَعْلَنْتُ
 وَ مَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهِ مِنِّي اَنْتَ الْمَقْدَّمُ وَ اَنْتَ الْمُؤَخَّرُ لَا اِلٰهَ اَنْتَ وَ
 لَا اِلٰهَ غَيْرُكَ“ الہی تیرے ہی لئے حمد ہے آسمان وزمین اور جو کچھ ان میں ہے
 سب کا رکھنے والا ہے اور تیرے ہی لئے حمد ہے آسمان وزمین اور جو کچھ اس میں ہے
 سب کا نور ہے اور تیرے ہی لئے حمد ہے تو حق ہے اور تیرا وعدہ حق ہے اور تجھ سے ملنا
 (قیامت) حق ہے، جنت حق ہے، دوزخ حق ہے، انبیاء حق ہیں اور محمد (صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم) حق ہیں اور قیامت حق ہے۔ اے اللہ! تیرے لئے میں اسلام لایا اور تجھ پر
 ایمان لایا اور تجھی پر توکل کیا اور تیری ہی طرف رجوع کی اور تیرے ہی لئے خصومت
 کی اور تیری ہی طرف فیصلہ لایا پو تو بخش دے میرے لئے وہ گناہ جو میں نے پہلے کیا
 اور پیچھے کیا اور چھپا کر کیا اور علانیہ کیا اور وہ گناہ جس کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے تو ہی
 آگے بڑھانے والا ہے اور تو ہی پیچھے ہٹانے والا ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

(بہار شریعت ۲/۲۴۷)

نماز اشراق

سورج طلوع ہو کر جب ایک نیزہ بلند ہو جائے اس وقت نماز اشراق کا وقت
 شروع ہوتا ہے، اس میں رکعات کی کوئی قید ہیں، کم از کم ۲ رکعتیں پڑھیں اور زیادہ کی
 کوئی حد متعین نہیں۔ مگر شرط یہ ہے کہ نماز فجر پڑھنے کے بعد سے نماز چاشت تک ذکر و
 اذکار، درود شریف، توبہ و استغفار کرتا رہے۔ اس نماز کے بھی بہت سے فضائل وارد
 ہیں چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص فجر کی نماز

جماعت سے پڑھ کر خدا کا ذکر کرتا رہے یہاں تک کہ سورج بلند ہو جائے پھر دو رکعت نماز اشراق پڑھے تو اسے پورے حج اور عمرے کا ثواب ملے گا۔ (ترمذی شریف)

نماز چاشت

چاشت کی نماز مستحب ہے، کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ بارہ ۱۲ رکعتیں، اس کا وقت آفتاب بلند ہونے سے زوال تک یعنی نصف النہار شرعی تک ہے اور بہتر یہ ہے کہ چوتھائی دن چڑھے پڑھے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو چاشت کی دو رکعت کی محافظت کرے اس کے گناہ بخش دئے جائیں گے اگرچہ سمندر کے جھاگ برابر ہوں۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی پر اس کے ہر جوڑ کے بدلے صدقہ ہے (اور کل تین سو ساٹھ جوڑ ہیں) ہر تسبیح صدقہ ہے اور ہر حمد صدقہ ہے اور لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہنا صدقہ ہے اور اچھی بات کرنا صدقہ ہے اور بری بات سے منع کرنا صدقہ ہے اور ان سب کی طرف سے دو رکعتیں چاشت کی کفایت کرتی ہیں۔ (بہار شریعت: ۴/۲۹۳)

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جس نے دو رکعتیں چاشت کی پڑھیں غافلین میں نہیں لکھا جائے گا اور جو چار پڑھے عابدین میں لکھا جائے گا اور جو چھ پڑھے اس دن اس کی کفایت کی گئی اور جو آٹھ پڑھے اللہ تعالیٰ اسے قاضین میں لکھے اور جو بارہ پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک محل بنائے گا۔ (بہار شریعت: ۴/۲۹۳)

صلوة التسبیح

صلوة التسبیح میں بے انتہا ثواب ہے، بعض محققین فرماتے ہیں کہ اس کی بزرگی سن کر ترک نہ کرے گا مگر دین میں سستی کرنے والا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: اے چچا! کیا میں تم کو عطا نہ کروں، کیا میں تم کو بخشش نہ کروں، کیا میں تم کو نہ دوں، کیا تمہارے ساتھ احسان نہ کروں؟ دس خصلتیں ہیں کہ جب تم کرو تو اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ بخش دے گا، اگلا پچھلا، پرانا نیا جو بھول کر کیا اور جو قصد کیا، چھوٹا اور بڑا، پوشیدہ اور ظاہرہ۔ اس کے بعد صلوٰۃ التبیح کی ترکیب تعلیم فرمائی پھر فرمایا کہ اگر تم سے ہو سکے کہ ہر روز ایک بار پڑھو تو کرو اور اگر روز نہ کرو تو ہر جمعہ میں ایک بار اور یہ بھی نہ کرو تو ہر مہینہ میں ایک بار اور یہ بھی نہ کرو تو عمر میں ایک بار۔ (بہار شریعت حصہ چہارم)

اس نماز کی ترکیب سنن ترمذی میں حضرت عبداللہ بن مبارک سے اس طرح مذکور ہے کہ تکبیر تحریمہ کے بعد ثناء پڑھے پھر پندرہ بار یہ تسبیح پڑھے ”سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ“ پھر تعوذ و تسمیہ، سورۃ فاتحہ اور سورت پڑھ کر دس بار اوپر والی تسبیح پڑھے پھر رکوع کرے اور رکوع میں دس بار پڑھے پھر رکوع سے سر اٹھائے اور تسبیح و تحمید کے بعد دس بار وہی تسبیح پڑھے پھر سجدہ کو جائے اور اس میں دس مرتبہ پڑھے پھر سجدے سے سر اٹھائے تو دس بار پڑھے پھر دوسرے سجدے میں جائے تو دس بار پڑھے اسی طرح چار رکعت پڑھے اور رکوع و سجود میں ”سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ“ اور ”سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى“ کے بعد تسبیحات پڑھے۔ (شامی ۶۴۳/۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا گیا کہ آپ کو معلوم ہے اس نماز میں کون سی سورت پڑھی جائے؟ فرمایا سورۃ تکوین، والعصر اور قل یا ایہا الکافرون اور قل ہو اللہ اور بعض نے کہا کہ سورۃ حدید اور حشر اور صف اور تغابن۔ (رد المحتار ۶۴۳/۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ اس نماز میں سلام سے پہلے یہ دعا پڑھے ”اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ تَوْفِيقَ أَهْلِ الْهُدَى وَأَعْمَالَ

أَهْلُ الْيَقِينِ وَ مُنَاصِحَةِ أَهْلِ التَّوْبَةِ وَ عَزَمَ أَهْلُ الصَّبْرِ وَ جَدَّ أَهْلُ
الْخَشْيَةِ وَ طَلَبَ أَهْلُ الرَّغْبَةِ وَ تَعَبَّدَ أَهْلُ الْوَرَعِ وَ عَرَفَانَ أَهْلُ الْعِلْمِ
حَتَّى أَخَافَكَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مَخَافَةً تَحْجِرُنِي عَنْ مَعْصِيَتِكَ حَتَّى
أَعْمَلَ بِطَاعَتِكَ عَمَلًا أَسْتَحِقُّ بِهِ رِضَاكَ وَ حَتَّى أُنَاصِحَكَ بِالتَّوْبَةِ
خَوْفًا مِنْكَ وَ حَتَّى أُخْلِصَ لَكَ النَّصِيحَةَ حُبًّا لَكَ وَ حَتَّى أَتَوَكَّلَ
عَلَيْكَ فِي الْأُمُورِ حُسْنًا ظَنِّ بِكَ سُبْحَانَ خَالِقِ النُّورِ“

اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت والوں کی توفیق، یقین والوں کے اعمال توبہ
والوں کا خلوص، صبر والوں کا عزم، خشیت والوں کی بزرگی، رغبت والوں کی طلب،
نیک لوگوں کی عبادت، علم والوں کا عرفان مانگتا ہوں کہ میرے دل میں بھی تیرا خوف
پیدا ہو جائے۔ اے اللہ! میں تجھ سے ایسا خوف مانگتا ہوں جو مجھے تیری نافرمانی سے
روکے حتیٰ کہ میں تیری اطاعت کی خاطر ایسے کام کروں جن سے میں تیری رضا کو حقدار
ہو جاؤں اور تیری بارگاہ میں خلوص کے ساتھ توبہ کروں اور خالص تجھ سے محبت کروں
اور تمام امور میں تجھ پر بھروسہ کروں حسن ظن کے ساتھ۔ پاک ہے نور کا پیدا کرنے
والا۔

(رد المحتار ۱/۶۴۴)

نماز حاجت

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضور اقدس صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کوئی امر اہم پیش آتا تو دو رکعت یا چار رکعت نماز پڑھتے۔ پہلی
رکعت میں سورہ فاتحہ اور تین بار آیہ الکرسی پڑھتے اور باقی تین رکعتوں میں سورہ فاتحہ
اور قل ہو اللہ اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس ایک ایک بار پڑھتے۔
مشائخ فرماتے ہیں کہ ہم نے یہ نماز پڑھی اور ہماری حاجتیں پوری ہوئیں۔ (در مختار

ترمذی اور ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن اونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس کی کوئی حاجت اللہ کی طرف ہو یا کسی بنی آدم کی طرف تو اچھی طرح وضو کرے پھر دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ عزوجل کی شاکرے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجے پھر یہ پڑھے ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ سُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ أَسْأَلُكَ مُوجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيمَةَ مِنْ كُلِّ بَرٍّ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ إِثْمٍ لَا تَدْعُ لِي ذَنْبًا إِلَّا غَفَرْتَهُ وَلَا هَمًّا إِلَّا فَرَّجْتَهُ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضَى إِلَّا قَضَيْتَهَا يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ“ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو حلیم و کریم ہے، پاک ہے اللہ مالک ہے عرش عظیم کا حمد ہے اللہ کے لئے جو رب ہے سارے جہان کا۔ میں تجھ سے تیری رحمت کے ذرائع مانگتا ہوں اور تیری مغفرت کے اسباب اور ہر نیک کام سے غنیمت اور ہر گناہ سے سلامتی۔ میرے کوئی گناہ بغیر مغفرت نہ چھوڑ اور ہر غم کو دور کر دے اور جو حاجت تیری رضا کے موافق ہے اسے پورا کر دے اے سب مہربانوں سے زیادہ مہربان۔ (در مختار ۱/۶۴۴)

نماز استخارہ

حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیں تمام امور میں استخارہ کی تعلیم فرماتے جیسے قرآن کی سورت تعلیم فرماتے تھے۔ فرماتے ہیں جب کوئی کسی امر کا قصد کرے تو دو رکعت نفل پڑھے پھر کہے ”اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَامُ الْغُيُوبِ اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِي فِي دِينِي وَ

مَعَاشِي وَ عَاقِبَةِ أَمْرِي وَ عَاجِلِ أَمْرِي وَ أَجَلِهِ فَأَقْدِرْهُ لِي وَ يَسِّرْهُ لِي ثُمَّ
بَارِكْ لِي فِيهِ وَ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِي فِي دِينِي وَ مَعَاشِي
وَ عَاقِبَةِ أَمْرِي وَ عَاجِلِ أَمْرِي وَ أَجَلِهِ فَاصْرِفْنِي عَنْهُ وَ اقْدِرْ لِي الْخَيْرَ
حَيْثُ كَانَ ثُمَّ رَضِّنِي بِهِ“ ”هَذَا الْأَمْرُ“ کی جگہ یاد دعا کے بعد اپنی حاجت کا ذکر
کرے۔

اے اللہ! میں تجھ سے استخارہ کرتا ہوں تیرے علم کے ساتھ اور تیری قدرت
کے ساتھ طلب قدرت کرتا ہوں اور تجھ سے تیرے فضل عظیم کا سوال کرتا ہوں اس
لئے کہ تو قادر ہے اور میں قادر نہیں اور تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا اور تو غیوں کا
جاننے والا ہے۔ اے اللہ! اگر تیرے علم میں یہ ہے کہ یہ کام میرے لئے بہتر ہے
میرے دین و معیشت اور انجام کار میں اس وقت اور آئندہ تو اس کو میرے لئے مقدر کر
دے اور آسان کر پھر میرے لئے اس میں برکت دے اور اگر تو جانتا ہے کہ میرے
لئے یہ کام برا ہے میرے دین و معیشت اور انجام کار میں اس وقت اور آئندہ تو اس کو
مجھ سے پھیر دے اور مجھ کو اس سے پھر اور میرے لئے خیر کو مقرر فرما جہاں بھی ہو پھر
مجھے اس سے راضی کر۔ (در مختار ۱/۶۴۲)

ترکیب: دو رکعت نماز استخارہ سنت ہے، پہلی رکعت میں قل یا ایہا الکافرون اور
دوسری رکعت میں بعد از فاتحہ سورہ اخلاص پڑھے اور بعد از نماز مذکورہ دعائے استخارہ
پڑھے۔ مستحب یہ ہے کہ اس دعا کے اول و آخر الحمد للہ اور دو دشریف پڑھے۔
(بہار شریعت ۲۵/۴)

نماز غوثیہ

نماز غوثیہ ملا علی قاری اور شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی اور دوسرے علمائے
کرام حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

اس نماز کی ترکیب یہ ہے کہ بعد نماز مغرب سنتیں پڑھ کر دو رکعت نماز نفل پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ الحمد کے بعد ہر رکعت میں گیارہ گیارہ بار قل ہو اللہ پڑھے، سلام کے بعد اللہ عزوجل کی حمد و ثنائے کرے پھر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر گیارہ بار درود و سلام عرض کرے اور گیارہ بار یہ کہے ”يَا رَسُولَ اللَّهِ يَا نَبِيَّ اللَّهِ اغْنِنِي وَ اَمْدُدْنِي فِي قَضَاءِ حَاجَتِي يَا قَاضِيَ الْحَاجَاتِ“ پھر عراق کی جانب گیارہ قدم چلے ہر قدم پر یہ کہے ”يَا غَوْثَ الثَّقَلَيْنِ يَا كَرِيمَ الطَّرْفَيْنِ اغْنِنِي وَ اَمْدُدْنِي فِي قَضَاءِ حَاجَتِي يَا قَاضِيَ الْحَاجَاتِ“ پھر حضور کے توسل سے اللہ عزوجل سے دعا کرے۔ (بہار شریعت ۲۹/۴)

صلوۃ عتقا

ہم سے ابو نصر نے بیان کیا وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں وہ اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص شوال کے کسی دن یا رات میں آٹھ رکعتیں یوں پڑھے کہ ہر رکعت میں ایک بار سورۃ فاتحہ اور پندرہ بار قل ہو اللہ احد پڑھے۔ فارغ ہونے کے بعد ستر بار سبحان اللہ پڑھے اور ستر بار درود شریف پڑھے اس ذات کی قسم جس نے مجھے سچا نبی بنا کر بھیجا ہے جو آدمی یہ نماز پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے دل میں علم و حکمت کے سرچشمے جاری کر دے گا، اس کی زبان پر بھی یہی چیز جاری ہوگی، اسے دنیا بھر کی بیماریوں اور ان کے علاج کا علم عطا فرمائے گا۔ اس ذات کی قسم جس نے مجھے برحق نبی بنا کر بھیجا ہے جو آدمی اس بیان کئے ہوئے طریقے کے مطابق یہ نماز پڑھے گا آخری سجدے سے سر اٹھانے سے پہلے اللہ اسے بخش دے گا۔ اگر فوت ہو جائے شہید بخشا ہو فوت ہوگا۔ جو شخص سفر میں یہ نماز پڑھے اللہ تعالیٰ اس پر سفر میں چلنا اور منزل تک پہنچنا آسان کر دیتا ہے، اگر قرض دار ہو تو اللہ تعالیٰ قرض سے نجات دے گا، اگر

حاجت مند ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری فرمائے گا۔ اس ذات کی قسم جس نے مجھے سچا نبی بنا کر بھیجا ہے جو آدمی یہ نماز پڑھے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے ہر حرف اور ہر آیت کے بدلے جنت میں ایک مخرفہ عطا فرمائے گا۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! مخرفہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: جنت میں باغات ہیں، اس کے ایک درخت کے نیچے سوار سو سال تک چلے گا لیکن ختم نہ ہوگا۔ (غنیۃ الطالبین: ۶۸۷)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ نوافل کے علاوہ بھی خاص خاص اوقات کے لئے نوافل اسلافِ کرام سے منقول ہیں۔ تفصیل کے لئے فتاویٰ رضویہ، بہارِ شریعت اور قانونِ شریعت وغیرہ کا مطالعہ کریں۔ اللہ عز و جل کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں نوافل کی کثرت کرنے اور شب و روز اپنے ذکر و اذکار میں مشغول رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)



ترک نماز پر وعیدیں

قرآن پاک میں ہے: ”فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ“
 تو ان نمازیوں کے لئے خرابی ہے جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں۔ (کنز الایمان، پارہ ۳ سورہ بیل)
 میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! منافقین
 جہنم میں بظاہر تو اپنے آپ کو مسلمانوں کے زمرے میں شامل کر رکھا ہے لیکن ان
 کے دلوں میں قیامت پر ایمان نہیں اس لئے نماز کے بارے میں بڑی غفلت کا مظاہرہ
 کرتے ہیں۔ ”سَاهُونَ“ غافلون کے معنی میں ہے، یعنی نماز کی ان کے نزدیک کوئی
 اہمیت نہیں، نماز ادا ہوگئی تو ہوگئی نہ ہوئی تو انہیں ذرا بھی دکھ نہیں۔ اگر نماز پڑھتے ہیں تو
 کسی ثواب کے امیدوار نہیں ہوتے اور اگر نہیں پڑھتے تو کسی عذاب کا اندیشہ
 نہیں ہوتا۔ اگر لوگوں میں گھر گئے تو نماز پڑھ لی، تنہا ہوئے تو ہضم کر گئے۔ یا نماز
 پڑھتے تو ہیں لیکن صحیح وقت پر ادا نہیں کرتے۔ یونہی بیٹھے لگیں ہانکتے رہتے ہیں اور
 جب وقت ہونے کے قریب ہوتا ہے تو تیزی سے اٹھتے ہیں اور تین چار ٹھونگ مار کر
 فارغ ہو جاتے ہیں یا نماز میں جس خشوع، خضوع کی ضرورت ہے اس کی انہیں
 ہوا تک نہیں لگی ہوتی عبادت و ذکر الہی کی لذت سے کبھی سرشار نہیں ہوتے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! یہ سب غفلت
 کی قسمیں ہیں، سچے مومن کو چاہئے کہ ان تمام باتوں سے پرہیز کی پوری پوری کوشش
 کرے۔ حضرت عطا نے بڑی پیاری بات کہی ہے۔ فرماتے ہیں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ قَالَ
 ”عَنْ صَلَاتِهِمْ“ وَلَمْ يَقُلْ ”فِي صَلَاتِهِمْ“۔ یعنی اللہ کا شکر ہے کہ ”عَنْ صَلَاتِهِمْ“ فرمایا ”فِي صَلَاتِهِمْ“

نہیں فرمایا کیونکہ اس صورت میں معنی یہ ہوتے ”ویل“ ہے ان کے لئے جو نماز میں سہو کرتے ہیں پھر شاید ہی کوئی نمازی اس ویل سے محفوظ رہتا کیونکہ ہر مسلمان کو اثنائے نماز میں سہو و نسیان سے کبھی نہ کبھی سابقہ پڑتا ہے۔

لیکن صاحب روح البیان اس آیت کے تحت ارشاد فرماتے ہیں کہ ”الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ“ سے مراد یہ ہے کہ وہ نماز کو ترک کرتے ہیں سہو سے اور اس کی طرف قلت التفات سے اور یہ منافقین کا یا فاسقین کا کام ہے، یہی ”عَنْ“ کا مطلب ہے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نماز میں سستی کرنے والوں کے لئے ویل ہے۔ حدیث پاک میں ہے کہ ویل جہنم کی ایک وادی کا نام ہے اگر اس میں دنیا کے پہاڑ ڈالے جائیں تو وہ بھی اس کی شدید گرمی کی وجہ سے پگھل جائیں اور یہ وادی ان لوگوں کا مسکن ہے جو نمازوں میں سستی کرتے اور وقت گزار کے پڑھتے ہیں۔

جہنم میں لے جانے والا عمل

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ”مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرٍ قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ“

تمہیں کیا بات دوزخ میں لے گئی، وہ بولے ہم نماز نہ پڑھتے تھے۔ (کنز الایمان)

صاحب ”ضیاء القرآن“ حضرت علامہ پیر کرم شاہ ازہری علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ ”اہل جنت دوزخیوں سے پوچھیں گے تمہیں کس جرم کی پاداش میں جہنم کے دردناک عذاب میں مبتلا کیا گیا؟ وہ جواب دیں گے، ہمارے دو قصور تھے جن کی ہم یہ سزا بھگت رہے ہیں (جن میں سے ایک یہ ہے) کہ اپنے ربِّ کریم کو سجدہ نہیں کرتے تھے۔ اکڑے اکڑے رہتے تھے کبھی بھولے سے بھی یہ خیال نہ آتا تھا کہ جس کریم کے کرم کے صدقے یہ زندگی عزت و آرام سے گزر رہی ہے اسے سجدہ بھی کرنا

چاہئے، اس کی عبادت بھی ضروری ہے۔“

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آپ نے نماز ترک کرنے والے کا انجام دیکھا۔ غور کریں کہ رزق خدا کھاکر اسی کی بارگاہ میں اگر سر جھکانے کے لئے وقت نہ ملتا ہو تو اس کا انجام یقیناً یہی تو ہوگا۔ لہذا خدا را جہنم کے سخت ترین عذاب سے بچنے کی فکر ہو تو ترک نماز کے گناہ سے باز آ جاؤ۔

تارکینِ صلوٰۃ کیلئے ”غی“ ہے

رب قدیر کا فرمانِ عالی شان ہے : فَخَلَفَ مِنْ مَّ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهْوَاتِ فَسُوفَ يُلْقَوْنَ عُقَابًا ۝ تو ان کے بعد ان کی جگہ وہ ناخلف آئے جنہوں نے نمازیں گنوائیں اور اپنی خواہش کے پیچھے ہوئے عنقریب دوزخ میں غی کا جنگل پائیں گے۔ (سورہ مریم: ۵۹)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام ہر لحظہ جلالِ خداوندی سے ترساں اور لرزاں رہتے اور آنکھیں اشک فشاں رہتیں لیکن ان کے بعد بعض جانشین ایسے بھی ہوئے جنہوں نے اپنے اسلافِ کرام کے طریقہ کو بالکل فراموش کر دیا، مستحبات و مندوبات کی پابندی تو کجا! نماز جیسے فرض کو بھی انہوں پس پشت ڈال دیا یا تو سرے سے اس کی فرضیت ہی کے قائل نہ رہے یا فرضیت کا انکار تو نہیں کیا لیکن اسے ادا کرنے کی زحمت گوارا نہ کی یا اسے ادا تو کیا لیکن اس کے آداب و شرائط کو نظر انداز کر دیا اور ارشاداتِ الہیہ کی بجا آوری کی جگہ اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی میں لگ گئے۔ وہ یاد رکھیں انہیں اپنے کئے کی سزا بھگتنی پڑے گی۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں تین چیزوں کا ذکر فرمایا (۱) نماز کو ضائع کیا۔ یعنی ترکِ صلوٰۃ اور بے رغبتی سے فاسق ہوئے، یا بے وقت اور غلط پڑھ کر فاجر ہوئے،

یا نماز تو صحیح پڑھی مگر غیبت، چغلی، حسد و بغض کر کے اپنے نامہ اعمال سے نیکیاں برباد کر کے خاسر ہوئے یہ تمام صورتیں نماز کو ضائع کرنے کی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ضائع کرنے کا معنی یہ نہیں کہ بالکل نماز پڑھتے ہی نہیں بلکہ یہ کہ اس کو موخر کر کے پڑھتے ہیں۔ دوسری چیز جو اس آیت کریمہ میں مذکور ہے وہ یہ ہے کہ خواہشات نفسانی میں پڑ گئے سب سے بڑی خواہش نفس کفر و شرک ہے۔

تیسری چیز جس کا ذکر اس آیت میں ہے وہ یہ ہے کہ ”غی“ میں ڈالے جائیں گے ایسوں کے لئے دنیا میں بھی غی ہے اور آخرت میں بھی، دنیوی ”غی“ ذلت، خسارہ اور شر ہے۔ اُخروی ”غی“ جہنم کی ایک سب سے نیچے والی وادی جس کے سخت عذاب سے دوزخ کے دوسرے طبقے خود پناہ مانگتے ہیں یا جہنم کا ایک کنواں جو بہت گہرا ہے یا جہنم کی ایک بڑی نالی جس میں جہنمیوں کی پیپ و خون، بول و براز اور اس کی بدبو کا عذاب ہوگا۔ واضح رہے کہ یہ عذاب اس شخص کیلئے ہے جو توبہ کئے بغیر مر جائے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! کتنی بھیانک وادی ”غی“ ہے؟ کیا ہم میں سے کوئی اس کا عذاب برداشت کر سکتا ہے؟ نہیں اور ہرگز نہیں، تو ہمیں چاہئے کہ نماز ضائع کرنے کے جرم، خواہشات کی پیروی کے جرم سے اپنے آپ کو بچانے کا سامان کریں۔ اللہ تعالیٰ جملہ مسلمین و مسلمات کو نمازوں کی محافظت اور ترک شہوات کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم۔

احادیث میں ترکِ صلوٰۃ پر وعیدیں

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”أَوَّلُ مَا يَحْسَبُ بِهِ الْعَبْدُ الصَّلَاةَ“ یعنی سب سے پہلی چیز جس کا بندے سے سوال ہوگا وہ نماز ہے۔ (طبرانی اوسط)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ربِّ قدیر جل جلالہ ہی ہمیں رزق دیتا ہے۔ اسی نے ہمیں زندگی عطا فرمایا اور اسی نے ہم کو دن اور رات میں پانچ مرتبہ نماز کی ادائیگی کا حکم دیا۔ اب اگر بندہ اس کا رزق کھا کر اس کی عطا کردہ زندگی سے بھرپور لطف اندوز ہو کر بھی اس کی بارگاہ میں سر نہ جھکائے تو کتنا بڑا احسان فراموش ہوگا۔ اس لئے یاد دلانی جارہی ہے کہ قیامت میں سب سے پہلے نماز ہی کا حساب ہوگا لہذا ہم سب کو نماز کی پابندی کرنی چاہئے تاکہ کل بروز قیامت شرمندگی سے بچ سکیں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سرخروئی حاصل ہو سکے۔ یاد رکھو کہ اگر ہم نے پہلے سوال کا جواب صحیح دیا تو امید ہے کہ دوسرے سوالات کے جواب بھی آسان ہو جائیں گے۔ انشاء اللہ

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”الصَّلَاةُ عِمَادُ الدِّينِ فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ هَدَمَ الدِّينَ“ نماز دین کا ستون ہے، جس نے اس کو ترک کیا اس نے دین کو مسمار کیا۔ (بیہقی)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج ہم اپنے گھروں میں دیکھتے ہیں کہ بچے اگر کسی قیمتی چیز کو گرا دیں تو ہم ان پر برہم ہو جاتے ہیں

اور زد و کوب کرتے ہیں۔ ہماری کوئی قیمتی چیز بچہ توڑ دے یا کسی سے ٹوٹ جائے تو ہم کٹر ول سے باہر ہو جاتے ہیں۔ بھلا بتائیے دین سے قیمتی چیز کیا ہوگی؟ آج گھر کا ہر فرد الا ماشاء اللہ! دن اور رات میں پانچ مرتبہ دین کو مسمار کرتا ہے لیکن ہم اس پر برہم نہیں ہوتے کیونکہ خود ہم بھی اس جرم میں مبتلا ہوتے ہیں۔

حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز کو دین کا ستون قرار دیا اور تارکین نماز کو دین ڈھانے والا فرمایا۔ کوئی مسلمان کبھی یہ نہیں چاہے گا کہ اس کی ذات سے دین ڈھانے کا جرم سرزد ہو لہذا نماز کی پابندی کر کے دین کو قائم کرنے کی کوشش کرو۔

فرعون و هامان کے ساتھ حشر

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور تاجدارِ عرب و عجم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے نماز پختہ نہ کی ان کے متعین اوقات میں طہارتِ کاملہ کے ساتھ پابندی کی اس کے لئے قیامت میں ایک نور ہوگا اور ایک حجت ہوگی ”وَمَنْ ضَيَّعَهَا حُشِرَ مَعَ فِرْعَوْنَ وَ هَامَانَ“ اور جس شخص نے نماز ضائع کی اس کا حشر فرعون و هامان کے ساتھ ہوگا۔ (احمد، ابن حبان)

(

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس حدیث پاک میں فرمایا گیا کہ نماز کی حفاظت کرنے والے کے لئے نور ہوگا یعنی قبر کی تاریک وادی اور پل صراط جو بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہوگا جس سے ہر ایک کو گزرنا ہوگا ایسے موقع پر نماز نور اور روشنی کا کام دے گی اور یہ نماز اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نمازی کے عابد، ساجد، اور مومن ہونے کی دلیل ہوگی۔ اور اللہ نہ کرے کہ کوئی مسلمان بے نمازی ہو تو اس کو مولیٰ تعالیٰ ان بد بختوں کے ساتھ رکھے گا جو اس کے عذاب میں گرفتار ہوں گے ان بد

نصیبوں کا جرم یہ تھا کہ تکبر کی وجہ سے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں سر نہ جھکاتے تھے اور خدائی کا دعویٰ کرتے تھے۔ (معاذ اللہ) اب آپ ہمیں بتائیں کیا کوئی مسلمان یہ پسند کرے گا کہ اس کا حشر فرعون و ہامان جیسے دشمنانِ خدا کے ساتھ ہو؟ اگر نہیں تو آؤ آج ہی ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سچے دل سے توبہ کر لیں کہ آج سے ہماری کوئی نماز نہیں چھوٹے گی۔

ذمہ نبی سے محروم

حضرت اُمِّ اَیْمُن رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”لَا تَتْرُکِ الصَّلٰوۃَ مُتَعَمِّدًا، فَإِنَّهُ مَنْ تَرَکَ الصَّلٰوۃَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرَّئْتُ مِنْهُ ذِمَّةُ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهِ“ یعنی جان بوجھ کر نماز مت چھوڑ کہ جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی اللہ اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذمہ سے نکل گیا۔ (الترغیب والترہیب جلد اول، ص ۲۲۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ تعالیٰ نے تاجدارِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رحمتِ عالم بنا کر دنیا میں بھیجا۔ حضورِ رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر کسی کی مصیبت کے مُداوا بن کر تشریف لائے، چرند و پرند سے لے کر شجر و حجر سب حضورِ رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحمت کے سہارے جی رہے ہیں۔ اب آپ سوچیں کہ جو رسولِ دونوں جہاں کی ضرورت بن کر آئے۔ اگر آپ نے دستِ کرم کھینچ لیا تو کون ہے جو ہم پر کرم کرے؟ خود خدائے تعالیٰ بھی اس پر کرم کی نظر نہیں فرمائے گا جس سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی نظر پھیر لیں گے۔ لہذا نماز کو ترک کرنے سے گریز کریں تاکہ دامنِ رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں پناہ بھی ملے اور سرکارِ رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذمہ کرم پر دونوں جہاں میں اطمینان سے رہ سکیں۔

اعمالِ مردود ہو جائیں گے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن بندے کے اعمال میں سب سے پہلے نماز دیکھی جائے گی اگر وہ پوری ہوئی تو اس کی نماز اور اس کے تمام اعمال قبول کر لئے جائیں گے اور اگر وہ ناقص ہوئی تو اس کی نماز اور اس کے سارے اعمال رد کر دئے جائیں گے۔ (ابوداؤد، نسائی)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث شریف سے نماز کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے آج ہمارا حال یہ ہے کہ بہت سارے نفلی اعمال میں ہم بہت ہی چستی کا مظاہرہ کرتے ہیں مگر نماز کے معاملہ میں بے پناہ سستی کرتے ہیں کبھی وقت گزار کر ادا کرنا، کبھی لاغر و ناتواں کی طرح ادا کرنا، کبھی نماز میں ادھر ادھر دیکھنا، کبھی اتنی جلدی پڑھنا کہ اللہ کی پناہ.....

یاد رکھو کہ قیامت میں سب سے پہلے نماز کا معاملہ پیش ہوگا اور اس کی درستگی پر دوسرے اعمال مولیٰ تعالیٰ قبول فرمائے گا لہذا ہم کو چاہئے کہ نماز اچھی طرح سے ادا کریں تاکہ قیامت کے دن نماز کی درستگی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ دیگر اعمال بھی قبول فرمائے۔ اللہ عزوجل ہم سب کو صحیح طور پر نماز کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے۔

تارک صلوٰۃ کفر کے قریب

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہمارے اور منافقوں کے درمیان عہد نماز ہے۔ پس جس نے نماز کو ترک کیا وہ کافر ہو گیا۔ (ترمذی)

اسی طرح حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”مَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ كَفَرَ“ جس شخص نے نماز جان بوجھ کر چھوڑی اس نے کفر کیا۔ (بزاز)

”فَقَدْ كَفَرَ“ کا مطلب یہ بتایا گیا کہ وہ کفر کے قریب ہو گیا کیوں کہ وہ نماز چھوڑ بیٹھا حالانکہ نماز دین کا ستون ہے اور یقین کی بنیاد ہے، ”فَقَدْ كَفَرَ“ کا مطلب

یہ ہے کہ ”اس نے کافر کا کام کیا“ کیوں کہ کافر بھی نماز نہیں پڑھتا ہے اور اس نے بھی نہ پڑھی۔ چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ: ”بندے اور شرک و کفر کے درمیان فرق نماز ہے جب اس نے نماز چھوڑ دی تو کافروں جیسا کام کیا“ (الحديث)

ترمذی وغیرہ کی روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارے اور ان کے درمیان فرق نماز کا ہے، جس نے نماز چھوڑ دی اس نے کافروں جیسا کام کیا۔ (الحديث)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اگر ہمارے پاس دولت ہو تو ہم اس کی حفاظت میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کرتے۔ دولت کہاں محفوظ ہوگی، کیسے محفوظ ہوگی، اس میں اضافہ کیسے ہوگا، اس کے سلسلہ میں ہمیشہ فکر مند رہتے ہیں لیکن ایمان کے حوالے سے اتنی فکر نہیں ہوتی۔ یاد رکھیں! ایمان سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں۔ قرآن مقدس اور احادیث مبارکہ میں تحفظ ایمان پر بے شمار ارشادات موجود ہیں مذکورہ حدیث شریف میں فرمایا گیا کہ جس شخص نے نماز کو قصد ترک کیا اس نے کفر کیا یعنی اس کا ایمان اب خطرے میں پڑ گیا۔ ترک صلوٰۃ کی عادت سے اب کفر کے قریب تو پہنچ گیا کہیں اس کا ایمان بھی نہ چلا جائے۔ لہذا ہمیں چاہئے کہ نماز میں چستی اور اور اس پر محافظت کریں تاکہ ایمان محفوظ ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائے۔

نارک نماز کا حشر

ساقی حوض کوثر نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک دن نماز کا تذکرہ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ جس نے ان نمازوں کو پابندی کے ساتھ ادا کیا وہ نماز اس شخص کے لئے قیامت کے دن نور حجت اور نجات ہوگی اور جس شخص نے نمازوں کو ادا نہ کیا قیامت کے دن نماز اس کے لئے نور، حجت اور نجات نہ ہوگی اور وہ قیامت کے دن

قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔ (الترغیب ج اول، ص: ۲۲۹)

بعض علمائے کرام نے فرمایا ہے کہ ان لوگوں کے ساتھ تارک نماز اس لئے اٹھایا جائے گا کہ اگر اس نے اپنے مال و اسباب میں مشغولیت کی بنیاد پر نماز کو ترک کیا تو وہ قارون کی طرح ہو گیا اور اسی کی طرح اٹھایا جائے گا اور اگر ملک کی مشغولیت کی بنیاد پر نماز نہ پڑھی تو وہ فرعون کی طرح ہے اور اسی کے ساتھ اٹھایا جائے گا اور اگر وزارت کی مشغولیت نماز سے مانع ہوئی تو وہ ہامان کی طرح ہے اور اسی کے ساتھ اٹھے گا اور اگر تجارت کی مشغولیت کی وجہ سے نماز نہ پڑھی تو وہ ابی بن خلف کی طرح ہے اور اسی کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج کل تجارت کی مشغولیت نیز اقتدار کا غرور اور حاکم کی چاپلوسی انسان کو اتنا مصروف کر دیتی ہے کہ انسان فرائض سے بھی غافل ہو جاتا ہے۔ خبردار! تجارت و ملازمت میں اتنے مصروف نہ ہو جاؤ کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سر جھکانے کا وقت بھی نہ نکال سکو ورنہ فرمایا گیا کہ ان لوگوں کے ساتھ قیامت میں رکھا جائے گا جو اللہ کے نزدیک نہایت ہی ناپسندیدہ ہیں اور جن پر رب قدیر جلال کی نظر فرمائے گا اور دونوں جہاں میں وہ ذلت اور رسوائی کے حقدار ہیں اور وہ ایسے ذلیل ہیں کہ ان کے نام اور ان کے کردار پر قیامت تک لعنت و ملامت کی جاتی رہے گی اور بندگان خدا اور غلامان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان سے پناہ مانگتے رہیں گے جن کا ذکر اللہ کے حبیب نے مذکورہ حدیث شریف میں فرمایا یعنی فرعون، ہامان، قارون اور ابی بن خلف ان کا نام سنتے ہی نفرت پیدا ہوتی ہے۔ کوئی بھی عاشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے ساتھ اپنا حشر پسند نہیں کر سکتا لہذا ہم سب کو چاہئے کہ نماز کے پابند بن جائیں تاکہ اللہ رب العزت نیک لوگوں کے ساتھ ہمارا حشر فرمائے اور خدائے تعالیٰ اپنے دشمنوں کے ساتھ حشر سے ہمیں بچائے۔

قضاءے صلوٰۃ پر وعیدیں

جس کی نماز قضا ہوگئی گویا اس کا مال اور گھرانہ تباہ ہو گیا۔ (صحیح ابن حبان)

جس کی نماز عصر قضا ہوگئی گویا اس کے اہل و عیال اور مال تباہ ہو گئے۔ (ابوداؤد، ص: ۶۰)

ایک روایت میں ہے کہ نمازوں میں ایک نماز ایسی ہے کہ اگر وہ قضا ہوگئی تو گویا کہ

اس کے اہل و عیال اور مال و متاع سب تباہ ہو گئے اور وہ ہے نماز عصر۔ (نسائی شریف)

جس نے نماز عصر چھوڑ دی اور عمداً بیٹھا رہا یہاں تک کہ نماز قضا ہوگئی تو بے

شک اس کا عمل تباہ ہو گیا۔ (مسند احمد وابن ابی شیبہ)

جس نے نماز عصر چھوڑ دی اس کا عمل برباد ہو گیا۔ (احمد، بخاری، نسائی)

شافعی اور بیہقی کی روایت ہے کہ جس کی ایک نماز فوت ہوگئی گویا اس کا گھر انا

اور مال ہلاک ہو گیا۔ (مکاشفۃ القلوب، ص: ۳۵۸)

بعض محدثین سے مروی ہے کہ ایک دن حضور نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ

عنہم اجمعین سے فرمایا کہ تم یوں دعا مانگا کرو ”اے اللہ! ہم میں سے کسی کو شقی اور محروم

نہ بنا“ پھر فرمایا کہ جانتے ہو کہ بد بخت و محروم کون ہوتا ہے؟ عرض کیا کہ کون ہوتا ہے

یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم تو آپ نے فرمایا کہ جو انسان تارک نماز ہوتا ہے۔

(مکاشفۃ القلوب، ص: ۳۹۲)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ترک نماز پر

وعیدیں آپ ملاحظہ کر چکے اب اندازہ لگائیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی رحمت سے محروم

اور بد بخت کس شخص کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا غریب، بیمار اور مفلس کو نہیں

بلکہ رحمت عالم نے فرمایا شقی اور محروم وہ ہے جو نماز کا چھوڑنے والا ہے۔

تارک صلوٰۃ واقعات کی روشنی میں

حدیث شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔
قیامت کے دن سب سے پہلے نماز نہ پڑھنے والوں کے منہ کالے کئے جائیں
گے اور جہنم میں ایک وادی ہے جسے لمکم کہا جاتا ہے جس میں سانپ رہتے ہیں ہر
سانپ اونٹ کی طرح موٹا ہوتا ہے اور ایک ماہ کے سفر کے برابر لمبا ہوتا ہے وہ بے
نمازی کوڈ سے گا اور اس کے جسم میں ستر سال تک اس کا زہر جوش مارتا رہے گا پھر اس کا
گوشت گل جائے گا۔ (مکاشفۃ القلوب، ص: ۳۹۲)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج ہم معمولی
مجھڑ کے کاٹنے کو برداشت نہیں کر سکتے نیز اس کی تکالیف سے ہم پریشان ہو جاتے
ہیں تو غور کریں کہ ترک صلوٰۃ کی وجہ سے سانپ کے کاٹنے کا عذاب کون برداشت
کر سکے گا لیکن ہمارا حال یہ ہے کہ ہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تو ماننے کا دعویٰ
کرتے ہیں لیکن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی باتیں نہیں مانتے۔ کتنا احسان فرمایا ہے
تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ قیامت کے ہولناک عذاب سے آگاہ فرما
دیا ورنہ کیسے پتہ چلتا کہ کس گناہ کی کیا سزا ہے؟ اب جب سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے بیان فرمادیا کہ نماز چھوڑنے کی سزا یہ بھی ہوگی کہ سانپ ڈنک مارے گا اور سانپ
کتنا بھیانک ہوگا وہ بھی بتا دیا تو ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اپنے آپ کو نماز کا پابند بنا
کر سانپ وغیرہ کے عذاب سے اپنے کو محفوظ کر لیں۔ اللہ اپنے پیارے محبوب صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل ہم سب کو نماز کا پابند بنائے۔

قبر میں شعلے

بعض صالحین سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے اپنی مردہ بہن کو دفن کیا تو اس کی تھیلی بے خبری میں قبر میں گر گئی، جب سب لوگ اسے دفن کر کے چلے گئے تو اسے اپنی تھیلی یاد آئی۔ چنانچہ وہ آدمی لوگوں کے چلے جانے کے بعد قبر پر پہنچا اور اسے کھودا تاکہ تھیلی نکال لے، اس نے دیکھا کہ اس کی قبر میں شعلے بھڑک رہے ہیں چنانچہ اس نے قبر پر مٹی ڈالی اور انتہائی غمگین اور روتا ہوا ماں کے پاس آیا اور پوچھا ماں! یہ بتاؤ کہ میری بہن کیا کرتی تھی؟ ماں نے پوچھا کہ تم کیوں پوچھ رہے ہو؟ اس نے کہا کہ میں نے اپنی بہن کی قبر میں آگ کے شعلے بھڑکتے دیکھا ہے، اس کی ماں رونے لگی اور کہا تیری بہن نماز میں سستی کرتی تھی اور نمازوں کو تاخیر سے پڑھتی تھی۔ (مکاشفۃ القلوب ص: ۳۹۴)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! نماز میں سستی کرنے کے سبب قبر میں آگ کے شعلوں کا عذاب دیا جائے گا جیسا کہ مذکورہ واقعہ سے پتہ چلا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ قبر ایسی جگہ ہے جہاں کوئی رشتہ دار ہماری مدد کے لئے نہیں آئے گا لہذا ہمیں چاہئے کہ ہم نماز کی پابندی بھی کریں اور سستی کے ساتھ اور بے وقت نہ پڑھیں بلکہ وقت پر اور سارے ارکان کو خوش اسلوبی کے ساتھ ادا کریں۔

نام جہنم کے دروازے پر

حضرت ابو الیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ قول نقل کیا ہے کہ جو شخص ایک فرض نماز بھی جان بوجھ کر چھوڑ دے اس کا نام جہنم کے دروازے پر لکھ دیا جاتا ہے جس میں اس کا جانا ضروری ہے۔ (قرۃ العین)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! یہ سوچ کر ہی

رونکٹے کھڑے ہو جاتے ہیں کہ غلام رسول کا نام جہنم کے دروازے پر! اللہ اکبر، نماز چھوڑنا کتنا بڑا جرم ہے کہ مولیٰ تعالیٰ تارکِ صلوٰۃ سے اس قدر ناراض ہوتا ہے کہ مختلف قسم کے عذاب میں اسے گرفتار کرتا ہے انہیں میں سے قبر کا عذاب بھی ہے۔ اور ہم جانتے ہیں کہ چھوٹے سے چھوٹے عذاب کے برداشت کرنے کی قوت ہم میں نہیں پھر کیوں ایسا کام کریں جس کی وجہ سے بڑے سے بڑے عذاب میں گرفتار کئے جائیں۔ لہذا آؤ عہد کریں کہ انشاء اللہ آج کے بعد ترکِ صلوٰۃ کے جرم سے پرہیز کریں گے اور پابندِ صلوٰۃ ہو کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔ آمین

سر مونڈنے کا حکم

حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد عبد العزیز مصر کے گورنر تھے، انہوں نے اپنے لڑکے کو اعلیٰ تعلیم دلانے کے لئے مدینہ میں حضرت صالح بن کیسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نگرانی میں دے دیا۔ چنانچہ ایک مرتبہ حضرت عمر بن عبد العزیز نے نماز میں تاخیر کر دی تو ان کے استاذ نے ان سے باز پرس کرتے ہوئے پوچھا تم نے آج نماز میں تاخیر کیوں کی؟ تو حضرت عمر بن عبد العزیز نے جواب دیا، بال سنوار رہا تھا اس لئے ذرا دیر ہو گئی تو ان کے استاذ نے فرمایا: اچھا اب بالوں کی آرائش میں اتنا شغف ہو گیا ہے کہ اس کو نماز پر ترجیح دی جاتی ہے اس کے بعد استاذ نے ان کے والد کو یہ واقعہ لکھ کر بھیجا۔ حضرت عبد العزیز کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو اسی وقت ایک آدمی کو مصر سے مدینہ روانہ کر دیا جس نے آکر سب سے پہلے ان کے سر کے بال مونڈے اس کے بعد بات چیت کی کیونکہ ان کے والد کا یہی حکم تھا۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! کیا جذبہ تھا اللہ والوں کا کہ نماز میں تاخیر تک کو گوارا نہیں کرتے تھے اور جو چیز نماز میں تاخیر کا سبب بنی اسے ہی تن سے جدا کر دیا۔ اس سے اولیائے کرام کا شوق نماز اور اولاد کے سلسلہ میں

تربیت کا جذبہ سمجھ میں آتا ہے، ہم ذرا اپنے بارے میں غور کریں کہ کیا ہم میں بھی یہ جذبہ موجود ہے؟ ہمارا حال تو یہ ہے کہ آرام کی وجہ سے ہو یا فضول گوئی کی وجہ سے یا بننے سنورنے کی وجہ سے نماز کا وقت نکل جائے تو بھی پرواہ نہیں کرتے اَلَا مَآ شَاءَ اللہ مذکورہ واقعہ سے سبق حاصل کرتے ہوئے ہمیں اپنے اسلاف کے طریقے پر چلنے کی کوشش کرنی چاہئے اور نماز کے معاملہ میں اپنی اولاد کے لئے بھی فکر مند ہونا چاہئے اور ان کی نگرانی کرنی چاہئے۔ اللہ ہم سب کو نماز کے معاملہ میں غفلت سے بچائے اور وقت پر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

شیطان دور بھاگے

ایک شخص جنگل سے گزر رہا تھا کہ اس کے ساتھ شیطان ہو گیا چنانچہ اس شخص نے نہ تو فجر کی نماز پڑھی، نہ ظہر و عصر کی اور نہ ہی مغرب و عشا کی، رات کو جب سونے کا وقت ہوا تو شیطان نے اس سے کہا کہ میں تم سے دور ہونا چاہتا ہوں اس نے کہا کیوں؟ تو شیطان نے کہا اس لئے کہ میں نے صرف ایک سجدہ نہ کیا تھا اور وہ بھی آدم علیہ السلام کو اور تو نے دن بھر میں کئی سجدے خدا ہی کو نہ کئے تو مجھے ڈر لگتا ہے کہ جب ایک سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے تو مجھ پر لعنت کا عذاب بھیج دیا گیا ہے تو تجھ پر اتنے سجدے چھوڑنے سے خدا جانے کیسا دردناک عذاب نازل ہو جس میں کہیں میں بھی نہ مارا جاؤں۔

(مکاشفۃ القلوب)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! شیطان جس کے گلے میں لعنت کا طوق ڈالا گیا ہے اور جسے اللہ تعالیٰ نے رجم کہا وہ بھی اس بندے سے بھاگتا ہے جو نماز ترک کرتا ہے، اب آپ سوچیں کہ بے نمازی کتنا برا انسان ہوتا ہے، کہ شیطان بھی اس کے ساتھ رہنا پسند نہیں کرتا، لہذا میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اپنے دلوں میں سجدوں کی تڑپ پیدا کرو اور نماز میں

کو تاہی نہ کرو ورنہ اللہ تعالیٰ دونوں جہاں کی تکلیفوں میں گرفتار فرمائے گا اور کوئی نہیں بچا سکے گا۔

بے نمازی زانی سے بھی بدتر ہے

بنی اسرائیل کی ایک عورت حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں آئی اور عرض کیا اے نبی اللہ! میں نے بہت بڑا گناہ کیا ہے اور توبہ بھی کی ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا مانگئے کہ وہ مجھے بخش دے اور میری توبہ قبول فرمالے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تو نے کون سا گناہ کیا ہے؟ وہ کہنے لگی کہ میں زنا کی مرتکب ہوئی اور اس سے جو بچہ پیدا ہوا میں نے اس کو قتل کر دیا، یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا، اے بد بخت نکل جا کہیں تیری نحوست کی وجہ سے آسمان سے آگ نازل ہو کر ہمیں جلا نہ دے، چنانچہ وہ شکستہ دل ہو کر وہاں سے چل پڑی، تب جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا اے موسیٰ علیہ السلام! اللہ رب العزت فرماتا ہے کہ تم نے گناہوں سے توبہ کرنے والی کو کیوں واپس کر دیا ہے؟ کیا تم نے اس سے بھی زیادہ برا آدمی نہیں پایا؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا اے جبرئیل! اس عورت سے زیادہ برا کون ہے؟ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اس سے برا وہ ہے جو جان بوجھ کر نماز چھوڑ دے۔

برکاتِ ماہِ رمضان

اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ
الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ
مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝

اے ایمان والو! تم پر روزے فرض
کئے گئے جیسے کہ اگلوں پر فرض ہوئے
کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے۔

(سورہ بقرہ، پ ۲، آیت ۱۸۳)

صوم کا لغوی اور اصطلاحی معنی

صوم کا لغوی معنی ہے باز رہنا، چھوڑنا اور سیدھا ہونا۔ (تفسیر کبیر)

اسی لئے خاموشی کو صوم کہتے ہیں۔ قرآن پاک میں ہے ”إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَنِ
صَوْمًا فَلَنِ أَكَلِمَ الْيَوْمَ أَنْسِيًّا“ یعنی میں نے آج رُحْمٰن کے لئے روزہ مانا ہے تو آج
ہرگز کسی سے بات نہ کروں گی کیونکہ اس میں کلام سے باز رہنا ہے۔

اور اصطلاح شرع میں صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک اللہ جل جلالہ کی
عبادت کی نیت سے اپنے آپ کو کھانے، پینے اور جماع کرنے سے روکنے کو ”صوم“ کہتے
ہیں۔ (کتب فقہ)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! روزہ درحقیقت
انسان کے اندر موجود نفسانی خواہشات کو کمزور کر دیتا ہے اور روزہ دار کے دل میں یہ
عقیدہ راسخ ہو جاتا ہے کہ علام الغیوب خدا میری تمام حرکات و سکنات کو دیکھ رہا ہے۔
روزہ کی حالت کے علاوہ انسان کے دل و دماغ میں یہ تصور نہیں رہتا کہ وہ جو کچھ کر رہا

ہے اسے خدادیکھ رہا ہے لیکن صبح صادق سے غروب آفتاب تک بھوک لگتی ہے پھر بھی نہیں کھاتا، کوئی دیکھنے والا بظاہر نہیں ہوتا پھر بھی نہیں پیتا، بیوی سامنے موجود ہوتی ہے پھر بھی اپنے آپ کو صحبت سے روکے رکھتا ہے کیوں کہ اس کے دل میں اللہ جل جلالہ کا خوف ہوتا ہے۔ اب ظاہری بات ہے کوئی بندہ ایک ماہ تک اس تصور کے ساتھ زندگی گزارے تو باقی مہینوں میں بھی اس میں یہ تصور آجائے گا کہ میں کچھ بھی کروں اللہ دیکھ رہا ہے جب اللہ کے دیکھنے کا تصور ہمیشہ کے لئے اس کے دل میں پیدا ہو گیا تو وہ ہر خلاف شرع کام سے بچے گا اس کا اپنے آپ کو بچانا یہی تقویٰ ہے اور تقویٰ مل گیا تو بندے کو دارین کی دولت حاصل ہو گئی، تو روزہ اس وجہ سے فرض کیا گیا تا کہ ایمان والوں کو تقویٰ مل جائے۔

روزہ کب فرض ہوا

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! روزہ اعلان نبوت کے پندرہویں سال یعنی دس شوال ۲ھ میں فرض ہوا۔
 اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان ہے ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ“ (سورہ بقرہ، پ ۲، آیت ۱۸۳)
 ترجمہ: اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے جیسے کہ اگلوں پر فرض ہوئے کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں دو باتوں کا بطور خاص ذکر فرمایا اول یہ کہ یہ عبادت صرف تم ہی پر فرض نہیں کی جا رہی ہے بلکہ تم سے پہلے لوگوں پر بھی فرض ہو چکی ہے۔

چنانچہ تفسیر کبیر و تفسیر احمدی میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک ہر امت پر روزے فرض رہے۔ چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام پر ہر قمری مہینے کی تیرہویں، چودہویں اور پندرہویں تاریخ کے روزے اور حضرت موسیٰ

علیہ السلام کی قوم پر عاشورہ کا روزہ فرض رہا۔ بعض روایتوں میں ہے کہ سب سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام نے روزے رکھے۔

دوسری بات یہ ہے کہ روزے تم پر اس لئے فرض کئے گئے ”تا کہ تم متقی بن جاؤ“ کہ شریعت کے تمام احکام کا مقصد مومنین کو متقی بنانا ہے اسی لئے قرآن کریم بار بار تقویٰ اختیار کرنے اور متقی بننے کا حکم دیتا ہے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! یوں تو نماز، روزے، حج، زکوٰۃ اور دیگر عبادات سب کے سب ایسے اعمال ہیں جن سے قرب خداوندی کی نعمت اور اللہ کا خوف دلوں میں جاگزیں ہوتا ہے۔ لیکن بالخصوص روزہ تقویٰ کی تربیت کا بہترین ذریعہ ہے کہ روزے دار صرف اللہ عز و جل کے حکم کی تعمیل میں حلال چیزوں کا حرام ہو جانا بھی تسلیم کر لیتا ہے، بھوکا رہتا ہے، پیاسا رہتا ہے، جب کہ کھانے پینے کی ہر چیز پر اسے قدرت حاصل ہوتی ہے۔ بیوی پر شہوت کی نظر تک نہیں ڈالتا۔ اس سے زیادہ اللہ کی رضا جوئی کا اظہار اور کس عمل سے ہو سکتا ہے؟ روزہ، سخت تکلیف کے عالم میں بھی حکم الہی کی تعمیل کا عملی ثبوت ہے۔ روزہ اطاعت و فرمانبرداری اور اظہار عبدیت کا بہترین نمونہ ہے۔ روزہ ہمدردی اور نغمساری، نیز تعاون کے جذبات پیدا کرتا ہے۔ روزہ خواہشات نفس کے خلاف جہاد کی تربیت کا بہترین ذریعہ ہے۔ یہی سب خوبیاں راہ تقویٰ کے مسافر کو منزل سے قریب کرتی ہیں۔ اسی لئے میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”مَنْ لَمْ يَدْعُ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلِ بِهِ فَلَيْسَ لِلَّهِ حَاجَةٌ فِي أَنْ يَدْعَ طَعَامَهُ وَ شَرَابَهُ“ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص روزے میں جھوٹ بولنا اور برے کام کرنا نہ چھوڑے تو اللہ کو اس کی ضرورت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔

(بخاری شریف)

کھانا پینا چھڑانا مقصودِ روزہ نہیں مقصدِ روزہ ”تقویٰ“ ہے۔ جو اسی وقت حاصل ہو سکتا ہے جب روزے دار ظاہری و باطنی دونوں اعتبار سے احکامِ شرع کی پابندی کرے ایسا شخص روزے کا مقصد حاصل کر سکتا ہے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! روزے کی حالت میں اگر اپنے آپ کو جھوٹ وغیرہ سے نہیں روکا گیا تو بھوکا پیاسا رہنا بارگاہِ رب العزت میں وہ مقام نہیں رکھتا جو مکمل طور پر ہر غیر شرعی کام سے بچا کر روزہ رکھنا مقام رکھتا ہے۔ اندازہ لگائیے کہ تاجدارِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کو ہمیں بھوکا پیاسا رکھنا مقصود نہیں بلکہ ہر برائی سے بچنا مقصود ہے اب اگر کوئی شخص کھانے پینے سے اپنے آپ کو روکے اور جھوٹ، غیبت، چغلی، عیب جوئی وغیرہ سے اپنے آپ کو نہ بچائے تو مقصدِ روزہ فوت ہو جاتا ہے۔ لہذا ہم کو چاہیے کہ ہم روزے کی حالت میں جھوٹ وغیرہ سے اپنے آپ کو روکیں اور روزہ کی ہی کیا تخصیص ہمیں تو ہر حال میں اپنے آپ کو جملہ صغیرہ و کبیرہ گناہوں سے روکنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

اللہ عز و جل ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم

فضائل روزہ

روزے کا انعام

بخاری و مسلم کی روایت میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: ابن آدم کا ہر نیک عمل دس گنا سے سات سو گنا کر دیا جاتا ہے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا: مگر روزہ، کیونکہ روزے دار اپنی خواہشات اور کھانے کو صرف میرے لئے ترک کرتا ہے۔ اور روزے دار کے لئے دو مسرتیں ہیں ایک خوشی اسے افطار کے وقت ہوتی ہے اور دوسری اپنے رب سے ملاقات کے وقت ہوگی اور روزے دار کے منہ کی بواللہ تعالیٰ کو مشک سے زیادہ پسند ہے اور روزہ ڈھال ہے۔ جب تم میں سے کوئی روزے رکھے تو نہ فحش بات کہے اور نہ شور کرے اور اگر کوئی اسے گالی دے اسے چاہئے کہ گالی دینے والے سے کہہ دے کہ میں روزے دار ہوں۔ (بخاری و مسلم)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ”الصَّوْمُ لِيْ وَاَنَا أَجْزِيْ بِهِ“ اس جملے کا مقصود و منشا یہ ہے کہ وہی عبادت مقبول ہے جس میں ریا اور دکھاوانہ ہو۔ تمام عبادتیں اپنا ایک ظاہری حال رکھتی ہیں۔ نماز پڑھنے والے کو آپ نمازی کہہ سکتے ہیں، حج کرنے والے کو حاجی کہہ سکتے ہیں اسی طرح جہاد کرنے والے کو مجاہد کہہ سکتے ہیں لیکن روزے کا کوئی ظاہری حال نہیں لہذا یہ پوشیدہ ترین عبادت صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہوگی پس یہ بندے کی طرف سے اللہ عزوجل کو معبود حقیقی تسلیم کرنے کا نہایت ہی اعلیٰ عمل ہے۔ اسی لئے روزے کی کوئی مقرر جزا نہیں۔ یہ رب تبارک و تعالیٰ کے کرم پر موقوف ہے جتنا چاہے ثواب عطا فرمادے۔ اور یہ ایسی عبادت ہے جس کو کوئی جان نہیں پاتا تو اس

کا ثواب بھی کسی کو نہیں بتایا گیا۔ دینے والا رب جانتا ہے اور لینے والا بندہ جانے گا۔
نکتہ۔ بعض محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ نے اسے ”وَأَنَا أُجْزَىٰ بِهِ“ صیغہ مجہول کے
 ساتھ روایت کیا ہے۔ اس صورت میں حدیث کا مفہوم یہ ہوا کہ روزہ میرے لئے ہے
 اور روزے کی جزا میں خود ہوں۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اخلاص کا مقام
 کتنا ارفع و اعلیٰ ہے آپ نے مذکورہ حدیث شریف سے جان لیا، لہذا ہم ہر جائز کام کو
 اخلاص کے ساتھ کریں بلکہ ہر کام کا مقصود ہی بنائیں کہ اللہ عز و جل اور اس کے پیارے
 محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا کے لئے کرنا ہے کسی ایک کام سے بھی اگر اللہ
 تعالیٰ راضی ہو گیا تو بیڑا پار ہو جائے گا۔ ان شاء اللہ

اسی لئے تو اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمہ
 نے اپنے آقا و مولیٰ کی بارگاہ میں یہی عرض کیا کہ ۔
 کام وہ لے لیجئے تم کو جو راضی کرے ٹھیک ہو نام رضا تم پہ کروڑوں درود
 رب قدر ہم سب کو روزوں کے صدقے میں اخلاص کی عظیم ترین دولت
 عطا فرمائے۔

اگلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”جو شخص ایمان کے ساتھ ثواب کی امید سے روزہ رکھے
 گا تو اس کے اگلے گناہ بخش دئے جائیں گے اور جو ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے
 رمضان کی راتوں میں قیام یعنی تراویح پڑھے گا تو اس کے اگلے گناہ بخش دئے جائیں
 گے اور جو ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے شب قدر میں قیام کرے گا اس کے اگلے
 گناہ بخش دئے جائیں گے۔“ (مسلم شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ہمارا پورا وجود گناہوں کے داغ دھبوں سے آلودہ ہے۔ روزہ ہم سب کو پاک کرنے کے لئے آتا ہے اور اس طرح گناہوں سے پاک کرتا ہے کہ گناہ کا نام و نشان بھی نہیں رہتا۔ اللہ عزوجل کا کتنا احسان ہے کہ ایک ماہ کے روزوں اور تراویح و عبادات کے سبب ہمارے اگلے گناہوں کو بخش دیتا ہے، لہذا ہمیں چاہئے کہ ہم اخلاص کے ساتھ روزے رکھ کر اپنے رب سے معافی طلب کریں۔

بدن کی زکوٰۃ

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: روزہ نصف صبر ہے، ہر چیز کی زکوٰۃ ہے اور بدن کی زکوٰۃ روزہ ہے۔ اور حضرت ابو اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ روزہ دار کا سونا عبادت ہے اس کی خاموشی تسبیح ہے اس کا عمل مقبول ہے۔

سونے کا دسترخوان

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے ”قیامت کے دن روزہ داروں کے لئے سونے کا ایک دسترخوان رکھا جائے گا جس میں مچھلی ہوگی، روزہ دار اس دسترخوان سے کھاتے ہوں گے اور دوسرے لوگ ان کو دیکھتے ہوں گے۔“ (غنیۃ الطالبین)

(ص ۴۶۲)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! روزہ رکھ کر صبر کرنے پر اللہ عزوجل قیامت میں کتنا عظیم بدلہ عطا فرمائے گا کہ یہاں بھوکے رہے تو قیامت میں سونے کا دسترخوان اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا یقیناً وہ کسی کا اجر ضائع نہیں

فرماتا بلکہ ہر ایک کو اپنی شان کے مطابق بدلہ عطا فرماتا ہے روزے دار چونکہ اپنے مولیٰ تعالیٰ کی خاطر کھانا پینا وغیرہ چھوڑ دیتا ہے تو اللہ عزوجل اس روزے دار کو آرام کرنے پر بھی عبادت کا ثواب، خاموشی پر تسبیح کا ثواب اور عمل خیر کے قبول ہونے کی بشارت عطا فرماتا ہے۔ سبحان اللہ! میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس کی بات مان کر اگر کوئی اپنی خواہش کو قربان کر دے تو وہ کریم اس بندے کی اس عظیم قربانی کو قبول فرماتا ہے اور اسے بشارت عظمیٰ سے نوازتا ہے۔ اللہ عزوجل اچھوں کے صدقے ہم سب کو پابند صوم و صلوٰۃ بنائے۔

عرش کے سائے میں

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے ”جب روزہ دار اپنی قبروں سے نکلیں گے تو ان کے منہ سے مشک کی خوشبو کی لپٹیں آئیں گی۔ جنت کا ایک دسترخوان ان کے سامنے رکھا جائے گا جس سے وہ کھائیں گے اور وہ سب عرش کے سائے میں ہوں گے۔“

(غنیۃ الطالبین ص ۴۶۳)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث شریف سے پتہ چلا کہ دنیا میں روزہ دار اپنے آپ کو محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے جن نعمتوں سے روکے رکھا تھا کل بروز قیامت اللہ عزوجل اس سے بہتر اسے عطا فرمائے گا۔ یعنی وہ جنت میں بھوکا نہیں رہے گا بلکہ وہ جو چاہے گا مولیٰ تعالیٰ اس کو عطا فرمائے گا ایسا کیوں نہ ہو کہ فرمانبرداروں کو ایسا ہی بدلہ اللہ جل جلالہ عطا فرماتا ہے۔ اسی کا فرمان ہے ”کذلک نجزی المحسنین“ ہم یوں ہی بدلہ دیتے ہیں نیکی کرنے والوں کو۔

لہذا ہمیں چاہئے کہ پروردگار جل و علا کی رضا کے لئے خود کو تیار کریں اور چند

گھنٹوں کی بھوک اور پیاس برداشت کر کے مولیٰ تعالیٰ کو خوش کریں وہ رحیم و کریم قیامت کے دن ہمیں خوش فرمادے گا۔ دعا کریں کہ اللہ رب العزت ہم سب کو اپنی رضا والی طویل عمر عطا فرمائے۔

ایک عجیب فرشتہ

حضور اکرم رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”میں نے شب معراج میں سدرۃ المنتہیٰ پر ایک فرشتہ دیکھا جسے میں نے اس سے قبل نہیں دیکھا تھا، اس کے طول و عرض کی مسافت لاکھ سال کے برابر تھی، اس کے ستر ہزار ستر تھے اور ہر سر میں ستر ہزار منہ اور ہر منہ میں ستر ہزار بانیں اور ہر سر پر ستر ہزار نورانی چوٹی تھی اور ہر چوٹی کے سر پر بال میں لاکھ لاکھ موتی لٹکے ہوئے تھے ہر ایک موتی کے پیٹ کے اندر بہت بڑا دریا ہے اور ہر دریا کے اندر بہت بڑی مچھلیاں ہیں اور ہر مچھلی کا طول دو سال کی مسافت کے برابر اور ہر مچھلی کے پیٹ میں لکھا ہے ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ اور اس فرشتے نے اپنا سراپے ایک ہاتھ پر رکھا ہے اور دوسرا ہاتھ اس کی پیٹھ پر ہے اور وہ ”حَظِیْرَةُ الْقُدُس“ یعنی بہشت میں ہے۔ جب وہ اللہ کی تسبیح پڑھتا ہے تو اس کی پیاری آواز سے عرش الہی خوشی میں جھوم اٹھتا ہے۔ میں نے جبریل علیہ السلام سے اس کے متعلق پوچھا تو انھوں نے عرض کیا کہ یہ وہ فرشتہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے دو ہزار سال پہلے پیدا کیا تھا۔ پھر میں نے کہا اس کی لمبائی اور چوڑائی کہاں سے کہاں تک ہے؟ جبریل نے عرض کیا اللہ تعالیٰ نے بہشت میں ایک چراگاہ بنائی ہے اور یہ اسی میں رہتا ہے اس جگہ کو اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے کہ وہ آپ کے اور آپ کی امت کے ہر اس شخص کے لئے تسبیح پڑھے جو روزہ رکھتے ہیں۔ میں نے اس فرشتے کے آگے دو صندوق دیکھے اور دونوں پر ہزار نورانی تالے تھے۔ میں نے پوچھا جبریل! یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا اس فرشتے سے پوچھئے، میں

نے اس عجیب و غریب فرشتے سے پوچھا کہ یہ صندوقیں کیسی ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ اس میں آپ کی روزہ رکھنے والی امت کی برأت (چھٹکارہ) کا ذکر ہے۔ آپ کو اور آپ کی امت کے روزہ رکھنے والوں کو مبارک ہو۔“ (تفسیر روح البیان جلد دوم ص ۱۰۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! کتنا بڑا اجر ہے روزے دار کے لئے اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ پروردگار تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل ہم سب کو روزے کے آداب اور روزے کی حفاظت کی کما حقہ توفیق عطا فرمائے اور مذکورہ حدیث پاک میں جو اجر بیان کیا گیا ہے اس کا ہمیں حقدار بنائے۔

روزہ داروں کی مہمان نوازی

حدیث پاک میں ہے جب قیامت میں اللہ تعالیٰ اہل قبور کو قبروں سے اٹھنے کا حکم دے گا تو اللہ عز و جل ملائکہ کو فرمائے گا: اے رضوان! میرے روزے داروں کو آگے چل کر ملو کیونکہ وہ میری خاطر بھوکے پیاسے رہے، اب تم بہشت کی خواہشات کی تمام اشیاء لے کر ان کے پاس پہنچ جاؤ۔ اس کے بعد رضوان جنت زور سے پکار کر کہے گا: اے جنت کے غلمان و ولدان! نور کے بڑے بڑے تھال لاؤ، اس کے بعد دنیا کی ریت کے ذرات اور بارش کی بوندوں اور آسمان کے ستاروں اور درختوں کے پتوں کے برابر میوہ جات اور کھانے پینے کی لذیذ اشیاء جمع کر کے روزہ داروں کے سامنے رکھ دی جائیں گی اور ان سے کہا جائے گا جتنا مرضی ہو کھاؤ یہ ان روزوں کی جزا ہے جو دنیا میں تم نے رکھے۔ (روح البیان جلد دوم)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! کل

بروز قیامت اللہ تعالیٰ روزے دار کو کتنی عزت و عظمت عطا فرمائے گا۔ اللہ اکبر! فرشتوں کو استقبال کا حکم دے گا اور نور کے بڑے بڑے تھالوں میں قسم قسم کی جنت کی نعمتیں روزہ داروں کے سامنے رکھی جائیں گی۔ کتنا عظیم صلہ ہے روزہ رکھنے کا۔ اللہ عز و جل اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل ہم سب کو ان خوش نصیبوں میں شامل فرمائے۔

ایک روزہ کی اہمیت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بغیر عذر شرعی کے جس نے رمضان کا ایک روزہ بھی چھوڑا تو اس کی فضیلت پانے کے لئے پوری زندگی کے روزے ناکافی ہیں۔ (بخاری و ترمذی)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! پتہ چلا کہ اگر کسی نے رمضان کا ایک روزہ بلا عذر شرعی چھوڑ دیا تو اب زندگی بھر روزہ رکھے تو اس ایک روزہ کے برابر نہ ہوگا جو روزہ رمضان کا ترک کیا، کیوں کہ ماہ رمضان المبارک کو جو مقام و مرتبہ حاصل ہے وہ دوسرے مہینے کو کہاں۔ دیکھئے اس میں شیطان قید کر دیا جاتا ہے، روزی بڑھا دی جاتی ہے، ثواب بڑھا دیا جاتا ہے، غرض کہ اس طرح کی بہت ساری برکتیں ماہ رمضان المبارک میں رب کی طرف سے عطا ہوتی ہیں۔ جو غیر رمضان میں نہیں ہوتیں۔ اسی لئے اس ماہ میں ثواب اس حد تک بڑھا دیا جاتا ہے کہ فرض کا ثواب ستر فرض کے برابر، نفل کا ثواب فرض کے برابر۔ لہذا ماہ رمضان المبارک کے فرض روزوں میں کوتاہی نہیں کرنا چاہئے رمضان کے روزہ رکھنا فرض ہے۔ اللہ عز و جل ہم سب کو روزوں کی پابندی کی توفیق عطا فرمائے۔

روزہ کے دنیاوی فوائد

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جہاد کرو مال غنیمت پاؤ گے۔ ”وَصُومُوا تَصِحُّوا“ اور روزہ رکھو صحت مند ہو جاؤ گے اور سفر کرو مالدار ہو جاؤ گے۔ (الترغیب والترہیب جلد دوم ص ۸۳)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہر قول و فعل میں صد ہا حکمتیں اور فوائد پوشیدہ ہیں جن کی گہرائی تک ہماری عقل کا پرندہ پرواز نہیں کر سکتا۔ مثلاً اسلام نے ہم پر نمازیں فرض فرمایا تو جہاں نمازوں کی ادائیگی پر ہمارے لئے آخرت میں اجر و ثواب کا وعدہ فرمایا گیا وہیں دنیا میں نماز کی مداومت کرنے پر ہمارے لئے بہت سی بیماریوں کے دفع کا ذریعہ بھی بنادیا گیا گویا کہ اللہ رب العزت اور اس کے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے احکام کی بجا آوری میں ہمارے لئے دنیا میں بھی بھلائی ہے اور آخرت میں بھی بھلائی ہے۔

آج کا دور سائنس اور ٹیکنالوجی کا دور ہے انسان مظاہر قدرت میں غور و فکر کر کے ان کی گہرائی تک پہنچنا چاہتا ہے۔ چنانچہ اغیار اسلام کے بتائے ہوئے احکامات و ارشادات پر مسلسل تحقیق کر رہے ہیں۔ الحمد للہ! جوں جوں سائنسی ایجادات اور ٹیکنالوجی کا فروغ ہو رہا ہے اسلام کی حقانیت لوگوں پر واضح ہوتی جا رہی ہے۔ انسان چونکہ طبعاً حریص ہے، اسلام نے اسے ہر عمل پر نفع دیا ہے اسلئے سنتوں کی سائنسی تحقیق ہوئی ورنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مبارک سنتیں قطعاً سائنس کی محتاج نہیں بانی اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے روزہ کو مومن کے لئے شفا قرار دیا ہے۔ اس ضمن میں سائنس کیا کہتی ہے؟ مختصر اُملاً حفظ فرمائیں۔

حکیم محمد طارق محمود چغتائی اپنی تصنیف ”سنت نبوی اور جدید سائنس“ میں رقم طراز ہیں۔ ”پروفیسر مور پالڈ آکسفورڈ یونیورسٹی کی پہچان ہیں، انہوں نے اپنا واقعہ

بیان کیا کہ میں نے اسلامی علوم کا مطالعہ کیا اور روزے کے باب پر پہونچا تو چونکہ پڑا کہ اسلام نے اپنے ماننے والوں کے لئے کتنا عظیم فارمولہ دیا ہے۔ اگر اسلام اپنے ماننے والوں کو اور کچھ نہ دیتا صرف یہی روزے کا فارمولہ ہی دیتا تو پھر بھی اس سے بڑھ کر ان کے پاس اور کوئی نعمت نہ ہوتی۔ میں نے سوچا کہ اس کو آڑ مانا چاہئے۔ پھر میں نے روزے مسلمانوں کے طرز پر رکھنا شروع کر دیئے۔ میں عرصہ دراز سے معدے کے ورم ”Stomach Inflammation“ میں مبتلا تھا۔ کچھ دنوں کے بعد ہی میں نے محسوس کیا کہ اس میں کمی واقع ہو گئی ہے۔ میں نے روزوں کی مشق جاری رکھی۔ پھر میں نے جسم میں کچھ اور تبدیلی بھی محسوس کی۔ اور کچھ ہی عرصہ بعد میں نے اپنے جسم کو نارمل پایا۔ حتیٰ کہ میں نے ایک ماہ کے بعد اپنے اندر انقلابی تبدیلی محسوس کی۔“

پوپ ایلف گال کا تجربہ

یہ ہالینڈ کا بڑا پادری گزرا ہے، اس نے روزے کے بارے میں اپنے تجربات بیان کئے ہیں، ملاحظہ ہو۔

”میں اپنے روحانی پیروکاروں کو ہر ماہ تین روزے رکھنے کی تلقین کرتا ہوں۔ میں نے اس طریقہ کار کے ذریعہ جسمانی اور روزنی ہم آہنگی محسوس کی۔ میرے مریض مجھ پر مسلسل زور دیتے ہیں کہ میں انہیں کچھ اور طریقہ بتاؤں لیکن میں نے یہ اصول وضع کر لیا کہ ان میں وہ مریض جو لا علاج ہیں ان کو تین یوم نہیں بلکہ ایک ماہ تک روزے رکھوائے جائیں۔“

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! عیسائی لوگ روزہ کے طہی فائدے کی طرف متوجہ ہوئے اور جب اس کی تہہ تک پہنچے تو حکمت اسلام کے جلوے ان کو نظر آنے لگے اور انہوں نے اس پر عمل کر کے فائدہ حاصل کیا اور مزید فائدہ حاصل کر رہے ہیں۔ اللہ عز وجل کا کتنا بڑا کرم ہے کہ اس نے ہم

سب کو روزے کی توفیق عطا فرمائی اور ہم کو روزے کے ذریعہ جسمانی، روحانی اور اخروی فائدے سے بھی مالا مال کیا۔

ایک لاکھ رمضان کا ثواب

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”جس نے مکہ میں رمضان پایا اور روزہ رکھا اور رات میں جتنا ہو سکا قیام کیا (نوافل پڑھا) تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے دوسری جگہ کی بہ نسبت ایک لاکھ رمضان کا ثواب لکھے گا اور ہر دن ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب اور ہر روز جہاد میں گھوڑے پر سوار کر دینے کا ثواب اور ہر دن میں حسنہ اور ہر رات میں حسنہ لکھے گا۔“ (بہار شریعت)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں رمضان کے ایام گزارنے کی سعادت کا کیا کہنا! یقیناً حرمین طہیین میں روزوں کی کیفیت ہی جدا ہوتی ہے اور اس کی برکتیں بھی بے پناہ ہوتی ہیں۔ اللہ جل جلالہ ہم سب کو ماہ رمضان میں حرمین طہیین کی حاضری نصیب فرمائے۔ اور بار بار دربار رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حاضری سے بہرہ ور فرمائے اور آخری وقت مدینے میں دو گز زمین عطا فرمائے۔

فیضان رمضان وقرآن

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ کئی مدنی سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ”روزہ اور قرآن بندے کے لئے شفاعت کریں گے۔ روزہ عرض کرے گا اے ربِّ کریم! میں نے کھانے اور خواہشوں سے دن میں اسے روک دیا۔ میری شفاعت اس کے حق میں قبول فرما۔ قرآن کہے گا: میں

نے اسے رات میں سونے سے باز رکھا، میری شفاعت اس کے لئے قبول فرما۔ چنانچہ دونوں کی شفاعتیں قبول ہو جائیں گی۔“ (مشکوٰۃ ص ۱۷۳)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! روزہ رکھنا بظاہر انسان کے لئے تکلیف دہ ہوتا ہے، نفس پر گراں گزرتا ہے، اسی طرح دن بھر تھک کر رات میں قیام کرنا بھی طبیعت پر دشوار گزرتا ہے، لیکن اگر کوئی بندہ مومن چند دنوں کی تکلیف کو برداشت کرے اور روزہ اور تلاوت قرآن کو نہ چھوڑے تو کل بروز قیامت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ ہمارے سفارشی ہوں گے اور اللہ رب العزت ان کی سفارش کو قبول فرما کر ہم کو بہشت کا حقدار بنادے گا۔ لہذا ہم کو چاہئے کہ روزہ اور تلاوت قرآن مقدس کی پابندی کی کوشش کریں اور ان کو اپنا شفیع بنائیں۔

برکات ماہ رمضان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی طرف نظر فرماتا ہے اور جب اللہ عز و جل کسی بندہ کی طرف نظر فرمائے گا تو اسے کبھی عذاب نہ دے گا اور ہر روز دس لاکھ کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے اور جب انیسویں رات ہوتی تو مہینے بھر میں جتنے آزاد کئے ان کے مجموعے کے برابر اس ایک رات میں آزاد کرتا ہے۔ پھر جب عید الفطر کی رات آتی ہے تو ملائکہ خوشی کرتے ہیں اور اللہ جل شانہ اپنے نور کی خاص تجلی فرماتا ہے۔ فرشتوں سے فرماتا ہے اے گروہ ملائکہ! اس مزدور کا کیا بدلہ ہے جس نے کام پورا کیا؟ فرشتے عرض گزار ہوتے ہیں اس کو پورا اجر دیا جائے۔ اللہ جل جلالہ فرماتا ہے: میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان سب کو بخش دیا۔“

کاش پورا سال رمضان ہوتا

ابن خزیمہ نے حضرت ابو مسعود غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک طویل حدیث روایت کی اس میں یہ بھی ہے کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ”اگر بندوں کو معلوم ہوتا کہ رمضان کیا چیز ہے؟ تو میری امت تمنا کرتی کہ کاش پورا سال رمضان ہی ہو۔“

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث شریف سے یہ پتہ چلا کہ جو کچھ فضیلتیں ماہ رمضان المبارک کی بتائی گئی ہیں وہ تو ہیں ہی ان کے سوا بھی اس کی عظمتیں اور برکتیں بہت ہیں۔ اگر وہ ہمیں معلوم ہو جائیں تو ہم تمنا کرتے پورا سال رمضان ہو۔ تو ہم کو چاہئے کہ ماہ رمضان المبارک کا احترام کریں اور دونوں جہاں کی برکتوں سے مالا مال ہوں۔ اللہ رب العزت ہم سب کو ماہ رمضان المبارک کی برکتوں سے مالا مال فرمائے۔ آمین

شیاطین قید میں

جب رمضان المبارک تشریف لاتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں اور شیاطین زنجیروں میں جکڑ دئے جاتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ رحمت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ (بخاری جلد اول ص ۲۵۵)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ ”اشعة اللمعات“ جلد دوم میں اس حدیث کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں کہ ”آسمان کے دروازے کھول دئے جانے کا مطلب یہ ہے کہ پے در پے رحمت کا بھیجا جانا اور بغیر کسی رکاوٹ کے بارگاہ الہی میں اعمال کا پہونچنا اور دعا کا قبول ہونا۔ اور جنت کے دروازے کھول دئے جانے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ

روزے دار کو نیک اعمال کی توفیق اور حسن قبول عطا فرماتا ہے۔ اور دوزخ کے دروازے بند کئے جانے کا مطلب یہ ہے کہ روزہ داروں کے نفوس اور دلوں کو مومنوعات شرعیہ کی آلودگی سے پاک کرنا اور گناہوں پر ابھارنے والی چیزوں سے نجات پانا اور دل سے لذتوں کے حصول کی خواہشات کا توڑنا۔ اور شیاطین کا زنجیروں میں جکڑ دئے جانے کا معنی یہ ہے: برے خیالات کے راستوں کا بند ہونا۔

جنت کو سنوارا جاتا ہے

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! رمضان المبارک کی کیا عظمت و شان ہے کہ اس کی آمد کیلئے جنت کو سجایا جاتا ہے اور حوریں مزین و آراستہ ہو کر اپنے اپنے خاوندوں کو پیارے الفاظ سے بلاتی ہیں۔

چنانچہ سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آقائے رحمت سراپا رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ”بیشک جنت ابتدائے سال سے آئندہ سال تک رمضان شریف کے لئے آراستہ کی جاتی ہے۔ فرمایا جب پہلا دن آتا ہے تو جنت کے پتوں سے عرش کے نیچے ہوا سفید اور بڑی آنکھوں والی حوروں پہ چلتی ہے تو وہ کہتی ہیں کہ اے پروردگار! ہمارے لئے ان کو شوہر بنا جن سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور ان کی آنکھیں ہم سے ٹھنڈی ہوں۔“

سحری و افطار کا بیان

رسول گرامی و قاری صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے ”سحری کھاؤ کہ سحری کھانے میں برکت ہے ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں میں فرق سحری کا لقمہ ہے۔“ (بخاری و مسلم)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ضرور ضرور سحری کھا کر اپنے مسلمان اور غلامان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہونے کا مظاہرہ کرو۔ سحری کی فضیلت میں ایک اور ارشاد رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سنو اور جھوم جاؤ۔

طبرانی اوسط میں اور ابن حبان صحیح میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ”اللہ اور اس کے فرشتے سحری کھانے والوں پر درود بھیجتے ہیں“۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس سے بڑھ کر کیا فضیلت ہوگی کہ سحری ہم کھائیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے معصوم فرشتے سحری کھانے والوں پر درود بھیجیں۔

اور امام احمد ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول ہاشمی علیہ التحیۃ والثناء ارشاد فرماتے ہیں ”سحری کل کی کل برکت ہے اسے نہ چھوڑنا اگرچہ ایک گھونٹ پانی ہی پی لے کیونکہ سحری کھانے والوں پر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں“۔ (امام احمد)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! یہ سب برکتیں اس لئے بتائی جا رہی ہیں تاکہ کسی بھی طرح امت سحری کے لئے بیدار ہو اور تھوڑا سا پانی ہی سہی ضرور پی لے اگر ہم نے اس سنت پر عمل کیا تو ہم اللہ کی برکتوں اور مولیٰ کی رحمتوں کے حقدار ہو جائیں گے۔

افطار میں جلدی

احمد و ترمذی وابن خزیمہ وابن حبان حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: میرے بندوں میں مجھے زیادہ پیارا وہ ہے جو افطار میں جلدی کرتا ہے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ بات چیت اور دیگر کاموں میں مصروف نہیں رہنا چاہئے اگر وقت افطار ہو جائے تو فوراً افطار کر لو کہ افطار میں جلدی کرنے والا اللہ عزوجل کو پیارا ہے۔

اسی طرح ایک اور ارشاد رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ملاحظہ فرمائیں۔

طبرانی اوسط میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ”اللہ عزوجل افطار میں جلدی کرنے اور سحری میں دیر کرنے کو پسند فرماتا ہے۔“
 افطار میں جلدی کرنا مستحب ہے، مگر افطار اس وقت کرے کہ غروب کا غالب گمان ہو، جب تک گمان غالب نہ ہو افطار نہ کرے اگرچہ مؤذن نے اذان کہہ دی ہے اور ابرکے دنوں میں افطار میں جلدی نہ چاہئے۔ (بہار شریعت)

افطار کرانے کی فضیلت۔

حضرت خالد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جو روزہ دار کا روزہ افطار کرائے یا غازی کا سامان کر دے تو اسے بھی اتنا ہی ثواب ملے گا۔ (نسائی شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! جہاں روزہ رکھنا باعث ثواب ہے وہیں پر روزہ دار کو افطار کرنا بھی کارِ ثواب ہے۔ اللہ تعالیٰ تو فیق دے تو ضرور روزہ افطار کرائیں اور روزہ کن چیزوں سے افطار کریں تو آئیے تاجدارِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”جب تم میں کوئی روزہ افطار کرے تو کھجور یا چھوہارے سے افطار کرے کہ وہ برکت ہے اور اگر نہ ملے تو پانی سے کہ وہ پاک کرنے والا ہے“

(ترمذی ۱۳۹، ابن ماجہ ۱۲۳)

اللہ عزوجل اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل ہم سب کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ماہِ رمضان کی برکتوں سے مستفیض فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم



روزہ کے مسائل

مسئلہ: سحری سے فارغ ہونے کے بعد نیت کریں اور یوں کہیں ”نَوَيْتُ أَنْ أَصُومَ غَدًا لِلَّهِ تَعَالَى مِنْ فَرَضِ رَمَضَانَ هَذَا“ یعنی میں نے نیت

کی اللہ تبارک و تعالیٰ کے لئے اس رمضان کا فرض روزہ کل رکھنے کی۔

مسئلہ: اور اگر رات میں نیت نہ کر سکے تو دن میں یہ کہے ”نَوَيْتُ أَنْ أَصُومَ هَذَا الْيَوْمَ لِلَّهِ تَعَالَى مِنْ فَرَضِ رَمَضَانَ هَذَا“ میں نے نیت کی آج کے دن اللہ کے لئے اس رمضان کا روزہ رکھنے کی۔

نیت کسے کہتے ہیں

مسئلہ: نیت دل کے ارادہ کا نام ہے زبان سے کہنا شرط نہیں، یہاں بھی وہی مراد ہے مگر زبان سے کہہ لینا مستحب ہے۔

مسئلہ: اگر کسی کے ماہ رمضان کے کئی روزے قضا ہو گئے ہیں تو نیت میں یہ ہونا

چاہئے کہ یہ روزہ فلاں رمضان کے فلاں روزے کی قضا ہے۔ اگر

نیت

میں سال اور دن متعین نہ کر سکے تو بھی کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ: افطار کرنے کے بعد یہ دعا پڑھے ”اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَبِكَ

اَمَ:

وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَ عَلَى رِزْقِكَ أَفْطَرْتُ فَتَقَبَّلْ مِنِّي“

اے

اللہ! میں نے تیرے لئے روزہ رکھا اور تجھ پر ایمان لایا اور تجھ پر بھروسہ کیا اور تیرے دئے ہوئے سے افطار کیا تو مجھ سے اس کو قبول فرما۔

جن باتوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا

مسئلہ: بھول کر کھایا، پیا، جماع کیا روزہ نہ ٹوٹا۔ خواہ روزہ فرض ہو یا نفل۔ (بہار شریعت)

مسئلہ: مکھی، دھواں، غبار، حلق میں جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ خواہ وہ غبار آٹے کا

ہی کیوں نہ ہو جو پکی پیسنے سے اڑتا ہے۔ (بہار شریعت)

مسئلہ: تیل، سرمہ لگایا تو روزہ نہ ٹوٹا اگرچہ تیل یا سرمے کا مزہ حلق میں محسوس ہوتا

ہو بلکہ تھوک میں سرمہ کا رنگ بھی دکھائی دیتا ہو تب بھی روزہ نہیں ٹوٹا۔

مسئلہ: احتلام ہو جانے، یا ہم بستری کرنے کے بعد غسل نہ کیا اور اسی حالت

میں پورا دن گزار دیا تو وہ نمازوں کے چھوڑ دینے کے سبب سخت گنہگار

ہوگا مگر روزہ ادا ہو جائے گا۔ (انوار الہدیث)

مسئلہ: بوسہ لیا مگر انزال نہ ہوا تو روزہ نہیں ٹوٹا۔ (بہار شریعت)

مسئلہ: عورت کی طرف بلکہ اس کی شرمگاہ کی طرف نظر کی مگر ہاتھ نہ لگایا اور

انزال

ہو گیا یا بار بار جماع کے خیال سے انزال ہو گیا تو روزہ نہیں ٹوٹا۔ (بہار

شریعت)

مسئلہ: تل یا تل کے برابر کوئی چیز چبائی اور تھوک کے ساتھ حلق سے اتر گئی تو

روزہ

نہ ٹوٹا مگر اس چیز کا مزہ حلق میں محسوس ہوتا ہو تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔
(بہار شریعت)

جن باتوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے

مسئلہ: حقہ، سگار، سگریٹ، پان، تمباکو، پینے کھانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

اگرچہ پان یا تمباکو کی پیک تھوک دی ہو کیونکہ اس کے باریک اجزا ضرور حلق میں پہنچتے ہیں۔ (بہار شریعت)

مسئلہ: دوسرے کا تھوک نگل لیا یا اپنا ہی تھوک ہاتھ پر لے کر نگل لیا تو روزہ ٹوٹ گیا۔

مسئلہ: عورت کا بوسہ لیا، چھوا، یا مباشرت کی، یا گلے لگایا، اور انزال ہو گیا تو ان

حالتوں میں روزہ ٹوٹ گیا۔ (بہار شریعت)

مسئلہ: قصد امنہ بھرتے کی اور روزہ دار ہونا یاد ہے تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور اگر منہ بھرتے نہ ہو تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ (بہار شریعت)

مسئلہ: سوتے میں پانی پی لیا یا کچھ کھالیا، یا منہ کھولا تھا پانی کا قطرہ حلق میں چلا گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (بہار شریعت)

صرف قضا لازم ہے

مسئلہ: یہ گمان تھا کہ ابھی صبح نہیں ہوئی اس لئے کھالیا یا پیایا جماع کر لیا اور بعد میں معلوم ہوا کہ صبح ہو چکی تھی تو قضا لازم ہے۔ یعنی اس روزے کے بدلے بعد رمضان ایک روزہ رکھنا پڑے گا۔ (بہار شریعت)

مسئلہ: مسافر نے اقامت کی، حیض و نفاس والی عورت پاک ہوگئی، مریض تھا اچھا ہو گیا، کافر تھا مسلمان ہو گیا، مجنون کو ہوش آ گیا، نابالغ تھا بالغ ہو گیا

ان سب صورتوں میں جو کچھ دن کا حصہ باقی رہ گیا ہو اسے روزہ کی مثل گزارنا واجب ہے۔

مسئلہ: حیض و نفاس والی عورت صبح صادق کے بعد پاک ہوگئی اگرچہ ضوہ کبریٰ

سے پیش تر ہو اور روزہ کی نیت کر لی تو آج کا روزہ نہ ہو نہ فرض نہ نفل اور مریض یا مسافر نے نیت کر لی یا مجنون تھا ہوش میں آ کر نیت کر لی تو ان سب کا روزہ ہو گیا۔ (بہار شریعت)

مسئلہ: صبح سے پہلے یا بھول کر جماع میں مشغول تھا، صبح ہوتے ہی یاد آنے پر فوراً جدا ہو گیا تو کچھ نہیں اور اسی حالت پر رہا تو قضا واجب، کفارہ نہیں۔

(بہار شریعت)

مسئلہ: میت کے روزے قضا ہو گئے تھے تو اس کا ولی اس کی طرف سے فدیہ ادا

کرے یعنی جب کہ وصیت کی اور مال چھوڑا ہو ورنہ ولی پر ضروری نہیں،

کردے تو بہتر ہے۔ (بہار شریعت)

کن کن حالتوں میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے

مسئلہ: سفر، حمل اور بچہ کو دودھ پلانا اور بیماری اور بڑھاپا اور ہلاک ہونے کا ڈر اور

اکراہ شرعی اور نقصان عقل اور جہاد یہ سب روزہ نہ رکھنے کے لئے عذر ہیں ان باتوں کی وجہ سے اگر کوئی روزہ نہ رکھے گا تو گنہ گار نہیں لیکن بعد میں جب عذر جاتا رہا تو ان چھوڑے ہوئے روزوں کا رکھنا فرض ہے۔

مسئلہ: اگر ایسا بوڑھا گرمیوں میں گرمی کی وجہ سے روزہ نہیں رکھ سکتا مگر جاڑوں میں رکھ سکتا ہے تو اب افطار کر لے اور ان کے بدلے میں جاڑوں میں رکھنا فرض ہے۔

مسئلہ: اگر فدیہ دینے کے بعد اتنی طاقت آگئی کہ روزہ رکھ سکے تو ان روزوں کی قضا رکھنا واجب ہے فدیہ صدقہ نفل ہو گیا۔ (قانون شریعت ص ۲۱۰)

کفارہ بھی لازم

مسئلہ: جس جگہ روزہ توڑنے کا کفارہ لازم آتا ہے اس میں شرط یہ ہے کہ رات ہی کو روزہ رمضان کی نیت کی ہو۔ اگر دن میں نیت کی اور توڑ دیا تو لازم نہیں۔ (بہار شریعت)

مسئلہ: کفارہ لازم ہونے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ روزہ توڑنے کے بعد کوئی ایسا امر واقع نہ ہوا ہو جو روزہ کے منافی ہو یا بغیر اختیار ایسا امر نہ پایا گیا ہو جس کی وجہ سے روزہ افطار کرنے کی رخصت ہوتی۔ مثلاً عورت کو اسی دن حیض یا نفاس آ گیا یا روزہ توڑنے کے بعد اسی دن ایسا بیمار ہو گیا جس میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے تو کفارہ ساقط ہو جائے گا۔ (بہار شریعت)

مسئلہ: سحری کا نوالہ منہ میں تھا کہ صبح طلوع ہوگی یا بھول کر کھا رہا تھا نوالہ منہ میں تھا کہ یاد آ گیا اور نگل لیا دونوں صورت میں کفارہ واجب۔ اگر منہ سے نکال کر پھر کھایا ہو تو صرف قضا واجب ہوگی کفارہ نہیں۔ (بہار شریعت)

روزہ توڑنے کا کفارہ

مسئلہ: روزہ توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ ممکن ہو تو ایک رقبہ یعنی باندی یا غلام آزاد کرے اور یہ نہ کر سکے مثلاً اس کے پاس نہ لونڈی، غلام ہے نہ اتنا مال کہ خریدے یا مال تو ہے مگر رقبہ میسر نہیں جیسے آج کل یہاں ہندوستان میں تو پے درپے ساٹھ روزے رکھے۔ یہ بھی نہ کر سکے تو ساٹھ مساکین کو بھر بھر پیٹ دونوں وقت کھانا کھلائے اور روزے کی صورت میں اگر درمیان میں ایک دن کا بھی چھوٹ گیا تو اب سے ساٹھ روزے رکھے، پہلے کے روزے محسوب (شمار) نہ ہوں گے اگرچہ انسٹھ رکھ چکا تھا اگرچہ بیماری وغیرہ کسی عذر کے سبب چھوٹا ہو مگر عورت کو حیض آجائے تو حیض کی وجہ سے جتنے ناغے ہوئے یہ ناغے نہیں شمار کئے جائیں گے، یعنی پہلے کے روزے اور حیض کے بعد والے دونوں مل کر ساٹھ ہو جانے سے کفارہ ادا ہو جائے گا۔ (بہار شریعت)

انتباہ: روزہ و دیگر مسائل کی تفصیل جاننے کے لئے فتاویٰ رضویہ شریف، بہار شریعت وغیرہ کا مطالعہ کریں۔

تراویح کا بیان

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ کے پیارے محبوب دانائے غیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رمضان میری امت کا مہینہ ہے۔

اس حدیث کی ایک تشریح یہ بھی کی گئی ہے کہ رمضان اللہ تعالیٰ نے میری امت کو اس لئے عطا فرمایا ہے تاکہ وہ اس میں خوب خوب عبادت کریں اور رضائے الہی حاصل کریں، دن میں روزہ رکھیں، رات میں نوافل ادا کریں، قرآن مقدس کی تلاوت کریں، اللہ کی راہ میں اپنے مال کو خرچ کریں، غریبوں، یتیموں اور مسکینوں کی مدد کر کے اللہ کی رحمتوں کے حقدار بن جائیں۔

چوں کہ پورا سال مذکورہ بالا اعمال ایک مشکل امر ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ایک ایسا مہینہ عطا فرمایا کہ کم از کم مسلمان اس مہینہ میں اللہ تعالیٰ کی عبادت پر خصوصی توجہ دیں۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! جس طرح دیگر ساری عبادتیں ایک اہم مقام رکھتی ہیں اسی طرح نماز تراویح کی بھی فضیلتیں احادیث میں منقول ہیں اور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اس پر عمل کرنا بھی منقول ہے۔ آنے والی سطور کا بغور مطالعہ کریں اور نماز تراویح کو ادا کرنے کے لئے اپنے آپ کو تیار کریں۔

تراویح کا معنی

لفظ تراویح ”تَرْوِيحَةٌ“ کی جمع ہے جس کا معنی ہے ”کچھ دیر آرام کرنا“ چوں

کہ اس نماز میں ہر چار رکعات کے بعد اسی کی مقدار بیٹھتے ہیں اسی وجہ سے اسے تراویح کہتے ہیں۔

نبی اکرم نور مجسم کا معمول

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بھی تراویح کا ثبوت منقول ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رمضان میں بیس رکعات تراویح پڑھتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، ج: ۲، ص: ۳۹۴)

تراویح پر صحابہ کرام کی مداومت

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دور میں تراویح ادا کی جاتی تھی مگر اس دور میں اس کا ایسا اہتمام نہیں کیا جاتا تھا جیسا اب کیا جاتا ہے، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں تراویح کے بیس رکعات ہونے پر اجماع ہوا اور آج تک اس پر اہل اسلام کا عمل ہے۔ جیسا کہ ایک روایت حضرت عبدالرحمن بن عبدقاری سے ہے انہوں نے بیان فرمایا کہ میں رمضان المبارک میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مسجد میں گیا، وہاں لوگ الگ الگ نماز پڑھ رہے تھے، حضرت عمر نے کہا: بخدا! میں نے سوچا ہے کہ اگر ان تمام لوگوں کو ایک قاری کی اقتدا میں جمع کر دوں تو بہتر ہوگا۔ پھر حضرت ابی بن کعب کی اقتدا میں ان کو جمع کر دیا پھر ایک رات دیکھا کہ لوگ اپنے قاری کی اقتدا میں نماز پڑھ رہے تھے، حضرت عمر نے فرمایا یہ اچھی بدعت ہے اور لوگ تراویح اول وقت میں پڑھتے تھے۔

تراویح کی رکعات

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! تراویح بیس رکعات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہی کے دور سے پڑھی جا رہی ہے۔ متعدد احادیث کریمہ میں یہ بات مذکور ہے کہ صحابہ کرام بیس رکعات تراویح پڑھا کرتے تھے۔ اسی سلسلے کی چند احادیث ہم ذکر کر رہے ہیں۔

حضرت یزید بن رومان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ كَانَ النَّاسُ يَفْقُومُونَ فِي زَمَنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي رَمَضَانَ ثَلَاثَ وَعِشْرِينَ رَكْعَةً، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں لوگ (بشمول وتر) تیس رکعت پڑھتے تھے۔ (موطا)

اسی طرح ایک اور روایت ابنِ نصر نے سائب سے کی ہے کہ صحابہ کرام رمضان میں بیس رکعت قیام کرتے تھے اور حضرت عمر کے عہد میں (شدتِ قیام سے) لاکھوں سے ٹیک لگا لیا کرتے تھے۔

اسی طرح ایک اور روایت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض اصحاب سے ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رمضان المبارک میں بیس رکعات تراویح پڑھاتے اور تین رکعت وتر۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ بالا روایتیں اور ان کے علاوہ بھی روایتیں ہیں جن سے تراویح کی رکعات کے بیس ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔

تراویح کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَ احْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ، جس شخص نے رمضان میں ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے قیام کیا اس کے پچھلے گناہ بخش دئے جاتے ہیں۔ (بخاری ج: ۱، ص: ۲۶۹)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! علامہ نووی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں قیام رمضان سے مراد تراویح ہے۔ احناف کے نزدیک تراویح کی نماز سنتِ مؤکدہ ہے۔

مذکورہ حدیث میں اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ تراویح پڑھنا گناہوں کی معافی کا ذریعہ ہے کیوں کہ تراویح نفلِ عبادت ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے ”إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ“ بے شک

نیکیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں۔ ہم جانے انجانے میں بے شمار گناہ کر بیٹھتے ہیں۔ اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گناہوں کی معافی کا ایک بہترین نسخہ ہمیں عطا فرمایا ایسے میں ہماری ذمہ داری ہے کہ ماہِ رمضان المبارک میں تراویح کا اہتمام کر کے اپنے گناہوں کو معاف کرائیں۔

مگر ایک بات اور یاد رہے کہ مذکورہ حدیث شریف میں گناہوں کی معافی سے مراد صغیرہ گناہوں کی معافی یا کبیرہ گناہوں میں تخفیف ہے کیوں کہ کبائر کی معافی یا توبہ سے ہوتی ہے یا شفاعت سے یا اللہ کے فضل محض سے۔ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں ماہِ رمضان المبارک میں خوب سے خوب عبادت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

تراویح میں ختم قرآن

مستحب یہ ہے کہ رمضان المبارک میں تراویح میں کم از کم ایک مرتبہ قرآن مقدس کا ختم کیا جائے۔ روایات میں صحابہ کرام علیہم الرحمۃ والرضوان کا اس پر معمول بھی منقول ہے اور اس پر تاکید بھی آئی ہے۔ جیسا کہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص رمضان میں امامت کرے وہ مقتدیوں پر آسانی کرے اگر وہ آہستہ قرأت کرتا ہو تو رمضان المبارک میں ایک قرآن ختم کرے اور اگر درمیانی قرأت کرتا ہو تو ڈیڑھ قرآن ختم کرے اور اگر تیز قرأت کرتا ہو تو رمضان المبارک میں دو ختم کرے۔

مذکورہ بالا روایت سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ کم از کم تراویح میں ایک ختم کرنا چاہئے۔ اسی طرح ایک اور روایت میں حضرت ابو عثمان بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رمضان میں تین قاری نماز پڑھانے کے لئے مقرر فرماتے، جو سب سے تیز قرأت کرنے والا ہوتا اس کو (ایک رکعت میں) تیس آیات پڑھنے کا حکم دیتے، درمیانی رفتار سے قرأت کرنے والے کو پچیس آیات پڑھنے کا حکم دیتے اور آہستہ قرأت کرنے والے کو بیس آیات پڑھنے کا حکم دیتے۔

لہذا ہمیں بھی کم از کم تراویح میں ایک ختم قرآن کرہی لینا چاہئے اور اللہ تعالیٰ توفیق دے تو دو یا تین ختم کر لیں۔

حضور نبی رحمت اور ماہ رمضان کا آخری عشرہ

رمضان المبارک کے پورے مہینے میں نبی کو نبی صاحب قاب قوسین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خوب خوب عبادت کیا کرتے تھے لیکن رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں دیگر امور سے اپنی توجہ ہٹا کر خصوصی طور پر عبادت میں لگ جاتے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رمضان کے آخری دس دنوں کے اندر جتنی عبادت کرتے تھے دوسرے ایام کے مقابلہ میں بہت زیادہ ہوتی۔

اسی طرح ایک حدیث حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے وہ فرماتی ہیں ”كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرَ شَدَّ مِيزْرَةً وَ أَحْيَى لَيْلَهُ وَ أَقَيَطَ أَهْلَهُ“ جب ماہ رمضان کا آخری عشرہ آتا تھا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے تہبند کو مضبوط باندھ لیتے تھے اور رات بھر عبادت کرتے تھے اور اپنے گھر والوں کو بھی عبادت کے لئے جگاتے تھے۔

(بخاری: ج ۱، ص ۲۷۱، مشکوٰۃ ۱۸۲)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث شریف میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جو یہ فرمایا کہ ”ماہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تہبند کس لیتے تھے“ علمائے کرام اس کی کئی توضیحات اور مطالب بیان فرماتے ہیں۔ تہبند کس لینے کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ خوب محنت اور کوشش سے عبادت کرتے تھے اور شب بھر جاگتے تھے اور آرام وغیرہ کا خیال نہ فرماتے تھے اور اس کا دوسرا مطلب یہ لیا گیا ہے کہ

ماہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی ازواج کے قرب سے بھی گریز کرتے کیوں کہ ساری رات عبادت میں گزر جاتی تھی اور اعتکاف بھی ہوتا تھا۔

مذکورہ حدیث پاک میں ایک لفظ ”أَيَقُظَ أَهْلُهُ“ بھی آیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ماہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود بھی عبادت کرتے اور اپنے اہل و عیال کو بھی عبادت کے لئے جگاتے تھے۔ معلوم یہ ہوا کہ ماہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں ہمیں خود بھی عبادت کرنا چاہئے اور اپنے اہل و عیال کو بھی عبادت کے لئے آمادہ کرنا چاہئے۔

آج ہمارا حال یہ ہے کہ ہم ماہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں صرف ۲۷ ویں شب کے انتظار میں ہوتے ہیں اور ۲۷ ویں کے بعد تو مسجد میں ایسا لگتا ہے کہ جیسے ماہ رمضان المبارک رخصت ہو گیا ہو، تراویح و نماز وغیرہ میں لوگوں کی تعداد گھٹ جاتی ہے اور بازاروں میں چلنے کی جگہ نہیں ہوتی۔ یاد رکھیں! رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مذکورہ سنت پر بھی عمل کی کوشش ہم سب کو کرنی چاہئے تاکہ ماہ رمضان المبارک کی برکتوں سے صحیح طور پر فیضیاب ہو سکیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ماہ رمضان المبارک میں اپنے اور اپنی اولاد وغیرہ کے لئے خرید و فروخت نہ کریں بلکہ مقصود یہ ہے کہ صرف اسی میں اپنا وقت ضائع نہ کریں بلکہ عبادت و ریاضت کے لئے بھی وقت نکالیں اور آخری عشرہ میں خوب سے خوب عبادت و ریاضت کرنے کی کوشش کریں اور اس بات کا بھی خیال رہے کہ صرف تنہا عبادت کر کے اپنی اولاد کو کھیل کود کے لئے نہ چھوڑ دیں بلکہ ان کو عبادت کے لئے آمادہ کریں، جگائیں، قرآن شریف کی تلاوت، توبہ و استغفار، نوافل کی کثرت وغیرہ پر آمادہ کریں۔ انشاء اللہ یہ تربیت ہماری اولاد کے لئے اور ہمارے لئے بھی مفید

ہوگی اور ہمارے مرنے کے بعد اولاد اگر اس پر قائم رہی تو انشاء اللہ اس کا فائدہ ہمیں بھی ضرور پہنچے گا۔

شب قدر کا بیان

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! شب قدر کی فضیلت قرآن و حدیث سے صراحتاً ثابت ہے۔ شب قدر عظمت و تقدیس فضائل و کمالات کا مخزن ہے، شب قدر کو تمام راتوں پر فوقیت حاصل ہے کیوں کہ اس رات میں رحمت الہی کا نزول ہوتا ہے اور شب قدر کی اہمیت کا اندازہ اس سے بخوبی لگا سکتے ہیں کہ خالق لیل و نہار جل جلالہ نے اس کی تعریف و توصیف میں مکمل سورت نازل فرمادیا۔ ارشاد ہوتا ہے۔

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ۝ تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ ۝ سَلَّمَ هِيَ حَتَّىٰ مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝

بے شک ہم نے اسے شب قدر میں اتارا اور تم نے کیا جانا کیا شب قدر، شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر اس میں فرشتے اور جبرائیل اترتے ہیں۔ اپنے رب کے حکم سے ہر کام کے لئے وہ سلامتی ہے۔ صبح چمکنے تک۔ (سورہ قدر، پ ۳ کنز الایمان)

وجہ تسمیہ

مفسر شہیر حضرت علامہ پیر کرم شاہ ازہری علیہ الرحمہ امام زہری کا قول نقل کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: ”سُمِّيَتْ بِهَا لِلْعَظَمَةِ وَالشَّرَفِ لِأَنَّ

الْعَمَلُ فِيهِ يَكُونُ ذَا قَدَرٍ عِنْدَ اللَّهِ“ اس کا نام ”لیلة القدر“ عظمت اور شرافت کی وجہ سے رکھا گیا ہے..... کیوں کہ اعمالِ صالحہ اللہ کے نزدیک باعزت ہوتے ہیں۔ علامہ قرطبی نے اس رات کو لیلة القدر کہنے کی وجہ یوں بیان کی ہے ”قِيلَ سُمِّيَتْ بِذَلِكَ لِأَنَّهُ أُنْزِلَ فِيهَا كِتَابًا ذَا قَدَرٍ عَلَى رَسُولٍ ذِي قَدَرٍ عَلَى أُمَّةٍ ذَاتِ قَدَرٍ“ یعنی اسے شبِ قدر اس لئے کہتے ہیں کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اس میں ایک بڑی قدر و منزلت والی کتاب، بڑے قدر و منزلت والے رسول پر اور بڑی قدر و منزلت والی امت کے لئے نازل فرمائی۔ (ضیاء القرآن)

شب قدر احادیث کے آئینہ میں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَ احْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ“ جو شب قدر میں ایمان و یقین کے ساتھ قیام کرے تو اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ (بخاری: ۲۵۵۱، مسلم)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص محض ثواب کی نیت اور اللہ کی رضا کے لئے قیام کرے یعنی نوافل، تلاوت، ذکر و اذکار وغیرہ میں مصروف رہے تو خدائے غفار ایسے شخص کے پچھلے گناہ صغائر کو معاف فرما دیتا ہے اور رہے گناہ کبائر تو وہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے۔

شب قدر کونسی رات ہے

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! شب قدر کون سی رات ہے؟ یہ متعین نہیں البتہ احادیث میں یہ وارد ہوا ہے کہ ماہِ رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ لہذا ماہِ رمضان المبارک کی

۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷، ۲۹ راتوں کو شب بیداری کریں اور ان راتوں کو قیام و تلاوت و ذکر و درود میں گزاریں اگر ذمہ میں قضا نماز باقی ہو تو قضا نمازوں کو ادا کریں کیوں کہ ان راتوں کے شب قدر ہونے کی زیادہ امید ہے جیسا کہ مالک کون و مکاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے ”تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرِ الْآخِرِ مِنْ رَمَضَانَ“ رمضان شریف کے آخری عشرہ میں لیلۃ القدر کو تلاش کرو۔ (بخاری: ۲۷۱۱)

دوسری حدیث پاک میں ہے کہ آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ اکثر علمائے کرام کی رائے یہ ہے کہ رمضان المبارک کی ستائیسویں رات شب قدر ہے۔

امام الائمہ کاشف الغمہ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا موقف یہی ہے اور الفاظ قرآن سے بھی اس طرف اشارہ ملتا ہے۔ مثلاً سورۃ القدر میں ”لیلۃ القدر“ تین جگہ ارشاد ہوا اور لیلۃ القدر میں نو حروف ہیں، نو کو تین سے ضرب دینے میں حاصل ضرب ستائیس ہوتا ہے۔
(۲۷ = ۳ × ۹)

شب قدر کی علامتیں

حضور نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ رات اکائی کی ہے (یعنی اکیسویں یا تیسویں یا پچیسویں یا ستائیسویں یا آخری رات) یہ رات بالکل صاف اور ایسی روشن ہوتی ہے کہ گویا چاند چڑھا ہوا ہے، اس میں سکون اور الجمع ہوتی ہے، نہ سردی زیادہ ہوتی ہے نہ گرمی، صبح تک ستارے نہیں جھڑتے، اس کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ اس کی صبح کو سورج تیز شعاعوں سے نہیں نکلتا بلکہ چودھویں رات کی طرح صاف نکلتا ہے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث شریف میں جو شب قدر کی علامتیں بیان کی گئی ہیں ان کے ذریعہ شب قدر کو تلاش کرنا بالکل آسان ہو گیا ہے، اب ہماری ذمہ داری بنتی ہے کہ مذکورہ علامتوں کو ذہن میں

رکھتے ہوئے شب قدر کو تلاش کریں اور اس میں خوب دلجمعی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ آمین

شب قدر کو پوشیدہ رکھنے کی حکمتیں

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک دن اس غرض سے باہر تشریف لائے تاکہ ہمیں شب قدر کی اطلاع فرمادیں مگر دو مسلمانوں میں جھگڑا ہو رہا تھا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں اس لئے آیا تھا تاکہ تمہیں شب قدر کی اطلاع دوں مگر فلاں فلاں شخصوں میں جھگڑا ہو رہا تھا جس کی وجہ سے اس کی تعیین میرے ذہن سے اٹھالی گئی، کیا بعید ہے کہ یہ اٹھالینا اللہ کے علم میں بہتر ہو۔ (بخاری: ۲۷۱۱)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ آپس کا جھگڑا اس قدر برا عمل ہے کہ اس کی وجہ سے نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قلب مبارک سے اللہ عزوجل نے لیلة القدر کی تعیین اٹھالی، یعنی کون سی رات لیلة القدر ہے، اس کی تخصیص تو ہو گئی تھی لیکن اس کو اٹھالیا گیا۔

مگر بعض وجوہ سے اس میں بھی امت کے چند فائدے ہیں۔

☆ لیلة القدر کی تعیین باقی رہتی تو بعض آرام پسند اور کوتاہ طبیعتوں کے لوگ دوسری راتوں میں عبادت و ریاضت نہ کرتے۔ اب عدم تعیین پر طاق راتوں میں بندے عبادت و ریاضت میں گزارنے کی کوشش کریں گے۔

☆ تعیین کی صورت میں ایک رات عبادت کر کے بندہ باقی راتوں کو سو سکتا تھا مگر عدم تعیین کی صورت میں پانچ راتیں بندہ عبادت میں گزارے گا، جس کی وجہ سے اسے شب قدر کی فضیلت تو حاصل ہوگی ہی ساتھ ہی ساتھ دیگر راتوں میں عبادت کرنے کا بھی اجر ملے گا اور شب قدر کو تلاش کرنے کا بھی اجر اسے حاصل ہوگا۔

☆ لیلۃ القدر سال میں ایک ہی رات ہے، اگر اس کی تعیین ہو جاتی تو اس میں عبادت کر لینے کے بعد دیگر راتوں کی عبادت میں اتنا لطف نہیں ملتا جتنا عدم تعیین کی صورت میں ملتا ہے۔

لہذا اللہ عزوجل نے اس کی تعیین کو اٹھالیا تاکہ اس کے بندے ماہ رمضان المبارک کی راتوں میں خوب سے خوب عبادت کر کے اپنے مولیٰ کی خوشنودی حاصل کر سکیں۔

خاص بات تو یہ ہے کہ اللہ عزوجل فرشتوں میں تفاخر فرماتا ہے کہ دیکھو ماہ رمضان المبارک کی راتوں میں میرے بندے کس طرح میری عبادت و ریاضت کر رہے ہیں۔

بہر حال کوئی بھی وجہ ہو لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمارے حق میں بہتر ہی کیا۔ ہم کو چاہئے کہ ہم لیلۃ القدر کی تلاش میں ماہ رمضان المبارک کی آخری طاق راتوں کو عبادت و ریاضت کے ذریعہ زندہ رکھیں۔ انشاء اللہ ہمیں بے شمار نیکیاں اور فوائد میسر آئیں گے۔

شب قدر کیوں عطا ہوئی

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! شب قدر عطا کئے جانے کے بارے میں کئی روایتیں ملتی ہیں ایک روایت میں ہے کہ حضور نبی کونین صاحبِ قاب قوسین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بنی اسرائیل میں ایک شمعون نامی عابد تھے جنہوں نے ہزار ماہ اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور عبادت کی۔ اس پر صحابہ کرام کو تعجب ہوا اور کہا کہ پھر ہمارے اعمال کی کیا حیثیت ہے؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے اس امت کو ایک رات عطا فرمائی جو اس غازی کی مدت عبادت سے بہتر ہے۔ (تفسیر صاوی)

اسی سلسلے میں ایک اور روایت علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے مؤطا امام مالک

کے حوالے سے تحریر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پچھلی امتوں کی عمریں دکھائی گئیں، آپ نے دیکھا کہ ان کے مقابل میں آپ کی امت کی عمریں کم ہیں اس سے آپ کو خوف ہوا کہ میری امت کے اعمال ان امتوں کے اعمال تک نہ پہنچ سکیں گے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو شب قدر عطا فرمایا جو ان امتوں کے ہزار ماہ کی عبادت سے بہتر ہے۔ جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے ”لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ“

اسی طرح ایک اور روایت حضرت علی بن عروہ سے ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے چار اشخاص کا ذکر فرمایا جنہوں نے اللہ عزوجل کی اسی برس عبادت کی اور ان کی زندگی کا ایک لمحہ بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں نہیں گزرا، آپ نے ان چار اشخاص میں حضرت ایوب، حضرت حزقیل، حضرت یوشع اور حضرت زکریا علیہم السلام کا ذکر فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ کو یہ سن کر تعجب ہوا تو جبریل امین علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کیا اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ کی امت کو ان لوگوں کی اسی سال کی عبادت سے تعجب ہوا، اللہ تعالیٰ نے آپ پر اس سے بہتر چیز نازل کر دی ہے اور سورہ قدر پڑھی اور کہا یہ اس چیز سے افضل ہے جس پر آپ کو اور آپ کی امت کو تعجب ہوا تھا۔

فرشتوں کا نزول

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! سورہ قدر میں اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا ”تَنْزِيلُ الْمَلَكَةِ وَ الرُّوحُ فِيهَا“ اس رات فرشتے اور روح آسمان سے زمین پر اترتے ہیں۔ شب قدر میں سارے فرشتے نازل ہوتے ہیں یا ان میں سے بعض، اس سلسلے میں مفسرین کرام کے چند اقوال ہیں۔ بعض کا یہ کہنا ہے کہ سارے فرشتے نازل ہوتے ہیں اور بعض کا یہ کہنا ہے کہ ان میں سے بعض نازل ہوتے ہیں اور بعض کا یہ کہنا ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام سدرۃ المنتہی کے سارے فرشتوں کے ساتھ نازل ہوتے ہیں۔

نزول ملائکہ کے حوالے سے حدیث پاک میں بھی ذکر ہے۔

جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”إِذَا كَانَ لَيْلَةُ الْقَدْرِ يُنْزَلُ جِبْرِيلُ فِي كُتُبَةِ الْمَلَائِكَةِ يُصَلُّونَ عَلَى كُلِّ عَبْدٍ قَائِمٍ أَوْ قَائِدٍ يَذْكُرُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ“، یعنی لیلۃ القدر کو جبریل امین فرشتوں کے ایک جم غفیر کے ساتھ زمین پر اترتے ہیں اور ملائکہ کا یہ گروہ ہر اس بندے کے لئے دعائے مغفرت اور التجائے رحمت کرتا ہے جو کھڑے یا بیٹھے اللہ سبحانہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہوتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ جب شب قدر آتی ہے تو حضرت سیدنا جبریل علیہ السلام کے ساتھ وہ فرشتے بھی اترتے ہیں جو سدرۃ المنتہیٰ پر رہنے والے ہیں۔ اور وہ اپنے ساتھ چار جھنڈے لاتے ہیں، ایک گنبد خضریٰ پر نصب کرتے ہیں، ایک بیت المقدس کی چھت پر، ایک مسجد حرام کی چھت پر نصب کرتے ہیں اور ایک طور سینا کے اوپر، اور ہر مومن مرد و عورت کے گھر پر تشریف لے جاتے ہیں اور انہیں سلام کہتے ہیں، اس رحمت سے شرابی، قاطع رحم اور سود کھانے والے محروم رہتے ہیں۔ (صادی بحوالہ متاع آخرت)

ایک عجیب الخلقت فرشتے کا نزول

صاحب تفسیر روح البیان تحریر فرماتے ہیں کہ ایک فرشتہ ایسا ہے کہ جس کا سر عرش کے نیچے ہے اور دونوں پاؤں ساتوں زمینوں کی جڑوں میں، اس کے ایک ہزار سر ہیں اور ہر سر عالم دنیا سے بڑا ہے اور ہر سر میں ایک ہزار چہرے اور ہر چہرے میں ہزار منہ، ہر منہ میں ہزار زبانیں، ہر زبان سے ہزار قسم کی تسبیح و تحمید پڑھتا ہے، ہر زبان کی بولی دوسری زبان سے نہیں ملتی، وہ منہ سے زبان کھولتا ہے تو تمام آسمان کے فرشتے اس کے ڈر سے سجدہ ریز ہو جاتے ہیں کہ کہیں اس کے چہرے کے انوار انہیں جلانہ دیں۔ ہر صبح و شام ان تمام مونہوں سے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا ہے۔ یہ فرشتہ شب قدر میں

زمین پر اتر کر رسول اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت کے اہل ایمان روزہ دار مردوں اور عورتوں کے لئے طلوع فجر تک استغفار کرتا ہے۔ (روح البیان)

فرشتے کیوں نازل ہوتے ہیں

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آپ یہ سوچتے ہوں گے کہ آخر شب قدر میں فرشتے کیوں نازل ہوتے ہیں؟ جب کہ فرشتے خود تسبیح و تقدیس اور تہلیل کے تو نگر ہیں، قیام، رکوع اور سجود ساری عبادات سے سرشار ہیں پھر انسانوں کی وہ کون سی عبادت ہے جسے دیکھنے کے شوق میں وہ انسانوں سے ملاقات کی تمنا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے اجازت طلب کر کے زمین پر نازل ہوتے ہیں؟ آئیے اس سلسلے میں چند باتیں ملاحظہ کرتے ہیں تاکہ اس رات عبادت کرنے کا جذبہ پیدا ہو۔

محدثین کرام نے اس کی وجہ بیان کی ہے کہ کوئی شخص خود بھوکا رہ کر اپنا کھانا کسی اور ضرورت مند کو کھلا دے یہ وہ نادر عبادت ہے جو فرشتوں میں نہیں ہوتی، گناہوں پر توبہ اور ندامت کے آنسو بہانا اور گر گڑا نا، اللہ سے معافی چاہنا، اپنی طبعی نیند چھوڑ کر اللہ کی یاد کے لئے رات کے پچھلے پہر اٹھنا اور خوفِ خدا سے ہچکیاں لے لے کر رونا، یہ وہ عبادتیں ہیں جن کا فرشتوں کے یہاں کوئی تصور نہیں کیوں کہ نہ وہ کھاتے ہیں، نہ پیتے ہیں، نہ گناہ کرتے ہیں، نہ سوتے ہیں۔

حدیثِ قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ”گناہ گاروں کی سسکیوں اور ہچکیوں کی آواز مجھے تسبیح و تہلیل کی آوازوں سے زیادہ پسند ہے“ اس لئے فرشتے یادِ خدا میں آنسو بہانے والی آنکھوں کو دیکھنے اور خوفِ خدا سے نکلنے والی آہوں کو سننے کے لئے زمین پر اترتے ہیں۔

امام رازی علیہ الرحمہ نے اس کہ وجہ یہ بیان فرمائی کہ انسان کی عادت ہے کہ وہ علما اور صالحین کے سامنے زیادہ اچھی اور زیادہ خشوع و خضوع سے عبادت کرتا ہے،

اللہ تعالیٰ اس رات فرشتوں کو بھیجتا ہے کہ اے انسانو! تم عبادت گزاروں کی مجلس میں زیادہ عبادت کرتے ہو آداب ملائکہ کی مجلسوں میں خضوع اور خشوع سے عبادت کرو۔ فرشتوں کے نزول کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ انسان کی پیدائش کے وقت فرشتوں نے استفسار کیا تھا کہ اسے پیدا کرنے میں کیا حکمت ہے جو زمین میں فسق و فجور اور خونریزی کرے گا؟ لہذا اس رات اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے ان کی امیدوں سے بڑھ کر اجر و ثواب کا وعدہ کیا، اس رات کے عبادت گزاروں کو زبان رسالت سے مغفرت کی نوید سنائی، فرشتوں کی آمد اور ان کی زیارت اور سلام کرنے کی بشارت دی تاکہ اس کے لئے یہ رات جاگ کر گزاریں، تھکاوٹ اور نیند کے باوجود اپنے آپ کو بستر اور آرام سے دور رکھیں تاکہ جب فرشتے آسمان سے اتریں تو ان سے کہا جاسکے یہی وہ ابن آدم ہیں جن کی خونریزیوں کی تم نے خبر دی تھی، یہی وہ شرر خاکی ہے جس کے فسق و فجور کا تم نے ذکر کیا تھا، اس کی طبیعت اور خلقت میں ہم نے رات کی نیند رکھی ہے لیکن یہ اپنے طبعی اور خلقی تقاضوں کو چھوڑ کر ہماری رضا جوئی کے لئے رات سجدوں اور قیام میں گزار رہا ہے۔

فرشتوں کا سلام

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! حضرت امام رازی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ آخرت میں فرشتے مسلمانوں کی زیارت کریں گے اور آکر سلام عرض کریں گے ”الْمَلٰٓئِکَةُ یَذْخُلُوْنَ عَلَیْهِمْ مِنْ کُلِّ بَابٍ سَلَامٌ عَلَیْکُمْ“ فرشتے جنت کے ہر دروازے سے ان کے پاس آئیں گے اور آکر سلام کریں گے اور لیلۃ القدر میں یہ ظاہر فرمایا کہ اگر تم میری عبادت میں مشغول ہو جاؤ تو آخرت تو الگ رہی دنیا میں بھی فرشتے تمہاری زیارت کو آئیں گے اور آکر سلام کریں گے۔ (شرح صحیح مسلم، علامہ غلام رسول سعیدی)

شب قدر اور تدابیر امور

علامہ قرطبی مجاہد کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس رات میں زندگی، موت اور رزق وغیرہ کے احکام مقرر کرتا ہے (فرشتوں) کے حوالے کر دیتا ہے۔ یہ چار فرشتے ہیں اسرافیل، میکائیل، عزرائیل اور جبرائیل علیہم السلام۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ اس سال جس قدر بارش ہوئی ہے، جس قدر رزق ملنا ہے اور جن لوگوں کو جینا یا مرنا ہے اس کو لوح محفوظ سے نقل کر کے لکھ دیا جاتا ہے حتیٰ کہ لیلۃ القدر میں یہ بھی لکھ دیا جاتا ہے کہ کون کون شخص اس سال بیت اللہ کا حج کرے گا، ان کے نام ان کے آباء کے نام لکھ دئے جاتے ہیں۔ نہ ان میں کوئی کمی کی جاتی ہے نہ کوئی اضافہ۔

شب قدر کی دعائیں

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! اگر مجھ کو شب قدر معلوم ہو جائے تو میں اس میں کیا کروں؟ آپ نے فرمایا کہ یہ دعا پڑھا کرو۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّكَ عَفُوٌّ تَحِبُّ الْعَفْوَ فَاَعْفُ عَنِّيْ (مشکوٰۃ: ۱۸۲)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک اور روایت اس طرح ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اگر لیلۃ القدر پالوں تو اللہ تعالیٰ سے کیا مانگوں؟ فرمایا ”اس سے عافیت کے سوا کچھ نہ مانگنا“ اس میں حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس دعائے مبارک کی طرف اشارہ ہے ”اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ وَالْمُعَافَاةَ فِی الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ“ اے اللہ! میں تجھ سے عفو و عافیت اور دین و دنیا و آخرت میں معافات (عافیت) مانگتا ہوں۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ احادیث

کریمہ میں اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جو دعائیں تعلیم فرمائیں وہ بڑی ہی معنی خیز ہیں۔ مذکورہ دعاؤں میں بندہ اپنے رب کی شانِ عفو و کرم کو وسیلہ بنا کر عرض کرتا ہے کہ اے اللہ تو معاف فرمانے والا ہے، معاف کرنے کو پسند فرماتا ہے بس مجھے بھی معاف فرما۔ اور دوسری دعا میں دین، دنیا اور آخرت میں عفو، عافیت، اور معافات کو طلب کرتا ہے۔

ماہِ رمضان المبارک میں اللہ رب العزت کی شانِ رحیمی و کریمی جوش پر ہوتی ہے اس لئے ہم جیسے سیاہ کاروں کو اس سنہرے موقع کو ضائع نہیں کرنا چاہئے اور رب کی رحمت سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے اس سے عفو و کرم کی بھیک مانگنی چاہئے اور شبِ قدر میں خاص اس دعا کی کثرت کرنی چاہئے کیوں کہ شبِ قدر کی فضیلت قرآن مقدس سے ثابت ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ ہم اگر شبِ قدر میں شبِ بیداری کا خاص اہتمام کریں اور قیام و تلاوت میں مصروف ہو جائیں تو اللہ کی ذات سے امید ہے کہ ضرور ہمارے گناہوں کو معاف بھی فرمائے گا اور کرم کی نظر بھی فرمائے گا۔

شب قدر کی نفل نماز

جو اس رات چار رکعت پڑھے اور ہر رکعت میں بعد سورہ فاتحہ، سورہ قدر ایک مرتبہ اور سورہ اخلاص ستائیس مرتبہ پڑھے تو اس نماز کا پڑھنے والا گناہوں سے ایسا صاف ہو جاتا ہے کہ گویا آج ہی پیدا ہوا اور اللہ جل شانہ اسے جنت میں ہزار محلات عطا فرمائے گا۔

ایک روایت میں ہے کہ جو کوئی ستائیسویں رمضان کو چار رکعت پڑھے اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ قدر تین مرتبہ اور سورہ اخلاص پچاس مرتبہ پڑھے اور بعد سلام سجدہ میں جا کر ایک مرتبہ یہ پڑھے۔

”سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ“ پھر جو دعائیں قبول ہوگی اور اللہ عز و جل اس کو بے انتہا نعمتیں عطا فرمائے گا اور اس کے کل گناہ بخش دے گا۔ ان

شاء اللہ

شب قدر سے محرومی کا نقصان

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! جہاں شب قدر میں شب بیداری اور عبادت کرنے کے بے شمار فوائد ہیں وہی اس میں سستی برتنے اور غفلت کا مظاہرہ کرنے میں بے شمار نقصانات بھی ہیں۔ اگر ہم نے لیلة القدر میں یعنی رمضان المبارک کی طاق راتوں میں قیام و تلاوت کا اہتمام نہ کیا تو اس کا نقصان بھی ملاحظہ فرمائیں کہ حدیث شریف میں فرمایا گیا ”مَنْ حُرِمَهَا فَقَدْ حُرِمَ الْخَيْرِ كُلِّهِ وَلَا يُحْرَمُ خَيْرَهَا إِلَّا كُلُّ مَحْرُومٍ“ یعنی جو شخص شب قدر سے محروم ہو گیا گویا پوری بھلائی سے محروم ہو گیا اور شب قدر کی خیر سے وہی محروم ہوتا ہے جو کامل محروم ہو۔ (ابن ماجہ)

حدیث شریف سے یہ واضح ہو گیا کہ شب قدر میں غفلت نہیں برتنی چاہئے بلکہ اپنے آپ کو عبادت کے لئے خوب تیار کرنا چاہئے کیوں کہ اللہ کریم چند گھنٹوں کی عبادت کے عوض اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل ہزار مہینوں کی عبادت سے زیادہ ثواب عطا فرماتا ہے۔ کم نصیب ہے وہ شخص جو چند گھنٹے بھی اپنے رب کے حضور عبادت کے لئے قربان کرنے کو تیار نہ ہو۔

اگلی امتوں کی عمریں زیادہ ہوتی تھیں اور وہ عبادت و ریاضت کی کثرت کرتے تھے۔ اللہ عز و جل نے اس امت پر کرم فرمایا کہ ان کو شب قدر عطا فرمادی اور ایک شب قدر کی عبادت کا درجہ ہزار مہینوں کی عبادت سے زیادہ کر دیا۔ کم وقت اور محنت بھی کم لیکن ثواب میں لمبی عمر والوں سے بھی زیادہ یہ انعام و اکرام صرف رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل ہی ہے اگر بندہ اس کے باوجود بھی غفلت برتے تو اس پر افسوس ہے۔

لیلة القدر میں خوب عبادت و ریاضت کے ساتھ ساتھ اپنے اہل و عیال اور دوست و احباب کو بھی اس پر آمادہ کرو۔ انشاء اللہ لیلة القدر میں جاگنا اپنی قسمت کو جگانے کا ذریعہ بن جائے گا اور جو دعاء نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تعلیم فرمائی اس دعا کی کثرت کرو یعنی اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی بارگاہ بے کس پناہ میں اپنے گناہوں سے معافی مانگو

اس لئے کہ آخرت کا معاملہ بہت ہی کٹھن ہے انشاء اللہ شب قدر کی برکت سے اللہ تبارک و تعالیٰ آخرت کی ساری پریشانیوں کو آسان فرمادے گا۔

اعتکاف کا بیان

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسانوں کو محض اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا جیسا کہ خود اس کا ارشاد ہے ”وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ“ میں نے جن اور انسان کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا۔

عبادت کہتے ہیں ”اللہ تبارک و تعالیٰ کی بندگی کرنے اور اس کے احکام کے بجالانے“ کو۔ عبادت کا مفہوم بہت وسیع ہے۔ ہم نماز پڑھتے ہیں، روزہ رکھتے ہیں، حج کرتے ہیں، عمرہ کرتے ہیں، زکوٰۃ و صدقات ادا کرتے ہیں، غریبوں کی مدد کرتے ہیں، مدارس اسلامیہ کی تعمیر، مسجدوں کی تعمیر اور اپنی جائز کمائی سے طالبانِ علوم دینیہ کا تعاون کرتے ہیں یہ ساری چیزیں عبادت میں شمار ہوتی ہیں اور ان کے علاوہ بھی عبادت کے بے شمار طریقے ہیں۔

ماہِ رمضان المبارک میں جہاں ہمیں اور دیگر عبادتوں کا اہتمام کرنا ہے وہیں اس میں اعتکاف کرنے کی بھی کوشش کرنی ہے۔ ہم اعتکاف کے حوالے سے چند باتیں تحریر کر رہے ہیں تاکہ اس کے پڑھنے کے بعد دلوں میں اعتکاف کرنے کا جذبہ پیدا ہو۔

اعتکاف کا لغوی اور شرعی معنی

اعتکاف کا لغوی معنی علامہ اصفہانی نے ”تعظیم کی نیت سے کسی چیز کے پاس ٹھہرنا“ بیان فرمایا ہے اور شریعت میں عبادت کی نیت سے مسجد میں ٹھہرنے کو اعتکاف کہتے ہیں۔ (شرح صحیح مسلم: ۲۲۰)

نبی کون و مکان کا معمول

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرماتے تھے، نافع کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مجھے وہ جگہ دکھائی جہاں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اعتکاف کرتے تھے۔ (ایضاً: ۳۷۱)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں ”إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْوَاحِدَ مِنْ رَمَضَانَ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ“ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رمضان المبارک کے آخری دس دن میں اعتکاف کیا کرتے تھے یہاں تک کہ رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔ (بخاری: ۲۷۱۱)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ بالا احادیث میں ”كَانَ يَعْتَكِفُ“ کا لفظ آیا ہے جو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اعتکاف پر مداومت اور استمرار پر دلالت کرتا ہے۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبی کو نبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالاستمرار اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔

اعتکاف کے ذریعہ شب قدر کی تلاش

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رمضان کے پہلے عشرہ میں اعتکاف کیا پھر ترکی خیمہ کے اندر

درمیانی عشرہ میں اعتکاف کیا پھر سر مبارک خیمہ سے نکال کر فرمایا میں نے اس رات کی تلاش میں پہلے عشرہ کا اعتکاف کیا پھر درمیانی عشرہ کا اعتکاف کیا پھر میرے پاس آنے والا آیا اور مجھے بتایا گیا کہ وہ رات آخری عشرہ میں ہے تو جس نے میرے ساتھ اعتکاف کیا وہ آخری عشرہ میں بھی اعتکاف کرے۔

مجھے یہ رات دکھائی گئی تھی پھر بھلا دی گئی میں نے اس رات کی صبح اپنے آپ کو گیلی مٹی میں سجدہ کرتے دیکھا لہذا تم اسے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اس رات بارش ہوئی اور مسجد کی چھت ٹپکنے لگی اور میری آنکھوں نے رسول کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اکیسویں کی صبح کو دیکھا کہ آپ کی پیشانی پر گیلی مٹی کا اثر تھا۔ (بخاری: ۲۷۱۸)

اعتکاف کے فضائل

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے معتکف کے بارے میں ارشاد فرمایا ”وہ گناہوں سے باز رہتا ہے اور نیکیوں سے اس کو اس قدر ثواب ملتا ہے جیسے اس نے تمام نیکیاں کیں۔ (ابن ماجہ)

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے رمضان میں دس دنوں کا اعتکاف کر لیا تو ایسا ہے جیسے دو حج اور دو عمرے کئے۔ (بیہقی)

آقائے نعمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں خلوص کے ساتھ اعتکاف کرے اللہ عز و جل اس کے نامہ اعمال میں ہزار سال کی عبادت کا ثواب درج فرمائے گا اور اس کو قیامت کے دن اپنے عرش کے سائے میں جگہ عنایت فرمائے گا۔

اعتکاف کے اقسام

اعتکاف کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) واجب (۲) سنت مؤکدہ (۳) نفل

اعتکاف واجب: اعتکاف واجب نذر کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اس کی دو صورتیں ہیں۔ اول یہ کہ بندہ یہ نذر مانے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ایک دن یا ایک ہفتہ یا ایک ماہ اعتکاف کروں گا۔ دوم یہ کہ یہ نذر مانے کہ میرا فلاں کام ہو جائے تو متعینہ ایام میں اعتکاف کروں گا۔ تو اس صورت میں اعتکاف واجب ہو جائے گا۔ (کتب فقہ)

اعتکاف سنت مؤکدہ: رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف سنت مؤکدہ کفایہ ہے کہ اگر شہر کے ایک شخص نے بھی کر لیا تو سارے لوگ بری الذمہ ہو جائیں گے اور اگر کسی نے نہ کیا تو سب جواب دہی کے مستحق ہوں گے۔ (بہار

شریعت)

اعتکاف نفل: مذکورہ بالا دو اقسام کے علاوہ اعتکاف کی جتنی بھی صورتیں ہیں وہ اعتکاف نفل ہیں۔

اعتکاف واجب ، سنت مؤکدہ اور نفل میں فرق

اعتکاف واجب، سنت مؤکدہ اور نفل میں فرق یہ ہے کہ اعتکاف واجب اور سنت مؤکدہ میں روزہ شرط ہے کہ بغیر روزہ کے یہ اعتکاف نہیں مانے جائیں گے مگر نفل اعتکاف میں روزہ شرط نہیں ہے بلکہ وہ ایک گھنٹہ دو گھنٹہ، ایک دن دو دن کا بھی ہوتا ہے۔ اسی لئے بہتر یہ ہے کہ جب کبھی مسجد میں داخل ہوں تو اعتکاف کی نیت کر لیں یا اپنی زبان سے ان الفاظ کو دہرائیں ”بِسْمِ اللّٰهِ دَخَلْتُ وَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ نَوَيْتُ سُنَّتَ الْاِعتِکَافِ“ اس کے بعد اگر مسجد میں بیٹھے بھی رہیں گے تو عبادت کا ثواب نامہ اعمال میں لکھا جاتا رہے گا۔

اعتکاف واجب اور سنت مؤکدہ میں بلا عذر مسجد سے نکلنے کی صورت میں اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے مگر اعتکاف نفل میں بلا عذر بھی مسجد سے نکل سکتے ہیں پھر جب

دوبارہ مسجد میں داخل ہوں گے تو اعتکاف شروع ہو جائے گا۔

اعتکاف میں کئے جانے والے اعمال

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ویسے تو ہم اعتکاف میں عبادت کا کوئی بھی کام کر سکتے ہیں مگر مندرجہ ذیل مخصوص اعمال کریں تو بہتر ہے۔

☆ نمازِ پنجگانہ کی باجماعت صفِ اول میں تکبیرِ اولیٰ کے ساتھ پابندی کریں۔

☆ عمامہ شریف باندھ کر نماز پڑھیں۔

☆ روزانہ کم از کم ۳۰ بار قرآنِ مقدس کی تلاوت کریں تاکہ اعتکاف ختم

ہونے کے ساتھ ساتھ قرآن بھی ختم ہو جائے۔

☆ قرآنِ مقدس کا ترجمہ اور تفسیر کنز الایمان سے مطالعہ کریں۔

☆ مقررہ وقت میں علمائے اہل سنت کی چند مخصوص کتابوں کا مطالعہ کریں جن

کے ذریعہ علمِ دین حاصل ہو۔

☆ اگر ممکن ہو تو چند مخصوص لوگوں سے مقررہ اوقات میں پند و نصیحت کی باتیں کریں۔

☆ مخصوص وقت میں درود شریف کا ورد کریں۔

☆ رات میں نوافل کی کثرت کریں۔

☆ ہر کام سنت کے مطابق کریں۔

☆ نمازِ تہجد، اشراق، چاشت، اوابین وغیرہ نوافل پڑھیں۔

☆ اگر ذمہ میں قضا نمازیں باقی ہوں تو انہیں ادا کریں۔

☆ توبہ و استغفار کریں۔

☆ اپنے اور ساری امتِ مسلمہ کے فلاح و بہبود کی دعا کریں۔

☆ اپنی زندگی میں انقلاب پیدا ہونے اور ساری عمر عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ

علیہ

وسلم میں گزرنے اور موت کے وقت ایمان پر خاتمہ ہونے کی دعا کریں۔
انشاء اللہ اعتکاف میں مذکورہ بالا اعمال کرنے کی برکت سے ہم نیکیوں کا ذخیرہ اپنے
دامن میں اکٹھا کر لیں گے اور ہمیں عبادت میں لطف بھی آئے گا۔ اللہ عزوجل کی
بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں ان تمام اعمال کی توفیق عطا فرمائے۔

اعتکاف میں کئے جانے والے چند اوراد و وظائف

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اوراد و
وظائف ہمارے اسلاف کا معمول رہا ہے، اس کے بے شمار فوائد و فضائل ہیں، سب
سے بڑا فائدہ تو یہ ہے کہ یہ بھی اللہ عزوجل کے ذکر کا ایک اہم ذریعہ ہیں اور ذکر خدا
کے حوالے سے خود خدائے کریم کا ارشاد ہے ”أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ“، خبر
دار اللہ کے ذکر ہی میں دلوں کا اطمینان ہے۔

ویسے تو ہمیں ہر دن اور ہر رات کے لئے چند وظائف مقرر کر لینا چاہئے کہ
اس کی پابندی کریں مگر ماہ رمضان المبارک میں جب ہم نے اعتکاف کی نیت کر لی
اس وقت ہمیں خصوصاً مندرجہ ذیل اوراد کی کثرت کرنی چاہئے۔ ہم چند وظائف ان
کے فضائل و فوائد کے ساتھ تحریر کر رہے ہیں۔

☆ حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جو کوئی ہر روز سات
مرتبہ اس آیت کو پڑھے گا ”فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ
تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ“ اللہ تعالیٰ اس کے آخرت کے امر ہم کو کفایت
کرے گا۔ خواہ وہ اس قول میں سچا ہو یا جھوٹا۔ یعنی خواہ توکل رکھتا ہو یا نہیں۔

☆ کسی نے خواب میں عتبہ غلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ آپ نے فرمایا میں
اس دعا کے باعث جنت میں داخل ہوا ”اللَّهُمَّ يَا هَادِيَ الْمَضَلِّينَ يَا أَرْحَمَ
الْمُذْنِبِينَ وَ مُقْبِلَ عَتَرَاتِ الْعَاثِرِينَ اِرْحَمْ عَبْدَكَ ذَا الْخَطَرِ الْعَظِيمِ وَ
الْمُسْلِمِينَ كُلَّهُمْ أَجْمَعِينَ فَاجْعَلْنَا مَعَ الْأَحْيَاءِ الْمُرُوقِينَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ

عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَ الصِّدِّيقِينَ وَ الشُّهَدَاءِ وَ الصَّالِحِينَ آمِينَ يَا رَبَّ
الْعَالَمِينَ“

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس جگہ میں نماز پڑھوں اس جگہ
میرا بیٹھا رہنا اور نماز سے لے کر آفتاب نکلنے تک ذکر الہی کرنا مجھے اس بات سے محبوب
تر ہے کہ چار غلام آزاد کروں۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث
شریف کو مد نظر رکھتے ہوئے ہمیں خصوصاً اعتکاف کی حالت میں نماز کے بعد ان
کلمات کو بکثرت دہرائنا چاہئے ”اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ
وَ اَتُوْبُ اِلَیْهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ“

ماہ رمضان المبارک کی آخری شب کیسے گزاریں

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ماہ رمضان
المبارک میں ہم روزہ رکھتے ہیں، نوافل پڑھتے ہیں، تراویح کا اہتمام کرتے ہیں، قرآن
مقدس کی تلاوت کرتے ہیں، غریبوں کی مدد کرتے ہیں، روزہ داروں کو افطاری کراتے ہیں،
اپنے اہل و عیال پر خوب دل کھول کر خرچ کرتے ہیں۔ یقیناً ان اعمال میں بے حد ثواب
اور بے شمار فوائد ہیں لیکن جیسے ہی ہم عید کا چاند دیکھتے ہیں یہ تصور کرتے ہیں کہ سارے
اعمال خیر سے ہمیں چھٹکارا ملا، عید کا چاند دیکھتے ہی ہم بازاروں میں نکل جاتے ہیں اور قسم
قسم کی اشیاء خریدنے میں مشغول ہو جاتے ہیں اور اکثر لوگوں کا حال یہ ہوتا ہے کہ ماہ
رمضان المبارک کا چاند دیکھتے ہی گویا وہ اللہ عز و جل کو بھول گئے ہوں، پورا مہینہ عبادت اور
نیکی میں گزارنے کے بعد عید کا چاند دیکھتے ہی نمازوں کو ترک کر کے دیگر اعمال میں مشغول
ہو جاتے ہیں۔

ہمیں کبھی یہ خیال نہیں آتا کہ کیا ہم نے ماہ رمضان المبارک کی اس طرح قدر
کی ہے جس طرح اس کی قدر کرنے کا حق بنتا ہے، کیا ہم نے اس میں اس طرح عبادت
کی ہے جس طرح عبادت کرنی چاہئے۔ شب عید ماہ رمضان المبارک میں کی جانے

والی نیکیوں کا بدلہ لینے کی شب ہے اگر ہم اسی شب میں اللہ سے غافل ہو جائیں گے تو یہ کتنی کم نصیبی کی بات ہوگی۔ لہذا اس حدیث کو پڑھو اور شبِ عید میں ماہِ رمضان المبارک میں اپنے سارے اعمال کا تجزیہ اور احتساب کرو۔

اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب عید الفطر کی رات آتی ہے ملائکہ خوشی مناتے ہیں اور اللہ عز و جل اپنے نور کی خاص تجلی فرماتا ہے، فرشتوں سے فرماتا ہے اے گروہ ملائکہ اس مزدور کا کیا بدلہ ہے جس نے اپنا کام پورا کر لیا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں اس کو پورا اجر دیا جائے۔ اللہ عز و جل فرماتا ہے میں تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اس کو بخش دیا۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس حدیث کو پڑھنے کے بعد رمضان کی آخری شب ہمیں اپنا احتساب کرنا چاہئے کہ ہم نے پورے ماہ میں کتنی نیکی کی ہے اور آج جو نیکیوں کا صلہ ملنے کی شب ہے اس میں ہم کتنے اجر کے حقدار ہیں۔ اگر ہم نے ماہِ رمضان المبارک میں بھرپور عبادت کی ہے تو ٹھیک ہے اور اگر ہم سے عبادت میں کوتاہی ہوگئی ہے تو پھر اب کون سی خوشی ہمیں ہے جس کی اتنی دھوم دھام سے تیاری کرنے جا رہے ہیں، ہمیں تو اپنی کوتاہیوں پر افسوس و ندامت کرنا چاہئے تھا کہ افسوس صد افسوس ہم سے ماہِ محترم رمضان کا حق ادا نہیں ہو سکا۔

صحابہ کرام اور بزرگانِ دین کی حیاتِ طیبہ کا اگر ہم مطالعہ کریں تو ہم پر یہ بات واضح ہو جائے گی کہ وہ حضرات رمضان المبارک کے مہینے میں بے شمار نیکیاں کرنے کے باوجود عید کے دن کتنا افسوس کیا کرتے تھے اور ان کو یہ فکر ستایا کرتی تھی کہ کیا ہم نے رمضان المبارک کا حق ادا کر دیا ہے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے منقول ہے کہ آپ عید کے دن گوشہٴ تنہائی میں بیٹھ کر اتنا روئے کہ ریشِ مبارک تر ہوگئی، لوگوں نے دریافت کیا تو فرمایا جس کو یہ معلوم نہ ہو کہ اس کے روزے قبول ہوئے یا نہیں وہ عید کیسے منائے۔ (مواعظِ حسنہ)

اسی طرح حضرت صالح رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے منقول ہے کہ وہ عید کے دن اپنے اہل و عیال کو اکٹھا کرتے اور سب مل کر روتے، لوگوں نے دریافت کیا کہ آپ کیوں ایسا کرتے ہیں؟ فرمانے لگے میں غلام ہوں، اللہ تعالیٰ نے ہمیں نیکی کرنے اور برائی سے بچنے کا حکم فرمایا ہے ہمیں معلوم نہیں کہ وہ ہم سے پورا ہوا یا نہیں، عید کی خوشی منانا اسے مناسب ہے جو عذاب الہی سے امن میں ہو۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! وہ حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جن کے حوالے سے سید کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ان کی نیکیاں آسمان کے ستاروں کے برابر ہیں اور حضرت صالح رحمۃ اللہ علیہ جو اللہ کے برگزیدہ بندے ہیں ان حضرات کا یہ حال ہے کہ اس تصور سے رورہے ہیں کہ کیا خبر ماہ رمضان المبارک کے روزے قبول ہوئے ہیں یا نہیں، اللہ کے حکم کی تکمیل ہوئی یا نہیں، اللہ ہم سے راضی ہوا یا نہیں۔ لیکن ہمارا حال یہ ہے کہ ہمارے دل میں کبھی یہ خیال بھی پیدا نہیں ہوتا اور ہم رمضان کے رخصت ہوتے ہی رقص و سرور میں مدہوش ہو کر اللہ عز و جل کو بھول جاتے ہیں۔

میرے عرض کرنے کا مقصد یہ نہیں ہے کہ عید نہ منائی جائی۔ یقیناً عید منانی چاہئے مگر ساتھ ہی ساتھ اللہ تبارک و تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہیں ہونا چاہئے۔ چاہے خوشی کا موقع ہو یا غم کا۔ جیسا کہ حضور تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”أَوَّلُ مَنْ يُدْعَى إِلَى الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِينَ يَحْمَدُونَ اللَّهَ فِي الْبُيُوتِ وَالصَّرَآءِ“ جنہیں قیامت کے دن سب سے پہلے جنت کی طرف بلایا جائے گا وہ ہوں گے جو خوشی و غم میں اللہ عز و جل کی حمد کرتے ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کو اس شب میں یاد کرنے کی فضیلت حدیث پاک میں اس طرح مروی ہے کہ حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ جو عیدین کی راتوں میں قیام کرے اس کا دل اس دن نہ مرے گا

جس دن لوگوں کے دل مرے گے۔

دوسری روایت میں اس طرح منقول ہے کہ اصہبانی معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جو پانچ راتوں میں شب بیداری کرے اس کے لئے جنت واجب ہے۔ ذی الحجہ کی آٹھویں، نویں اور دسویں شب، عید الفطر کی رات اور شعبان کی پندرہویں رات یعنی شبِ برأت۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! نئی صادق و مصدوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مذکورہ بالا احادیث کریمہ میں شبِ عید میں قیام یعنی رات میں جاگ کر عبادت کرنے کی فضیلت بیان فرمادی، پہلی حدیث میں یہ ارشاد فرمایا کہ جب سارے لوگوں کے دل مردہ ہوں گے اس وقت اس شخص کا دل زندہ رہے گا جو شخص اس رات میں جاگ کر عبادت کرتا ہے اور دوسری روایت میں یہ فرمایا کہ جو اس رات میں عبادت کرے گا اس کے لئے جنت واجب ہو جائے گی۔ اب مجھے بتائیے کہ کون شخص زندہ دلی نہیں چاہتا یقیناً ہم میں کا ہر شخص یہ چاہے گا کہ اس کا دل زندہ ہو۔

زندگی زندہ دلی کا نام ہے
مردہ دل کیا خاک جیا کرتے ہیں
اسی طرح ہر شخص جنت بھی چاہتا ہے مگر جنت حاصل کرنے کے لئے گناہ نہیں بلکہ نیکیاں کام آتی ہیں، ہمارا تو یہ حال ہے کہ گناہ پہ گناہ کرتے جاتے ہیں اور یہ تصور کرتے ہیں کہ جنت ہمارے نام سے ہی بنائی گئی ہے۔ یاد رکھیں کہ جہنم اللہ تعالیٰ نے تیار کر رکھا ہے ان لوگوں کے لئے جو اس کی اطاعت نہیں کرتے ہیں۔ ایک عربی شاعر نے کیا خوب کہا ہے

تَصِلُ الذُّنُوبُ إِلَى الذُّنُوبِ وَأَنْتَ
تَرْتُجِي
دَرْكَ الْجَنَانِ بِهَا وَفَوْزَ الْعَابِدِ
وَنَسِيتَ أَنَّ اللَّهَ أَخْرَجَ آ

دَمًا مِنْهَا بِذَنْبٍ وَاحِدٍ

یعنی تم گناہ پہ گناہ کئے جا رہے ہو اور اس سے جنت اور عبادت کرنے والے کی طرح کامیابی کی امید رکھتے ہو، کیا تم یہ بھول گئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو فقط ایک خطا اجتہادی کی وجہ سے جنت سے نکال دیا تھا۔

لہذا ہمیں شبِ عید بھی اللہ کی یاد میں اور گناہوں سے اپنے آپ کو بچاتے ہوئے گزارنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

عید الفطر کا بیان

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ماہ رمضان المبارک کے گزرنے کے فوراً بعد خدائے تعالیٰ ہمیں عید منانے کا موقع عطا فرماتا ہے یہ اس کا کتنا بڑا احسان ہے لیکن افسوس امت مسلمہ عید سعید کے حقیقی مفہوم سے ناواقف ہے۔ ہمارا خیال یہ ہے کہ اس میں صرف ہمیں دو رکعت نماز ادا کرنے کے بعد گھوم پھر کے اور فضول کاموں میں اسے گزار دینا ہے، حتیٰ کہ بعض نوجوان دو گناہ ادا کرنے کے فوراً بعد گھومنے پھرنے کی جگہوں، سنیما ہالوں اور پکنک Picnic کی جگہوں کی طرف روانہ ہو جاتے ہیں اور ماہ رمضان جو ہمیں گناہوں سے روکنے کے لئے آیا تھا اور ہمیں تقویٰ کا درس دینے آیا تھا اس کے گزر جانے کے بعد تقویٰ کا تصور ہی ہمارے دل سے ختم ہو جاتا ہے۔ یاد رکھیں! اسلام خوشی منانے کا حکم دیتا ہے مگر وہ خوشی جس میں شریعت مطہرہ کے احکام کی خلاف ورزی کی جائے اسلام اس کی ہرگز اجازت نہیں دیتا۔ ہمیں عید کا دن کیسے گزارنا چاہئے مندرجہ ذیل سطور کو پڑھیں اور عمل کرنے کی کوشش کریں۔

عید منانا کب سے شروع ہوا

ابوداؤد حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے اس زمانے میں اہل مدینہ سال میں دو دن خوشی مناتے تھے (مہرگان دیروز) فرمایا یہ کیا دن ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا جاہلیت میں ہم ان دنوں میں خوشی مناتے تھے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان کے بدلے میں ان سے بہتر دو دن تمہیں دئے، عید الاضحیٰ اور عید الفطر۔

عید کا دن کیسے گزاریں

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اسلام دین فطرت ہے اس نے اپنے ماننے والوں کو حیات کے ہر لمحہ کے لئے اصول اور ضابطہ مہیا فرمایا ہے، عید منانے کے اصول عطا فرمائے ہیں۔ اسلاف کرام کی تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اس مبارک دن بکثرت اللہ کی عبادت کرتے تھے، غریبوں کی غمخواری کرتے، یتیموں، یواؤں کا سہارا بنتے وغیرہ وغیرہ۔ اللہ رب العزت ہمیں بھی ان پاک باز نفوسِ قدسیہ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

نماز عید کا طریقہ

پہلے اس طرح نیت کرے کہ نیت کی میں نے دو رکعت نماز عید الفطر یا عید الاضحیٰ کی چھ تکبیروں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے لئے (مقتدی یہ بھی کہے: پیچھے اس امام کے) منہ میرا طرف کعبہ شریف کے۔ پھر دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھائے اور اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باند لے اور ٹاپڑھے۔ پھر کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ چھوڑ دے۔ پھر کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ چھوڑ دے پھر کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لے۔ چوتھی تکبیر کے بعد امام آہستہ سے اعوذ باللہ و بسم اللہ پڑھ کر بلند آواز سے الحمد اور کوئی سورہ پڑھے اور رکوع و سجدہ سے فارغ ہو کر دوسری رکعت میں پہلے الحمد اور کوئی سورہ پڑھے پھر تین بار کانوں تک ہاتھ اٹھا کر ہر بار اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ چھوڑ دے اور چوتھی تکبیر میں بلا ہاتھ اٹھائے تکبیر کہتا ہوا رکوع میں چلا جائے اور باقی نماز دوسری نمازوں کی طرح پوری کرے۔ سلام پھیرنے کے بعد امام دو خطبے پڑھے پھر دعا مانگے۔ پہلے خطبہ کر شروع کرنے سے پہلے امام نوبار اور دوسرے کے لئے سات بار اور ممبر سے اترنے سے پہلے چودہ بار اللہ اکبر آہستہ سے کہے کہ یہ سنت ہے۔

(درمختار جلد اول ص ۵۶۱)

غریبوں کا خیال رکھیں

یوں تو دین اسلام نے ہر لمحہ غریب پروری، مفلسوں کی مدد اور یتیموں اور مسکینوں کی فریاد رسی کا درس دیا ہے، خصوصاً عید کے دن انہیں نہ بھولنا چاہئے۔ اسی لئے بانی اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عید کی نماز ادا کرنے سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنے کا حکم فرمایا تاکہ مسلمان اس خوشی کے موقع پر اپنے غریب بھائیوں کو بھی یاد رکھیں اور اپنی خوشی میں انہیں بھی شریک کر لیں۔ اب صدقہ فطر کے حوالے سے چند مسائل ملاحظہ کریں۔

☆ صدقہ فطر ہر مسلمان آزاد مالک نصاب پر جس کی نصاب حاجتِ اصلیہ سے فارغ ہو، واجب ہے۔ اس میں عاقل بالغ ہونے کی شرط نہیں۔ نابالغین کا صدقہ ان کے ولیوں پر واجب ہے۔

☆ صدقہ فطر شخص پر واجب ہے، مال پر نہیں۔ لہذا اگر کوئی شخص مر گیا تو اس کے مال سے صدقہ فطر واجب نہیں۔

☆ صبح صادق شروع ہونے کے بعد جو بچہ پیدا ہوا یا جو کافر مسلمان ہوا یا جو فقیر غنی ہوا اس پر صدقہ فطر واجب نہ ہوا۔

☆ صبح صادق شروع ہونے سے پہلے کافر مسلمان ہو گیا یا بچہ پیدا ہوا یا جو فقیر تھا وہ غنی ہو گیا تو صدقہ فطر واجب ہے۔ اسی طرح جو صبح صادق شروع ہونے کے بعد مر اس پر صدقہ فطر واجب ہے۔ خلاصہ یہ کہ صدقہ فطر صبح صادق شروع طلوع ہوتے ہی واجب ہو جاتا ہے۔

☆ صدقہ فطر واجب ہونے کے لئے روزہ رکھنا شرط نہیں ہے، اگر کسی عذر، سفر، بیماری، بڑھاپے کی وجہ سے یا (معاذ اللہ) بلا عذر روزہ نہ رکھا تب بھی اس پر واجب ہے۔

☆ صدقہ فطر انہیں کو دینا جائز ہے جن کو زکوٰۃ دینا جائز ہے، جن کو زکوٰۃ نہیں دے

سکتے انہیں فطرہ بھی نہیں دے سکتے۔ (بہارِ شریعت)

☆ صدقہ فطر کی مقدار یہ ہے کہ گیہوں یا اس کا آٹا یا ستوا دھاصاع، کھجور یا منقہ یا جو یا اس کا آٹا یا ستوا ایک صاع۔ گیہوں یا جو دینے سے ان کا آٹا دینا افضل ہے اور اس سے افضل یہ ہے کہ ان کی قیمت دے۔

اعلیٰ درجہ کی تحقیق اور احتیاط یہ ہے کہ صاع کا وزن تین سوا کیا ون روپیہ بھر ہے اور آدھا صاع کا وزن ایک سو چھتر روپیہ اٹھنی بھر اوپر ہے۔ یعنی اسی بھر کے نمبری سیر سے جو آج کل ہندوستان کے اکثر بڑے شہروں میں رائج ہے، ایک صاع چار سیر سوا چھ چھٹانک کا ہوتا ہے اور آدھا صاع دو سیر سوا تین چھٹانک کا ہوتا ہے۔ آسانی اور زیادہ احتیاط اس میں ہے کہ گیہوں سوا دو سیر نمبری یا جو ساڑھے چار سیر نمبری ایک ایک شخص کی طرف سے دیں۔ نئے پیمانے سے نصف صاع گیہوں کا وزن دو کلو گرام اور تقریباً ۴۲ گرام ہوگا۔

عید کے دن یہ باتیں مستحب ہیں

جامت بنوانا، ناخن کاٹنا، غسل کرنا، مسواک کرنا، اچھے کپڑے پہننا (نیا ہوتا نیا ورنہ صاف ستھرا دھلا ہوا) عمامہ باندھنا، انگوٹھی پہننا، خوشبو لگانا، صبح کی نماز محلہ کی مسجد میں پڑھنا، عید گاہ جلد جانا، نماز سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنا، عید گاہ کو پیدل جانا، دوسرے راستے سے واپس آنا، نماز کو جانے سے پہلے چند کھجوریں کھالینا، تین پانچ یا سات یا کم و بیش مگر طاق عدد میں ہوں۔ کھجوریں نہ ہوں تو کچھ میٹھی چیز کھالے۔ خوشی ظاہر کرنا، کثرت سے صدقہ دینا، عید گاہ کو اطمینان و وقار سے اور نیچی نگاہ کئے جانا، آپس میں مبارک باد دینا یہ سب باتیں عید کے دن مستحب ہیں۔

ان باتوں سے پرہیز کریں

اب ہم چند ایسی چیزوں کا ذکر کرنے جا رہے ہیں جو ہمارے معاشرے میں

رانج ہیں مگر شریعت کی رو سے ان کا کرنا کسی طور پر درست نہیں بلکہ دنیا و آخرت میں تباہی کا سبب ہیں۔

☆ عید کا دن آنے پر عام طور پر مسلمان سنیمیا، ڈراما، سرکس وغیرہ دیکھنے جاتے ہیں۔

☆ بعض مسلمان عید کے دن شراب نوشی، جوا وغیرہ کھیتے ہیں۔

☆ بعض جگہوں پر گانے وغیرہ لگا کر لڑکوں کے ساتھ ساتھ لڑکیاں بھی ناچتی ہیں۔

☆ بعض جگہوں پر پٹانے وغیرہ پھوڑے جاتے ہیں۔

☆ بعض لوگ غیر مسلموں کی باقاعدہ اہتمام کے ساتھ دعوت کرتے ہیں اور انہیں

☆ بھی اپنے اس مقدس تہوار میں شریک کرنا چاہتے ہیں۔
بعض جگہوں پر باقاعدہ ٹی۔وی لگا کر لوگوں کو جمع کر کے لوگ فلمیں دیکھتے ہیں۔ (معاذ اللہ)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ امور کا ارتکاب سراسر اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ناراضگی کا سبب بنتے ہیں، مذکورہ افعال مذمومہ و قبیحہ کے ارتکاب سے ہم ہرگز فلاح دارین کی ابدی سعادتوں کو حاصل نہیں کر سکیں گے۔ فلاح و کامیابی تو اللہ عز و جل اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری میں ہے۔

اے اللہ! ہم سب کو اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیاری سنتوں پر

عمل کرنے کی توفیق عطا فرما۔ (آمین)



برکاتِ قربانی

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ماہِ ذی الحجہ اسلامی سال کا سب سے آخری مہینہ ہے اور قرآنِ پاک میں جن چار مہینوں کے حرمت والے ہونے کا تذکرہ ہے، ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔ قرآنِ مقدس میں اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا ”إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ“ بے شک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں اللہ کی کتاب میں جب سے اس نے آسمان و زمین بنائے، ان میں چار حرمت والے ہیں۔ (پ ۱۰، سورہ توبہ آیت ۳۶)

حرمت والے چار مہینے، رجب، ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم ہیں۔ مگر دیگر مہینوں پر ماہِ ذی الحجہ کی عظمت و فضیلت چند وجوہات سے ہے۔ یہ اجتماعِ عظیم کا مہینہ ہے کیوں کہ اس ماہ میں دنیا کے ہر گوشے سے مسلمان حج بیت اللہ اور زیارتِ خانہ کعبہ کے لئے حدودِ حرم میں داخل ہو جاتے ہیں، یہ صبر کا مہینہ ہے کہ مسلمان عرفات کے میدان میں تپتی ہوئی دھوپ میں وقوفِ عرفہ کرتے اور بے شمار صعوبتوں کے باوجود محض رضائے الہی کے واسطے ”لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ“ کا نعرہ بلند کرتے ہوئے خدائے وحدہ لا شریک کی بزرگی اور برتری بیان کرتے ہیں، یہی وہ مہینہ ہے جس میں مسلمان اللہ عزوجل کی برگزیدہ بندی حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یاد مناتے ہوئے صفا اور مروہ کی سعی کرتے ہیں۔

اسی طرح اس کی فضیلت اس طور پر بھی ہے کہ قرآنِ مقدس میں اللہ عزوجل

نے اس ماہ کے عشرہ اولیٰ کی قسم یاد فرمائی ہے چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے ”وَالْفَجْرِ وَ
لَيَالٍ عَشْرٍ“ اس صبح کی قسم اور دس راتوں کی۔ (پ ۳۰، سورہ فجر آیت ۱، ۲)

ایک تفسیر کے مطابق یہاں صبح سے مراد پہلی ذوالحجہ کی صبح ہے اور یہاں ”لَيَالٍ
عَشْرٍ“ کے بارے میں حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
ہے کہ ان راتوں سے مراد ذوالحجہ کی پہلی دس راتیں ہیں۔

احادیثِ مبارکہ میں بھی اس ماہ کے فضائل بیان کئے گئے ہیں، خصوصاً اس
کے پہلے عشرہ کی متعدد فضیلتیں وارد ہیں۔

عشرہ ذی الحجہ احادیث کے آئینہ میں

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل کے
پیارے رسول داناۓ خفایا و غیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ”مَا مِنْ أَيَّامٍ
الْعَمَلُ فِيهِنَّ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ مِنْ هَذِهِ الْأَيَّامِ الْعَشْرِ فَأَتُوايَا رَسُولَ اللَّهِ وَ
لَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَالَ وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ
بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فَلَمْ يَرْجِعْ مِنْ ذَلِكَ بِشَيْءٍ“ کوئی ایسا دن نہیں جس میں اللہ
کے نزدیک ان دنوں سے زیادہ کوئی نیکی محبوب ہو۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین
نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کی راہ میں جہاد کرنا بھی؟ آپ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! اللہ کی راہ میں جہاد کرنا بھی مگر جب کہ کوئی شخص اپنی
جان اور مال لے کر اللہ کی راہ میں نکلا اور ان میں سے کچھ لے کر بھی واپس نہ آیا۔
(مشکوٰۃ شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ کی راہ
میں جہاد کرنے والا اللہ کے دین کی سر بلندی کے لئے کفار و مشرکین سے جہاد کرتا ہے،
اس کے بدن پر زخم آتے ہیں وہ انہیں برداشت کرتا ہے، اسے تکلیف ہوتی ہے وہ صبر

کرتا ہے اور اپنی پیاری جان کا نذرانہ پیش کر کے مجاہد کا عظیم رتبہ حاصل کرتا ہے مگر اس کے باوجود جو شخص ذی الحجہ کے دس دن اللہ عز و جل کی عبادت اور اس کی طاعتوں میں گزار دے اس کی یہ نیکیاں مجاہد فی سبیل اللہ کی نیکیوں پر غالب ہو جاتی ہیں۔

عشرۃ ذی الحجہ کی عبادات

حضرت شیخ ابوالبرکات نے بالاسناد بیان فرمایا کہ حضرت عطاء بن ابی رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے خود سنا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرما رہی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک شخص گانا سننے کا بہت دلدادہ تھا لیکن ذی الحجہ کا چاند کچھ کر صبح سے روزہ رکھ لیتا تھا، اس کی اطلاع حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچی، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو بلا کر لاؤ، وہ شخص حاضر خدمت ہوا، آپ نے دریافت فرمایا کہ تم ان دنوں کے روزے کیوں رکھتے ہو؟ (کون سی ایسی چیز ہے جس نے تم کو ان دنوں کے روزوں پر ابھارا) اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ دن حج کے ہیں اور عبادت کے ہیں اور میری خواہش ہے کہ اللہ ان کی دعائیں مجھے بھی شریک کر دے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم جو روزے رکھتے ہو اس کے ہر روزے کے عوض تم کو سونگلام آزاد کرنے، قربانی کے لئے حرم میں سواونٹ بھیجنے اور جہاد میں سواری کے لئے سو گھوڑے دینے کا ثواب ہوگا۔ (غنیۃ الطالبین)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! عشرۃ ذی الحجہ کے روزے نفلی ہیں، ایسا نہیں کہ اگر کوئی شخص نہ رکھے تو گنہگار ہوگا، خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو ان دنوں میں روزہ رکھتے ہیں اور خدائے وحدہ لا شریک کی خوشنودی حاصل کرتے ہیں ہمیں بھی کوشش کرنی چاہئے کہ ان ایام میں روزے رکھ کر مذکورہ بالا فضائل و برکات کو حاصل کریں۔ اللہ عز و جل ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

دن کو روزے رات کو قیام

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ”مَا مِنْ أَيَّامٍ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ أَنْ يُتَعَبَّدَ لَهُ فِيهَا مِنْ عَشْرِ ذِي الْحِجَّةِ يَعْدِلُ صِيَامُ كُلِّ يَوْمٍ مِنْهَا بِصِيَامِ سَنَةٍ وَ قِيَامُ كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْهَا بِقِيَامِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ“ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ دن جس میں اس کی عبادت کی جائے، ذی الحجہ کے دس دن ہیں کہ اس کے ہر دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر اور ہر رات کا قیام شبِ قدر کے قیام کے برابر ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

حضرت شیخ ابوالبرکات نے بالاسناد حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے عشرہ ذی الحجہ کی کسی تاریخ کو رات بھر عبادت کی تو گویا اس نے سال بھر حج اور عمرہ کرنے والے کی سی عبادت کی اور جس نے عشرہ ذی الحجہ کے روزے رکھے تو گویا اس نے پورے سال عبادت کی۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! کتنی عظیم فضیلت ہے ذی الحجہ کے عشرہ کی کہ بندہ ایک روزہ رکھے اور مولیٰ عزوجل ایک سال کے روزے کا ثواب عنایت فرمائے، بندہ ایک رات قیام و عبادت میں گزارے اور مولیٰ عزوجل شبِ قدر میں عبادت کرنے کا ثواب عطا فرمائے۔ شبِ قدر جس میں عبادت کرنا ایک ہزار راتوں کی عبادت سے بڑھ کر ہے، بندہ بڑی آسانی کے ساتھ عشرہ ذی الحجہ کی کسی شب میں عبادت کر کے وہ فضیلت حاصل کر سکتا ہے۔

عشرہ ذی الحجہ اور اعمالِ صالحہ

جو شخص ان دس ایام کی عزت و قدر کرتا ہے اللہ تعالیٰ یہ دس چیزیں اس کو مرحمت فرما کر اس کی عزت افزائی کرتا ہے۔

- ۱۔ اس کی عمر میں برکت عطا فرماتا ہے۔
- ۲۔ اس کے مال میں برکت عطا فرماتا ہے۔
- ۳۔ اس کے اہل و عیال کی حفاظت فرماتا ہے۔
- ۴۔ اس کے گناہوں کا کفارہ بنادیتا ہے۔
- ۵۔ نیکیوں میں اضافہ فرماتا ہے۔
- ۶۔ نزع میں آسانی پیدا فرمادیتا ہے۔
- ۷۔ ظلمت میں روشنی عطا فرمائے گا۔
- ۸۔ میزان میں سنگینی (وزن) کر دیتا ہے۔
- ۹۔ دوزخ کے طبقات سے نجات عطا فرماتا ہے۔
- ۱۰۔ جنت کے درجات پر عروج عطا فرماتا ہے۔

جس نے اس عشرہ میں کسی مسکین کو کچھ خیرات دی اس نے گویا اپنے پیغمبروں کی سنت پر صدقہ دیا، جس نے ان دنوں میں کسی کی عیادت کی اس نے اولیاء اللہ اور ابدال کی عیادت کی، جو کسی کے جنازہ کے ساتھ گیا گویا اس نے شہیدوں کے جنازہ میں شرکت کی، جس نے کسی مومن کو اس عشرہ میں لباس پہنایا اللہ تعالیٰ اس کو اپنی طرف سے خلعت پہنائے گا، جو کسی یتیم پر مہربانی کرے گا اللہ تعالیٰ اس پر عرش کے نیچے مہربانی فرمائے گا، جو شخص کسی عالم کی مجلس میں اس عشرہ میں شریک ہوا وہ گویا انبیاء اور مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں شریک ہوا۔ (غنیۃ الطالبین)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! عشرہ ذی الحجہ کی عزت کرنے سے مراد یہ ہے کہ ان دس ایام میں فرائض و واجبات کی پابندی کے ساتھ ساتھ حتی الامکان نفلی عبادتیں کرتا رہے۔ اگر ہم نے یقیناً اس ماہ کی عزت کی تو مذکورہ بالا فرمان کے مطابق ہمیں بے شمار برکتیں میسر آئیں گی۔

عشرہ ذی الحجہ اور انبیائے کرام

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! شیخ ابو البرکات نے بالاسناد حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا: ذی الحجہ کے اول عشرہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توبہ قبول فرمائی اور ان کو اپنی رحمت سے نوازا، اس وقت وہ عرفہ میں تھے۔ عرفہ میں حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی خطا کا اعتراف کر لیا تھا۔

اسی عشرہ میں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی دوستی سے نوازا (اپنا دوست اور خلیل بنایا) اسی عشرہ میں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کعبہ کی بنیاد رکھی۔ اسی عشرہ میں حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کلام کی عزت عطا ہوئی۔ اسی عشرہ میں حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لغزش معاف کی گئی۔ (غنیۃ الطالبین)

یوم عرفہ کی فضیلت اور اس کا روزہ

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! یوم عرفہ یعنی نویں ذی الحجہ کے بارے میں حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک عرفہ سے زیادہ کوئی دن افضل نہیں۔ عرفہ کے دن اللہ تبارک و تعالیٰ آسمان دنیا کی طرف خاص تجلی فرماتا ہے اور زمین والوں کے ساتھ آسمان والوں پر مباحات کرتا ہے، ان سے فرماتا ہے: میرے بندوں کو دیکھو کہ پراگندہ سر، گرد آلود، دھوپ کھاتے ہوئے، دور دور سے میری رحمت کے امیدوار حاضر ہوئے۔ تو عرفہ کے دن سے زیادہ، جہنم سے آزاد ہونے والے کسی دن میں نہیں دیکھے گئے۔ (بزاز، ابن خزیمہ)

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عرفہ سے زیادہ کسی دن میں اللہ تعالیٰ

اپنے بندوں کو جہنم سے آزاد نہیں فرماتا پھر ان کے ساتھ ملائکہ پر مباحثات فرماتا ہے۔

(مسلم، نسائی، ابن ماجہ)

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: مجھے اللہ پر گمان ہے کہ عرفہ کا روزہ ایک سال قبل اور ایک سال بعد کے گناہ مٹا دیتا ہے۔ (مسلم، ابوداؤد، ترمذی)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوم عرفہ کے روزے کو ہزاروں دن کے روزوں کے برابر قرار دیتے ہیں اور دو سالوں کے گناہوں کی معافی۔ ایک سال گزشتہ اور ایک سال آئندہ کی۔

(فتاویٰ رضویہ، ج ۴، ص ۶۵۹)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ بالا احادیث مبارکہ سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

- ۱۔ عرفہ کے دن اللہ عزوجل آسمان دنیا کی طرف خاص تجلی فرماتا ہے۔
- ۲۔ آسمان والوں سے زمین والوں پر فخر کا اظہار فرماتا ہے۔
- ۳۔ عرفہ کے دن اللہ عزوجل کثیر تعداد میں گنہگاروں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے۔
- ۴۔ عرفہ کے دن روزہ رکھنا ایک سال پیچھے اور ایک سال آگے کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

۵۔ عرفہ کے دن روزہ رکھنا ہزاروں سال کے روزوں کے برابر ہے۔

لہذا ہمیں یوم عرفہ جیسی نعمت عظیمہ کی قدر کرتے ہوئے اس دن روزہ رکھنا چاہئے اور اللہ کی اس نعمت سے بھرپور استفادہ کرنا چاہئے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ماہ ذی الحجہ کی عظمت اور فضیلت اس وجہ سے اور بڑھ جاتی ہے کہ اس کی نسبت اللہ عزوجل کے دو

برگزیدہ پیغمبر (حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام) سے ہے اور اس ماہ میں اللہ کی راہ میں ان کی دی ہوئی قربانی کی یاد کو تازہ کیا جاتا ہے۔

ماہ ذی الحجہ کا چاند دیکھتے ہی سارے مسلمان قربانی کی تیاری میں لگ جاتے ہیں اور اللہ کی رضا کے لئے اس کی راہ میں مالی قربانی کے لئے تیاری کرنے لگتے ہیں مگر اکثر مسلمان قربانی کی حقیقت و حکمت سے باخبر نہیں جس کی وجہ سے وہ قربانی کی برکتوں سے محروم رہتے ہیں۔ لہذا ہم قربانی کے حوالے سے چند سطور تحریر کر رہے ہیں تاکہ ان کو پڑھ کر مسلمان قربانی کی حقیقت و حکمت سے آشنا ہوں اور قربانی کا جذبہ مزید پختہ ہو جائے۔

نبی اکرم کو قربانی کا حکم

اللہ عزوجل نے قرآن مقدس میں ارشاد فرمایا ”إِنَّا أَعْطَيْنَكَ الْكَوْثَرَ ۝ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ“ اے محبوب! بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائی، تو تم اپنے رب کے لئے نماز پڑھو اور قربانی کرو بے شک جو تمہارا دشمن ہے وہی ہر خیر سے محروم ہے۔ (پ ۳۰ سورہ کوثر)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس سورت میں اللہ جل مجدہ الکریم نے سب سے پہلے اس بات کا ذکر فرمایا کہ ہم نے نبی اکرم صاحبِ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں اور پھر ہم انہیں یہ حکم فرما رہے ہیں کہ وہ میرے لئے نماز پڑھیں اور قربانی کریں۔

اس ترتیب سے اس بات کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ اللہ عزوجل کی عطا کردہ نعمتوں پر شکر ادا کرنے کا بہترین ذریعہ نماز ہے اور اس کے بعد قربانی کرنا۔

قربانی کا معنی

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! لفظ قربانی جو اردو میں استعمال کیا جاتا ہے اس کو عربی زبان میں ”قَرْبَانٌ“ کہتے ہیں جیسا کہ قرآن مقدس میں موجود ہے ”حَتَّىٰ يَأْتِيَنا بِقُرْبَانٍ تَأْكُلُهُ النَّارُ“ (پ ۴، آیت ۱۸۳) لفظ قربان ”قُرب“ سے بنا ہے جس کا معنی ہے قریب ہونا۔ تو گویا قربانی اللہ عزوجل سے قریب ہونے کا ایک ذریعہ ہے کہ جو لوگ صدق دل سے خلوص کے ساتھ قربانی کرتے ہیں وہ لوگ اللہ عزوجل سے قریب ہو جاتے ہیں۔

قربانی کیا ہے ؟

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب نے عرض کیا یا رسول اللہ! ”مَا هَذِهِ الْأَصْحَابُ قَالَ سُنَّةُ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالُوا فَمَا لَنَا فِيهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ بِكُلِّ شَعْرَةٍ حَسَنَةٍ قَالُوا فَالْصُّوْفُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ بِكُلِّ شَعْرَةٍ مِنَ الصُّوْفِ حَسَنَةٌ“ یہ قربانیاں کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: تمہارے باپ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے، انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارے لئے اس میں کیا ہے؟ آپ نے فرمایا ہر بال کے برابر نیکی ہے۔ صحابہ نے عرض کیا بھیڑ کے بال؟ آپ نے فرمایا بھیڑ کے بال کے ہر سوت کے برابر نیکی ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

حقیقت قربانی

شمس الاممہ امام سرخسی حنفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں، مالی عبادت دو قسم کی ہیں، ایک بہ طریق تملیک ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کسی کو کوئی چیز دے دینا) جیسے صدقات و زکوٰۃ وغیرہ اور ایک بطریق اتلاف ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کسی چیز کو ہلاک کر دینا) جیسے غلام آزاد کرنا۔ قربانی میں یہ دونوں قسمیں جمع ہو جاتی

ہیں، اس میں جانور کا خون بہا کر اللہ کا قرب حاصل کیا جاتا ہے، یہ اِتلاف ہے اور اس کے گوشت کو صدقہ کیا جاتا ہے، یہ تملیک ہے۔

قربانی کب سے شروع ہوئی

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! فرمان باری تعالیٰ ہے ”وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ“ اور ہر امت کے لئے ہم نے ایک قربانی مقرر فرمائی کہ اللہ کا نام لیں اس کے دئے ہوئے بے زبان چوپایوں پر۔ (پ ۷۱ رکوع ۱۱، آیت ۳۴)

پتہ چلا کہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں قربانی پیش کرنے کا رواج بہت پہلے سے چلا آ رہا ہے، مگر قبل از اسلام اس کی صورت دوسری تھی، وہ اس طور پر کہ جو قربانی اللہ عزوجل کی بارگاہ میں مقبول ہو جاتی تھی تو ایک سفید رنگ کی بغیر دھوئیں والی آگ شرائے مارتی ہوئی آسمان سے اترتی تھی اور مقبول قربانی کو جلا کر خاک کر جاتی تھی، جسے لوگ اپنی آنکھوں سے دیکھتے تھے۔ حتیٰ کہ لوگ جھگڑے کی صورت میں اپنی حقانیت بھی اسی طرح ثابت کرتے تھے کہ جو سچا ہوتا تھا اس کی قربانی کو آگ جلا جاتی تھی، جھوٹے کی قربانی یوں ہی پڑی رہتی تھی، چنانچہ جب ہابیل وقابیل عقلمیہ نامی ایک عورت کے بارے میں جھگڑے کہ وہ کس کے لئے حلال ہے تو ان دونوں نے قربانیاں پیش کیں جسے انہوں نے پہاڑ پر رکھ دیا، ہابیل کی قربانی قبول ہوئی کہ اسے غیبی آگ جلا گئی، قابیل کی قربانی رد کر دی گئی کہ اسی طرح رہی۔ مگر امت محمدیہ کو یہ بھی ایک خصوصیت حاصل ہے کہ وہ اپنی قربانی کے گوشت کو خود کھا سکتے ہیں۔

حضرت ابراہیم کا خواب

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قربانی کے واقعہ کو قرآن مقدس میں اس

طرح بیان فرمایا، فرمانِ خداوندی ہے ”فَبَشِّرْنَهُ بَعْلِمٍ حَلِيمٍ ۝ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَبْنَئِي إِنِّي لَا أَرَىٰ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرَىٰ“ تو ہم نے اسے خوشخبری سنائی ایک عقلمند لڑکے کی پھر جب وہ اس کے ساتھ کام کے قابل ہو گیا کہا اے میرے بیٹے! میں نے خواب دیکھا میں تجھے ذبح کرتا ہوں، اب تو دیکھ تیری کیا رائے ہے؟ (پ ۲۳ سورہ صافات آیت ۱۰۲)

مروی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آٹھویں ذوالحجہ کی رات کو خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا کہ اپنے بیٹے کو ذبح کیجئے۔ جب صبح کو اٹھے تو سارا دن اسی شش و پنج میں گزرا کہ نامعلوم یہ حکم واقعی من جانب اللہ ہے یا دوسرے ہے۔ اسی لئے اس دن کا نام ”یَوْمُ تَرْوِيهِ“ (سوچ کا دن) ہے۔ پھر نویں ذی الحجہ کو خواب میں اسی طرح کا حکم سنا تو صبح کو اٹھے تو یقین کیا کہ واقعی یہ حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اسی لئے اس دن کا نام ”یَوْمُ عَرَفَةِ“ (پہچاننے کا دن) ہے۔ پھر یہی خواب دسویں ذی الحجہ کی شب کو دیکھا تو صبح اٹھ کر عزم کیا کہ صاحبزادے کو ضرور ذبح کروں گا۔ اس لئے اس دن کا نام ”یَوْمُ النَّحْرِ“ (قربانی کا دن) رکھا گیا۔ (روح البیان، تفسیر مظہری)

انبیائے کرام کے خواب

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس بات پر اہل سنت و جماعت کا اتفاق ہے کہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے خواب بھی وحی الہی ہوا کرتے ہیں۔ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث نقل فرمائی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا ”أَوَّلُ مَا بُدِيَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ الرَّئِيَا الصَّالِحَةُ فِي الْمَنَامِ“ سب سے پہلے سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جو وحی نازل ہوئی وہ بذریعہ خواب تھی۔ اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام پر بھی بذریعہ خواب وحی نازل

کی گئی کہ وہ حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ذبح کریں۔

انبیائے کرام کی آنکھیں سوتی ہیں مگر دل بیدار رہتے ہیں جیسا کہ بخاری شریف میں ایک مقام پر روایت ہے ”الْأَنْبِيَاءُ تَنَامُ أَعْيُنُهُمْ وَلَا تَنَامُ قُلُوبُهُمْ“ انبیائے کرام کی آنکھیں سوتی ہیں مگر دل بیدار ہوتے ہیں۔

حضرت اسماعیل کی رضامندی

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! جب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب کے ذریعہ اللہ کی جانب سے یہ حکم ہو گیا کہ وہ اپنے لختِ جگر کو اللہ کی راہ میں قربان کر دیں تو آپ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اس خواب اور حکمِ خداوندی سے آگاہ فرمایا، حضرت اسماعیل علیہ السلام کی حکمِ خداوندی پر رضامندی کے حوالے سے قرآن پاک ارشاد فرماتا ہے ”قَالَ يَا بَنِيَّ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ“ کہا اے میرے باپ کیجئے جس بات کا آپ کو حکم ہوتا ہے، خدا نے چاہا تو قریب ہے آپ مجھے صابر پائیں گے۔

حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام جانتے تھے کہ ایک نہ ایک دن موت کا آنا یقینی ہے تو کیوں نہ اس جان کو اللہ کے حکم کے آگے تسلیم خم کرتے ہوئے قربان کر دیا جائے۔ اسی لئے حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی جان کی قربانی پیش کرنے پر راضی ہو گئے۔

حقیقت یہ ہے کہ اللہ عز و جل کی جانب سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی آزمائش اور وہ بھی اتنی عظیم آزمائش کہ ان سے انہیں کی جان کو قربان کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے اور وہ اپنی جان کو قربان کرنے کے لئے راضی ہیں، محض اس لئے کہ یہ اللہ عز و جل کا حکم ہے اور حکمِ خدا کی پابندی بندوں کا فریضہ ہوتا ہے۔ ہمیں بھی اللہ عز و جل آزماتا ہے، ہمارا بھی اس دنیا میں امتحان ہوتا ہے، کبھی ہمیں فقر و فاقہ میں مبتلا کر دیا

جاتا ہے، کبھی ہماری نظروں کے سامنے ہمارا نختِ جگر، نورِ نظر دم توڑ دیتا ہے، کبھی ہمیں بیماریوں سے دوچار کر دیا جاتا ہے، کبھی مصائب و آلام میں گرفتار کر دیا جاتا ہے اور اس وقت اگر ہم صبر و ضبط کا مظاہرہ کریں تو ہمیں کیا انعام ملے گا اس کے حوالے سے فرمانِ خداوندی ہے ”وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ۝ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ ۖ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاغِبُونَ ۝ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ“ اور خوشخبری سنا ان صبر والوں کو کہ جب ان پر کوئی مصیبت پڑے تو کہیں ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی طرف پھرنا۔ یہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی درودیں ہیں اور رحمت اور یہی لوگ راہ پر ہیں۔ (پ ۲، سورہ بقرہ

آیت ۱۵۶)

لہذا اگر ہم ان فضائل کو پانا چاہتے ہیں تو ضروری ہے کہ ہم آنے والی مصیبتوں پر صبر کا مظاہرہ کریں اور اسوۂ خلیل و اسماعیل علیہما السلام کو اپنانے کی کوشش کریں۔

شیطان کا فریب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت کعبِ احبار کا قول اور محمد بن اسحاق نے اپنے رواۃ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کا ارادہ کر لیا تو شیطان نے کہا اگر میں اس وقت ابراہیم کے گھر والوں کو نہ بہکا سکا تو پھر کبھی ان کی اولاد میں سے کسی کو نہ بہکا سکوں گا۔ یہ ارادہ کر کے وہ مرد کی شکل میں لڑکے کی ماں حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس پہنچا اور کہنے لگا کیا تم کو معلوم ہے کہ ابراہیم تمہارے بیٹے کو کہاں لے گئے ہیں؟ ماں نے کہا دونوں اس گھاٹی سے لکڑیاں لینے گئے ہیں۔ شیطان نے کہا نہیں خدا کی قسم! ایسا نہیں ہے بلکہ ابراہیم اسماعیل کو ذبح کرنے لے گئے ہیں۔ ماں نے کہا ایسا نہیں ہو

سکتا، وہ تو بیٹے سے بہت پیار کرتے ہیں اور ان کے دل میں بیٹے کی بہت محبت ہے۔ شیطان نے کہا وہ کہتے ہیں کہ اللہ نے انہیں اسماعیل کو ذبح کرنے کا حکم دیا ہے۔ ماں نے کہا کہ اگر ان کے رب نے یہ حکم دیا ہے تو حکم رب کی اطاعت کرنی ہی بہتر ہے۔

شیطان یہاں سے مایوس ہو کر بیٹے کے پاس پہنچا، بیٹا اس وقت باپ کے پیچھے پیچھے جا رہا تھا۔ شیطان نے ان سے کہا لڑکے! کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے باپ تم کو کہاں لے جا رہے ہیں؟ لڑکے نے کہا ہم اس گھاٹی سے گھر کے لئے ایندھن کی لکڑیاں لینے جا رہے ہیں۔ شیطان نے کہا نہیں، خدا کی قسم! اس کا مقصد یہ نہیں بلکہ وہ تم کو ذبح کرنا چاہتا ہے۔ لڑکے نے کہا کیوں؟ شیطان نے کہا اس کا خیال ہے کہ اس کے رب نے اس بات کا حکم دیا ہے۔ لڑکے نے کہا ایسا ہے تو اس کو اپنے رب کے حکم کی اطاعت بسر و چشم کرنی ضروری ہے (میں بھی اس پر راضی ہوں)۔

جب لڑکے نے شیطان کا مشورہ نہ مانا تو شیطان نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف رخ کیا اور کہنے لگا شیخ! کہاں کا ارادہ ہے؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا میں ایک کام سے اس گھاٹی میں جانا چاہتا ہوں۔ شیطان بولا خدا کی قسم! میں جانتا ہوں کہ شیطان نے خواب میں آ کر تم کو اپنے لڑکے کے ذبح کا حکم دیا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پہچان لیا کہ یہ شیطان ہے، بولے دشمنِ خدا! میرے پاس سے ہٹ جا میں ضرور ضرور اپنے رب کے حکم پر عمل کروں گا۔ شیطان غضبناک ہو کر لوٹ گیا اور ابراہیم اور ان کے گھر والوں کے معاملہ میں کچھ بھی کامیاب نہ ہو سکا۔ اللہ نے ان سب کو شیطان سے محفوظ رکھا۔ (تفسیر مظہری، ۱۰/۳۵)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! شیطان انسان کا کھلا ہوا دشمن ہے، قرآن مقدس اور احادیث مبارکہ میں جگہ جگہ اس سے بچنے کی تاکید فرمائی گئی ہے کیوں کہ شیطان اہل ایمان کو ہر نیک کام سے روکنے کی کوشش

کرتا ہے، انہیں صراطِ مستقیم سے بہکا کر غلط راستوں پر ڈال دیتا ہے، انسان کو عیش پرست، حکم عدول اور گناہوں کا عادی بنا دیتا ہے، اس نے اللہ کے عظیم پیغمبر کو بھی بہکانے کی کوشش کی تھی مگر جب کوئی شخص مخلص ہوتا ہے تو اس کے ساتھ اللہ تبارک و تعالیٰ کی تائید ہوتی ہے، حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام اور حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حکم الہی کے آگے اپنا سر تسلیم خم کر دیا تھا اور بے چون و چرا اللہ کے حکم پر عمل کرنے کے لئے تیار ہو گئے تھے، لہذا اس عزم و استقلال کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ عز و جل نے انہیں شیطان کے شر سے محفوظ فرما دیا اور وہ حضرات امتحان میں کامیاب ہو گئے۔

ہم بھی اگر شیطان کے شر سے محفوظ رہنا چاہتے ہیں تو ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم تمام کارہائے خیر میں عزم و استقلال اور خلوص کا مظاہرہ کریں۔

قربانی کے لئے تیار

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اب باپ اور بیٹے کے درمیان کیا معاملہ ہوا اس کو قرآن مقدس بیان فرماتا ہے ”فَلَمَّا أَسْلَمَا وَ تَلَّہُ لِلْجَبِیْنِ“ تو جب ان دونوں نے ہمارے حکم پر گردن رکھی اور باپ نے بیٹے کو ماتھے کے بل لٹایا اس وقت کا حال نہ پوچھ۔

مذکورہ بالا آیت کے تحت صاحبِ تفسیر مظہری تحریر فرماتے ہیں یہ واقعہ منیٰ میں صحرہ کے پاس ہوا، (جب ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو لٹا دیا تو) حضرت اسماعیل علیہ السلام نے عرض کیا اے ابا! میرے بندھن کس کر باندھنا تاکہ میں تڑپ نہ سکوں اور اپنے کپڑے میری طرف سے سمیٹے رکھنا تاکہ میرا خون اُچھل کر آپ کے کپڑے پر نہ پڑ جائے اور میرے اجر میں کمی آجائے اور اس خون کو دیکھ کر میری ماں رنجیدہ ہو جائے اور چھری کو تیز کر لینا اور میرے حلق پر تیزی سے چلا

دینا تا کہ میرے لئے دشواری نہ ہو کیوں کہ موت سخت چیز ہے اور آپ جب میری ماں کے پاس جائیں تو ان کو میرا سلام کہنا اور اگر آپ میرا کرتا میری ماں کے پاس واپس لے جانا چاہتے ہیں تو لے جائیں اس سے ان کو بڑی تسلی ہوگی۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا میرے پیارے بیٹے اللہ کے حکم کی تعمیل کے لئے تو میرا بہت اچھا مددگار ہے۔ پھر بیٹے نے جو کچھ کہا تھا باپ نے ویسا ہی کیا، اول بیٹے کو پیار کیا پھر باندھ دیا اور رونے لگے، پھر اسماعیل علیہ السلام کے حلق پر چھری رکھ دی لیکن چھری سے حلق پر نشان بھی نہ پڑا۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ حلق پر چھری تیز چلانے لگے لیکن چھری کچھ کاٹ نہ سکی۔ اس کے بعد کیا ہوا، قرآن کریم فرماتا ہے ”وَنَادَيْنَاهُ اَنْ يَّابْرٰهِيْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّيَا اَنَا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ“ اور ہم نے اسے ندا فرمائی کہ اے ابراہیم! بے شک تو نے خواب سچ کر دکھایا، ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ایک باپ اپنے بیٹے سے کتنی محبت کرتا ہے، اس کا اندازہ ہر باپ کو ہوتا ہے۔ ایک باپ اپنے بچوں کی اچھی پرورش کے لئے طرح طرح کی مصیبتیں برداشت کرتا ہے، اپنے عزیز شہر یا وطن کو چھوڑ کر دوسرے شہر یا ملک کا سفر کرتا ہے تاکہ رزقِ حلال کما کر اپنے بچوں کے لئے دنیاوی آسائش کے سامان مہیا کر سکے۔ مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا جا رہا ہے کہ اپنے بیٹے کو خود اپنے ہاتھوں سے ذبح کریں۔ اندازہ لگائیے کتنا دردناک منظر ہوگا اور کیسی دل کو ہلا دینے والی کیفیت ہوگی۔ مگر جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کے فرزند ارجمند نے صبر و ضبط کیا اور مرضی خدا کا لحاظ کیا تو آئی ہوئی مصیبت کو اللہ نے دور فرما دیا اور باپ بیٹے کو وہ توفیق عنایت کی جو کسی اور کو نہیں ملی۔ سارے جہاں پر ان کو برتری عطا فرمائی اور ثوابِ آخرت جو ان کے لئے مقرر فرمایا اس کا اظہار

ہی نہیں ہو سکتا۔ ان تمام نعمتوں پر ان دونوں نے اپنے رب کا شکر ادا کیا۔

جب یہ واقعہ درپیش ہوا اس وقت حضرت اسماعیل علیہ السلام کی عمر ۹ سال کی تھی، ۹ سال کا بچہ اتنے شعور و فہم کا مالک ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے لئے آرام اور تکلیف دہ چیزوں کے درمیان تمیز کر سکے مگر حضرت اسماعیل علیہ السلام بغیر کسی چون و چرا کے رضا مندی کا اظہار کر رہے ہیں اور گلے پر چھری رکھی ہوئی ہے مگر زبان پر حرف شکوہ بھی نہیں لاتے آخر ایسا کیوں ہے؟ غور کرنے پر ہم اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بچپن میں ہی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ایسی ذہنی تربیت فرمائی تھی کہ آپ کے ذہن و دماغ میں حکم خداوندی کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کا جذبہ موجزن تھا، یہی وجہ تھی کہ آپ نے اللہ کی راہ میں پیاری جان کا نذرانہ پیش کرنے میں دریغ نہ کیا۔

آج ہم بھی اپنی اولاد کی تربیت کرتے ہیں، ہم بھی ان کے صاف و شفاف ذہن میں کچھ اتارنا چاہتے ہیں، ہم بھی انہیں کچھ سکھانا چاہتے ہیں مگر ہم انہیں ناچنا اور گانا سکھاتے ہیں، ان کے ذہن و دماغ میں بالی ووڈ اور ہالی ووڈ کی محبت اُتارتے ہیں اور جب ہمارا بچہ کسی ایکٹر کی نقل کرتا ہے تو ہمارے دل کو خوشی محسوس ہوتی ہے، جب وہ ناچتا یا گاتا ہے تو ہمیں فرحت اور شادمانی ہوتی ہے مگر اس کا انجام بہت خطرناک ہوتا ہے، کیوں کہ یہی بچہ آگے چل کر خدا اور رسول کا نافرمان ہو جاتا ہے، قدم قدم پر شیطان کے مکر و فریب کا شکار ہوتا ہے، ماں باپ کے حقوق کی پامالی کو اپنے لئے فخر سمجھنے لگتا ہے، لہذا اپنے اسلاف سے ہمیں سبق سیکھنا چاہئے اور ان کے طرز زندگی کو اپنانے کی کوشش کرنی چاہئے تاکہ ان کی برکت سے اللہ عز و جل ہمیں دارین کی سعادتوں سے مالا مال فرمادے۔

قربانی کا مقصد

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ عزوجل نے قرآن مقدس میں ارشاد فرمایا ”إِنَّ هَذَا لَهُوَ الْبَلَاءُ الْمُبِينُ“ بے شک یہ روشن جانچ تھی۔ یعنی اس کے ذریعہ مخلص اور غیر مخلص کی جانچ ہوتی ہے کہ ”إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ إِيَّاكَ نَسْتَعِينُ“ کا دعویٰ محض دعویٰ ہے یا اس کے ساتھ اس کی کوئی دلیل بھی ہے۔ حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام اس امتحان میں کامیاب ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیا میں یہ صلہ دیا کہ ہر سال صاحب استطاعت مسلمانوں پر قربانی کو واجب قرار دے کر ان دونوں حضرات کی یاد منانے کا ذریعہ بنادیا اور انشاء اللہ صبح قیامت تک آنے والے مسلمان ہر سال ان حضرات کو یاد کرتے رہیں گے۔

حضرت اسماعیل کا فدیہ

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی گردن پر چھری پھیرنا شروع کیا تو اللہ عزوجل نے انہیں کس طرح بچالیا، اس کا ذکر کرتے ہوئے رب ذوالجلال ارشاد فرماتا ہے ”وَفَدَيْنَهُ بِذَبْحٍ عَظِيمٍ“ اور ہم نے اسے ایک بڑا ذبیحہ اس کے فدیہ میں دے کر اسے بچالیا۔

روایت میں آیا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک آواز سنی تو نظر اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا، اوپر حضرت جبرئیل علیہ السلام نظر آئے جن کے ساتھ ایک سینگوں والا مینڈھا تھا، حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ آپ کے بیٹے کا فدیہ ہے، اس کی قربانی کر دیجئے۔ اس کے بعد جبرئیل علیہ السلام نے تکبیر کہی اور مینڈھے نے بھی تکبیر کہی اور ابراہیم علیہ السلام اور ان کے بیٹے نے بھی تکبیر کہی پھر منی کے قربان گاہ میں جا کر مینڈھے کو ذبح کر دیا۔

قربانی احادیث کے آئینہ میں

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! احادیث مبارکہ میں بھی قربانی کے متعدد فضائل و فوائد وارد ہیں۔ ذیل میں ہم چند احادیث نقل کرتے ہیں تاکہ قربانی کی عظمت اچھی طرح دل میں جاگزیں ہو جائے۔

سب سے اچھی قربانی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ”نِعْمَةُ الْأُضْحِيَّةِ الْجَدُّ مِنْ الضَّانِّ“ سب سے اچھی قربانی دُنبے کے چھوٹے بچے کی ہے۔ (مشکوٰۃ شریف) حضرت امام احمد نے روایت کی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ افضل قربانی وہ ہے جو باعتبار قیمت اعلیٰ ہو اور خوب فربہ ہو۔

سب سے اچھا عمل

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ”مَا عَمَلُ ابْنِ آدَمَ مِنْ عَمَلٍ يَوْمَ النَّحْرِ أَحَبَّ إِلَى اللَّهِ مِنْ إِهْرَاقِ الدَّمِ وَ إِنَّهُ لَيَأْتِي يَوْمَ الْقِيَمَةِ بِقُرُونِهَا وَ أَسْعَارِهَا وَ أَظْلَافِهَا وَ إِنَّ الدَّمَ لَيَقَعُ مِنَ اللَّهِ بِمَكَانٍ قَبْلَ أَنْ يَقَعَ بِالْأَرْضِ فَطَبِّئُوا بِهَا نَفْسًا“ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قربانی کے دن انسان کے اعمال میں سے سب سے زیادہ پسندیدہ خون بہانا ہے اور بے شک وہ جانور قیامت کے دن اپنی سینگ، بال اور کھر کے ساتھ آئے گا اور بے شک خون زمین پر گرنے سے پہلے ہی اللہ کی بارگاہ میں مقبول ہو جاتا ہے تو اسے دل کی بھلائی کے ساتھ کرو۔ (مشکوٰۃ شریف)

جہنم کی آگ سے حجاب

حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور رحمت

عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے خوش دلی سے طالبِ ثواب ہو کر قربانی کی وہ جہنم کی آگ سے حجاب (روک) ہو جائے گی۔ (طبرانی)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! قربانی بظاہر ایک جانور کو خدائے تعالیٰ کے نام پر ذبح کر دینے کا نام ہے لیکن یاد رکھیں کہ قربانی کا مقصد محض جانوروں کو ذبح کر دینا نہیں بلکہ درحقیقت قربانی کی روح یہ ہے کہ بندہ ایک خاص فداکارانہ جذبہٴ اخلاص سے اپنے دل و دماغ کو منور کر کے اپنے اندر ایثار و فداکاری، ایمانداری و نیکوکاری، تقویٰ و پرہیزگاری، کمال پیدا کرے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں بالکل واضح لفظوں میں قربانی کا مقصد بیان ہوا ”لَنْ يَنَالَ اللَّهُ لُحُومُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلَكِنْ يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنْكُمْ“ ہر گز ہر گز خدا کے دربار میں نہ قربانیوں کا گوشت پہنچتا ہے نہ ان کا خون البتہ تمہاری پرہیزگاری اور نیکوکاری ہے جو دربار خدا میں باریاب ہو جاتی ہے۔ (پ ۱، سورہ حج آیت ۳۶)

یہی وجہ ہے کہ مذکورہ بالا حدیثِ پاک میں یہ فرمایا گیا کہ ”خوش دلی کے ساتھ طلبِ ثواب کے لئے“ لہذا پتہ چلا کہ قربانی اسی وقت ہمیں سودمند ہوگی جب ہم اسے خلوص نیت کے ساتھ کریں کیوں کہ ہر عمل کی طرح قربانی کے لئے بھی جذبہٴ اخلاص شرط ہے۔

سب سے بہتر صدقہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو روپیہ عید کے دن قربانی میں خرچ کیا گیا اس سے زیادہ کوئی روپیہ پیارا نہیں۔ (طبرانی)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ہم دین و دنیا کی ضروریات کے لئے اکثر اوقات کچھ نہ کچھ خرچ کرتے رہتے ہیں اور من جانب

اللہ ہمیں اس پر اجر کثیر عطا کیا جاتا ہے لیکن اللہ کے حکم کو مانتے ہوئے خلوص دل سے جو روپیہ قربانی کے جانور خریدنے کے لئے خرچ کیا جائے اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق وہ روپیہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہے۔

عید گاہ نہ آئے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس میں وسعت ہو اور قربانی نہ کرے وہ ہماری عید گاہ کے قریب نہ آئے۔ (ابن ماجہ)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ساری کائنات کے لئے رحمت بن کر تشریف لائے اس کے باوجود سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غضب تو دیکھو ارشاد فرماتے ہیں: استطاعت کے باوجود قربانی نہ کرنے والا ہماری عید گاہ کے قریب نہ آئے۔ اللہ اکبر!

اب جو لوگ صاحب استطاعت ہونے کے باوجود قربانی نہیں کرتے انہیں اس حدیث سے درس حاصل کرتے ہوئے اللہ عز و جل کی بارگاہ میں توبہ کرنا چاہئے اور خلوص کے ساتھ اللہ عز و جل کے لئے قربانی کرنی چاہئے۔

جنت کی سواری

ایک صاحب کی عادت تھی کہ ایام قربانی میں بکرے کی قیمت خیرات کر دیتے تھے اور یہ کہتے کہ قربانی مجھ پر واجب ہے مگر ایک جاندار کو بے جان کرنا کیا ضروری ہے، ایک رات انہوں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہے اور لوگ اپنی اپنی سواریوں پر سوار ہو کر جنت کی جانب جا رہے ہیں، وہ صاحب پیدل کھڑے ہیں۔ آخر انہوں نے ایک شخص سے پوچھا کہ ان لوگوں نے دنیا میں کون سا ایسا عمل خیر کیا ہے کہ جس کے عوض میں آج یہ نعمت و سعادت انہیں حاصل ہوئی ہے؟ جواب ملا کہ ان

لوگوں نے راہ خدا میں جو قربانیاں کی ہیں وہ قربانیاں آج ان کی سواریاں ہوئی ہیں۔ جب چونک کر خواب سے بیدار ہوئے توبہ و استغفار کیا اور زندگی بھر قربانی کرتے رہے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس واقعہ سے بالکل واضح ہے کہ قربانی کے دن قربانی ہی کرنا ضروری ہے نہ کہ صدقہ نیز اس بات کی وضاحت ہے کہ کل بروز قیامت قربانی کے جانور قربانی کرنے والے کے لئے سواری ہوں گے جن پر وہ سوار ہو کر جنت کی طرف روانہ ہوں گے اور جو لوگ قربانی نہیں کرتے وہ اس سعادت سے محروم ہوں گے۔

حضور نے قربانی کی

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بقرعید کے دن سینک والے چتکبرے خسی کئے ہوئے دو مینڈھے ذبح فرمایا، جب آپ نے ان کو قبلہ رو لٹا دیا تو فرمایا ”إِنِّي وَجْهْتُ وَجْهِيَ لِلدِّى فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ عَلَى مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِنَّ صَلَوتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ اللَّهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَأُمِّتِهِ بِسْمِ اللَّهِ وَاللَّهُ أَكْبَرُ“ (میں نے اپنا رخ اس کی طرف کیا جس نے زمین و آسمان کو پیدا فرمایا، دین حنیف پر چلتے ہوئے اور میں مشرکین میں سے نہیں، بے شک میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور موت اللہ کے لئے ہے جو ساری کائنات کا پالنے والا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور اسی کا مجھے حکم دیا گیا اور میں اس کے سامنے گردن جھکانے والوں میں سے ہوں۔ اے اللہ! یہ تیرے لئے اور تجھ ہی سے ہے، محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کی امت کی جانب سے۔ اللہ کے نام کے ساتھ، اللہ سب سے بڑا ہے) پھر ذبح فرمایا۔ (مشکوٰۃ شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لطف و کرم کو دیکھو کہ آپ نے خود اپنی امت کی طرف سے قربانی فرمائی لہذا قربانی کرنے والے مسلمانوں سے اگر ہو سکے تو اپنے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام سے بھی قربانی کریں کہ یہ نہایت عظیم سعادت ہے۔ بعض جگہوں پر دیکھا گیا کہ مالکِ نصاب نے اپنی طرف سے قربانی نہ کر کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے کی، یہ درست نہیں بلکہ مالکِ نصاب پہلے اپنی طرف سے کرے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے قربانی کرنے کے لئے دوسرے جانور کا انتظام کرے۔

حضرت علی کی قربانی

ترمذی میں حضرت اخنش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ وہ دو مینڈھے کی قربانی کرتے ہیں، میں نے کہا یہ کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے وصیت فرمائی کہ میں حضور کی طرف سے قربانی کروں لہذا میں حضور کی طرف سے قربانی کرتا ہوں۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس حدیث پاک سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ہم اپنے مرحومین کے نام سے اگر قربانی کریں گے تو اللہ عز و جل اس کا ثواب انہیں ضرور عطا فرمائے گا۔ لہذا ہم میں سے جو حضرات صاحبِ استطاعت ہیں انہیں چاہئے کہ اپنے مرحومین کے نام سے بھی قربانی کریں۔

ایک بے مثال قربانی

حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک سال میں ایک قافلہ کے ہمراہ حج کے لئے جا رہا تھا ایک لڑکے کو میں نے اس قافلہ میں دیکھا کہ کچھ زائرِ راہ اس کے پاس نہ تھا، میں نے اس سے کہا کہ اے عزیز جب تیرے پاس کچھ ضروری سامان سفر

نہیں تو ایسے سفر کا کیوں ارادہ کیا؟ اس نے یہ آیت پڑھی ”فَإِنَّ خَيْرَ الْزَّادِ التَّقْوَىٰ“ (بہتر تو شہ پر ہیز گاری ہے) یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بہتر تو شہ تقویٰ اور پرہیز گاری ہے۔ میں نے کہا تقویٰ اور چیز ہے اور سفر کا سامان اور کھانے کی چیزیں اور ہیں۔

اس نے کہا اے پیر! سخی کے گھر جانا اور کھانا ساتھ لے جانا نہایت نامناسب ہے۔ خیر جب سب نے احرام باندھا اور کُتیبک کہتے ہوئے چلے، وہ لڑکا خاموش تھا، میں نے کہا تو کُتیبک کیوں نہیں کہتا؟ اس نے کہا میں ڈرتا ہوں کہ اپنے لہیک کے جواب میں لَا کُتیبک نہ سنوں، یہ کہا اور بے ہوش ہو کر مجھ پر گر پڑا، میں یہ کیفیت دیکھ کر بہت رویا کہ جس حال میں یہ لڑکا اتنی کم عمر میں بھی اللہ تعالیٰ سے اتنا ڈرتا ہے، اگر خدائے بے نیاز ہم کو رد کر دے اور ہمارے حج کو درجہ قبولیت نہ بخشے تو ہم کیا کریں گے؟ پھر اتنا کہہ کر زار زار رونے لگے اور سب اہل قافلہ بھی رونے اور چلانے لگے۔ جب مقام منیٰ پر پہونچے اور سب لوگ قربانیاں کرنے لگے، اس لڑکے نے کہا الہی سب تیری راہ میں قربانیاں دے رہے ہیں، میرے پاس سوائے میری جان کے کچھ نہیں ہے۔ میں اپنی جان کو تجھ پر قربان کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر ایک نعرہ شوق لگا کر جاں بحق ہو گیا۔

نمرود نے قربانی کی

مروی ہے کہ جب نمرود نے دیکھا کہ ابراہیم علیہ السلام پر نارنگزار ہو گئی تو عرض کی اے ابراہیم بے شک آپ کا رب بڑا ہے، اب میں اس کے حضور میں قربانی پیش کرتا ہوں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے تقرب کے لئے ہزاروں جانور ذبح کئے لیکن ایک بھی قبول نہ ہوا اس لئے کہ وہ اپنے برے اعتقاد سے تائب نہ ہوا اور نہ ہی ان برے اعمال و احوال سے باز رہا۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ایمان کے بغیر کوئی عبادت مقبول نہیں اور اگر ایمان سلامت ہے تو عبادت میں کمی اور کوتاہی بھی رہ جائے تو اللہ عز و جل کریم ہے وہ اپنے کرم سے قبول فرما لیتا ہے۔ لہذا ہم جو نیک اعمال بھی کریں ایمان و نیت کی درستگی کے ساتھ کریں۔

قربانی کس پر واجب ہے

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! قربانی واجب ہونے کے لئے مندرجہ ذیل شرائط ہیں کہ اگر ان میں سے ایک شرط بھی فوت ہو جائے تو قربانی کا وجوب ساقط ہو جاتا ہے۔

- ۱۔ اسلام یعنی مسلمان ہونا۔ لہذا غیر مسلم پر قربانی واجب نہیں۔
- ۲۔ اقامت یعنی مقیم ہونا۔ لہذا مسافر پر قربانی واجب نہیں۔
- ۳۔ تو نگری یعنی مالکِ نصاب ہونا۔ تو نگری کا یہ مطلب نہیں کہ بہت مالدار ہو، اس پر زکوٰۃ فرض ہو بلکہ جو ساڑھے باون تولہ یعنی چھ سو گرام چاندی یا اس کی قیمت کا مالک ہو یا حاجتِ اصلیہ کے سوا کسی ایسی چیز کا مالک ہو جس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو، وہ غنی ہے، اس پر قربانی واجب ہے۔

حاجتِ اصلیہ سے مراد رہنے کا مکان، خانہ داری کے ایسے سامان جن کی حاجت ہو، سواری، خادم، ٹھنڈی یا گرمی میں پہننے کے کپڑے، پیشہ وروں کے اوزار، اہل علم کے لئے حاجت کی کتابیں، کھانے کے لئے غلہ۔

حاجتِ اصلیہ کے سوا اگر کسی کے پاس اتنی قیمت کا سامان بھی ہے، جیسے ٹی۔وی، ریڈیو، زیورات، ایسے برتن جن کا استعمال نہیں ہوتا، صرف سجانے کی نیت سے رکھے ہیں تو ایسے شخص پر قربانی واجب ہے۔ ہاں جس پر قرض ہے اگر اس کے مال سے قرض کی مقدار تک الگ کریں تو بقیہ مال ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر نہ ہو تو اس پر قربانی واجب نہیں۔

۴۔ حریت یعنی آزاد ہونا۔ لہذا غلام پر قربانی واجب نہیں۔

نوٹ: مرد ہونا قربانی کے لئے شرط نہیں بلکہ عورت بھی اگر تو نگر (مالک نصاب) ہو تو اس پر قربانی واجب ہو جاتی ہے۔

قربانی کے جانور

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! چار قسم کے جانوروں کی قربانی جائز ہے۔

۱۔ دنبہ ۲۔ بکرا

۳۔ گائے ۴۔ اونٹ

اسی طرح بھینس کی قربانی بھی جائز ہے کیوں کہ وہ پالتو گائے کی قسم میں سے ہے اور وحشی گائے کی قربانی جائز نہیں۔

عیب نہ ہو

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! جس جانور کی قربانی ہم اللہ عز و جل کی بارگاہ میں پیش کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اس جانور کا عیب سے پاک ہونا ضروری ہے کیوں کہ اس جانور کو ہم اللہ عز و جل کی بارگاہ میں بطور تحفہ پیش کر رہے ہیں اور کسی عیب دار چیز کو تحفہ میں نہیں پیش کیا جاتا اور وہ بھی اس کی بارگاہ میں جو ساری کائنات کا رب اور پالنے والا حقیقی ہے۔ لہذا قربانی کرنے سے پہلے ہمیں اس بات کا بالکل خیال رکھنا چاہئے کہ جس جانور کی قربانی کی جا رہی ہے اس میں کوئی عیب نہ ہو۔

جن عیوب سے جانور کا پاک ہونا ضروری ہے اس کا ذکر مندرجہ ذیل روایت میں اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرما دیا ہے:

حضرت براہن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا گیا ”مَاذَا يَتَّقِي مِنَ الصَّحَايَا فَاشَارَ بِيَدِهِ فَقَالَ اَرْبَعًا
الْعُرْجَاءُ الْبَيْنُ ظِلْعُهَا وَالْعَوْرَاءُ الْبَيْنُ عَوْرُهَا وَالْمَرِيضَةُ الْبَيْنُ مَرَضُهَا وَ
الْعَجَفَاءُ الْبَيْنُ لَا يَنْقِي“ قربانی کے جانوروں کا کن چیزوں سے پاک ہونا ضروری
ہے؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اشارہ فرماتے ہوئے فرمایا: چار
چیزوں سے۔

- ۱۔ لنگڑا جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو
- ۲۔ کانا جس کا کانا ہونا ظاہر ہو
- ۳۔ بیمار جس کی بیماری ظاہر ہو
- ۴۔ اتالاغر کہ اس کی ہڈی سے گودانہ نکل سکے۔ (مشکوٰۃ شریف)

قربانی کیسے کریں؟

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! قربانی کا
مستحب طریقہ یہ ہے کہ جانور کو بائیں پہلو پر اس طرح لٹائیں کہ اس کا منہ قبلہ کی جانب
ہو اور اپنا داہنا پاؤں اس کے پہلو پر رکھ کر تیز چھری سے جلد ذبح کر دیا جائے۔ ذبح سے
پہلے یہ دعا پڑھی جائے ”اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهَیْ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
حَیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ، اِنَّ صَلَوَتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحِیَاۤیِ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ
رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ، لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ، اَللّٰہُمَّ
لَکَ وَمِنْکَ بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ“ یہ دعا پڑھ کر جانور کو ذبح کر دیں، قربانی اپنی
جانب سے کریں تو ذبح کے بعد یہ دعا پڑھیں: اَللّٰہُمَّ تَقَبَّلْ مِنْیْ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ
خَلِیْلِکَ اِبْرٰہِیْمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَحَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم۔
کسی دوسرے کی جانب سے ذبح کریں تو ”مِنِّیْ“ کی جگہ ”مِنْ“ کہہ کر اس کا نام لے۔
ذبح کے بعد، جب تک جانور ٹھنڈا نہ ہو جائے یعنی اس کے تمام اعضا سے روح نکل نہ

جائے، اس وقت تک، ہاتھ، پاؤں نہ کاٹیں اور نہ چمڑا اتاریں۔ (کتب فقہ)

قربانی کا گوشت اور چمڑا

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! قربانی کا گوشت خود بھی کھا سکتے ہیں اور دوسرے شخص مالدار یا فقیر کو بھی دے سکتے ہیں، کھلا سکتے ہیں۔ بلکہ اس میں سے کچھ کھانا قربانی کرنے والے کے لئے مستحب ہے۔ بہتر یہ ہے کہ گوشت کے تین حصے کئے جائیں، ایک حصہ فقیروں کے لئے، ایک حصہ دوست و احباب کے لئے، ایک حصہ اپنے گھر والوں کے لئے۔ نیز کل گوشت صدقہ کرنا بھی جائز ہے۔ اور کل گھر ہی کے لئے رکھ لے یہ بھی جائز ہے۔ قربانی کا گوشت تین دن سے زائد رکھنا بھی جائز ہے۔ جس کے اہل و عیال کثیر ہوں اور وہ صاحب وسعت نہیں ہے تو بہتر یہ ہے کہ سارا گوشت اپنے بال بچوں کے لئے رکھ چھوڑے۔ (بہار شریعت، عالمگیری)

قربانی کا گوشت کافر کو نہ دے، کیوں کہ یہاں کے کفار حربی ہیں۔ بعض فقہاء نے جو دینے کو جائز کہا ہے وہ ذمی کافر کے لئے ہے اور یہاں کوئی ذمی یا مستامن نہیں۔ قربانی اگر منت کی ہے تو اس کا گوشت نہ خود کھا سکتا ہے نہ مالداروں کو کھلا سکتا ہے، بلکہ اس کو صدقہ کر دینا واجب ہے۔ میت کی طرف سے قربانی کی تو اس کا گوشت خود بھی کھائے، دوست و احباب کو دے، فقیروں کو دے، سارا گوشت فقیروں ہی کو دینا ضروری نہیں، ہاں اگر میت نے وصیت کی تھی تو اس میں سے نہ کھائے بلکہ کل گوشت صدقہ کر دے۔ (بہار شریعت)

قربانی کا چمڑا اور اس کی جھول، رسی، گلے کا ہار وغیرہ سب صدقہ کر دے۔ قربانی کے چمڑے کو باقی رکھتے ہوئے اپنے کام میں بھی لا سکتے ہیں۔ مثلاً اس کی جا نماز، تھیلی، مشکیزہ، دسترخوان وغیرہ بنوا کر خود استعمال کریں تو حرج نہیں۔ اگر روپے،

پیسے کے بدلے قربانی کی کھال فروخت کرے تو ان روپیوں پیسوں کا صدقہ کر دے، مدارس دینیہ یا فقرا پر صدقہ کرنے کے لئے قربانی کی کھال بیچے تو جائز ہے۔ قربانی کا چمڑا یا گوشت یا اس میں کی کوئی چیز قصاب یا ذبح کرنے والے کو اجرت میں نہیں دے سکتے ہیں۔ مشترک جانور ہو تو گوشت وزن سے تقسیم کیا جائے۔ محض اندازے اور تخمینے سے تقسیم نہ کریں۔ قربانی کی کھال تعمیر مسجد کے لئے بھی دے سکتے ہیں کہ اس میں تملیک فقیر شرط نہیں۔ (کتب فقہ)

قربانی کے دیگر مسائل

مسئلہ: قربانی کرنی ہو تو مستحب یہ ہے کہ پہلی سے دسویں ذی الحجہ تک نہ حجامت بنوائے، نہ ناخن ترشوائے۔

مسئلہ: مسافر پر اگرچہ قربانی واجب نہیں مگر نفل کے طور پر کرے تو کر سکتا ہے، ثواب پائے گا۔ حج کرنے والے جو مسافر ہوں ان پر قربانی واجب نہیں اور مقیم ہوں تو واجب ہے جیسا کہ مکہ کے رہنے والے حج کریں تو چوں کہ وہ مسافر نہیں ان پر واجب ہوگی۔ (درمختار، بہار شریعت)

مسئلہ: شرائط کا پورے وقت میں پایا جانا ضروری نہیں بلکہ قربانی کے لئے جو وقت مقرر ہے اس کے کسی حصہ میں پایا جانا وجوب کے لئے کافی ہے۔ مثلاً ایک شخص ابتدائے وقت میں کافر تھا پھر مسلمان ہو گیا اور ابھی قربانی کا وقت باقی ہے، اس پر قربانی واجب ہے جب کہ دوسرے شرائط بھی پائے جائیں۔ اسی طرح اگر غلام تھا اور آزاد ہو گیا اس کے لئے بھی یہی حکم ہے۔ یوں ہی اول وقت میں مسافر تھا اور اثنائے وقت میں مقیم ہو گیا اس پر بھی قربانی واجب ہوگی یا فقیر تھا وقت کے اندر مالدار ہو گیا اس پر بھی قربانی واجب ہے۔

(عالمگیری، بہار شریعت)

مسئلہ: قربانی واجب ہونے کا سبب وقت ہے، جب وہ وقت آیا اور شرائط وجوب پائے گئے قربانی واجب ہوگئی اور اس کا رکن ان مخصوص جانوروں میں کسی کو قربانی کی نیت سے ذبح کرنا ہے۔ قربانی کی نیت سے دوسرے جانور مثلاً مرغ کو ذبح کرنا جائز نہیں۔ (درمختار، بہار شریعت)

مسئلہ: جو شخص دوسو درہم یا بیس دینار کا مالک ہو یا حاجت کے سوا کسی ایسی چیز کا مالک

ہو جس کی قیمت دوسو درہم ہو وہ غنی ہے اور اس پر قربانی واجب ہے۔ حاجت سے مراد رہنے کا مکان اور خانہ داری کے سامان جن کی حاجت ہو اور سواری کا

جانور اور خادم اور پہننے کے کپڑے، ان کے سوا جو چیزیں ہوں وہ حاجت

سے

زائد ہیں۔ (بہار شریعت)

مسئلہ: بالغ لڑکوں یا بی بی کی طرف سے قربانی کرنا چاہتا ہے تو ان سے اجازت حاصل کرے بغیر ان کے کہے اگر کردی تو ان کی طرف سے واجب ادا نہ ہوا اور نابالغ کی طرف سے اگر چہ واجب نہیں مگر کردینا بہتر ہے۔

(عالمگیری، بہار شریعت)

مسئلہ: قربانی کے وقت میں قربانی کرنا ہی لازم ہے، کوئی دوسری چیز اس کے قائم مقام نہیں ہو سکتی۔ مثلاً بجائے قربانی اس نے بکری یا اس کی قیمت صدقہ کر دی، یہ ناکافی ہے۔ اس میں نیابت ہو سکتی ہے یعنی خود (قربانی) کرنا ضروری

نہیں بلکہ دوسرے کو اجازت دے دی اس نے کردی یہ ہو سکتا ہے۔

(عالمگیری، بہارِ شریعت)

مسئلہ: شرکت میں گائے کی قربانی ہوئی تو ضروری ہے کہ گوشت وزن کر کے تقسیم کیا جائے، اندازہ سے تقسیم نہ ہو کیوں کہ ہو سکتا ہے کسی کو زائد یا کم ملے اور یہ ناجائز ہے۔ یہاں یہ خیال نہ کیا جائے کہ کم و بیش ہوگا تو ہر ایک اس کو دوسرے

کے لئے جائز کر دے گا، کہہ دے گا کہ اگر کسی کو زائد پہنچ گیا ہے تو معاف کیا کہ یہاں عدم جواز حق شرع ہے اور ان کے اس کے معاف کرنے کا حق نہیں۔ (درمختار، بہارِ شریعت)

مسئلہ: قربانی کا وقت دسویں ذی الحجہ کے طلوعِ صبح صادق سے بارہویں کے غروبِ

آفتاب تک ہے، یعنی تین دن دو راتیں اور ان دنوں کو ایامِ نحر کہتے ہیں اور گیارہ سے تیرہ تک تین دنوں کو ایامِ تشریق کہتے ہیں۔ لہذا بیچ کے دو دن ایامِ

نحر اور ایامِ تشریق دونوں ہیں اور پہلا دن یعنی دسویں ذی الحجہ صرف یومِ النحر ہے اور تیرہویں ذی الحجہ صرف یومِ تشریق ہے۔ (درمختار، بہارِ شریعت)

مسئلہ: دسویں کے بعد کی دونوں راتیں ایامِ نحر میں داخل ہیں، ان میں بھی قربانی ہو سکتی ہے مگر رات میں ذبح کرنا مکروہ ہے۔ (عالمگیری، بہارِ شریعت)

مسئلہ: اگر شہر میں متعدد جگہ عید کی نماز ہوتی ہے تو پہلی جگہ نماز ہو جانے کے بعد قربانی

جائز ہے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ عید گاہ میں نماز ہو جائے جب ہی قربانی کی جائے بلکہ کسی مسجد میں ہو گئی اور عید گاہ میں نہ ہوئی جب بھی ہو سکتی ہے۔

(درمختار، بہارِ شریعت)

مسئلہ: دسویں کو اگر نماز عید نہ ہوئی تو قربانی کے لئے یہ ضروری ہے کہ وقتِ نماز جاتا رہے یعنی زوال کا وقت آجائے، اب قربانی ہو سکتی ہے اور دوسرے یا تیسرے

دن عید سے قبل ہو سکتی ہے۔ (درمختار، بہارِ شریعت)

مسئلہ: قربانی کے دن گزر گئے اور اس نے قربانی نہیں کی اور جانور یا اس کی قیمت کو صدقہ بھی نہیں کیا یہاں تک کہ دوسری بقر عید آگئی اب یہ چاہتا ہے کہ سال گزشتہ کی قربانی کی قضا اس سال کر لے یہ نہیں ہو سکتا، بلکہ اب بھی وہی حکم ہے کہ جانور یا اس کی قیمت کا صدقہ کرے۔ (عالمگیری، بہارِ شریعت)

عقیقہ کے فضائل و مسائل

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ تعالیٰ نے ہمیں بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے، ہمارے پیٹ میں داخل ہونے والا ہر لقمہ اللہ کی نعمت ہے، ہمارے بدن میں دوڑنے والے خون کا ہر ایک قطرہ اللہ کی عطا کردہ نعمت ہے، ہمارے والدین، بھائی، بہن، بیٹیاں تمام اللہ عزوجل کی نعمتیں ہیں اور ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم اللہ کی دی ہوئی ہر نعمت کی قدر کریں نیز ہر نعمت پر اس کا شکر ادا کریں۔ ہمارے اسلاف کرام نے شکر کے کئی طریقے بیان کئے ہیں، جیسا کہ تفسیر روح البیان میں مذکور ہے کہ شکر کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ قلب سے، وہ یہ کہ بندہ دل سے مانے کہ یہ نعمتیں صرف اسی سے عطا ہوئی ہیں نہ کسی اور سے۔

۲۔ زبان سے، یہ کہ منعم (نعمت عطا کرنے والے) کی تعریف اور مدح و ثنا کی جائے۔

۳۔ اعضا سے، یہ کہ منعم کے آگے عجز و نیاز سے پیش آئے۔
عقیقہ کرنا بھی اللہ عزوجل کی عطا کردہ نعمت یعنی اولاد پر شکر ادا کرنے کی قسم ثالث میں داخل ہے۔

عقیقہ کیا ہے؟

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! بچہ پیدا

ہونے کے شکریہ میں جو جانور ذبح کیا جاتا ہے اس کو عقیقہ کہتے ہیں، احناف کے نزدیک عقیقہ مباح و مستحب ہے۔ یہ جو بعض کتابوں میں مذکور ہے کہ عقیقہ سنت نہیں، اس سے مراد یہ ہے کہ سنت مؤکدہ نہیں ورنہ جب خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فعل سے اس کا ثبوت موجود ہے تو مطلقاً اس کے سنت ہونے سے انکار صحیح نہیں۔ بعض کتابوں میں یہ آیا ہے کہ قربانی سے یہ منسوخ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کا وجوب منسوخ ہے جس طرح یہ کہا جاتا ہے کہ زکوٰۃ نے حقوق مالیہ کو منسوخ کر دیا یعنی ان کی فرضیت منسوخ ہو گئی۔

عقیقہ کب ہو؟

امام احمد و ابو داؤد و ترمذی و نسائی و سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: لڑکا اپنے عقیقہ میں گروی ہے۔ ساتویں دن اس کی طرف سے جانور ذبح کیا جائے اور اس کا نام رکھا جائے اور اس کا سر منڈوایا جائے، گروی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس سے پورا نفع حاصل نہ ہوگا جب تک عقیقہ نہ کیا جائے اور بعض نے کہا بچہ کی سلامتی اور اس کی نشوونما اور اس میں اچھے اوصاف ہونا عقیقہ کے ساتھ وابستہ ہیں۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اولاد ماں باپ کے لئے ایک عظیم نعمت ہوتی ہے، اولاد سے والدین کی بے شمار امیدیں وابستہ ہوتی ہیں، والدین کے بڑھاپے میں ان کی اولاد ان کے لئے سہارا ہوتی ہے، لیکن اگر کوئی شخص صاحب استطاعت ہونے کے باوجود عقیقہ نہ کرے تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق وہ شخص مکمل طور پر فائدہ نہیں اٹھا سکے گا۔ نیز اس حدیث میں اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ بچہ پیدا ہونے کے ساتویں دن عقیقہ کیا جائے۔

عقیقہ کیسے کیا جائے؟

جب بچہ پیدا ہو تو مستحب یہ ہے کہ اس کے کان میں اذان و اقامت کہی جائے، اذان کہنے سے انشاء اللہ تعالیٰ بلائیں دور ہو جائیں گی۔ بہتر یہ ہے کہ داہنے کان میں چار مرتبہ اذان اور بائیں کان میں تین مرتبہ اقامت کہی جائے۔ بعض جگہوں پر یہ رواج ہے کہ لڑکا پیدا ہوتا ہے تو اذان کہی جاتی ہے اور لڑکی پیدا ہوتی ہے تو نہیں کہتے، یہ غلط ہے۔ بلکہ لڑکی پیدا ہو جب بھی اذان و اقامت کہی جائے اور بالوں کو وزن کر کے اتنی چاندی یا سونا صدقہ کیا جائے اور اگر لڑکا ہو تو پیدائش کے ساتویں دن دو بکرے ذبح کئے جائیں اور لڑکی ہو تو ایک بکرہ ذبح کیا جائے۔

عقیقہ کے حوالے سے بھی متعدد احادیث موجود ہیں، جن میں سے ہم چند احادیث کا ذکر کر رہے ہیں تاکہ ان کو پڑھ کر قارئین ایک عظیم سنت یعنی عقیقہ کے فضائل و برکات سے آگاہ ہوں اور اس سنت پر عمل کر کے دارین کی سعادتوں سے بہرہ ور ہوں۔

خون بہاؤ

حضرت امام بخاری نے سلمان بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ لڑکے کے ساتھ عقیقہ ہے، اس کے ساتھ خون بہاؤ (یعنی جانور ذبح کرو) اور اس سے اذیت کو دور کرو یعنی اس کا سر منڈوا دو۔

ابوداؤد و ترمذی و نسائی نے ام کرز رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک اس میں حرج نہیں کہ نہ ہو یا مادہ۔
میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ بالا

پہلی حدیث میں اس بات کی وضاحت ہے کہ پیدا ہونے والے بچے کے لئے جانور کو ذبح کیا جائے گا اور دوسری حدیث میں اس بات کو واضح فرمایا ہے کہ لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری کو ذبح کیا جائے گا نیز اس بات کی وضاحت ہے کہ خواہ بکر ذبح کیا جائے یا بکری دونوں جائز ہیں۔ مگر لڑکے کے لئے دو ہوں اور لڑکی کے لئے ایک، لیکن اگر کسی نے لڑکے کے لئے ایک بکرے یا مینڈھے کو ذبح کیا تو وہ بھی کافی ہے۔ جیسا کہ ابوداؤد میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف سے ایک ایک مینڈھے کا عقیقہ کیا۔ لیکن دو بکروں یا مینڈھوں کو ذبح کرنا بہتر ہے جیسا کہ نسائی کی روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو مینڈھے ذبح کئے۔

حضور نے عقیقہ فرمایا

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ساری کائنات کے لئے رہبر و رہنما بنا کر بھیجے گئے، آپ کے اسوۂ حسنہ پر عمل دارین میں فلاح و نجات کا سبب ہے۔ آپ نے خود عقیقہ فرما کر قیامت تک آنے والے مسلمانوں کو یہ درس دیا کہ وہ بھی عقیقہ کریں۔

چنانچہ ترمذی نے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف سے عقیقہ میں بکری ذبح کی اور یہ فرمایا کہ اے فاطمہ! اس کا سر منڈا دو اور بال کے وزن کی چاندی صدقہ کرو ہم نے بالوں کو وزن کیا دو ایک درہم یا کچھ کم تھے۔

زمانہ جاہلیت کا عقیقہ

ابوداؤد حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں، کہتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں جب ہم میں کسی کے بچہ پیدا ہوتا تو بکری ذبح کرتا اور اس کا خون بچہ کے سر پر پوت دیتا، اب جب اسلام آیا تو ساتویں دن ہم بکری ذبح کرتے ہیں اور بچہ کا سر منڈواتے ہیں اور سر پر زعفران لگا دیتے ہیں۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اسلام ایک پاکیزہ مذہب ہے جس نے دنیا میں جلوہ گرہوتے ہی سارے باطل رسموں کو ختم کر کے اپنا پاکیزہ قانون عطا فرمایا۔ اسی طرح زمانہ جاہلیت میں جو رسم تھی کہ بکرے کے خون کو بچے کے سر کے اوپر پوت دیا جاتا تھا، بانی اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کا بھی خاتمہ فرمادیا اور اس کی جگہ پر زعفران لگانے کا حکم فرمادیا۔

اسی طرح بعض جگہوں پر بچے کی پیدائش کے موقع پر چھٹی منائی جاتی ہے اور اس میں طرح طرح کے خرافات ہوتے ہیں، حتیٰ کہ بعض جگہوں پر باقاعدہ ناچ گانے کا اہتمام ہوتا ہے، سیکڑوں لوگوں کی پارٹی اور رقص و سرود کی محفل قائم کی جاتی ہے اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظیم سنت یعنی عقیقہ کو ترک کر دیا جاتا ہے، جب کہ اسلام کے نقطہ نظر سے بچے کی پیدائش کے ساتویں دن دو بکرے اور بچی کی پیدائش کے ساتویں دن ایک بکرہ ذبح کیا جائے، اس کو اپنے عزیز واقارب، اپنے دوست و احباب میں تقسیم کیا جائے نیز اس مبارک و مسعود گھڑی میں فقیروں کو بھی اس گوشت سے ایک حصہ دیا جائے۔

عقیقہ کے متعلق مسائل

مسئلہ: گائے کی قربانی ہوئی، اس میں عقیقہ کی شرکت ہو سکتی ہے۔

مسئلہ: عقیقہ کا جانور انہیں شرائط کے ساتھ ہونا چاہئے جیسا کہ قربانی کے لئے ہوتا

ہے، اس کا گوشت فقرا اور عزیز و قریب، دوست و احباب کو کچا تقسیم کر دیا جائے یا پکا کر دیا جائے یا ان کو بطور ضیافت و دعوت کھلایا جائے یہ سب صورتیں جائز ہیں۔

مسئلہ: بعض کا یہ قول ہے کہ سری، پائے حجام کو اور ایک ران دائی کو دیں باقی گوشت کے تین حصے کریں، ایک حصہ فقرا کا، ایک احباب کا اور ایک حصہ گھر والے کھائیں۔

مسئلہ: عوام میں یہ بہت مشہور ہے کہ عقیقہ کا گوشت بچہ کے ماں باپ اور دادا دادی ناننانانی نہ کھائیں یہ محض غلط ہے، اس کا کوئی ثبوت نہیں۔

مسئلہ: اس کی کھال کا وہی حکم ہے جو قربانی کی کھال کا ہے کہ اپنے صرف (استعمال)

میں لائے یا مساکین کو دے یا کسی اور نیک کام، مسجد یا مدرسہ میں صرف کرے۔ (بہار شریعت)

اے اللہ! ہم سب کو اسلام کے بتائے ہوئے پاکیزہ اصول و احکام پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما اور اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیاری سنتوں پر عمل کرنے اور انہیں عام کرنے کی توفیق عطا فرما۔ (آمین)

زکوٰۃ کا بیان

اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان عالی شان ہے ”وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ“ اور (متقی وہ ہیں) اور ہماری دی ہوئی روزی میں سے ہماری راہ میں اٹھائیں۔

(کنز الایمان پ ۱، آیت ۳)

دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے ”وَأَقِمْوَا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ“ اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس آیت کریمہ سے زکوٰۃ کی فرضیت کا ثبوت ملتا ہے۔ زکوٰۃ اسلام کے ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے۔ آئیے سب سے پہلے زکوٰۃ کا معنی اور مفہوم سمجھتے چلیں۔

زکوٰۃ کا لغوی معنی

لغت کے اعتبار سے زکوٰۃ کا لفظ دو معنوں کا حامل ہے، اس کا ایک معنی پاکیزگی، طہارت اور پاک صاف ہونے یا کرنے کا ہے۔ اور دوسرا معنی نشو و نما اور بالیدگی کا ہے۔ جس میں کسی کے بڑھنے، پھلنے، پھولنے اور فروغ پانے کا مفہوم پایا جاتا ہے چوں کہ زکوٰۃ ادا کرنے سے مال میں اضافہ ہوتا ہے اس لئے وہ مال جو اللہ کی راہ میں خرچ کیا جاتا ہے اس کو زکوٰۃ کہتے ہیں۔

فرضیت زکوٰۃ کا سبب اور غرض و غایت

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! قرآن حکیم نے متعدد مقامات پر ان عوامل اور اسباب کی نشاندہی فرمائی ہے جو فرضیت زکوٰۃ کا سبب بنے۔

چنانچہ رب قدیر جل جلالہ اہل ایمان سے براہ راست مخاطب ہو کر ارشاد فرماتا ہے:

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاكُمْ“ اے ایمان والو! ہم نے جو تمہیں رزق دیا اس میں سے خرچ کرو۔ (کنز الایمان البقرہ۔ پ ۲، ۲۵۴)

ایک دوسری جگہ دولتِ رشد و ہدایت اور تقویٰ سے بہرہ یاب، ایمانداروں کی علامت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ”هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ“ اس میں ہدایت ہے ڈروالوں کو وہ جو بے دیکھے ایمان لائیں اور نماز قائم رکھیں اور ہماری دی ہوئی روزی میں سے ہماری راہ میں اٹھائیں۔ (کنز الایمان البقرہ پ ۱، آیت ۲)

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہوا۔ ”وَأَنْفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ“ اور ہمارے دئے میں سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرو قبل اس کے کہ تم میں کسی کو موت آجائے۔ (سورہ منافقون)

اس آیت کریمہ میں ایمان والوں کو آگاہ کیا گیا ہے کہ قبل اس کے کہ موت آجائے اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرنا اپنی عادت بنا لو، موت کے بعد جب ظاہری اسباب منقطع ہو جائیں گے اور قیامت کے دن تم سے پوچھ گچھ ہوگی تو سوائے افسوس اور حسرت کے تمہارے پاس کچھ بھی نہ ہوگا۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ تبارک و تعالیٰ ایمان والوں کو بار بار جھنجھوٹتا ہے کہ اُس مال میں سے میری راہ میں خرچ کرو جو میں نے تمہیں عطا کیا ہے ”مِمَّا رَزَقْنَاكُمْ“ کے الفاظ غور طلب ہیں کہ بسا اوقات کوئی اپنی کم ظرفی کی بنیاد پر یہ خیال کر لیتا ہے کہ اس کا مال اور اس کی کمائی، اس کی ذاتی محنت و کاوش کا نتیجہ ہے۔ اس کا یہ گمان سراسر غلط ہے کیوں کہ انسان کے پاس جو کچھ مال و متاع ہے، وہ اس کے رب کی عطا اور فضل ہے جس سے اسے کبھی محروم بھی ہونا پڑ سکتا

ہے۔

اسلام کی بنیاد

حدیث پاک میں ہے ”اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے اللہ کی وحدانیت اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار کرنا، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، اور حج کرنا“

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! زکوٰۃ سے متعلق ہمارے آقا و مولیٰ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی تاکید فرمائی ہے۔

چنانچہ حدیث پاک میں حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ تَمَامَ اِسْلَامِكُمْ اَنْ تُوْذُوْا زَكٰوَةَ اَمْوَالِكُمْ۔ تمہارے اسلام کا پورا ہونا یہ ہے کہ تم اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرو۔

اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لایا اس پر لازم ہے کہ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرے۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

ان دونوں احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ وحدۃ لا شریک کی وحدانیت کا اقرار کرنے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لانے کے بعد مسلمان مالک نصاب پر اپنے ایمان کی تکمیل کے لئے زکوٰۃ ادا کرنا ضروری ہے، جو مالک نصاب ہوتے ہوئے زکوٰۃ ادا نہیں کرتے وہ کامل مسلمان نہیں۔ زکوٰۃ ادا کرنے والوں کو ہم سب کے آقا و مولیٰ جناب احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بڑی بشارتیں دی ہیں۔

چنانچہ طبرانی نے اوسط میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جو مجھ کو چھ چیزوں کی ضمانت دے، میں اس کے لئے جنت کا ضامن ہوں، راوی کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ وہ چھ

چیزیں کیا ہیں؟ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نماز، زکوٰۃ، امانت، شرمگاہ، شکم اور زبان۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! زکوٰۃ دینے والوں کے لئے آخرت کی زندگی میں جنت کی خوش خبری ہے۔ جنت ایک ایسی جگہ ہے جہاں نہ کوئی خوف نہ کوئی غم۔ ہر طرح کے خوف و خطر سے انسان آزاد اور سکون میں ہوگا۔ اور وہاں اتنی آسائشیں ہوں گی کہ انسان دنیاوی زندگی میں تصور بھی نہیں کر سکتا اور یہ عظیم مقام ان لوگوں کے لئے ہے جو لوگ اہل ایمان ہوں گے، نیک اور صالح اخلاق کے مالک ہوں گے، اور ان تمام صفات کے حامل ہوں گے جو کہ ایک مومن کے لئے ضروری ہیں، تو ایسے لوگوں کو جنت کا وارث بنا دیا جائے گا اس سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ دینے والوں کے لئے جنت کی وراثت ہے کہ جنت ان کے لئے ہے اور وہ جنت کے لئے۔

فردوس جنت کا سب سے اعلیٰ درجہ ہے اور مومنین کے لئے اسی کی بشارت ہے۔ حضرت ابویوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کرنے لگا کہ سرکار مجھے ایسا عمل بتادیں جو مجھے جنت میں داخل کر دے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ”اللہ کی عبادت کر، کسی کو اس کا شریک نہ کر، نماز قائم کر اور زکوٰۃ ادا کر۔“

جنت کے دروازے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبیوں کے سردار اور ہم غلاموں کے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور فرمایا ”قسم ہے اس کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔“ اس کو تین بار فرمایا پھر سر جھکا لیا تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بھی سر جھکا لیا اور رونے لگے۔ معلوم نہ ہوا کہ آپ نے کس چیز پر قسم کھائی ہے پھر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک اٹھالیا، چہرہ پر نور پر خوشی کے آثار تھے اور

ارشاد فرمایا: جو بندہ پانچوں نمازیں پڑھتا ہے، رمضان کے روزے رکھتا ہے اور اپنے مال کی زکوٰۃ دیتا ہے اور کبیرہ گناہوں سے بچتا ہے اس کے لئے جنت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور اس سے کہا جائے گا کہ سلامتی کے ساتھ داخل ہو جا۔ (الترغیب، ج ۱ ص: ۳۰۷)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ و التسلیم نے فرمایا: جو شخص مال حاصل کرے تو اس پر اس وقت تک زکوٰۃ نہیں جب تک اس پر پورا سال نہ گزر جائے۔ (ترمذی شریف ج ۱ ص: ۱۳۸)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم کو حکم فرمایا کرتے تھے کہ ہم تجارت کے لئے تیار کی جانے والی چیزوں کی زکوٰۃ نکالا کریں۔ (ابوداؤد ص: ۲۱۸)

حضرت موسیٰ بن طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہمارے پاس حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہ خط موجود ہے جسے دے کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں بھیجا تھا۔ راوی نے کہا کہ حضور علیہ السلام نے معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا کہ وہ گیہوں، بچوں، انگور اور کھجور کی پیداوار میں مسلمانوں سے زکوٰۃ وصول کر لیں۔

(مشکوٰۃ شریف ص: ۱۵۹)

صدقہ کے فضائل

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! جس طرح زکوٰۃ نہ دینے پر عذاب ہے اسی طرح زکوٰۃ کی ادائیگی پر بے حساب ثواب بھی ہے۔ فرمایا گیا ارکانِ اسلام کی ادائیگی پر اللہ عز و جل کی رحمت جوش میں آئے گی اور زکوٰۃ دینے والے کو سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل فرما دے گا۔ اللہ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔

زکوٰۃ اور صدقہ فطریہ دونوں واجب ہیں۔ جوان دونوں کو ادا نہ کرے گا سخت گنہگار ہوگا مگر ان کے علاوہ صدقہ دینے اور خدائے وحدہ لا شریک کی راہ میں خیرات کرنے کا بھی بہت بڑا ثواب ہے اور دارین میں اس کے بڑے بڑے فوائد اور منافع ہیں۔ چنانچہ اس کے بارے میں ہم یہاں چند احادیث بیان کرتے ہیں۔ ان پر غور کیجئے اور اپنے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ان مقدس فرامین پر عمل کر کے اپنی دنیا اور آخرت سنوار لیجئے۔

مال میں اضافہ کا ذریعہ

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ علیہ التحیۃ والثناء نے ارشاد فرمایا: مسلمان جو ایک چھوہارا یا ایک نوالہ اللہ رب العزت کی راہ میں دے، اللہ تعالیٰ اسے بڑھاتا اور پالتا ہے جیسے کوئی آدمی اپنے بچھڑے یا بدنہ کو پالتا ہے یہاں تک کہ وہ بڑھ کر اُحد پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔ (مسند امام احمد)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! جس طرح مولیٰ عز و جل زکوٰۃ ادا کرنے پر ثواب عطا فرماتا ہے یوں ہی صدقے کی ادائیگی پر بھی بے حساب ثواب عطا فرماتا ہے۔ اور اگر صدقہ خلوص کے ساتھ دیا جائے تو اللہ عز و جل اس کو خوب بڑھاتا ہے اور بلاؤں کو ٹالتا ہے۔ ہم نے دیکھا ہے کہ اللہ عز و جل بہت ساری مصیبتیں اور بیماریاں صدقہ کی وجہ سے دور فرما دیتا ہے۔ اور یاد رکھیں کہ کبھی بھی یہ گمان مت کرنا کہ صدقے کی وجہ سے مال کم ہو جائے گا بلکہ صدقہ کی وجہ سے ہمیشہ مال میں اضافہ ہوتا ہے۔

فرشتوں کا تعجب

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا فرمایا تو وہ ہلنے لگی، اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کو پیدا فرمایا اور زمین کو پہاڑوں کے سہارے پر ٹھہرا دیا، یہ دیکھ کر فرشتوں کو ان کی

طاقت پر بڑا تعجب ہوا اور انہوں نے عرض کیا کہ اے پروردگار! کیا تیری مخلوق میں پہاڑوں سے بھی بڑھ کر طاقتور کوئی چیز ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں لوہا۔ فرشتوں نے عرض کیا کہ تیری مخلوق میں لوہے سے بھی بڑھ کر طاقتور کوئی چیز ہے؟ تو فرمایا ہاں آگ ہے۔ فرشتوں نے پوچھا کیا آگ سے زیادہ طاقتور کوئی مخلوق ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں پانی ہے۔ پھر فرشتوں نے عرض کیا کہ کیا تیری مخلوق میں پانی سے زیادہ طاقتور کوئی چیز ہے؟ تو ارشاد ہوا کہ ہاں ہوا ہے۔ یہ سن کر فرشتوں نے سوال کیا کہ کیا تیری مخلوق میں ہوا سے بھی بڑھ کر کوئی چیز طاقتور ہے؟ تو جواب ملا کہ ہاں ”ابْنُ آدَمَ تَصَدَّقْ صَدَقَةً بِيَمِينِهِ يُخْفِيهَا مِنْ شِمَالِهِ“ ابن آدم علیہ السلام کہ وہ اپنے داہنے ہاتھ سے صدقہ دے اور بائیں ہاتھ سے چھپائے۔ (مشکوٰۃ ص ۱۷۰)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مطلب یہ ہے کہ صدقہ اس قدر چھپا کر دے کہ دائیں ہاتھ سے صدقہ کرے تو بائیں کو خبر نہ ہو۔ اس طرح صدقہ کرنے والا پہاڑ، لوہا، آگ، ہوا، پانی اور تمام چیزوں سے بڑھ کر طاقتور ہے۔

آج خود نمائی کا دور دورہ ہے۔ لوگ کوئی بھی نیکی چھپانا نہیں چاہتے حالاں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کی روشنی میں سب سے زیادہ طاقتور وہ صاحب ایمان ہے جو صدقہ چھپا کر دے، دکھاوا مقصود نہ ہو، بلکہ صرف اللہ اور اس کے رسول کی رضا کی مقصود ہو۔

عمر کیسے بڑھے؟

حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک صدقہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ عمر بڑھاتا ہے اور بُری موت کو دفع کرتا ہے۔ (درمنثور)

غضب الہی سے بچاؤ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”إِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ وَ تَدْفَعُ مِيتَةَ السُّوءِ“ بے شک صدقہ اللہ عز و جل کے غضب کو بجھاتا ہے اور بری موت کو دفع کرتا ہے۔ (ترمذی، مشکوٰۃ، ص ۱۶۸)

صدقہ کو باطل نہ کرو

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! صدقہ دے کر احسان جتنا بہت بڑی آفت ہے۔ اسی لئے چھپا کر صدقہ دینے کی بڑی فضیلت وارد ہے، صدقہ دے کر احسان جتانے سے صدقہ کا ثواب ختم ہو جاتا ہے۔

چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان ہے لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَى“ اپنے صدقات کو احسان رکھ کر اور ایذا دے کر باطل نہ کرو۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ عز و جل اگر ہمیں مخلوق خدا کی خدمت کرنے کا موقع عطا فرمائے تو خبردار! غریبوں پر احسان نہ جتایا جائے اگر احسان جتائیں گے تو یقیناً صدقات تو باطل ہو ہی جائیں گے اسی کے ساتھ غریبوں کی دل آزاری کا گناہ بھی ہوگا۔ لہذا ہر گز ہر گز صدقہ دے کر یا کسی کی مدد کر کے احسان مت جتاؤ، بلکہ اللہ کا احسان مانو کہ اس نے اپنے ایک بندہ کی حاجت پوری کرنے کا ذریعہ اور وسیلہ تمہیں بنایا۔

جہنمی کون؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھ پر پیش ہوا کہ تین لوگ جنت میں پہلے جائیں گے اور تین لوگ جہنم میں پہلے جائیں گے۔ جنت میں پہلے جانے والے تین لوگ یہ ہوں گے۔

شہید، غلام جو اپنے رب کی عبادت میں مشغول رہتا تھا اور اپنے آقا کے حقوق بھی ادا کرتا تھا اور پاک دامن عیال دار اور جہنم میں پہلے جانے والے تین شخص یہ ہوں گے زبردستی حاکم بننے والا، مال دار زکوٰۃ نہ دینے والا، بدکار نادار۔ (سنن ابوداؤد)

پیشانی اور کروٹیں داغی جائیں گی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس کے پاس سونا اور چاندی ہو اور اس کی زکوٰۃ نہ دے تو قیامت کے دن ان کی تختیاں بنا کر جہنم کی آگ میں تپائیں گے پھر ان سے اس شخص کی پیشانی اور کروٹیں داغی جائیں گی جب وہ تختیاں ٹھنڈی ہو جائیں گی پھر انہیں تپا کر داغیں گے، قیامت کا دن پچاس ہزار برس کا ہے، یوں ہی کرتے رہیں گے یہاں تک کہ تمام مخلوق کا حساب ہو جائے گا۔ (مسلم شریف ص ۳۱۸)

اور حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرمایا کہ زکوٰۃ نکالے بغیر مال کو جمع کرنے والوں کو گرم پتھر کی بشارت سناؤ جس سے جہنم میں ان کو داغا جائے گا، اس کے سر اور پستان پر وہ گرم پتھر رکھیں گے کہ سینہ توڑ کر شانہ سے نکل جائے گا اور شانہ پر رکھیں گے کہ شانہ کی ہڈیاں توڑ کر سینہ سے نکل جائے گا۔ (مسلم شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مال کی زکوٰۃ کی ادائیگی نہ کرنے کی سزا کتنی سخت ترین ہے۔ یہ بات ہمیں مذکورہ حدیث شریف سے سمجھ میں آ چکی ہوگی۔ ہم میں کا کون ہے جو اتنا سخت عذاب برداشت کر سکے؟ لہذا اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو مالکِ نصاب ہونے کی توفیق بخشی ہے اور آپ پر زکوٰۃ فرض ہے تو زکوٰۃ کی ادائیگی میں کوتاہی ہرگز نہ کریں ورنہ اپنے آپ کو جہنم کا سخت عذاب برداشت کرنے کے لئے تیار کر لیں۔

گلے کا اڑدھا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ نہ دے گا وہ مال قیامت کے دن گنجه اژدہ کی شکل بنے گا اور اس کے گلے میں طوق بن کر پڑے گا پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی ”وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخُلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ“ (ابن ماجہ شریف)

اور حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: جو بندہ اپنے مال کی زکوٰۃ نکالے بغیر مر گیا، قیامت کے دن وہ مال گنجه اژدہ کی شکل میں ہوگا جس کے دو پھن ہوں گے وہ اس کے پیچھے دوڑے گا۔ وہ شخص کہے گا خرابی ہو تیرے لئے تو کون ہے؟ وہ کہے گا میں تیرا وہی خزانہ ہوں جسے تو نے بغیر زکوٰۃ ادا کئے دنیا میں چھوڑ آیا تھا، پھر اس کے پیچھے دوڑتا رہے گا یہاں تک کہ وہ مجبور ہو کر اس کے منہ میں اپنا ہاتھ دے دے گا وہ اس کو چبائے گا یہاں تک کہ پورا جسم چبا جائے گا۔ (الترغیب والترہیب، جلد اول، ص ۳۱۶)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! جس مال کا بندہ زکوٰۃ نکالے بغیر مر جاتا ہے، تو رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کی روشنی میں وہ مال قیامت کے دن گنجه سانپ کی شکل میں اس شخص کے پیچھے دوڑے گا۔ اللہ اکبر! دنیا میں ہمارے جمع کئے ہوئے مال سے دوسرے لوگ فائدہ اٹھائیں گے اور قیامت کے دن جس کا مال تھا وہ سانپ کے عذاب کا مستحق ہو جائے گا۔ دعا ہے کہ اللہ عز وجل ایسا مال دے جس کی ہم صحیح طور پر زکوٰۃ ادا کر سکیں۔

مال برباد کیسے ہوتا ہے ؟

امیر المومنین حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

سرکارِ دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خشکی اور تری میں جو مال برباد ہوتا ہے وہ زکوٰۃ ادا نہ کرنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ (الترغیب والترہیب جلد اول، ص ۳۱۷)

اور حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو قوم زکوٰۃ نہ دے گی اللہ تعالیٰ اسے قحط میں مبتلا کر دے گا۔

(الترغیب جلد اول ص ۳۱۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ان دونوں روایتوں سے پتہ چلا کہ زکوٰۃ نہ دینا مال و دولت کی بربادی کا سبب ہے، اگر آپ چاہتے ہیں کہ اللہ رب العزت کی دی ہوئی نعمتوں سے بھرپور فائدہ اٹھائیں تو اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کریں، زکوٰۃ کی برکت سے مال محفوظ ہو جائے گا۔

مال کی محبت کا انجام

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ثعلبہ بن حاطب ایک نہایت ہی مفلس مسلمان تھے، وہ رب قدر کی بارگاہ میں بہت ہی زیادہ سجدے کیا کرتے تھے، ان کے کثرتِ سجدہ کی وجہ سے ان کے ماتھے پر داغ ہی نہیں بلکہ ان کا ماتھا گھٹنے کی طرح پھول گیا تھا مگر وہ نماز پڑھ کر سب سے پہلے مسجد سے نکل جاتے تھے۔ ایک مرتبہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا کہ اے ثعلبہ! تم مسجد سے نماز پڑھ کر سب سے پہلے کیوں نکل جایا کرتے ہو؟ وہ عرض کرتے ہیں: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میرے پاس صرف یہی ایک لباس ہے۔ لہذا جب میں نماز پڑھ کر اپنے گھر کو واپس جاتا ہوں تو اسی لباس کو پہن کر میری بیوی نماز پڑھتی ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے لئے اللہ سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے مال کی فروانی عطا فرمائے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے ثعلبہ! تمہارے لئے مفلسی ہی بہتر ہے۔ لیکن ثعلبہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی

بات نہ مانی اور اپنی بات پر بضد رہے تو سرکار کون و مکاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ثعلبہ! تمہیں کون سا مال پسند ہے؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے بکری سب سے زیادہ پسند ہے۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے لئے دعا فرمادی ابھی کچھ دن ہی گزرے تھے کہ ثعلبہ کو اللہ تعالیٰ نے بکریوں کا ایک ریوڑ عطا فرمادیا۔

دھیرے دھیرے ان بکریوں کی تعداد بڑھتی گئی حتیٰ کہ ثعلبہ کو مدینہ کے باہر ایک میدان میں پناہ لینی پڑی، اور جب بکریوں کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی تو ثعلبہ کو مدینہ سے دور جنگل میں پناہ لینی پڑی، پھر کیا تھا ان بکریوں کی وجہ سے ان کی مشغولیت بڑھتی گئی یہاں تک کہ ان کی مشغولیت ان کے لئے نماز سے مانع ہو گئی پھر ایک وقت ایسا آیا کہ وہ صرف نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے مسجد نبوی کا قصد کرتے تھے۔ جب آیت زکوٰۃ نازل ہوئی تو سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تمام مسلمانوں کو زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم فرمایا اور ثعلبہ کے پاس بھی اپنے قاصدوں کو روانہ فرمایا۔ جب قاصد ثعلبہ کے پاس پہنچے اور ان کو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم سنایا تو انہوں نے سوچا کہ اس طرح تو میری بہت ساری بکریاں کم ہو جائیں گی۔ (معاذ اللہ) یہ سوچ کر انہوں نے قاصدوں سے کہا کہ میں بعد میں سوچوں گا۔ جب دوبارہ ان کے پاس سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے قاصدوں کو روانہ فرمایا تو انہوں نے کہا کہ یہ تو ایک قسم کا تاوان ہے، قاصدوں نے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس امر کی خبر دی تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب ثعلبہ کی بربادی قریب ہے۔ اسی وقت قرآن پاک کی آیت کریمہ نازل ہوئی اور اس آیت میں ثعلبہ کو منافق کہا گیا۔

اس آیت کے نزول کے وقت ثعلبہ کا کوئی قریبی وہاں موجود تھا، جس نے ان کو اس امر کی خبر دی تو وہ بہت ہی پچھتائے اور اپنے مال کا صدقہ لے کر سرکار صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سرکارِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ثعلبہ میں نے اسی لئے کہا تھا کہ تمہارے لئے یہی بہتر ہے اور اب اللہ تعالیٰ نے بھی تمہارے صدقے کو رد کر دیا ہے لہذا میں تمہارے صدقہ کو قبول نہیں کر سکتا، ثعلبہ مایوس ہو کر وہاں سے واپس ہوئے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں اپنے مال کا صدقہ لے کر حاضر ہوئے تو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب کونین کے تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تمہارے صدقہ کو رد فرما دیا ہے تو میری کیا مجال کہ میں تمہارے صدقے کو قبول کر لوں، یوں ہی وہ حضرت سیدنا عمر اور سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے دورِ خلافت میں صدقہ لے کر حاضر ہوئے تو ان حضرات نے بھی ان کے صدقے کو رد فرما دیا، اب ثعلبہ بالکل مایوس ہو کر واپس ہوئے اور اسی حسرت کے عالم میں ان کا انتقال ہو گیا۔ (صادی)

زکوٰۃ سے متعلق چند ضروری مسائل

زکوٰۃ شریعت میں اللہ تعالیٰ کے لئے مال کے ایک حصہ کا جو شرع نے مقرر کیا ہے، مسلمان حاکم و مملوک کو دینے کو کہتے ہیں۔

☆ وہ مال جو تجارت کے لئے رکھا ہوا ہے اسے دیکھا جائے کہ اس کی قیمت، ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر ہو تو اس مال تجارت کی زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے۔ مال تجارت سے مراد ہر قسم کا سامان ہے خواہ وہ غلہ وغیرہ کے جنس سے ہو یا مویشی، گھوڑے، بکریاں، گائے وغیرہ۔ اگر یہ اشیاء بغرض تجارت رکھی ہوئی ہیں تو پورا سال گزرنے کے بعد ان کی زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے۔

☆ اگر مال تجارت بقدر نصاب نہیں ہے لیکن سونا چاندی اور نقد روپیہ موجود ہے تو ان سب کو ملا جائے گا اگر ان کا مجموعہ بقدر نصاب ہو جائے تو اس پر زکوٰۃ فرض ہے ورنہ نہیں۔

☆ جو مکانات یا دکانیں کرائے پر دے رکھی ہیں تو ان پر زکوٰۃ نہیں لیکن ان کا کرایہ جمع کرنے کے بعد اگر بقدر نصاب ہو جائے تو اس پر سال گزرنے کے بعد زکوٰۃ فرض ہے۔ ہاں اگر مالک پہلے ہی مالک نصاب ہے تو کرایہ اسی پہلے نصاب میں شامل ہوگا، اور کرایہ کی آمدنی کا علیحدہ نصاب شمار نہیں کیا جائے گا۔ اس لئے جب پہلے نصاب پر سال گزر جائے تو کرائے کی رقم بھی اس نصاب میں ملا کر زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

☆ دوکانوں میں مال تجارت رکھنے کے لئے شوکیس، ترازو، الماریاں وغیرہ نیز استعمال کے لئے فرنیچر، سردی، گرمی سے بچاؤ کے لئے ہیٹر، ایرکنڈیکشنرز، وغیرہ اور ایسی چیزیں جو خرید و فروخت میں سامان کے ساتھ نہیں دی جاتیں بلکہ خرید و فروخت میں ان سے مدد لی جاتی ہو تو ان پر زکوٰۃ فرض نہیں کیوں کہ یہ تجارت میں حوائجِ اصلیہ میں شامل ہیں۔

☆ زکوٰۃ فرض ہونے کے لئے مال و دولت کی ایک خاص حد اور متعین مقدار ہے، جس کو شریعت کی اصطلاح میں ”نصاب“ کہا جاتا ہے، زکوٰۃ اسی وقت فرض ہے جب مال بقدر نصاب ہو، نصاب سے کم مال و دولت پر زکوٰۃ فرض نہیں۔ سونے کا نصاب ساڑھے سات تولہ ہے، اور چاندی کا نصاب ساڑھے باون تولہ ہے۔ اور مال تجارت کا نصاب یہ ہے کہ اس کی قیمت سونے یا چاندی کے نصاب کے برابر ہو یا سونے، چاندی کی نقد قیمت بصورت روپے ہوں۔

☆ زکوٰۃ فرض ہے اس کا منکر کا فر اور نہ دینے والا فاسق اور قتل کا مستحق ہے اور ادا میں تاخیر کرنے والا گنہگار اور مردود الشہادۃ ہے۔ (عالمگیری)

☆ زکوٰۃ واجب ہونے کیلئے چند شرطیں ہیں۔ مسلمان ہونا، عاقل ہونا، بالغ ہونا، آزاد ہونا، مال بقدر نصاب اس کی ملکیت میں ہونا، پورے طور پر اس کا مالک ہونا،

صاحب نصاب کا قرض سے فارغ ہونا، اس نصاب پر ایک سال کا گزر جانا۔

☆ موتی اور جواہرات پر زکوٰۃ واجب نہیں اگرچہ ہزاروں کے ہوں۔ ہاں اگر تجارت کی نیت سے لی ہے تو زکوٰۃ واجب ہوگئی۔ (درمختار)

☆ سال گزرنے سے مراد قمری سال ہے یعنی چاند کے مہینوں سے بارہ مہینے اگر شروع سال اور آخر سال میں نصاب کامل ہے اور درمیان سال میں نصاب ناقص بھی ہو گیا ہو تو بھی زکوٰۃ فرض ہے۔ (عالمگیری)

☆ زکوٰۃ دیتے وقت یا زکوٰۃ کے لئے مال علیحدہ کرتے وقت زکوٰۃ کی نیت شرط ہے۔ نیت کے یہ معنی ہیں کہ اگر پوچھا جائے تو بلا تامل بتا سکے کہ زکوٰۃ ہے۔

☆ سال بھر تک خیرات کرتا رہا اب نیت کی جو کچھ دیا ہے زکوٰۃ ہے تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ مال کو زکوٰۃ کی نیت سے علیحدہ کر دینے سے بری الذمہ نہ ہوگا جب تک کہ فقیر کو نہ دے دے یہاں تک کہ وہ جاتا رہا (چوری ہو گیا یا گم ہو گیا) تو زکوٰۃ ساقط نہ ہوئی۔

(درمختار)

☆ زکوٰۃ کا روپیہ مردہ کی تجہیز و تکفین یا مسجد کی تعمیر میں نہیں صرف کر سکتے کہ فقیر کو مالک بنانا نہ پایا گیا۔ اگر ان امور میں خرچ کرنا چاہیں تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ فقیر کو مالک کر دیں اور وہ صرف کرے اور ثواب دونوں کو ہوگا۔ بلکہ حدیث پاک میں ہے اگر سو ہاتھوں میں صدقہ گزرا تو سب کو ویسا ہی ثواب ملے گا جیسا دینے والے کے لئے اور اس کے اجر میں کچھ کمی نہ ہوگی۔ (رد المحتار)

☆ زکوٰۃ دینے میں یہ ضروری نہیں کہ فقیر کو زکوٰۃ کہہ کر دے بلکہ صرف نیت زکوٰۃ کافی ہے یہاں تک کہ ہبہ یا قرض کہہ کر دے اور نیت زکوٰۃ کی ہو تو بھی ادا ہو جائے گی۔ (عالمگیری)

☆ یوں ہی نذر، ہدیہ یا عیدی یا بچوں کی مٹھائی کھانے کے نام سے دی تب بھی ادا ہوگئی، بعض محتاج ضرورت مند زکوٰۃ کا روپیہ نہیں لینا چاہتے انہیں زکوٰۃ کہہ کر دیا جائے

گا تو نہیں لیں گے لہذا زکوٰۃ کا لفظ نہ کہے۔ (بہار شریعت)

☆ سونے، چاندی کے علاوہ تجارت کی کوئی چیز ہو جس کی قیمت سونے، چاندی کے نصاب کو پہونچے تو اس پر بھی زکوٰۃ واجب ہے۔ یعنی قیمت کے چالیسویں حصہ پر زکوٰۃ واجب ہے۔ (دُرِّ مختار)

زکوٰۃ کس کو دی جائے ؟

اللہ ربُّ العزت نے مالِ صدقہ کے مستحقین کی تفصیل قرآنِ عظیم میں یوں بیان فرمایا ہے: چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ
وَالْمَسْكِينِ وَالْعَامِلِينَ
عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي
الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ
(سورۃ توبہ ۶۰) حکمت والا ہے۔

مذکورہ بالا آیت میں زکوٰۃ و صدقات کے مستحق لوگوں کا ذکر فرمایا گیا ہے، یہ وہ لوگ ہیں جو زکوٰۃ و صدقات کے صحیح حقدار ہیں، قرآنی آیت میں مذکورہ صدقات کے حقداروں کی تفصیل یہ ہے۔

فقیر: وہ ہے جس کے پاس کچھ مال ہو لیکن اتنے روپے پیسے نہیں جو نصاب کے قابل ہو نہ گھر میں اتنی چیزیں ہیں کہ جن کی قیمت بقدر نصاب ہو یا قیمت بقدر نصاب ہے مگر سب چیزیں حاجتِ اصلیہ میں داخل ہیں مثلاً ضروری کتابیں، پہننے کے کپڑے، رہنے کا مکان، کام کاج کے ضروری آلات وغیرہ ہیں، کوئی چیز زائد اس کے پاس نہیں جس کی قیمت نصاب کو پہونچے ایسا شخص فقیر کہلاتا ہے، زکوٰۃ کا مستحق ہے، اگر ایسا شخص عالم بھی ہو تو اس کی خدمت اور بھی زیادہ افضل ہے۔

☆ فقیر اگر عالم ہو تو اسے دینا جاہل کو دینے سے افضل ہے۔ (عالمگیری)

☆ اگر عالم کو دے تو اس کا لحاظ رکھے کہ اس کا اعزاز مد نظر ہو، ادب کے ساتھ دے جیسے چھوٹے بڑے کو نذر دیتے ہیں اور معاذ اللہ عالم دین کی حقارت اگر دل میں آئی تو یہ ہلاکت اور بہت سخت ہلاکت۔ (بہار شریعت)

مسکین : وہ شخص ہے جس کے پاس کچھ بھی مال نہ ہو۔ قرآن مقدس میں ارشاد خداوندی ہے: **أَوْ مِسْكِينًا ذَا مَتْرَبَةٍ** یا خاک نشین مسکین کو۔

یعنی مٹی جو اس پر پڑی ہے وہی اس کی چادر ہے اور وہی اس کا بستر ہے۔ ایسے شخص کو زکوٰۃ دے کر ثواب حاصل کرو۔ اُس شخص کو سوال کرنا بھی جائز ہے اور فقیر کو نہیں کیونکہ اس کے پاس کچھ مال ہے اگرچہ نصاب کے قابل نہیں مگر جس کے پاس اتنا بھی مال ہے کہ ایک دن کے خوراک کے قابل ہے تو اس کو سوال کرنا حلال نہیں ہے۔ (عالمگیری)

عامل : عامل کو بھی زکوٰۃ دی جاسکتی ہے اگرچہ وہ غنی ہو۔ عامل وہ شخص ہے جس کو بادشاہ اسلام نے عشر اور زکوٰۃ وصول کرنے پر مقرر کیا ہے چونکہ یہ اپنا وقت اس کام میں لگاتا ہے لہذا اس عامل کو اپنے عمل کی اجرت بھی ملنا ضروری ہے تاکہ اس کے اخراجات کے لئے بدرجہ متوسط کافی ہو مگر اجرت جمع کردہ رقم سے زائد نہ ہو اگر مال عامل کے ہاتھ سے ضائع ہو جائے تو زکوٰۃ ادا کرنے والوں کی زکوٰۃ ادا ہوگئی۔ اگر عامل سید ہے تو زکوٰۃ کے مال سے اس کو اجرت نہ دی جائے گی ہاں اجرت غیر سید فقیر کو دے کر اس کو دی جائے تو جائز ہے مگر غنی عامل کو اسی زکوٰۃ سے اجرت دینا جائز ہے اس لئے کہ ہاشمی کا شرف غنی کے رتبہ سے زائد ہے۔

مؤلفۃ القلوب : مؤلفۃ القلوب کا مطلب دلجوئی کرنا ہے، ایک عام اصول ہے کہ جس کسی حاجت مند کی مالی امداد کی جائے تو وہ دینے والوں کی طرف

متوجہ ہوتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو دین اسلام کی طرف مائل کرنے کے لئے مؤلفۃ القلوب کی مدد رکھی ہے تاکہ اسلام میں ہر نئے داخل ہونے والے کی دلجوئی ہو اور وہ آسانی سے مسلمانوں کے ضابطہ حیات کے مطابق عمل پیرا ہو سکے۔ لیکن جب اسلام کو غلبہ ہوا تو زکوٰۃ کے ان آٹھ مصارف میں سے مؤلفۃ القلوب باجماع صحابہ ساقط ہو گیا

دفاع مکتب : وہ غلام جو مال معین ادا کرنے کی شرط پر آزاد کیا گیا ہو اگرچہ وہ غنی کا غلام ہو یا خود اس کے پاس نصاب سے زائد ہو تو ایسے غلام کو زکوٰۃ دینا جائز ہے مگر یہ غلام کسی سید کا نہ ہو کہ اس کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں کیوں کہ ایک لحاظ سے یہ مالک کی ملک میں ہے اور مالک سید ہے تو یہ سید ہی کو زکوٰۃ پہونچے گی اور اس کو جائز نہیں ہے۔

غارم یعنی قرضدار : قرضدار کو زکوٰۃ دینا بھی جائز ہے بشرطیکہ قرض سے زائد کوئی رقم بقدر نصاب اس کے پاس نہ ہو یا کوئی مال حاجت اصلیہ سے اس کے پاس فاضل نہ ہو کہ جس کی قیمت نصاب کو پہونچے تو ایسے قرضدار کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔

فی سبیل اللہ : اس سے مراد ایسے مجاہدین پر مال زکوٰۃ کا صرف کرنا ہے جو کہ اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے نکلے ہوں کہ ان کی سواری، اسلحہ، راستے کے خرچ اور آلات کی فراہمی کے لئے مال زکوٰۃ کا دینا جائز ہے اور یا تو اس سے مراد وہ حجاج کرام ہیں جو کہ راستے میں کسی حادثہ کے شکار ہو کر مالی تعاون کے محتاج ہوں یا وہ طلبہ مراد ہیں جو کہ علم دین کے حصول کے لئے اللہ کی راہ میں نکلے ہوں کہ ان کو بھی زکوٰۃ کا مال لینا جائز ہے۔

ابن السبیل : ابن السبیل سے مراد مسافر ہے جس کا زادراہ ختم ہو چکا ہو اگرچہ وہ گھر پر مالی اعتبار سے خوش حال ہو پھر بھی اس کو زکوٰۃ لینا جائز ہے۔

زکوٰۃ ادا کرنے میں یہ ضروری ہے کہ جس کو بھی دیں اس کو مالک بنادیں لہذا زکوٰۃ کا مال مسجد میں صرف کرنا، میت کو کفن دینا، پل بنانا، سڑک بنانا، کنواں کھودوانا، کتاب وغیرہ خرید کر وقف کر دینا کافی نہیں ہے۔

اگر کسی کی ماں ہاشمی بلکہ سیدہ ہو اور اس کا باپ ہاشمی نہ ہو تو وہ ہاشمی نہیں ہے کیوں کہ شرع میں نسب باپ سے جوڑا جاتا ہے۔

شوہر اپنی بیوی کو اور بیوی اپنے شوہر کو زکوٰۃ نہیں دے سکتی، ہاں اگر شوہر نے اپنی بیوی کو طلاق مغلّظہ دے دیا اور اس کی عدت گزر گئی تو اب وہ دونوں ایک دوسرے کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔

مزید معلومات کے لئے فتاویٰ رضویہ شریف، بہارِ شریعت اور فقہ کی دوسری کتابوں کا مطالعہ کریں۔



حج کا بیان

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! حج اسلام کا پانچواں یا عبادات اسلامی کا چوتھا رکن یا نماز روزہ اور زکوٰۃ کے بعد چوتھا فریضہ ہے جو امت محمدیہ کے ہر فرد پر خواہ وہ دنیا کے کسی علاقہ کا رہنے والا ہو عمر بھر میں صرف ایک بار فرض ہے، مگر صرف ان لوگوں پر جو وہاں جانے کی استطاعت رکھتے ہوں۔

حج ۹ھ میں فرض کیا گیا، اس کی فرضیت قطعی و یقینی ہے، جو اس کے فرض ہونے کا انکار کرے وہ کافر ہے۔ قرآن کریم میں خالق ارض و سما جل جلالہ کا فرمانِ عالی شان ہے ”وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ“ اور اللہ کے لئے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے جو اس تک چل سکے اور جو منکر ہو تو اللہ سارے جہان سے بے نیاز ہے۔ (کنز الایمان، پ ۴، ۱۷)

مفسر شہیر صدر الافاضل حضرت علامہ نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ تفسیر خزائن العرفان میں مذکور بالا آیت کریمہ کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں۔

”اس آیت میں حج کی فرضیت کا بیان ہے اور اس کا کہ استطاعت شرط ہے۔ حدیث شریف میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی تفسیر زاد اور احلہ سے فرمائی ہے، زاد یعنی توشہ، کھانے پینے کا انتظام اس قدر ہونا چاہئے کہ جا کر واپس آنے تک کے لئے کافی ہو اور یہ واپسی کے وقت تک اہل و عیال کے نفقہ کے علاوہ ہونا چاہئے۔ راہ کی امن بھی ضروری ہے، کیوں کہ بغیر اس کے استطاعت نہیں ہوتی“

ایک اور مقام پر اللہ رب العزت اپنے خلیل حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے ”وَ اٰذِنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَا تُوَكَّلُ رَجَالًا وَّ عَلٰی كُلِّ صَامِرٍ یَّاتِیْنِ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیقٍ“ اور لوگوں میں حج کی عام ندا کر دے، وہ تیرے پاس حاضر ہوں گے پیادہ اور ہر دہلی اونٹنی پر کہ ہر دور کی راہ سے آتی ہیں۔ (کنز الایمان، پ ۷۱، ع ۱۱)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! جب حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کعبہ معظمہ کی قدیم بنیاد پر عمارت کعبہ کی تعمیر کر چکے تو اللہ تعالیٰ نے آپ پر وحی فرمائی کہ لوگوں میں حج کا عام اعلان کریں، حکم خداوندی پا کر حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ابوبتیس پہاڑ پر چڑھ کر جہان کے لوگوں کو ندا کر دی کہ بیت اللہ کا حج کرو، جن کے مقدر میں حج ہے انہوں نے باپوں کی پشتوں اور ماؤں کے پیٹوں سے جواب دیا ”لیک اللہم لیک“۔

اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ آیت کریمہ ”وَ اٰذِنْ فِی النَّاسِ“ میں خطاب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے، چنانچہ حجۃ الوداع میں اعلان فرما دیا اور ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! اللہ تبارک و تعالیٰ نے تم پر حج فرض کئے تو حج کرو۔

(ملخصاً از خزائن العرفان)

فرمان باری تعالیٰ ہے: اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّةٍ مُّبَرَّکًا وَّ هٰذِیْ لِلْعٰلَمِیْنَ ۝ بے شک سب میں پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کو مقرر ہوا وہ ہے جو مکہ میں برکت والا اور سارے جہان کا رہ نما۔ (پارہ ۴، رکوع ۱۷)

حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تشریف لانے کے بعد جو پہلا گھر انسانوں کی رشد و ہدایت کے لئے زمین پر تعمیر ہوا وہ مکہ ہی میں ہوا۔ اس گھر کو معمولی شرف حاصل نہیں بلکہ اتنا عظیم شرف حاصل ہے کہ حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس گھر کی تعمیر کے وقت اللہ رب العزت کی بارگاہ میں جو دعا فرمائی آج تک اس

دعا کی قبولیت کا اثر نمایاں ہے۔ کوئی بھی موسم ہو وہاں پر ہر قسم کے تازہ پھل میسر ہوتے ہیں۔ اس سے یہ بات بھی سمجھ میں آتی ہے کہ نبی کی دعا اللہ عزوجل کبھی رد نہیں فرماتا۔

مکہ کی تعظیم

حضرت عیاش بن ابی ربیعہ مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس امت سے خیر و برکت زائل نہ ہوگی جب تک کہ یہ حرم مکہ کی تعظیم کرتی رہے گی جیسا کہ اس کی تعظیم کا حق ہے اور جب اس کی تعظیم کو چھوڑ دے گی تو ہلاک ہو جائے گی۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۲۳۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ حرم مکہ کی تعظیم کے سبب اللہ عزوجل خیر و برکت نازل فرماتا رہے گا۔ آج بہت سے کم علم، حرم مکہ کے مقام و مرتبہ کو نہ جاننے کی وجہ سے اس کا احترام جیسا کرنا چاہئے ویسا نہیں کرتے۔ چلا چلا کر دنیوی باتیں کرتے ہیں، یہ غلطیاں حرم مکہ میں دوران طواف بھی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

ایک نماز لاکھ کے برابر

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: مسجد حرام میں ایک نماز ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! حج کی سعادت سے جو مالا مال ہوتا ہے اس کے دامن کو ثواب سے بھر دیا جاتا ہے جیسا کہ مذکورہ حدیث شریف میں تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسجد حرام میں ایک نماز لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔ آدمی اگر کوشش کرے اور وقت کی قدر کرتے

ہوئے اپنا وقت عبادت و ریاضت میں گزارے تو میں سمجھتا ہوں کہ بے حساب نیکیاں حاصل کر سکتا ہے۔ کاش ایسا ہوتا کہ حاجی مسجد حرام میں عبادت سے غافل نہ ہو کر عبادت و ریاضت میں مصروف رہنے کی کوشش کرتا لیکن کیا کیا جائے؟ بازار، دوست، احباب، متعلقین ان سارے معاملات میں ہی زیادہ تر وقت گزار دیا جاتا ہے۔ ہمیں وقت کی قدر کرنی چاہئے، دوست احباب وغیرہ سب بعد میں مل جائیں گے لیکن خانہ کعبہ کی زیارت دوبارہ نصیب ہو یا نہ ہو کچھ نہیں کہا جاسکتا، لہذا اللہ عز و جل جب اس مقدس مقام کی حاضری کا شرف بخشے تو اپنا سارا وقت ذکر و عبادت ہی میں صرف کریں۔

ایک سو بیس رحمتوں کا نزول

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی ہر دن اور رات میں ایک سو بیس رحمتیں اس گھر میں نازل ہوتی ہیں۔ ساٹھ طواف کرنے والوں پر، چالیس نماز پڑھنے والوں کے لئے ہوتی ہیں اور بیس خانہ کعبہ کو دیکھنے والوں کے لئے۔ (فضائل ج ۱۰۰)

ستر فرشتوں کی آمین

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رکن یمانی پر ستر فرشتے مقرر ہیں تو جو شخص وہاں یہ کہے کہ اے اللہ! میں تجھ سے دنیا و آخرت میں غفوء عافیت مانگتا ہوں، اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا و آخرت میں بھلائی عطا فرما اور جہنم کے عذاب سے بچا تو وہ فرشتے کہتے ہیں ”آمین“۔ (مشکوٰۃ ص ۲۳۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! زیارتِ حرمین طیبین سے مشرف ہونے والے پر اللہ تعالیٰ کا کتنا کرم ہے کہ جب وہ رکن یمانی اور

حجرِ اسود کے درمیان یعنی مقامِ مستجاب پر دعا کرتا ہے تو اللہ عز و جل نے سترِ معصوم فرشتوں کو مقرر کر دیا ہے جو اس کی دعا پر آمین کہتے ہیں۔ (سبحان اللہ) اللہ جلد از جلد ہم سب کو اس مقامِ مقدس پر حاضری کی سعادت اور دعا کی توفیق عطا فرمائے۔

دعا قبول ہونے کے چودہ مقامات

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا کہ ملترزم ایسا مقام ہے جہاں دعا قبول ہوتی ہے، کسی بندے نے اس میں دعا نہیں کی مگر یہ کہ وہ قبول ہوئی اور مکہ مکرمہ میں چودہ مقام ہیں جہاں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ ملترزم کے قریب، میزابِ رحمت کے نیچے، رکنِ یمانی کے قریب، صفا و مروہ کی پہاڑی پر، صفا و مروہ کے درمیان، رکنِ یمانی اور مقامِ ابراہیم کے درمیان، بیت اللہ شریف کے اندر، منیٰ (مسجد خیف) میں، عرفات میں، تین جمروں کے قریب۔ (شرح حدائق بخشش)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ مقامات پر جہاں دعائیں قبول ہوتی ہیں، ان مقامات پر دارین کی بھلائی کا سوال کرو۔

حج صرف اللہ کے لئے

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ

اَسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا (پ ۴/ع ۱) کرنا ہے جو اس تک چل سکے۔ (کنز الایمان)

اگر کوئی شخص صاحب استطاعت ہے اور حج کی ادائیگی کے لئے نکلتا ہے تو اسے اس آیت کریمہ کے پہلے لفظ کو یاد رکھنا ضروری ہے، ”وَلِلّٰهِ“ حج صرف اللہ عز و جل کی خوشنودی کے لئے ہی کیا جائے نہ شہرت کی تمنا نہ لقب کی آرزو، بس ایک ہی مقصد پیش نظر ہو کہ اے اللہ! تیرے لئے ہی حج کر رہا ہوں۔ انشاء اللہ اس کی برکتیں دونوں جہاں میں نظر آئیں گی۔ اللہ رب العزت ہم سب کو اپنی رضا کے لئے حج

و عمرہ کی سعادت نصیب فرمائے۔

”حج“ احادیث کی روشنی میں

افضل عمل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے آپ نے کہا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کون سا عمل سب سے افضل ہے؟ تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لانا، عرض کیا گیا پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا: راہ خدا میں جہاد کرنا، عرض کیا گیا پھر کون سا عمل افضل ہے؟ فرمایا کہ حج مبرور۔ (بخاری جلد اول ص ۲۰۶)

حاجی گناہوں سے پاک

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ جس نے حج کیا اور اس نے نہ بے ہودگی کی اور نہ فسق و فجور کا مرتکب ہوا تو وہ حج سے اس طرح لوٹے گا گویا اس کو اس کی ماں نے ابھی جنم دیا ہے۔ (یعنی گناہوں سے پاک ہو جائے گا) (بخاری جلد اول ص ۲۰۶)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث شریف سے حج کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے کہ حج میں اگر کوئی لڑائی جھگڑا اور فسق و فجور سے بچے تو اللہ عز و جل اس کو اس طرح پاک فرماتا ہے جیسے آج ہی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔ پتہ چلا کہ جس طرح نومولود کے دامن پر گناہ کا کوئی داغ نہیں ہوتا ویسے ہی حج مبرور کی سعادتوں سے مالا مال ہونے والے کو بنا دیا جاتا ہے۔ اللہ عز و جل ہم سب کو حج مبرور کی سعادتوں سے مالا مال فرمائے۔

حاجی جنتی ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک سرزد ہونے والے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے اور حج کا ثواب سوائے جنت کے کچھ نہیں۔ (بخاری و مسلم)

گنہ گاروں کی بخشش

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کوئی دن ایسا نہیں ہے جس میں اللہ تعالیٰ یوم عرفہ کی نسبت زیادہ بندوں کو آگ (جہنم) سے آزاد کرتا ہو۔ (مسلم شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ تعالیٰ نے بعض دنوں کو بعض پر فضیلت عطا فرمائی ہے ان دنوں میں یوم عرفہ کا مقام بہت ہی بلند ہے۔ یوم عرفہ کو اللہ عز و جل کی خاص نظرِ کرم اپنے بندوں پر ہوتی ہے۔ ایک ہی لباس اور ایک ہی کی جانب توجہ اور پھر گناہوں پر ندامت کے آنسو، اس کی رحمت کو جوش میں لاتے ہیں اور وہ کریم اپنے بندوں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو یوم عرفہ میدانِ عرفات میں نصیب فرمائے اور جہنم سے آزادی عطا فرمائے۔

موت کے بعد حساب نہ ہوگا

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی حرمِ پاک (مکہ مکرمہ یا مدینہ منورہ) میں فوت ہو جائے تو نہ وہ حساب کے لئے پیش کیا جائے گا اور نہ اس سے حساب لیا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا کہ جنت میں داخل ہو۔ (دارقطنی)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! حرمین طیبین میں فوت ہو جانے پر مولیٰ بے حساب و کتاب جنت میں داخل فرمائے گا۔ یقیناً یہ بندوں پر اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے۔

حاجی و معتمر شفاعت کریں گے

حدیث شریف میں ہے کہ حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حج کرنے والے اور عمرہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے وفد اور اس کے مہمان ہیں اگر وہ اس سے مانگتے ہیں تو وہ انہیں عطا فرماتا ہے اور اس سے مغفرت چاہتے ہیں تو وہ ان کی مغفرت فرماتا ہے اور اگر دعا مانگتے ہیں تو ان کی دعا قبول فرماتا ہے اور اگر سفارش کرتے ہیں تو ان کی سفارش قبول کی جاتی ہے۔ (احیاء العلوم)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ عزوجل نے حج اور عمرہ کرنے والوں کو بڑا بلند درجہ عطا کیا ہے، جیسا کہ مذکورہ حدیث شریف سے پتہ چلتا ہے کہ حاجی اور معتمر جس کے لئے دعا کریں گے اللہ ان کی دعا کو قبول فرماتا ہے، ہمیں چاہئے کہ حج اور عمرہ سے لوٹنے والوں کے گھر پہنچنے سے پہلے ان سے اپنی اور اپنے گھر والوں اور پوری امت مسلمہ کی مغفرت کی دعا کروائیں۔ اللہ عزوجل ہم سب کو حج مبرور کی دولت سے نوازے اور حاجیوں کی دعا میں ہمارا حصہ بھی رکھے۔

آمین بجاہ النبی الکریم علیہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم.

غلام آزاد کرنے کے برابر

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ جو شخص ننگے سر، ننگے پاؤں، سات مرتبہ طواف کرے اسے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا اور جو شخص بارش میں سات مرتبہ طواف بیت اللہ کرے اس کے تمام پچھلے گناہ معاف کر دئے جائیں گے۔ (احیاء العلوم)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ عزوجل ہم سب کو مذکورہ حدیث شریف پر عمل کا موقع عطا فرمائے کہ ہم بھی خانہ کعبہ کی زیارت کو جائیں اور ننگے سر اور ننگے پیر بیت اللہ کا طواف کر کے اپنے گناہوں کو مٹائیں۔ اللہ عزوجل ہم سب کو یہ سعادت عظمیٰ عطا فرمائے۔

بخشش نہ ہونے کا گمان بھی گناہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ لوگوں میں بڑا گنہگار وہ ہے جو عرفہ کے دن وقوف کرے اور یہ خیال کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت نہیں کی۔ (احیاء العلوم)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث شریف سے اللہ عزوجل کے کرم پر یقین کا درس ملا کہ وقوف عرفہ کے روز شک و تذبذب میں نہیں پڑنا چاہئے بلکہ یقین کامل رکھنا چاہئے کہ آج کے دن اللہ کریم نے مغفرت فرما ہی دی اور شک رکھنے والے کو گنہگار ٹھہرایا گیا۔ اللہ عزوجل ہم سب کو مغفرت و بخشش پر یقین کی توفیق عطا فرمائے اور شکوک و تذبذب سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

خاتمہ برا ہونے کا اندیشہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص (حج فرض ہونے کے بعد) حج کئے بغیر مر جائے تو وہ چاہے تو یہودی مرے اور چاہے تو نصرانی مرے۔ (ترمذی شریف جلد اول، ص ۱۶۷)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث شریف سے ہمیں یہ درس ملا کہ جیسے ہی حج فرض ہو جائے تو اس کی ادائیگی میں تاخیر نہیں کرنی چاہئے ورنہ برے خاتمہ کا اندیشہ ہے، یہ مسئلہ ذہن میں رکھنا چاہئے کہ لڑکی یا لڑکے کی شادی کے انتظار میں حج فرض ہونے پر بھی جو لوگ حج ادا نہیں کرتے ان کو مذکورہ حدیث شریف سے سبق حاصل کرنا چاہئے۔ یاد رکھیں کہ فرض حج ادا کرنے کے

لئے شادی وغیرہ کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ لہذا جب حج فرض ہونے کی شرطیں پالی جائیں تو فوراً حج ادا کر لینا چاہئے۔ اللہ عزوجل ہم سب کا خاتمہ بالخیر فرمائے۔

حج بدل

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ایک عورت نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم! جن بندوں پر حج فرض ہے، اگر انہوں نے اپنے ماں باپ کو اس حال میں پایا کہ وہ بہت ضعیف ہیں اور سواری پر جم کر بیٹھ نہیں سکتے تو کیا میں ان کی طرف سے حج کروں؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: ہاں۔ (بخاری و مسلم)

حج اصغر

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رمضان کے مہینہ میں عمرہ کرنا حج کے برابر ہے یا فرمایا کہ میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔ (بخاری و مسلم)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ماہ رمضان المبارک میں عمرہ کا کتنا ثواب ہے کہ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ماہ رمضان میں عمرہ کرنا میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو تادم زیست ماہ رمضان المبارک میں عمرہ کی سعادت اور آخری وقت مدینے میں دو گز زمین عطا فرمائے۔

طواف کے فضائل

امام احمد نے عبید بن عمر سے روایت کی، آپ کہتے ہیں میں نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا کیا وجہ ہے کہ آپ حجر اسود، وکرن یمانی کو بوسہ دیتے ہیں؟ جواب دیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ ان کو بوسہ دینا خطاؤں کو گرا دیتا ہے اور میں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے جس نے

سات پھیرے طواف اس طرح کیا کہ اس کے آداب کو ملحوظ رکھا اور دو رکعت نماز پڑھی تو یہ گردن (غلام) آزاد کرنے کی مثل ہے۔ میں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ طواف میں ہر قدم اٹھانے اور رکھنے پر، دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور دس گناہ مٹائے جاتے ہیں اور دس درجات بلند کئے جاتے ہیں۔ (بہار شریعت)

ستر ہزار نیکیاں

اصبہانی نے عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ جس نے کامل وضو کیا پھر حجر اسود کے پاس بوسہ دینے کو آیا وہ رحمت میں داخل ہوا پھر جب بوسہ دیا اور یہ پڑھا ”بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ“ اسے رحمت نے ڈھانک لیا پھر جب بیت اللہ کا طواف کیا تو ہر قدم کے بدلے ستر ہزار نیکیاں لکھی جائیں گی اور ستر ہزار گناہ مٹائے جائیں گے اور ستر ہزار درجات بلند کئے جائیں گے اور طواف کرنے والا اپنے گھر والوں میں سے ستر کی شفاعت کرے گا پھر جب مقام ابراہیم پر آیا اور وہاں دو رکعت نماز طلبِ ثواب کی نیت سے پڑھی تو اس کے لئے اولادِ اسمعیل علیہ السلام میں سے چار غلام آزاد کرنے کا ثواب لکھا جائے گا اور گناہوں سے ایسا نکل جائے گا جیسے آج ہی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔ (بہار شریعت، حصہ ششم،

(۵۳۵)

حجر اسود گواہی دے گا

حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بیت اللہ کے گرد طواف نماز کی مثل ہے فرق اتنا ہے کہ تم طواف کے دوران بات تو کر سکتے ہو مگر خیر کے کلمات ہی منہ سے نکالو اس کے علاوہ فضول باتیں نہ کرو۔ (ترمذی، دارمی، نسائی)

حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ حجرِ اسود کو قیامت کے دن ایسے اٹھائے گا کہ اس کی آنکھیں ہوں گی جن سے وہ دیکھے گا، اس کی زبان ہوگی جس سے وہ کلام کرے گا کہ جس نے اسے حق اور سچی محبت کے ساتھ بوسہ دیا اس کے لئے شہادت دے گا۔ (ترمذی، ابن ماجہ، دارمی)

طواف کرنے کا طریقہ

طواف شروع کرنے سے پہلے چادر کو داہنی بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈال لے کہ داہنا مونڈھا کھلا رہے، اب کعبہ کی طرف منہ کر کے رکن یمانی کی جانب سنگِ اسود کے قریب یوں کھڑا ہو کہ حجرِ اسود اور مقامِ ابراہیم اپنے داہنے ہاتھ کی طرف رکھے پھر طواف کی نیت کرے۔ ”اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ طَوَافَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ فِیْسِرَہٗ لِیْ وَ تَقَبَّلْہٗ مِنِّیْ“ اس نیت کے بعد کعبہ کی طرف منہ کر کے اپنی داہنی جانب چلو، جب سنگِ اسود کے مقابل ہو کانوں تک ہاتھ اس طرح اٹھاؤ کہ ہتھیلیاں حجرِ اسود کی طرف رہیں اور کہو ”اے اللہ میں تیرے عزت والے لگھر کا طواف کرنا چاہتا ہوں اس کو تو میرے لئے آسان کر دے اور اس کو مجھ سے قبول کر۔“

نمازِ طواف

طواف کے بعد مقامِ ابراہیم میں ”وَ اتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰہِیْمَ مُصَلًّی“ پڑھ کر دو رکعت نمازِ طواف پڑھے اور یہ نماز واجب ہے، پہلی رکعت میں ”قُلْ یٰٰاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ“ اور دوسری رکعت میں ”قُلْ هُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ“ پڑھے بشرطیکہ وقتِ کراہت نہ ہو یعنی طلوعِ آفتاب، زوالِ آفتاب اور غروبِ آفتاب کا وقت نہ ہو اور نمازِ عصر ادا کرنے کے بعد بھی نہ پڑھے یعنی ان اوقات کو چھوڑ کر باقی اوقات میں نمازِ طواف ادا کرے اور اگر ان اوقات میں طواف کرے تو یہ نماز بعد میں پڑھے۔

مقام ابراہیم کی دعا

جو شخص مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھے اس کے اگلے پچھلے سب گناہ بخش دئے جائیں گے اور قیامت کے دن امن میں اس کا حشر ہوگا۔ یہ دو رکعتیں پڑھ کر دعا مانگے۔ یہاں حدیث شریف میں ایک دعا ارشاد ہوئی جس کے فائدوں کی عظمت اس کا لکھنا ہی چاہتی ہے۔ وہ دعا یہ ہے: اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ سِرِّيْ وَ عَلَانِيَتِيْ فَاقْبَلْ مُعْذِرَتِيْ وَ تَعْلَمُ حَاجَتِيْ فَاعْطِنِيْ سُوَالِيْ وَ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ. اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُكَ اِيْمَانًا يُبَاسِّرُ قَلْبِيْ وَ يَقِيْنًا صَادِقًا حَتّٰى اَعْلَمَ اَنَّهُ لَا اُصِيْبُنِيْ اِلَّا مَا كَتَبْتَ لِيْ وَ رِضًى مِّنَ الْمَعِيْشَةِ بِمَا قَسَمْتَ لِيْ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ.

اے اللہ! تو میرے پوشیدہ اور ظاہر کو جانتا ہے تو میری معذرت قبول کر اور تو میری حاجت کو جانتا ہے میرا سوال مجھ کو عطا کر اور جو کچھ میرے نفس میں ہے اسے تو جانتا ہے تو گناہوں کو بخش دے۔ اے اللہ! میں تجھ سے اس ایمان کا سوال کرتا ہوں جو میرے قلب میں سرایت کر جائے اور یقین صادق مانگتا ہوں تاکہ میں جان لوں کہ مجھے وہی پہنچے گا جو تو نے میرے لئے لکھا ہے اور جو کچھ تو نے میری قسمت میں کیا ہے اس پر راضی رہوں، اے سب مہربانوں سے زیادہ مہربان!

سرکارِ مدینہ راحتِ قلب و سینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ عز و جل ارشاد فرماتا ہے جو یہ دعا کرے گا میں اس کی خطا بخش دوں گا اور غم و محتاجی اس سے دور کر دوں گا، ہر تاجر سے بڑھ کر اس کی تجارت رکھوں گا اور پھر دنیا اس کے پاس ناچار و مجبور بن کر آئے گی یعنی جو سچے دل سے اللہ عز و جل اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہو جاتا ہے تو پھر دنیا چاہتی ہے کہ وہ میری آغوش میں آئے مگر وہ دنیا کو ٹھوکر مارتا ہے۔ اور پھر دنیا خود مجبور و لاچار ہو کر اس کے قدموں میں آ کر گر جاتی ہے۔

ملترزم کی دعائیں

ملترزم کے پاس جائے اور قریب جو (پتھر) ہے اس سے لیٹے اور اپنا سینہ اور پیٹ اور کبھی داہنا رخسارہ اور کبھی بایاں اور کبھی اپنا چہرہ اس پر رکھے اور دونوں ہاتھ سر سے اونچے کر کے دیوار پر پھیلانے، داہنا ہاتھ دروازہ کعبہ اور بایاں حجر اسود کی طرف پھیلانے اور یہ دعا پڑھے: **يَا وَاجِدُ يَا مَاجِدُ لَا تَزِلْ عَنِّي نِعْمَةً أَنْعَمْتَهَا عَلَيَّ**۔ اے قدرت والے اے بزرگ تو نے مجھے جو نعمت دی اس کو مجھ سے زائل نہ فرما۔

سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب میں چاہتا ہوں جبریل علیہ السلام کو دیکھ لیتا ہوں کہ ملترزم سے لیٹے ہوئے دعا کر رہے ہیں۔

نہایت خشوع و خضوع اور عاجزی و انکساری کے ساتھ دعا کرے اور اول آخر درود شریف پڑھے۔

زم زم پینے کی دعا اور طریقہ

سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ زم زم جس نیت کے ساتھ پیا جائے وہی نیت پوری ہوتی ہے۔ زم زم قبلہ رو کھڑے ہو کر تین سانسوں میں پینا چاہئے، ہر سانس پر بسم اللہ سے شروع اور الحمد للہ پر ختم کرے۔ اور ہر بار کعبہ معظمہ کی جانب نگاہ اٹھا کر دیکھیں اور اپنے دل میں تمنا کریں جو بھی ہو اور زم زم پینے کی خصوصی دعا یہ ہے: **”اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ عِلْمًا نَافِعًا وَرِزْقًا وَاسِعًا وَعَمَلًا مُّتَقَبَّلًا وَشِفَاءً مِّنْ کُلِّ دَاءٍ**۔ اے اللہ! میں تجھ سے علم نافع اور کشادہ رزق اور عمل مقبول اور ہر بیماری سے شفا کا سوال کرتا ہوں۔

حج کے پانچ ایام ایک نظر میں

حج کا پہلا دن ۸ / ذی الحجہ

- ☆ مکہ سے منی کو روانگی۔
- ☆ منی میں آج کے دن ظہر، عصر، مغرب، عشا پڑھنی ہیں۔
- ☆ رات منی میں قیام۔

حج کا دوسرا دن ۹ / ذی الحجہ

- ☆ فجر کی نماز منی میں ادا کر کے عرفات کو روانگی۔
- ☆ ظہر کی نماز عرفات میں پڑھنی ہے۔
- ☆ وقوف عرفات۔
- ☆ عصر کی نماز عرفات میں پڑھنی ہے۔
- ☆ مغرب کے وقت مغرب کی نماز پڑھے بغیر مزدلفہ کو روانگی۔
- ☆ مغرب اور عشا کی نمازیں عشا کے وقت مزدلفہ میں ادا کرنی ہے۔
- ☆ رات مزدلفہ میں قیام کرنا ہے۔

حج کا تیسرا دن ۱۰ / ذی الحجہ

- ☆ مزدلفہ میں فجر کی نماز کے بعد منی کو روانگی۔
- ☆ پہلے بڑے شیطان کی رمی (کنکری مارنا)۔
- ☆ پھر قربانی کرنا۔
- ☆ پھر سر کے بال منڈانا یا کتر وانا۔
- ☆ پھر طواف زیارت کو مکہ جانا۔
- ☆ رات منی میں قیام کرنا۔

حج کا چوتھا دن ۱۱ / ذی الحجہ

- ☆ منی میں زوال کے بعد رمی کرنا۔

- ☆ پہلے چھوٹے شیطان کی۔
- ☆ پھر درمیانے شیطان کی۔
- ☆ پھر بڑے شیطان کی۔
- ☆ طواف زیارت اگر کل نہیں کیا تو آج کر لیں۔
- ☆ منیٰ میں قیام۔

حج کا پانچواں دن ۱۲ ذی الحجہ

- ☆ منیٰ میں زوال کے بعد رمی کرنا۔
- ☆ پہلے چھوٹے شیطان کی۔
- ☆ پھر درمیانے شیطان کی۔
- ☆ پھر بڑے شیطان کی۔
- ☆ طواف زیارت اگر نہیں کیا تھا آج مغرب سے پہلے ضرور کر لے۔
- ☆ ۱۲ ذی الحجہ کو اگر قیام کا ارادہ ہے تو کنکریاں زوال سے پہلے ماری جاسکتی ہیں۔

نوٹ:

شبِ عرفہ اور منیٰ کے معمولات کی تفصیل آگے موجود ہے۔ اس کے علاوہ حج کے دوسرے دنوں میں روزمرہ کی طرح نمازیں ادا کریں۔ طواف زیارت کا وقت ۱۰ ذی الحجہ کی فجر سے ۱۲ ذی الحجہ کی غروب آفتاب تک ہے۔ طواف زیارت سے رات کے کسی بھی حصہ میں فارغ ہوں تو بقیہ رات قیام کیلئے منیٰ چلے جائیں۔

منیٰ کو روانگی اور عرفہ کا وقوف

منیٰ کے معمولات

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عرفہ سے زیادہ کسی دن میں اللہ تعالیٰ اپنے

بندوں کو جہنم سے آزاد نہیں کرتا پھر ان کے ساتھ ملائکہ پر مباہات (فخر) فرماتا ہے۔

اور عمر بن شعیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عرفہ کی سب سے بہتر دعا وہ جو میں نے اور مجھ سے پہلے انبیاء کی یہ ہے **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ**۔

امیر المومنین سیدنا حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے وقوف کے بارے میں سوال ہوا کہ اس پہاڑ میں کیوں مقرر ہوا حرم میں کیوں نہ ہوا؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کعبہ، بیت اللہ اور حرم، اس کا دروازہ تو اس لئے ہے کہ جب لوگ اس کی زیارت کے مقصد سے آئیں تو اس کے دروازے پر کھڑے کئے جائیں کہ تضرع کریں، عرض کیا گیا: یا امیر المومنین پھر وقوف مزدلفہ کا کیا سبب ہے؟ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ جب انہیں آنے کی اجازت ملی تو اب دوسری ڈیوڑھی پر روکے گئے تھے پھر جب تضرع زیادہ ہوا تو حکم ہوا کہ منیٰ میں قربانی کریں پھر جب اپنے میل کچیل اتار چکے اور قربانی کر چکے اور گناہوں سے پاک ہو چکے تو اب باطہارت زیارت کی انہیں اجازت ملی، عرض کیا گیا: یا امیر المومنین! ایام تشریق میں روزے کیوں حرام ہیں؟ فرمایا کہ وہ لوگ اللہ کے مہمان ہیں اور مہمان کو بغیر اجازت روزہ رکھنا جائز نہیں، عرض کی گئی: یا امیر المومنین! غلاف کعبہ سے پلٹنا کس کے لئے ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا اس کی مثال یہ ہے کہ کسی نے دوسرے کا گناہ کیا ہے وہ اس کے کپڑوں سے پلٹتا ہے اور عاجزی کرتا ہے کہ یہ اسے بخش دے۔

جب وقوف کے ثواب سے آگاہ ہوئے تو اب گناہوں سے پاک و صاف ہونے کا وقت قریب آیا اس کے لئے تیار ہو جاؤ اور ہدایت پر عمل کرو۔

جس نے احرام نہ باندھا ہو، باندھ لے اور نہادھو کر مسجد الحرام شریف میں

آئے اور طواف کرے اس کے بعد طواف کی نماز بدستور ادا کرے پھر دو رکعت سنت احرام کی نیت سے پڑھے اس کے بعد حج کی نیت کرے اور ”لَبَّيْكَ“ کہے جب آفتاب نکل آئے منیٰ کو چلے اگر آفتاب نکلنے سے پہلے ہی چلا گیا جب بھی جائز ہے مگر بعد میں بہتر ہے اور زوال کے بعد بھی جاسکتا ہے مگر ظہر کی نماز منیٰ میں پڑھے اور ہو سکے تو پیدل جائے کہ جب تک مکہ معظمہ پلٹ کر آؤ گے ہر قدم پر سات کروڑ نیکیاں لکھی جائیں گی۔ راستے بھر لیک و دعا و درود و ثنا کی کثرت کریں، جب منیٰ نظر آئے تو یہ دعا پڑھے ”اَللّٰهُمَّ هَذَا مِنْى فَاْمُنْ عَلٰى بِمَا مَنَنْتَ بِهٖ عَلٰى اَوْلِيَائِكَ“ اے اللہ یہ منیٰ ہے مجھ پر تو وہ احسان کر جو تو نے اپنے اولیاء پر کیا۔

یہاں رات کو ٹھہریں آج ظہر سے نویں کی صبح تک پانچ نمازیں یہیں ادا کریں، آج کل بعض مطوفوں نے یہ نکالی ہے کہ آٹھویں کو منیٰ میں نہیں ٹھہرتے، سیدھے عرفات میں پہنچتے ہیں ان کی نہ مانیں اور اس سنت عظیمہ کو ہرگز نہ چھوڑیں، قافلہ کے اصرار سے انہیں بھی مجبور ہونا پڑے گا۔ ظہر کی نماز کے بعد کھانے سے فارغ ہو کر تھوڑی دیر آرام کریں۔ عصر کی نماز کے بعد توبہ و استغفار، تلاوت قرآن، درود شریف اور ”لَبَّيْكَ“ کی کثرت کریں۔ مغرب کی نماز کے بعد بھی درود شریف اور ”لَبَّيْكَ“ کی کثرت کریں۔ توبہ و استغفار اور قرآن کریم کی تلاوت کریں۔ پھر جملہ ضروریات سے فارغ ہو کر عشاء کی تیاری میں لگ جائیں، آج کی رات بڑی قیمتی ہے، شب عرفہ کی بے پناہ فضیلت ہے۔

شب عرفہ

منیٰ میں ذکر و عبادت کے ذریعے جاگ کر رات گزارتے ہوئے صبح کریں۔ سونے کے لئے بہت دن پڑے ہیں کچھ نہ ہو سکے تو کم از کم عشاء اور فجر باجماعت تکبیر اولیٰ کے ساتھ پڑھیں۔ (یاد رہے! نجدی امام کے پیچھے نہ پڑھیں) کہ شب بیداری

کا ثواب حاصل ہوگا اور با وضو ہو کر سونیں کہ روح عرش تک بلند ہوگی۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص عرفہ کی رات میں یہ دعائیں ہزار مرتبہ پڑھے گا تو جو کچھ اللہ تعالیٰ سے مانگے گا پائے گا۔ مگر گناہ یا قطع رحم کا سوال نہ کرے۔

دعا:

سُبْحَانَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ عَرْشُهُ سُبْحَانَ الَّذِي فِي الْأَرْضِ مَوْطِنُهُ
سُبْحَانَ الَّذِي فِي الْبَحْرِ سَبِيلُهُ سُبْحَانَ الَّذِي فِي النَّارِ سُلْطَانُهُ سُبْحَانَ
الَّذِي فِي الْجَنَّةِ رَحْمَتُهُ سُبْحَانَ الَّذِي فِي الْقَبْرِ قَضَائُهُ سُبْحَانَ الَّذِي فِي
الْهَوَاءِ رُوحُهُ سُبْحَانَ الَّذِي رَفَعَ السَّمَاءَ سُبْحَانَ الَّذِي وَضَعَ الْأَرْضَ
سُبْحَانَ الَّذِي لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنَاجَا مِنْهُ إِلَّا إِلَيْهِ۔ پاک ہے وہ جس کا عرش بلندی میں
ہے، پاک ہے وہ جس کی حکومت زمین میں ہے، پاک ہے وہ کہ دریا میں اس کا راستہ ہے،
پاک ہے وہ کہ آگ میں اس کی سلطنت ہے، پاک ہے وہ کہ جنت میں اس کی رحمت ہے،
پاک ہے وہ کہ قبر میں اس کا حکم ہے، پاک ہے وہ کہ ہوا میں جو روحیں ہیں اسی کی ملک ہیں،
پاک ہے وہ جس نے آسمان کو بلند کیا، پاک ہے وہ جس نے زمین کو پست کیا، پاک ہے وہ
جس کے عذاب سے پناہ و نجات کی کوئی جگہ نہیں مگر اسی کی طرف۔ (بہار شریعت)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول مقبول صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عرفہ کی شام کو اپنی امت کے لئے مغفرت کی دعا کی اور وہ مقبول
ہوئی، فرمایا میں نے انہیں بخش دیا سوائے حقوق العباد کے، مظلوم کے لئے ظالم سے
مواخذہ کروں گا۔ تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عرض کی اے رب
قدریہ! اگر تو چاہے تو جنت عطا کرے اور ظالم کی مغفرت فرما دے۔ اس دن یہ دعا قبول

نہ ہوئی پھر مزدلفہ میں صبح کے وقت اللہ کے مقدس رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہی دعا کی تو اس وقت یہ دعا قبول ہوئی اس پر تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عرض کی: ہمارے ماں باپ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قربان، اس وقت تبسم فرمانے کا کیا سبب ہے؟ ارشاد گرامی ہوا، دشمن خدا ابلیس کو جب یہ معلوم ہوا کہ اللہ عز وجل نے میری دعا قبول کی اور میری امت کی بخشش فرمادی تو وہ اپنے سر پر خاک اڑانے لگا اور واویلا کرنے لگا اس کی یہ گھبراہٹ دیکھ کر مجھے ہنسی آگئی۔ (بہار شریعت)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ”ذی الحجۃ“ کے دس دن سے زیادہ کوئی دن افضل نہیں۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! یہ افضل ہے یا اتنے دنوں اللہ کی راہ میں جہاد کرنا، ارشاد فرماتے ہیں یہ دن اس تعداد سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے بھی افضل ہیں اور اللہ کے نزدیک عرفات سے زیادہ کوئی دن افضل نہیں، اللہ تعالیٰ عرفات کے دن آسمان دنیا پر خاص تجلی فرماتا ہے اور زمین والوں کے ساتھ آسمان والوں پر مباہات (فخر) فرماتا ہے، ان سے فرماتا ہے کہ میرے بندوں کو دیکھو کہ پراگندہ سر، گرد آلودہ، دھوپ کھائے ہوئے دور دور سے میری رحمت کے امیدوار حاضر ہوئے تو عرفہ سے زیادہ جہنم سے آزاد ہونے والے کسی دن میں نہ دیکھے گئے اور ایک روایت میں یہ بھی ملتا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ملائکہ سے فرماتا ہے کہ میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے انہیں بخش دیا۔ فرشتے عرض کرتے ہیں پروردگارِ عالم! ان میں فلاں فلاں کام کرنے والے ہیں، رب قدیر جل شانہ ارشاد فرماتا ہے کہ میں نے سب کو بخش دیا۔ (بہار شریعت)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص نے

عرفات کے دن و رات کی طرف نظر کی تو رسول عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا آج وہ دن ہے کہ جو شخص کان، آنکھ اور زبان قابو میں رکھے تو اس کی مغفرت ہو جائے گی۔ (بہار شریعت)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو مسلمان عرفہ کے دن پچھلے پہر کو عرفات میں وقوف کرے پھر سوبار کہے ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُخَيِّ وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ“ اور سو مرتبہ ”قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ“ پڑھے پھر سوبار یہ درود پڑھے ”اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ وَعَلَيْنَا مَعَهُمُ“ اللہ عز و جل ارشاد فرماتا ہے: اے میرے فرشتو! بتاؤ میرے اس بندے کو کیا ثواب دیا جائے جس نے میری تسبیح و تہلیل کی اور تکبیر و تعظیم کی، مجھے پہچانا اور میری ثنا کی، میرے محبوب اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجا۔ اے فرشتو! گواہ رہو کہ میں نے اسے بخش دیا، اس کی شفاعت خود اس کے حق میں قبول کی اور اگر میرا یہ بندہ مجھ سے سوال کرے تو اس کی شفاعت جو یہاں ہیں سب کے حق میں قبول کروں گا (یعنی سارے اہل عرفات کے لئے)۔

۹/ تاریخ کے معمولات

۹/ تاریخ کو صبح مستحب وقت میں نماز پڑھ کر لبیک و ذکر اور درود شریف میں مشغول رہیں یہاں تک کہ آفتاب کوہِ ثبیر (پہاڑ کا نام) پر (جو مسجد خیف کے سامنے) سے چمکے، اب عرفات کو چلیں، دل کو خیالِ غیر سے پاک کرنے کی کوشش کریں کہ آج وہ دن ہے کہ بندوں کا حج قبول کیا جائے گا اور نہ جانے کتنوں کو ان کے صدقہ میں بخش دیا جائیگا۔ محروم وہ ہے جو آج محروم رہا، اگر وسوسے آئیں تو لڑائی نہ کرو کہ یوں بھی

دشمن کا مقصد پورا ہو گا وہ تو یہی چاہتا ہے کہ آپ کسی اور خیال میں لگ جاؤ بلکہ وسوسوں کی طرف دھیان ہی نہ دیں۔ انشاء اللہ وہ مردود، شیطان ناکام ہی واپس جائے گا۔ راستے بھر ذکر و درود میں مصروف رہیں، بے ضرورت کوئی بات نہ کریں، لبیک کی بار بار کثرت کریں اور منیٰ سے نکل کر یہ دعا پڑھیں۔ اَللّٰهُمَّ اِلَيْكَ تَوَجَّهْتُ وَ عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَلَوْ جَهَكَ الْكَرِيمُ اَرَدْتُ فَاجْعَلْ ذَنْبِيْ مَغْفُوْرًا وَ حَاجِيْ مُبْرُوْرًا وَ اَرْحَمْنِيْ وَ لَا تُخَيِّبْنِيْ وَ بَارِكْ لِيْ فِيْ سَفَرِيْ وَ اقْضِ بَعْرَفَاتِ حَاجَتِيْ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ. اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا اَقْرَبَ غَدَوْتِهَا مِنْ رِّضْوَانِكَ وَ اَبْعَدْهَا مِنْ سَخَطِكَ. اَللّٰهُمَّ اِلَيْكَ غَدَوْتُ وَ عَلَيْكَ اِعْتَمَدْتُ وَ وَجَّهَكَ اَرَدْتُ فَاجْعَلْنِيْ مِمَّنْ تُبَاهِيْ بِهِ الْيَوْمَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّيْ وَ اَفْضَلُ. اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَ الْعَافِيَةَ وَ الْمَعَا فَاةِ الدَّائِمَةِ فِيْ الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ اٰلِهِ وَ صَحْبِهِ اَجْمَعِيْنَ ۝ اے اللہ! میں تیری طرف متوجہ ہوا اور تجھ پر میں نے توکل کیا اور تیرے وجہ کریم کا ارادہ کیا، میرے گناہ بخش اور میرے حج کو مبرور کر اور مجھ پر رحم کر اور مجھے ٹوٹے میں نہ ڈال اور میرے لئے میرے سفر میں برکت دے اور عرفات میں میری حاجت پوری کر بے شک تو ہر شئی پر قادر ہے۔ اے اللہ! میرا چلنا اپنی خوشنودی سے قریب کر اور اپنی ناخوشی سے دور کر، الہی میں تیری طرف چلا اور تجھ پر اعتماد کیا اور تیری ذات کا ارادہ کیا، تو مجھ کو ان میں سے کرجن کے ساتھ قیامت کے دن تو مباحات (فخر) فرمائے گا جو مجھ سے بہتر و افضل ہیں۔ الہی! میں تجھ سے عفو و عافیت کا سوال کرتا ہوں اور اس عافیت کا جو دنیا و آخرت میں ہمیشہ رہنے والی ہے اور اللہ درود بھیجے بہترین مخلوق محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کی آل و اصحاب پر۔

جب جبلِ رحمت پر نگاہ ٹھہرے، دعا کی زیادہ سے زیادہ کوشش کریں کہ ان شاء

اللہ تعالیٰ وقت قبول ہے۔ عرفات میں اس پہاڑ کے پاس ہی جہاں جگہ ملے شارع عام سے بچ کر اتریں آج ہجوم میں لاکھوں آدمی، ہزاروں ڈیرے، خیمے ہوتے ہیں اپنے ڈیرے کا ملنا دشوار ہوتا ہے اس لئے پہچان کا نشان اس پر قائم کر دیں کہ دور سے نظر آئے مستورات ساتھ ہوں تو ان کے برقعہ پر بھی کوئی کپڑا خاص علامت چمکتے ہوئے رنگ کا لگا دیں کہ دور سے دیکھ کر تمیز کر سکیں اور دل میں کھٹکانہ رہے۔ دوپہر تک زیادہ وقت اللہ کے حضور گریہ و زاری نیز حسب طاقت صدقہ و خیرات و ذکر و لبیک و درود، دعا، استغفار و کلمہ توحید میں مشغول رہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں سب میں بہتر وہ دعا جو آج کے دن میں نے اور مجھ سے پہلے انبیاء علیہ السلام نے کی، یہ ہے۔
 لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اور چاہے تو اس کے ساتھ یہ بھی کہیں ”لَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ وَلَا نَعْرِفُ رَبًّا سِوَاهُ اللَّهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُورًا وَفِي سَمْعِي نُورًا وَفِي بَصَرِي نُورًا اللَّهُمَّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي وَبَسِّرْ لِي أَمْرِي وَأَعِزِّدْ بِيكَ مِنْ وَسْوَاسِ الصُّدُورِ وَتَشْتِيتِ الْأُمُورَ وَعَذَابِ الْقَبْرِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا يَلِجُ فِي اللَّيْلِ وَشَرِّ مَا يَلِجُ فِي النَّهَارِ وَشَرِّ مَا تَهْبُ بِهِ الرِّيحُ وَشَرِّ بَوَائِقِ الدَّهْرِ، اللَّهُمَّ هَذَا مَقَامُ الْمُسْتَجِيرِ الْعَائِذِ مِنَ النَّارِ اجْزِنِي مِنَ النَّارِ لِعَفْوِكَ وَادْخُلْنِي الْجَنَّةَ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ اللَّهُمَّ إِذْ هَدَيْتَنِي الْإِسْلَامَ فَلَا تَنْزِعْهُ عَنِّي حَتَّى تَقْبِضَنِي وَأَنَا عَلَيْهِ. اس کے سوا ہم کسی کی عبادت نہیں کرتے اور اس کے سوا کسی کو رب نہیں جانتے اے اللہ! تو میرے دل میں نور پیدا کر اور میرے کان اور نگاہ میں نور پیدا کر۔ اے اللہ! میرے سینے کو کھول دے اور میرے امر کو آسان کر، اور تیری

پناہ مانگتا ہوں سینے کے وسوسوں اور کام کی پراگندگی اور عذاب قبر سے، اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس کے شر سے جو رات اور دن میں داخل ہوتی ہے اور اس کے شر سے جس کے ساتھ ہوا چلتی ہے اور آفاتِ زمانہ کے شر سے، اے اللہ! یہ امن کے طالب اور جہنم سے پناہ مانگنے والے کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے اپنے عفو کے ساتھ مجھ کو جہنم سے بچا اور اپنی رحمت سے جنت میں داخل کر، اے سب مہربانوں سے زیادہ مہربان! اے اللہ! جب تو نے اسلام کی طرف مجھے ہدایت کی تو اس کو مجھ سے جدا نہ کرنا یہاں تک کہ مجھے اسلام پر وفات دینا۔ (بہارِ شریعت)

ضروری گزارش

دوپہر سے پہلے کھانے پینے وغیرہ ضروریات سے فارغ ہو لیں کہ دل کسی طرف نہ لگا رہے۔ آج کے دن جیسے حاجی کو روزہ مناسب نہیں کہ دعا میں ضعف پیدا ہوگا۔ یونہی پیٹ بھر کھانا بھی سخت زہر اور غفلت و کسل کا باعث ہے تین روٹی کی بھوک والا ایک ہی کھائے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تو ہمیشہ کے لئے یہی حکم دیا ہے اور خود اسی پر عمل بھی فرمایا کہ جو کی روٹی کبھی پیٹ بھر نہ کھائی حالانکہ اللہ کے حکم سے تمام جہان پر قبضہ و اختیار ہے۔ انوار و برکات ہمیشہ حاصل کرنے میں سہولت کے لئے بہتر تو یہ ہے کہ نہ صرف آج بلکہ حرمین شریفین میں جب تک حاضر رہیں تہائی پیٹ سے زیادہ ہرگز نہ کھائیں۔ تو ان شاء اللہ اس کا فائدہ آنکھوں سے دیکھ لیں گے۔ جب دوپہر کا وقت قریب آئے تو نہ ہالیں کہ سنت مؤکدہ ہے اور نہ ہو سکے تو صرف وضو ہی کر لیں۔ (بہارِ شریعت ملخصاً)

موقف

یعنی وہ جگہ کہ جہاں نماز کے بعد سے غروب آفتاب تک کھڑے ہو کر ذکر و دعا کا کرنے کا حکم ہے اس جگہ روانہ ہو جائیں اور ممکن ہو تو اونٹ پر جائیں کہ سنت بھی ہے

اور ہجوم میں دبے کچلنے سے محافظت بھی ہے۔ بعض مطوع اس مجمع میں جانے سے منع کرتے ہیں اور طرح طرح سے ڈراتے ہیں ان کی نہ سنیں کہ وہ خاص نزول رحمت کی جگہ ہے، ہاں! عورتیں اور کمزور مرد یہیں سے کھڑے ہو کر دعا میں مشغول ہوں کہ بطن عرفہ کے سوا یہ سارا میدان موقف ہے اور یہ لوگ بھی یہی تصور کریں کہ ہم اس مجمع میں حاضر ہیں اپنے کو الگ نہ سمجھیں اس مجمع میں یقیناً بکثرت اولیاء بلکہ دونی بھی موجود ہیں یہ تصور کریں کہ انوار و برکات جو اس مجمع میں اُن پر اتر رہے ہیں ان کا صدقہ ہم بھکاریوں کو بھی مل رہا ہے۔ افضل یہ ہے کہ جبل رحمت کے قریب جہاں سیاہ پتھر کا فرش ہے قبلہ رُو کھڑا ہو جبکہ ان فضائل کے حصول میں دقت یا کسی کو اذیت نہ ہو، ورنہ جہاں جس طرح ہو سکے وقوف کریں یہ وقوف ہی دراصل حج کی جان ہے اور اس کا بڑا رکن ہے۔ وقوف کے لئے کھڑا رہنا افضل ہے شرط یا واجب نہیں۔ اگر کوئی بیٹھا جب بھی وقوف ہو گیا۔ وقوف میں نیت اور قبلہ رُو ہونا افضل ہے۔ بعض نادان یہ کرتے ہیں کہ پہاڑ پر چڑھ جاتے اور وہاں کھڑے ہو کر رومال ہلاتے رہتے ہیں ان سے بچو اور ان کی طرف بھی برا خیال نہ کرو یہ وقت اوروں کے عیب دیکھنے کا نہیں اپنے عیبوں پر شرم ساری اور گریہ و زاری کا ہے۔ اب وہ لوگ جو یہاں ہیں اور وہ لوگ جو بیروں میں ہیں سب ہمہ تن صدق دل سے اپنے کریم، مہربان رب کی طرف متوجہ ہو جائیں اور میدانِ قیامت میں حساب اعمال کے لئے اس کے حضور حاضری کا تصور کریں۔ نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ لرزتے کانپتے ڈرتے امید کرتے آنکھیں بند کئے گردن جھکائے دستِ دعا آسمان کی طرف سر سے اونچا پھیلائے تکبیر و تہلیل و تسبیح ولبیک و حمد و ذکر و دعا و توبہ و استغفار میں ڈوب جائیں۔ کوشش کریں کہ ایک قطرہ آنسوؤں کا ٹپکے کہ دلیلِ اجابت و سعادت ہے ورنہ رونے کے جیسا منہ بنائے کہ اچھوں کی صورت بھی اچھی ہوتی ہے۔ اثنائے دعا و ذکر میں لبیک کی بار بار تکرار کرے

آج کے دن دعائیں بہت منقول ہیں اور جامع دعا جو اوپر گزری کافی ہے۔ چند بار اسے کہہ لو اور سب سے بہتر یہ کہ سارا وقت درود ذکر و تلاوت قرآن میں گزار دو کہ بہ وعدہ حدیث دعا والوں سے زیادہ پاؤ گے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دامن پکڑو، غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے توسل کرو، اپنے گناہ اور اللہ رب العزت کی قہاری یاد کر کے خوب لرز و لرز اور یقین جانو کہ اس کی مار سے اسی کے پاس پناہ ہے۔ اس سے بھاگ کر کہیں نہیں جاسکتے اس کے در کے سوا کہیں ٹھکانہ نہیں لہذا ان شفیعوں کا دامن پکڑو اور اس کے عذاب سے اسی کی پناہ مانگو اور اسی حالت میں رہو کہ کبھی اس کے غضب کی یاد سے جی کانپ جاتا ہے اور کبھی اس کی رحمت عامہ کی امید سے مرجھا یا دل نہال ہو جاتا ہے یوں ہی گریہ و زاری میں رہو یہاں تک کہ آفتاب ڈوب جائے اور رات کا ایک لطیف جز آجائے۔ اس سے پہلے کوچ منع ہے بعض جلد باز دن ہی میں چل دیتے ہیں ان کا ساتھ ہرگز نہ دیں۔ کیا معلوم کہ رحمت الہی کس وقت توجہ فرمائے اگر تمہارے چل دینے کے بعد اتری تو کیسا عظیم خسارہ ہے اور غروب سے پہلے حدود عرفات سے نکل گئے جب تو پورا جرم ہے۔ بعض مطوع یہاں یوں ڈراتے ہیں کہ رات میں خطرہ ہے یہ ایک دو کے لئے ٹھیک ہے اور جب سارا قافلہ ٹھہرے گا تو ان شاء اللہ تعالیٰ کچھ اندیشہ نہیں۔ اس مقام پر پڑھنے کے لئے بعض دعائیں لکھی جاتی ہیں۔

اللَّهُ أَكْبَرُ وَلِلَّهِ الْحَمْدُ تین مرتبہ پھر کلمہ توحید اس کے بعد یہ دعا۔ اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ بِالْهَدٰى وَنَقِّنِيْ وَاعْصِمْنِيْ بِالتَّقْوٰى وَاعْفِرْ لِيْ فِيْ الْاٰخِرَةِ وَالْاٰوَلٰى ترجمہ: اے اللہ مجھ کو ہدایت کے ساتھ رہنمائی فرما اور پاک کر پرہیزگاری کے ساتھ گناہ سے محفوظ رکھ اور دنیا و آخرت میں میری مغفرت فرما۔ پھر تین بار یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّوَدَّ نَبَاً مَّغْفُوْرًا اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَالَّذِيْ نَقُوْلُ وَخَيْرًا مِّمَّا نَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ لَكَ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايْ وَمَمَاتِيْ

وَالَيْكَ رَبِّ تَرَانِي اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَوَسْوَاسَةِ
الصُّدُورِ وَشَتَاتِ الْأُمُورِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا تَجْنِي بِهِ الرِّيحُ
وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَجْنِي بِهِ الرِّيحُ اللَّهُمَّ اهْدِنَا بِالْهُدَى وَزِينًا
بِالتَّقْوَى وَاعْفِرْ لَنَا بِالْآخِرَةِ وَالْأُولَى، اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ رِزْقًا طَيِّبًا
مُبَارَكًا، اللَّهُمَّ إِنَّكَ أَمَرْتَ بِالْدُّعَاءِ وَقَضَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ بِالْإِجَابَةِ
وَإِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ وَلَا تُنْكَثُ عَهْدَكَ، اللَّهُمَّ مَا أَحْبَبْتَ مِنْ خَيْرٍ
فَحَبِّبْهُ إِلَيْنَا وَيَسِّرْهُ لَنَا وَمَا كَرِهْتَ مِنْ شَرٍّ فَكْرِهْهُ إِلَيْنَا وَجَنِّبْنَاهُ وَلَا
تَنْزِعْ عَنَّا الْإِسْلَامَ بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا، اللَّهُمَّ إِنَّكَ تَرَى مَكَانِي وَتَسْمَعُ
كَلَامِي وَتَعْلَمُ سِرِّي وَعَلَانِيَتِي وَلَا يَخْفَى عَلَيْكَ شَيْءٌ مِنْ أَمْرِي
أَنَا الْبَائِسُ الْفَقِيرُ الْمُسْتَغِيثُ الْمُسْتَجِيرُ الْوَجُلُ الْمُشْفِقُ الْمُقِرُّ
الْمُعْتَرِفُ بِذَنْبِهِ أَسْأَلُكَ مَسْأَلَةَ مُسْكِينٍ وَابْتِهَلُ إِلَيْكَ ابْتِهَالَ الْمُذْنِبِ
الدَّلِيلِ وَأَدْعُوكَ دُعَاءَ الْخَائِفِ الْمُضْطَرِّ دُعَاءَ مَنْ خَضَعَتْ لَكَ
رُكْبَتُهُ وَفَاضَتْ لَكَ عَيْنَاهُ وَنَحَلَ لَكَ جَسَدُهُ وَرَغِمَ أَنْفُهُ اللَّهُمَّ لَا
تَجْعَلْنِي بِدُعَائِكَ رَبِّي شَقِيًّا وَكُنْ بِي رَوْفًا رَحِيمًا يَا خَيْرَ الْمَسْئُولِينَ
وَأَخَيْرَ الْمُعْطِينَ.

اے اللہ اسے حج مبرور کر اور گناہ بخش دے الہی تیرے لئے حمد ہے جیسے ہم
کہتے اور اس سے بہتر جس کو ہم کہتے ہیں، اے اللہ میری نماز و عبادت اور میرا جینا مرنا
تیرے ہی لئے ہے اور تیری ہی طرف میری واپسی ہے اور اے پروردگار تو ہی میرا
وارث ہے اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں عذاب قبر اور سینہ کے وسوسے اور کام کی
پراگندگی سے الہی میں سوال کرتا ہوں اس چیز کی خیر کا جس کو ہوا لائی ہے اور اس چیز
کے شر سے پناہ مانگتا ہوں جسے ہوا لاتی ہے الہی ہدایت کی طرف ہماری رہنمائی فرما اور

تقویٰ سے مزین کر اور دنیا و آخرت میں ہم کو بخش دے الہی میں پاکیزہ اور مبارک رزق کا تجھ سے سوال کرتا ہوں الہی تو نے دعا کرنے کا حکم دیا ہے اور قبول کرنے کا ذمہ تو نے خود لیا اور بے شک تو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا اور اپنے عہد کو نہیں توڑتا، الہی جو اچھی باتیں تجھے محبوب ہیں انہیں ہمارے لئے بھی محبوب کر دے اور ہمارے لئے میسر کر اور جو باتیں تجھے ناپسند ہیں ہم کو ان سے بچا، اور اسلام کی طرف تو نے ہدایت فرمائی تو اس کو ہم سے جدا نہ کر الہی تو میرے مقام کو دیکھتا ہے اور میرا کلام سنتا اور میرے پوشیدہ اور ظاہر کو جانتا ہے میرے کام میں کوئی شئی تجھ پر مخفی نہیں میں نامراد، محتاج، فریاد کرنے والا، پناہ چاہنے والا، خوف سے ڈرنے والا، اپنے گناہ کا معترف ہوں مسکین کی طرح تجھ سے سوال کرتا ہوں اور گناہگار ذلیل کی طرح تجھ سے عاجزی کرتا ہوں اور ڈرنے والے مضطر کی طرح تجھ سے دعا کرتا ہوں اس بندے کی مثل جس کی گردن تیرے لئے جھک گئی اور آنکھیں جاری اور بدن لاغر اور ناک خاک میں ملی ہے اے پروردگار تو مجھے بد بخت نہ کر اور مجھ پر بہت بہت مہربان ہو جا، اے بہتر سوال پر بہتر دینے والے۔

جو روایت حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مذکور ہو چکی ہے اس میں جو دعائیں ہیں انہیں بھی پڑھیں یعنی ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ“ (۱۰۰) بار۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ (۱۰۰) بار حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ علیہ التحیۃ والثناء نے ارشاد فرمایا میری اور انبیاء کی دعا عرفہ کے دن یہ ہے:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ. لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ. اللَّهُمَّ اجْعَلْ فِي سَمْعِي نُورًا وَفِي

بَصَرِي نُوراً وَفِي قَلْبِي نُوراً اَللّٰهُمَّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ وَيَسِّرْ لِيْ اَمْرِيْ وَ
 اَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَسَاوِسِ الصَّدْرِ وَتَشْتِيْتِ الْاَمْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ
 اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا يَلْجُ فِي اللَّيْلِ وَ النَّهَارِ وَشَرِّ مَا تَهْبُّ بِهِ الرِّيْحُ
 وَشَرِّ بَوَائِقِ الدَّهْرِ . اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو یگانہ ہے، اس کا کوئی شریک نہیں،
 اسی کا ملک ہے، وہی لائق حمد ہے، وہی مارتا جلاتا ہے۔ اور ہر چیز اسی کے قابو میں
 ہے۔ اے اللہ میرے کان، آنکھ اور دل کو نور سے منور فرما۔ اے اللہ میرا سینہ کھول دے،
 اور میرا کام آسان کر دے، اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں سینہ کے وسوسوں اور کام کی
 پراگندگی اور عذابِ قبر سے اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس کی برائی سے جو رات و
 دن میں داخل ہوتی ہے اور اس کی برائی سے جسے ہوا اڑلاتی ہے اور آفاتِ دہر کی برائی
 سے۔

اس مقام پر پڑھنے کی بہت دعائیں کتابوں میں مذکور ہیں مگر اتنی ہی میں کفایت
 ہے اور درود شریف و تلاوت قرآن مجید سب دعاؤں سے زیادہ مفید ہے۔

ایک ادب واجب الحفظ اس روز کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سچے وعدوں پر
 بھروسہ کر کے یقین کرے کہ آج میں گناہوں سے ایسا پاک ہو گیا جیسا ماں کے پیٹ
 سے پیدا ہوا تھا اب کوشش کرو کہ آئندہ گناہ نہ ہوں، اور جو داغ اللہ تعالیٰ نے اپنی
 رحمت سے میری پیشانی سے دھویا ہے پھر نہ لگے۔ (بہارِ شریعت، ص ۵۶۰)

ضروری نصیحتیں

ویسے تو بدننگا ہی ہمیشہ ہی حرام ہے۔ مگر احرام میں یا موقف یا مسجد حرام یا کعبہ
 معظمہ کے سامنے یا طواف بیت الحرام میں خصوصاً نگاہ کی حفاظت کریں، یہ تمہارے
 امتحان کا موقع ہے۔ عورتوں کو حکم دیا گیا کہ یہاں منہ نہ چھپاؤ اور تمہیں حکم دیا گیا کہ ان

کی طرف نگاہ نہ کرو یقین جانو کہ یہ بڑے غیرت والے بادشاہ کی باندیاں ہیں۔ اور اس وقت تم اور وہ خاص دربار میں حاضر ہو۔ بلاشبہ شیر کا بچہ اُس کی بغل میں ہو تو اس وقت کون اس کی طرف نگاہ اٹھا سکتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ واحد و قہار کی کنیزیں اس کے خاص دربار میں حاضر ہیں ان پر بد نگاہی کس قدر سخت ہوگی۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ! ہاں ہاں ہوشیار ایمان بچائے ہوئے، قلب و نگاہ سنبھالے ہوئے، حرم وہ جگہ ہے جہاں گناہ کے ارادہ پر بھی پکڑا جاتا ہے اور ایک گناہ ایک لاکھ گناہ کے برابر ہوتا ہے۔ (بہار شریعت)

اللہ عز و جل اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل خیر کی توفیق عطا فرمائے۔

مزدلفہ کی روانگی اور اس کا وقوف

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حجۃ الوداع میں تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عرفات سے مزدلفہ میں تشریف لائے، یہاں مغرب و عشاء کی نماز پڑھی پھر آرام فرمایا یہاں تک کہ فجر کا وقت ہوا اور اس وقت اذان و اقامت کے ساتھ نماز فجر ادا فرمائی پھر قصواء پر سوار ہو کر مشعر حرام میں تشریف لائے اور قبلہ جانب چہرہ انور کر کے دعا تکبیر و تہلیل و توحید میں مشغول رہے اور وقوف فرمایا یہاں تک کہ خوب اجالا ہو گیا اور طلوع آفتاب سے قبل یہاں سے روانہ ہوئے۔ (مسلم شریف)

راستے بھر میں ذکر، درود، دعا، لبیک اور گریہ و زاری میں مصروف رہیں اس وقت کی بعض دعائیں یہ ہیں:

اَللّٰهُمَّ اِلَيْكَ اَفْضْتُ وَفِي رَحْمَتِكَ رَغِبْتُ وَمِنْ سَخَطِكَ رَهَبْتُ وَمِنْ عَذَابِكَ اَشْفَقْتُ فَاَقْبِلْ نُسُكِيْ وَاعْظِمْ اَجْرِيْ وَتَقَبَّلْ تَوْبَتِيْ وَارْحَمْ تَضَرُّعِيْ وَاجِبْ دُعَائِيْ وَاعْظِنِيْ سُوْا لِيْ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ هَذَا

آخِرَ عَهْدِنَا بَيْنَ هَذَا الْمَوْقِفِ الشَّرِيفِ الْعَظِيمِ وَارْزُقْنَا الْعُودَ إِلَيْهِ مَرَّاتٍ كَثِيرَةً بِلُطْفِكَ الْعَمِيمِ۔ اے اللہ! میں تیری طرف واپس ہوا اور تیری رحمت میں رغبت کی اور تیری ناراضگی سے ڈرا اور تیرے عذاب سے خوف کیا، تو میری عبادت قبول فرما، اور میرا اجر عظیم فرما اور میری توبہ قبول فرما اور میری عاجزی پر رحم فرما اور میرا سوال عطا فرما۔ اے اللہ! اس شریف اور بزرگ جگہ میں میری یہ حاضری آخری حاضری نہ کر اور تو اپنی مہربانی سے یہاں بہت مرتبہ آنا نصیب فرما۔

جب مزدلفہ نظر آئے بشرطِ قدرت پیدل ہو لینا بہتر ہے اور نہا کر داخل ہونا افضل ہے۔

دخول مزدلفہ کی دعا

”اللَّهُمَّ هَذَا جَمْعٌ أَسْأَلُكَ أَنْ تَرْزُقَنِي جَوَامِعَ الْخَيْرِ كُلِّهَا اللَّهُمَّ رَبَّ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَرَبَّ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ وَرَبَّ الْبَلَدِ الْحَرَامِ وَرَبَّ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَسْأَلُكَ بِنُورِ وَجْهِكَ الْكَرِيمِ أَنْ تَغْفِرَ لِي ذُنُوبِي وَتَجْمَعَ عَلَيَّ الْهُدَى أَمْرِي وَتَجْعَلَ لِي تَقْوَى زَادِي وَذَخِرِي وَالْآخِرَةَ مَأْبِي وَهَبْ لِي رِضَاكَ عَنِّي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ يَا مَنْ بِيَدِهِ الْخَيْرُ كُلُّهُ أَعْطِنِي الْخَيْرَ كُلَّهُ وَأَصْرِفْ عَنِّي الشَّرَّ كُلَّهُ اللَّهُمَّ حَرِّمْ لِحْمِي وَعَظْمِي وَشَحْمِي وَشَعْرِي وَسَائِرَ جَوَارِحِي عَلَى النَّارِ يَا أَرْحَمَ الرَّحِمِينَ“ (بہارِ شریعت: ۵۶۳)

نور علی نور

حدیث شریف میں آیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جمروں کی رمی کرنا تیرے لئے قیامت کے دن نور ہوگا۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم نے

عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! یہ جمروں پر جو کنکریاں ہر سال ماری جاتی تھیں ہمارا گمان ہے کہ کم ہو جاتی ہیں سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو قبول ہوتی ہیں وہ اٹھائی جاتی ہیں ایسا نہ ہوتا تو پہاڑوں کے مثل تم دیکھتے۔ (طبرانی و حاکم)

صحیح مسلم شریف میں حضرت اُمّ الحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ”حَاجَّةُ الْوِدَاعِ“ میں سرمنڈانے والوں کے لئے تین بار دعا کی اور کترانے والوں کے لئے ایک بار دعا کی۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ مدنی آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ بال منڈانے پر ہر بال کے بدلے میں ایک نیکی ہے اور ایک گناہ مٹایا جاتا ہے۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمانِ پاک ہے کہ سرمنڈانے میں جو بال زمین پر گرے گا وہ تیرے لئے قیامت کے دن نور ہوگا۔

۱۰۔ تاریخ کو نماز فجر کے بعد طلوع آفتاب میں دو رکعت پڑھنے کا وقت جب باقی رہ جائے، تو منی کو چلو اور یہاں (مزدلفہ) سے سات چھوٹی چھوٹی کنکریاں کھجور کی گٹھلی برابر کی پاک جگہ سے اٹھا کر تین بار دھو لو کسی پتھر کو توڑ کر کنکریاں نہ بناؤ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تینوں دن جمروں پر مارنے کے لئے یہیں سے کنکریاں لے لو یا سب کسی اور جگہ سے لے لو مگر نجس جگہ کی نہ ہوں اور نہ مسجد کی نہ جمرہ کے پاس کی ہو۔

راستہ میں پھر بدستور ذکر و دعاء و درود کثرت لیک میں مشغول رہو اور یہ دعا پڑھو۔

اَللّٰهُمَّ اِلَيْكَ اَفْضْتُ وَمِنْ عَذَابِكَ اَشْفَقْتُ وَاِلَيْكَ رَجَعْتُ وَمِنْكَ رَمِيْتُ فَتَقَبَّلْ نُسُكِي وَعَظِّمْ اَجْرِي وَاَرْحَمْ تَصَرُّعِي وَتَقَبَّلْ تَوْبَتِي وَاجِبْ دُعَائِي۔ اے اللہ! میں تیری طرف واپس ہوا اور تیرے عذاب سے ڈرا

ور تیری طرف رجوع کیا۔ اور تجھ سے خوف کیا۔ تو میری عبادت قبول کر اور میرا اجر زیادہ کر اور میری عاجزی پر رحم فرما اور میری توبہ قبول کر اور میری دعا قبول فرما۔

جب ”وادیِ محسر“ پہنچو تو پانچ سو پینتالیس (۵۴۵) ہاتھ بہت جلد تیزی کے ساتھ چل کر نکل جاؤ مگر کسی کو ایذا بھی نہ ہو اور اس عرصہ میں یہ دعا پڑھتے جاؤ۔
 اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذَالِكَ
 اے اللہ!! اپنے غضب سے ہمیں قتل نہ کر اور اپنے عذاب سے ہمیں ہلاک نہ کر اور اس سے پہلے ہم کو عافیت دے۔

وادیِ محسر کیا ہے ؟

منیٰ و مزدلفہ کے بیچ میں ایک نالہ ہے جسے وادیِ محسر کہتے ہیں دونوں کی حدود سے خارج مزدلفہ سے منیٰ کو جاتے ہوئے بائیں ہاتھ پر جو پہاڑ پڑتا ہے اس کی چوٹی سے شروع ہو کر پانچ سو پینتالیس ہاتھ تک ہے، یہاں اصحابِ فیل آ کر ٹھہرے، ان پر ابابیل کا عذاب اتر اٹھا، اس جگہ سے جلد گزرنا اور عذابِ الہی سے پناہ مانگنا چاہئے۔
 منیٰ نظر آنے پر وہی دعا پڑھی جائے جو مکہ سے آتے وقت منیٰ کو دیکھ کر پڑھتے ہیں۔
 منیٰ پہنچنے پر سب سے پہلے ”جمرة العقیٰی“ کو جاؤ جو منیٰ سے اگلا اور مکہ سے پہلا جمرہ سے کم از کم پانچ ہاتھ ہٹے ہوئے یوں کھڑے ہو کہ منیٰ داہنے ہاتھ پر اور کعبہ بائیں ہاتھ پر ہو اور جمرہ کی طرف منہ ہو، سات کنکریاں ایک ایک کر کے مارو، سیدھا ہاتھ خوب اٹھا کر مارو کہ بغل کی رنگت ظاہر ہو۔ بہتر یہ ہے کہ کنکریاں جمرہ (شیطان) تک پہنچیں ورنہ تین ہاتھ کے فاصلہ تک گریں، اس سے زیادہ فاصلہ پر گریں تو وہ کنکری شمار میں نہ آئے گی، پہلی کنکری سے لیکر کہنا موقوف کر دو اور کنکری مارتے وقت یہ دعا پڑھو:

”بِسْمِ اللّٰهِ. اللّٰهُ اَكْبَرُ رَغْمًا لِلشَّيْطَانِ رِضًا لِلرَّحْمٰنِ، اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ

حَجَّاً مَّبْرُوراً وَسَعِيّاً مَشْكُوراً وَ ذَنْباً مَغْفُوراً“۔ اللہ کے نام سے، اللہ بہت بڑا ہے، شیطان کو ذلیل کرنے کے لئے، اللہ کی رضا کے لئے، اے اللہ! اس حج کو مقبول اور سعی کو مشکور فرما اور گناہ بخش دے۔

کنکری صرف ”بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُ اَكْبَرُ“ کہہ کر بھی ماری جاسکتی ہے۔ ”اللّٰہ اکبر“ کے بدلے ”سُبْحَنَ اللّٰهِ“ یا ”لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ“ کہا جب بھی حرج نہیں۔ جب سات کنکریاں مار کر پوری ہو جائیں پھر وہاں نہ ٹھہرو، فوراً ذکر و دعا کرتے ہوئے پلٹ آؤ۔

اس رمی کا وقت دسویں کی فجر سے گیارہویں کی فجر تک ہے۔ مگر مسنون یہ ہے کہ طلوع آفتاب سے زوال آفتاب تک ہو اور زوال سے غروب تک مباح اور غروب سے فجر تک مکروہ۔ ایسے ہی دسویں کی فجر سے طلوع آفتاب تک مکروہ اور اگر کسی عذر کے سبب ہو مثال کے طور پر چرواہوں نے رات میں رمی کی تو کراہت نہیں۔ (درمختار، رد المحتار)

اب رمی سے فارغ ہو کر قربانی میں مشغول ہو۔ یہ وہ قربانی نہیں جو بقرہ عید میں ہوا کرتی ہے کہ وہ تو مسافر پر اصلاً نہیں اور مقیم مالدار پر واجب ہے، اگر چہ حج کے سفر میں ہو اور حج کی قربانی اصل میں یہ حج کا شکرانہ ہے۔ قارن اور متمتع پر واجب ہے اگر چہ فقیر ہو اور مفرد کے لئے مستحب اگر چہ غنی ہو، اس قربانی کے جانور کی بھی عمرو اعضاء میں وہی شرطیں ہیں جو عید کی قربانی میں ہیں۔ ذبح کرنا آتا ہو تو خود ذبح کرے کہ سنت ہے ورنہ ذبح کے وقت حاضر رہے۔

جانور کو قبلہ رو لٹا کر خود بھی قبلہ کی طرف منہ کر کے یہ پڑھو ”اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهَیْ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفاً وَ مَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ، اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحِیَّایْ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَهُ وَ بِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔ اس کے بعد ”بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُ اَكْبَرُ“

کہتے ہوئے نہایت تیز چھری سے بہت جلد ذبح کر دو کہ چاروں رگیں کٹ جائیں، زیادہ ہاتھ نہ بڑھاؤ کہ بے سبب کی تکلیف ہو۔

قربانی کے بعد اپنے اور تمام مسلمانوں کے حج و قربانی قبول ہونے کی دعا مانگو۔ اس کے بعد قبلہ رخ بیٹھ کر مرد حلق کریں یعنی تمام سر منڈائیں کہ افضل ہے یا بال کتر وائیں کہ رخصت ہے، عورتوں کو بال مونڈانا حرام ہے، ایک بال برابر کتر وائیں۔ مفرد اگر قربانی کرے تو اس کے لئے مستحب یہ ہے کہ قربانی کے بعد حلق کریں اور اگر حلق کے بعد قربانی کی جب بھی حرج نہیں مگر تمتع و قرآن والے پر واجب ہے کہ پہلے قربانی کرے پھر حلق یعنی اگر قربانی سے پہلے سر مونڈائے گا تو دم واجب ہوگا۔

بال کتر وائے وقت یہ خیال بے حد ضروری ہے کہ سر میں جتنے بال ہیں ان میں سے چہارم بالوں میں سے کتر وانا ضروری ہے لہذا ایک پور سے زیادہ کتر وائیں کہ بال چھوٹے، بڑے ہوتے ہیں ممکن ہے کہ چہارم بالوں میں سب ایک ایک پورا نہ تراشیں۔ حلق ہو یا تقصیر داہنی طرف سے شروع کرو یعنی مونڈانے والے کی داہنی جانب، یہی حدیث سے ثابت ہے اور امام اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان نے ایسا ہی کیا، بعض کتابوں میں جو حجام کی داہنی جانب سے شروع کرنے کو بتایا صحیح نہیں ہے، حلق یا تقصیر کے وقت یہ تکبیر کہتے جاؤ ”اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ اللَّهُ أَكْبَرُ وَ لِلَّهِ الْحَمْدُ“۔ اور فارغ ہونے کے بعد بھی کہو۔ حلق یا تقصیر کے وقت یہ دعا پڑھو: ”الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى مَا هَدَانَا وَ أَنْعَمَ عَلَيْنَا وَ قَضَىٰ عَنَّا نُسُكَنَا، اللَّهُمَّ هَذِهِ نَاصِيَتِي بِيدِكَ فَاجْعَلْ لِي بِكُلِّ شَعْرَةٍ نُورًا يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَ أَمْحَ عَنِّي بِهَا سَيِّئَةً وَ أَرْفَعْ لِي بِهَا دَرَجَةً فِي الْجَنَّةِ الْعَالِيَةِ، اللَّهُمَّ بَارِكْ لِي فِي نَفْسِي وَ تَقَبَّلْ مِنِّي، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَ لِلْمُحَلِّقِينَ وَ الْمُقَصِّرِينَ يَا وَاسِعَ الْمَغْفِرَةِ“

حمد ہے اللہ عز و جل کے لئے اس پر کہ اس نے ہمیں ہدایت کی اور انعام کیا اور ہماری

عبادت پوری کرادی، اے اللہ! یہ میری چوٹی تیرے ہاتھ میں ہے میرے لئے ہر بال کے بدلے میں قیامت کے دن نور کر، اس کی وجہ سے میرے گناہ مٹا دے اور جنت میں درجہ بلند کر، الہی میرے نفس میں برکت کر اور مجھ سے قبول کر اور اے اللہ عز و جل مجھ کو اور سر موٹا دے والوں اور بال کتروانے والوں کو بخش دے اے بڑی مغفرت والے۔ (آمین)

افضل یہ ہے کہ آج یعنی دسویں تاریخ کو ہی فرض طواف کے لئے جسے طواف زیارت بھی کہتے ہیں مکہ معظمہ جاؤ، بدستور مذکور پیدل، با وضو طواف کرو مگر اس طواف میں اضطباع نہیں۔

گیارہویں تاریخ کو بعد نماز ظہر پھر رمی کو چلو اس وقت رمی جمرہ اولیٰ سے شروع کرو جو مسجد خیف سے قریب ہے اس کی رمی کے لئے مکہ کی طرف سے آ کر چڑھائی پر چڑھو کہ یہ جگہ بہ نسبت ”جرمۃ العقبة“ کے بلند ہے یہاں قبلہ رو ہو کر سات کنکریاں مارو پھر بطور مذکور جمرہ سے کچھ آگے بڑھ جاؤ اور قبلہ رو دعا میں یوں ہاتھ اٹھاؤ کہ ہتھیلیاں قبلہ کو رہیں، حضور قلب سے حمد و درود دعا و استغفار میں کم سے کم بیس آیتیں پڑھنے کی قدر مشغول رہو ورنہ پون پارہ یا سورہ بقرہ کی مقدار تک، پھر جمرہ وسطیٰ پر جا کر ویسا ہی کرو، پھر جمرہ العقبة پر جاؤ مگر یہاں رمی کر کے نہ ٹھہرو فوراً پلٹ آؤ، واپسی میں دعا کرو۔

بارہویں تاریخ کو بعد زوال تینوں جمرہ کی رمی کرو بعض لوگ دوپہر سے پہلے رمی کر کے مکہ معظمہ چل دیتے ہیں یہ ہمارے اصل مذہب کے خلاف اور ایک ضعیف روایت ہے تم اس پر عمل نہ کرو۔ بارہویں کی رمی کر کے غروب آفتاب سے پہلے اختیار ہے مکہ مکرمہ کو روانہ ہو جاؤ مگر غروب کے بعد چلا جانا معیوب ہے۔



تمنائے مدینہ

نبھا لو تم نبھا لو تم نبھا لو یا رسول اللہ

بلا الواب مدینے میں بلا الویا رسول اللہ

ستاتے ہیں جو دنیا والے اس کا کچھ نہیں ہے غم مجھے بس اپنا کہہ کر تم بلا لو یا رسول اللہ
سنہری جالیوں کے سامنے پہنچا ہوں میں آقا مجھے اپنی زیارت تم کرا دو یا رسول اللہ
عطا ہو علم کی دولت عطا ہو دید کی دولت دم آخر مدینہ بھی عطا ہو یا رسول اللہ
شفاعت کا سوا لی ہوں، سوا لی ہوں میں رحمت کا اجابت سے نوازو تم نوازو یا رسول اللہ
تصدق غوث اعظم کا توسل علی حضرت کا بقیع پاک کے قابل بنادو یا رسول اللہ
میری قسمت بری ہو تو خدا را تم بھلی کر دو سنوارو میری قسمت کو سنوارو یا رسول اللہ
معین راہ طیبہ ہیں میرے خولجہ معین الدین معین راہ جنت بھی بنا دو یا رسول اللہ
لگا مفتی اعظم نے زندہ کر دیا دل کو انہیں کا ساتھ محشر میں عطا ہو یا رسول اللہ
کرم سے مفتی اعظم کے پہنچا ہوں میں اس درپہ انہیں کا ساتھ محشر میں عطا ہو یا رسول اللہ

تمنا یہ لئے جاتا ہے آقا شا کر رضوی

اسے اذن مدینہ پھر عطا ہو یا رسول اللہ

کعبے کا کعبہ دیکھو

حاجیو! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبے کا کعبہ دیکھو

رکن شامی سے مٹی وحشت شام غربت اب مدینہ کو چلو صبح دل آرا دیکھو
آب زمزم تو پیا خوب بجھائیں پیاسیں آؤ جو دِ شہ کوثر کا بھی دریا دیکھو
زیر میزاب ملے خوب کرم کے چھینٹے ابرِ رحمت کا یہاں زور برسنا دیکھو
خوب آنکھوں سے لگایا ہے غلافِ کعبہ قصرِ محبوب کے پردے کا بھی جلوہ دیکھو
دھو چکا ظلمتِ دل بوسہٴ سنگِ اسود خاکِ بوسِ مدینہ کا بھی رتبہ دیکھو
کر چکی رفعتِ کعبہ پہ نظر پروازیں ٹوپی اب تھام کے خاکِ درِ والا دیکھو
جمعہ مکہ تھا عیدِ اہلِ عبادت کے لئے مجرمو! آؤ یہاں عیدِ دوشنبہ دیکھو
ملتزم سے تو گلے لگ کے نکالے ارماں ادب و شوق کا یاں باہم الجھنا دیکھو
خوب معنی میں بامیدِ صفا دوڑ لئے رہِ جاناں کی صفا کا بھی تماشا دیکھو
رقصِ بسمل کی بہاریں تو منیٰ میں دیکھیں دلِ خونابہ فشاں کا بھی ترپنا دیکھو

غور سے سن تو رضا کعبے سے آتی ہے صدا
میری آنکھوں سے میرے پیارے کا روضہ
دیکھو

زیارتِ روضہ رسول

حضور سرور عالم افضل الانبیاء محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہ پاک کی زیارت کرنا قریب بواجب ہے اور قربتِ الہی کے حصول کا سب سے مستحکم ذریعہ اور وسیلہ ہے۔ اس بارے میں قرآن مقدس کی آیت مبارکہ موجود ہے۔

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا ۝ اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی مانگیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائیں تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ (سورۃ النسا)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”مَنْ زَارَ قَبْرِي وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِي“ یعنی جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔ (وفاء الوفاء ج ۲ ص ۳۹۴)

دوسرا ارشاد ہے ”مَنْ جَاءَ نَبِيَّ زَائِرًا لَا يَهْمُهُ إِلَّا زِيَارَتِي كَانَ حَقًّا عَلَيَّ أَنْ أَكُونَ لَهُ شَفِيعًا يَوْمَ الْقِيَمَةِ“ جو میری زیارت کو آئے اور زیارت کے سوا اس کی اور کوئی نیت نہ ہو تو مجھ پر یہ حق ہے کہ میں روزِ قیامت اس کی شفاعت کروں۔

(وفاء الوفاء ج ۲ ص ۳۹۶)

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے ”مَنْ زَارَنِي بَعْدَ وَفَاتِي فَكَأَنَّمَا زَارَنِي فِي حَيَاتِي“ جس نے میرے وصال کے بعد میری زیارت کی تو ایسا ہی ہے جیسے میری حیاتِ ظاہری میں زیارت کی۔

اسی مفہوم عالی کو دوسری حدیث پاک واضح کرتی ہے: ”مَنْ حَجَّ فَرَارَ قَبْرِي“

بَعْدَ مَوْتِي كَانَ كَمَنْ زَارَنِي فِي حَيَاتِي“ جس نے حج کیا اور میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی تو وہ شخص اس طرح ہے جس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۴۱)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے ”مَنْ زَارَنِي فِي الْمَدِينَةِ مُحْتَسِبًا كَانَ فِي جَوَارِي وَكُنْتُ لَهُ شَفِيعًا يَوْمَ الْقِيَمَةِ“ جو مدینہ میں میری زیارت کے لئے آئے اور نیت خالص ثواب کی ہو تو وہ قیامت کے دن میرے پڑوس میں ہوگا اور میں اس کی شفاعت کروں گا۔ (جامع صغیر ص ۱۱۷)

اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے: ”مَنْ حَجَّ إِلَيَّ مَكَّةَ ثُمَّ قَصَدَنِي فِي مَسْجِدِي كُتِبَ لَهُ حَجَّتَانِ مَبْرُورَتَانِ“ جو شخص مکہ معظمہ حج کے لئے جائے اور میری زیارت کی نیت سے میری مسجد میں آئے تو اسے دو مقبول حج کا ثواب ہے۔ (جذب القلوب ص ۱۹۶)

مژدہ جانفزا

سفر مدینہ اور قیام مدینہ میں مصیبتوں اور پریشانیوں کا سامنا کر کے ان پر صبر کرنے والوں کو کیا مژدہ جانفزا سنا یا جا رہا ہے اور جن خوش نصیبوں کو مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ میں موت آگئی ان کو نویدِ اخروی مرحمت ہو رہی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

جس نے میری قبر کی زیارت کی وہ قیامت کے روز میرے پڑوس میں ہوگا اور جس نے مدینہ میں سکونت اختیار کیا، اس کی پریشانیوں پر صبر کیا، میں اس کے لئے قیامت کے دن گواہی دوں گا اور شفاعت کروں گا اور جسے حرم مکہ یا حرم مدینہ میں موت آجائے تو قیامت کے دن امن والوں میں اٹھے گا۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۴۰)

اذان کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے درجہ رفیعہ اور وسیلہ کی دعا کرنے

والے کیلئے اور زیارت سے مشرف ہونے والے کیلئے خوش خبری ہے، چنانچہ جذب القلوب میں ہے کہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے درجہ رفیعہ اور وسیلہ کی دعا کی تو اسے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب ہو اور جس نے آپ کی قبر اطہر کی زیارت کی وہ روز قیامت حضور کے پڑوس میں ہو۔ (جذب القلوب ص ۱۷۷)

ان تمام تر غیبی ارشادات اور فرامین کے پہونچنے کے بعد ہر ایمان و محبت والا اپنے درد عصیاں کی دوا کیلئے یقیناً استطاعت ہونے پر مدینہ طیبہ کی جانب دوڑے گا اپنے آقا و مولیٰ کے دربار میں حاضر ہو کر غم کا مرہم، دکھ، درد کی دوا اور سامانِ آخرت فراہم کرے گا اور اگر کسی نے وسائل ہوتے ہوئے مکہ شریف آکر ارکان حج ادا کر لئے اور حضور کی زیارت کو (معاذ اللہ) غیر اہم سمجھ کر چھوڑ دیا اور زیارت رسول سے فیضیاب ہوئے بغیر واپس چلا گیا تو نہ صرف یہ کہ وہ محروم رہا بلکہ اس نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ظلم کیا، حضور کی حق تلفی کی اور جس امتی کا حال یہ ہو کہ اس کی سرکشی سے نبی اور رسول پر ظلم ہو رہا ہو اسے اپنا انجام جان لینا چاہئے۔ فرمان سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دل سے سنئے اور عبرت حاصل کیجئے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے حج کیا اور میری زیارت نہیں کی یقیناً اس نے مجھ پر ظلم کیا۔

(وفاء الوفا جلد ۲ ص ۳۹۸)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ سے ہجرت کر لی تو وہاں کی ہر چیز پر اندھیرا چھا گیا۔ اور جب مدینہ منورہ میں نزول اجلال فرمایا تو وہاں کا ذرہ، ذرہ روشن اور منور ہو گیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مدینہ منورہ میں میرا گھر ہے اور اسی میں میری قبر بھی ہوگی لہذا

ہر مسلمان پر حق ہے اس کی زیارت کرے۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۵۳۷)

رسول اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کی اہمیت، فضیلت و افادیت پر محدث و فقیہ حضرت علامہ تقی الدین السبکی الشافعی علیہ الرحمہ کی عظیم الشان تصنیف ”شِفَاءُ السَّقَامِ فِي زِيَارَةِ خَيْرِ الْاَنَامِ“ عربی زبان میں موجود ہے جو منکرین زیارت النبی کے جملہ اعتراضات کے کافی ثانی جواب فراہم کرتی ہے اس کے علاوہ اردو زبان میں امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ اور دیگر فقہائے حنفیہ نے بھی مضامین اور کتابیں تصنیف کی ہیں۔ بندہ راقم الحروف ان اکابر کی تحریروں سے استفادہ کرتے ہوئے زیارۃ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متعلق کچھ باتیں سپردِ قلم کرتا ہے۔

صحابہ کرام کا جذبہ زیارت النبی

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سرکار کے مزار پر انوار کی زیارت کو بہت اہمیت دیتے تھے اور کیوں نہ ہو کہ انہیں معلوم تھا کہ حضور کی قبر شریف کی زیارت بھی حضور ہی کی زیارت ہے جیسا کہ اوپر حدیث سے ثابت ہوا۔

”فتوح الشام“ وغیرہ میں ہے کہ عہد فاروقی میں جب ملک شام فتح ہوا اور بیت المقدس پر بغیر جہاد کے اسلامی پرچم لہرایا، اسی دوران حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کیا، اس واقعہ سے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بہت شادمانی ہوئی، مدینہ طیبہ واپس لوٹتے ہوئے خلیفۃ المسلمین نے حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زیارت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعوت دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے دریافت فرمایا آپ ہمارے ساتھ مدینہ تشریف لے چلیں گے اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت سے مستفیض ہوں گے؟ تو انہوں نے حضرت عمر سے کہا: ہاں میں ایسا کروں گا۔

چنانچہ امیر المومنین اور حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہما یہ طویل سفر کر کے مدینہ

طیبہ حاضر ہوئے اور سب سے پہلے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مولجہ مقدسہ میں جا کر زیارت سے شاد کام ہوئے۔ (فتوح الشام۔ وفاء الوفا ج ۲ ص ۲۰۹)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا معمول تھا کہ جب کسی سفر سے واپس تشریف لاتے تھے تو سب سے پہلا ان کا کام یہ ہوتا تھا کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری دیتے تھے، اور اس طرح سلام کہتے:

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْكَ وَسَلَّمَ

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے غلام حضرت نافع سے لوگوں نے دریافت کیا کہ آپ نے کبھی اپنے آقا (ابن عمر) کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر سلام عرض کرتے ہوئے دیکھا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے ایک بار نہیں بلکہ سیکڑوں بار انہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آپ کی قبر اطہر کے سامنے کھڑے ہو کر سلام کہتے ہوئے سنا ہے۔ آپ اس طرح سلام پیش فرمایا کرتے تھے:

☆ السَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ ☆ السَّلَامُ عَلَى أَبِي بَكْرٍ

☆ السَّلَامُ عَلَى أَبِي ☆ (موطا امام مالک جلد ۱ ص ۳۸۲)

سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے اپنا قاصد بنا کر میسرہ بن مسروق کو بیت المقدس سے مدینہ منورہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا حضرت میسرہ مدینہ طیبہ پہونچے، تو رات ہو چکی تھی۔ آپ سب سے پہلے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کیلئے حاضر ہوئے، صلوٰۃ و سلام کا ہدیہ پیش کیا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو سلام پیش کیا پھر اپنے کاموں میں مصروف ہوئے۔

حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ ملک شام سے مدینہ طیبہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت عالی میں سلام پیش کرنے کیلئے قاصد بھیجا

کرتے تھے۔

بلال آشفته حال

مؤذن رسول حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ ہے کہ آپ ملک شام فتح ہونے کے بعد دربار فاروقی میں عرض گزار ہوئے کہ اگر آپ اجازت مرحمت فرمائیں تو مدینہ طیبہ سے بیت المقدس جا کر سکونت پزیر ہو جاؤں کیونکہ جس محبوب دل نواز کے رخ زیبا کی زیارت قلب محزون کا علاج تھی اب تو وہ خاک کی چادر اوڑھے ہوئے محو خواب ہیں۔ انہوں نے اپنا چہرہ چھپا لیا ہے تو عشاق کے لئے اضطراب کا عالم طاری ہو گیا۔ مسجد نبوی کے بام و در، دیکھیں گے، محراب و منبر پر نظر اٹھے گی تو ان کیلئے تڑپ جاؤں گا۔ قلب محزون کو کیسے سمجھاؤں گا، تسلی کا سامان کہاں سے پاؤں گا۔
کبھی کبھی عشق و آگہی کی راہ میں دوری بھی اختیار کرنی پڑتی ہے مگر کب؟ جب عشق کا کمال رفعت بلال حاصل کر لے۔

بلال آشفته حال کو امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ملک شام جانے کی اجازت دے دی۔ بلال کو امیر پر جلال سے زیادہ کون پہچانے۔ ایک دکھیا رے کے دکھ کو دوسرا دکھیا را ہی سمجھے، یہی امیر المومنین عمر فاروق ہیں۔ حب رسول کا نشہ ان کی روح و دل میں اتنی گہرائیوں تک اتر ا ہوا ہے کہ سرکار کے وصال کی خبر سن کر تلوار کھینچ لیتے ہیں اور لہراتے ہوئے کہتے جاتے ہیں اگر کسی نے کہا کہ رسول وصال فرما گئے تو میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔ کوئی تاویل کرے کہ یہ کون سا جذبہ ہے؟ یہ کون سی سرشاری ہے؟ جن صحابہ کرام کی نگاہوں کے سامنے قرآن فرقان لے کر حضرت جبریل امین علیہ السلام آیا کرتے تھے، ملائکہ مقررین جن کی تعلیم و تادیب کے احکام لے کر اتر کرتے تھے ان قرآنی نمونوں میں سے کسی نے حضرت عمر کا ہاتھ نہیں پکڑا، راستہ نہیں روکا۔ نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحلت کا صدمہ ذہن و دماغ کو چر کے دے گیا، مگر اسی رسول کریم و حکیم نے انہیں تربیت کے سانچے میں بھی اتارا

تھا۔ عشق وہ بھی تھا جو عقل و شعور کو کچھ دیر کیلئے جھنجھوڑ گیا اور وہ بھی عشق ہی تھا جس نے طمانیت کی چادر اوڑھ لی۔ جو عمر (رضی اللہ عنہ) غم مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اپنے آپ کو سنبھال نہ پا رہے تھے، آج پوری امت کو سنبھالے ہوئے ہیں۔ نیابت رسول کی عظیم ذمہ داری کو اٹھائے ہوئے ہیں اور منہاج نبوت پر عالم اسلام کی رہبری کر رہے ہیں۔

مرحبا اے عشق خوش سودائے ما اے دوائے جملہ علت ہائے ما
حضرت سیدنا بلال کے دل کا حال امیر المومنین کو خوب معلوم ہے۔ انہوں نے اجازت دے دی اور بلال شام میں سکونت پذیر ہو گئے۔ مگر تصور کی نگاہیں مدینہ کو کہاں چھوڑتی ہیں۔ انہیں کی یاد، انہیں کا خیال، اور انہیں کی یاد میں انہماک۔
ہو گئی دل کو تری یاد سے اک نسبت خاص اب تو شاید ہی میسر کبھی تنہائی ہو
شب و روز عاشق رسول کو اس طرح کھویا کھویا دیکھا ہوگا تو اہل اخلاص نے مشورہ کیا ہوگا کہ حضرت بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کیلئے دلجوئی کا کوئی سامان کیا جائے چنانچہ آپ کا نکاح بھی ہو گیا مگر در نبوی کی نورانیت اور رحمتوں کی بارش کا کیف حضرت بلال کیسے فراموش کر سکتے ہیں؟

ایک شب محو خواب تھے کہ ان کو روجی فداہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت نصیب ہوئی۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پوچھا۔ ”اے بلال! کیا اب میری زیارت کو نہیں آؤ گے؟ اللہ! اللہ! معلوم نہیں کہ ان کے اس فرمان میں کیا تاثیر پہنچا رہی تھی کہ بلال کی آنکھ کھل گئی، روح و دل سے ایک ہی صدا آرہی تھی۔

شکرا ید کہ بلا یا شہ دیں نے حافظ للہ الحمد کہ محبوب کا پیغام آیا
حضرت بلال کو اب چین کہاں؟ فوراً اٹھے اور دیار نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جانب چل پڑے، مدینہ طیبہ میں وارد ہوئے تو رحمت و نور کی وہی گلیاں، کیف و سرور کی

وہی بھینی بھینی خوشبو مگر جس مرکز خیرات و حسنات کا یہ سب صدقہ و طفیل ہے وہ تو نظر آتے نہیں، تیز تیز قدموں سے بڑھے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مواجہہ مقدسہ میں حاضر ہو گئے، دھڑکتے دل دیکھتے سینے اور بہتی ہوئی آنکھوں سے صلوٰۃ و سلام پیش کیا۔ اور روضۃ الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے لپٹ گئے اور جی بھر کر روئے۔ مگر گوشہائے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیدنا امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما نے خادم رسول بلال کو دیکھا تو نانا جان کا زمانہ یاد آ گیا۔ سیدنا بلال ان دونوں نو نہالوں کو گود میں کھلاتے تھے۔ کاندھے پر بٹھاتے تھے، انگلیاں پکڑ کر چلاتے تھے دونوں بڑھکر حضرت بلال سے لپٹ گئے، اے نانا جان کے پیارے مؤذن! کیا دور نبوی کی اذان اب ہم کبھی نہ سنیں گے؟ نماز کا وقت ہو چلا ہے آئیے آج آپ اذان کہیے، بلال کُشیہ جگر آزمائش میں مبتلا ہو گئے۔

جنتی جوانوں کے سردار کا حکم ٹالا بھی تو نہیں جاسکتا۔ وقت اذان بلال کو رسول کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جمال جہاں آرا سامنے چاہیئے، اذان خانہ پر حضرت بلال کھڑے کر دیئے گئے اور مدینہ طیبہ کی فضاء میں مؤذن رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اذان کا پہلا کلمہ گونجا، قلوب کا نپ اٹھے، دلوں میں برجھیاں چھ گئیں، اذان بلال کے ساتھ ہی عہد رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تصور زندہ ہو گیا، اللہ اکبر کی آواز مخراب نبی میں بلند کر کے ایمان و عرفان کی فصل بہار لانے والے رسول کا زمانہ یاد آ گیا۔ جس نے جہاں سے اذان بلالی سنی وہیں سے دوڑ پڑا، زمانہ رسول لوٹ آیا، دور نبوی عود کر آیا، بلال کی اذان نے دلوں میں دبی ہوئی عشق رسول کی چنگاریوں کو کرید ڈالا، محبت کی آتش پاکیزہ بھڑک اٹھی، بازار مدینہ میں غوغا مچ گیا، کھیتوں کے کام رک گئے اور پردہ نشینانِ مدینہ بے خود ہو کر محبوب رب العالمین کے عشق میں گھروں سے نکل پڑیں۔

حضرت بلال نے اذان میں ”أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کہا اور آواز بھر اگئی

کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں جب وہ ”أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ“ پر پہنچتے تو اپنی شہادت کی انگلی سے حضور کی جانب اشارہ کیا کرتے تھے۔ آج جب عاشق رسول نے ”أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ“ کہا اور آنکھیں کھولیں تو حضور کو نہ پایا تو دل بیٹھ گیا، آواز رک گئی اور بلال اذان پوری نہ کر سکے، غش کھا کر گر گئے۔ حضرت بلال کا یہ سفر کس مقصد کیلئے تھا محض زیارت رسول کیلئے۔ سبحان اللہ!

ایک اعرابی دربار رسول میں

اہل اسلام کا چودہ سو سال سے یہی عقیدہ ہے کہ سرکار ہی ہر درد کی دوا، ہر مرض کا علاج، ہر غم کا مداوا ہیں، دین و دنیا کی سب حاجتیں اسی مقدس در پر پوری ہوتی ہیں۔ سلف اور خلف ہر ایک کا یہی ایمان و عقیدہ ہے۔ دَورِ قدیم میں اہل ایمان اپنی حاجتیں لے کر کس طرح دربار عالی میں حاضر ہوتے تھے۔ اس کے ثبوت میں یہ واقعہ ملاحظہ فرمائیں۔

محمد بن عبد اللہ العتیمی بیان فرماتے ہیں کہ مجھے مدینہ طیبہ کی حاضری نصیب ہوئی مواجہہ مقدسہ میں حاضر تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سلام عرض کرنے کے بعد ایک جانب گوشہ میں بیٹھا ہوا تھا، اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بدوی (دیہاتی) اونٹ پر سوار ہو کر آیا اور سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روبرو اس طرح گویا ہوا: يَا خَيْرَ الرُّسُلِ! آپ پر اللہ تعالیٰ نے اپنا کلام نازل فرمایا ہے جس میں ہے: وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا “ یعنی اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی مانگیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائیں تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا اور مہربان پائیں گے۔

(سورۃ نساء آیت ۶۴)

اور کہا کہ اے اللہ کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا اور اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہتا ہوں اور اس میں آپ کی شفاعت چاہتا ہوں اتنا کہتے کہتے اس کی پچکیاں بندھ گئیں، وہ رونے لگا، اسی عالم میں یہ اشعار پڑھا۔

يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ بِالْقَاعِ اعْظُمُهُ
فَطَابَ مِنْ طَيِّبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْأَكْمُ
نَفْسِي الْفِدَاءُ لِقَبْرِ أَنْتَ سَاكِنُهُ
فِيهِ الْعِفَافُ وَفِيهِ الْجُودُ وَالْكَرَمُ
أَنْتَ الشَّفِيعُ الَّذِي تُرْجَى شَفَاعَتُهُ
عَلَى الصِّرَاطِ إِذَا مَا زَالَتِ الْقَدَمُ
وَصَاحِبَاكَ لَا أَنْسَاهُمَا أَبَدًا
مَنْبَى السَّلَامِ عَلَيْكُمْ مَا جَرَى الْقَلَمُ

یعنی: اے بہترین ذات! ان سب میں جن کی ہڈیاں ہموار زمین میں دفن کی گئیں اور ان کی وجہ سے عہدگی اور نفاست زمین اور ٹیلوں میں پھیل گئی۔ میری جان قربان! اس مبارک قبر پر جس میں آپ راحت گزریں ہیں، اس میں عفت ہے، جود و سخا اور انعامات و اکرامات ہیں۔ آپ ایسے شفیع ہیں جن کی شفاعت کے ہم امیدوار ہیں۔ جس وقت پل صراط پر لوگوں کے قدم پھسل رہے ہوں گے اور آپ کے دو ساتھیوں کو تو میں کبھی نہیں بھول سکتا میری طرف سے آپ سب پر سلام ہوتا رہے جب تک دنیا میں لکھنے کیلئے قلم چلتا رہے۔

اس کے بعد اس بدوی نے استغفار کیا اور وہاں سے رخصت ہو گیا۔ (راوی کہتے ہیں) کہ اسی دوران وہاں بیٹھے بیٹھے میری آنکھ لگ گئی، میں خواب میں حضور کی زیارت سے مشرف ہوا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ اس بدوی سے کہہ دو کہ میری شفاعت سے رب تعالیٰ نے اس کی مغفرت فرمادی۔ (شفاء القام فی زیارت خیر الانام ص ۱۶)

علامہ نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ خزائن العرفان میں آیت ”وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا“ الخ۔۔۔ کی تفسیر میں اس واقعہ کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔ اس سے چند مسائل معلوم ہوئے۔

مسئلہ: اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض حاجت کے لئے اس کے مقبولوں کا وسیلہ

بنانا ذریعہ کامیابی ہے۔

☆ قبر پر حاجت کے لئے جانا بھی ”جَاءُ وَكَ“ میں داخل ہے اور خیر القرون کا معمول ہے۔

☆ مقبولانِ حق مدد فرماتے ہیں اور ان کی دعا سے حاجت روائی ہوتی ہے۔

☆ بعد وفات مقبولانِ حق کو ”یا“ کے ساتھ ندا کرنا جائز ہے۔ (خزائن العرفان)

(

معمولاتِ مدینہ منورہ

مدینہ منورہ بے حد برکتوں والا شہر ہے اس کی برکت و فضیلت احاطہ تحریر سے باہر ہے۔ اس مقدس شہر میں ہمیشہ باادب رہنا چاہئے اس لئے کہ یہ اللہ عزوجل کا پسندیدہ شہر ہے اسی لئے تو اعلیٰ حضرت امام عشق و محبت امام احمد رضا خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا

ارے سر کا موقع ہے اوجانے والے

مکہ اور مدینہ میں ہمیشہ با وضو رہیں کہ وضو بھی اعمالِ جنت میں سے ایک عمل اور جنت کی سڑکوں میں سے ایک شاہراہ ہے۔ وضو کے فضائل اور اجر و ثواب کے بارے میں چند ایمان افروز احادیث ملاحظہ کریں اور وضو پر مداومت برتنے کی کوشش کریں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں ایسے کاموں کا راستہ نہ بتاؤں جس سے اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کو بھی مٹا دے اور تمہارے درجات کو بھی بلند فرما دے صحابہ کرام نے عرض کیا: کیوں نہیں ایسے عمل کی تو بہت ضرورت ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ تکلیفوں کے باوجود ”کامل وضو“ کرنا اور مسجدوں کی طرف بکثرت قدم رکھنا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا یہ چیزیں جہاد کے حکم میں ہیں۔ (مشکوٰۃ)

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بہترین طریقہ سے وضو کرے تو اس کے بدن سے اس کے تمام گناہ نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ اس کے ناخنوں کے نیچے کے گناہ بھی نکل جاتے ہیں۔

(مشکوٰۃ ج ۱، ص ۳۸)

اور حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو مسلمان اچھی طرح وضو کرے پھر کھڑے ہو کر دو رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ اپنے دل اور چہرے کے ساتھ ان دونوں رکعتوں پر توجہ رکھے۔ تو اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ (مشکوٰۃ ج ۱، ص ۳۹)

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے جو کوئی خوب کامل وضو کرے پھر ان کلمات کو پڑھے ”أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ“ تو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھل جاتے ہیں کہ وہ جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے۔ (مشکوٰۃ ج ۱، ص ۳۹)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت قیامت کے دن اس حالت میں بلائی جائے گی کہ ان کی پیشانی روشن اور ہاتھ، پاؤں وضو کے اثرات سے چمکتے ہوں گے تو جو اپنی روشنی بڑھا سکتا ہو اس کو چاہئے کہ وہ اپنی روشنی کو بڑھائے۔ (مشکوٰۃ ج ۱، ص ۳۹)

مدینہ منورہ میں حاضری

جب مدینہ منورہ میں قدم رکھیں تو صلوٰۃ و سلام عرض کرتے ہوئے رکھیں اور روضہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر حاضری کے لئے بے چین ہو جائیں اس لئے کہ

محبوب سے ملنے کی ہر عاشق کو آرزو ہوتی ہے لہذا جلد از جلد ضروریات سے فارغ ہو کر دربار رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حاضری کے لئے تیار ہو جائیں۔ نئے لباس، عطر، سرمہ، خوشبو، کنگھی، عمامہ شریف وغیرہ سے سنور کر آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور حاضری کے لئے تیار ہو جائیں۔

حاضری کا طریقہ

باب جبرئیل (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے پاس اس انداز سے رکیں کہ گویا اجازت طلب کر رہے ہوں، تھوڑی دیر انتظار کے بعد مسجد نبوی شریف میں ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْکَ وَسَلَّم۔ بِسْمِ اللّٰهِ دَخَلْتُ وَ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَ نَوِیْتُ سُنَّةَ الْاِغْتِکَافِ“ پڑھتے ہوئے سیدھا پیر رکھیں مسجد نبوی شریف میں داخل ہوتے ہی تھوڑی دیر کے لئے بائیں جانب تھوڑا سا چلیں اور کھڑے رہ جائیں۔ صلوٰۃ و سلام مختصر پڑھ کر پھر دائیں جانب کو آئیں اور سیدھا چلنا شروع کر دیں، اب آہستہ آہستہ سنہری جالیوں کی جانب قدم بڑھاتے جائیں رِیَاضُ الْجَنَّةِ سے گزرتے ہوئے سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منبر شریف کے قریب ہو کر روضہ پاک کی جالیوں کی جانب بڑھتے چلیں یہ دیکھو سنہری جالیاں نظر آئیں، سر اپا با ادب بن کر صلوٰۃ و سلام عرض کریں۔

الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ
الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نُورَ اللّٰهِ
الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَیْرَ خَلْقِ اللّٰهِ

وَعَلَىٰ آلِكَ وَذَوِيكَ فِي كُلِّ آنٍ وَلَحْظَةٍ عَدَدَ كُلِّ ذَرَّةٍ أَلْفَ أَلْفِ مَرَّاتٍ

اس کے بعد جن لوگوں نے سلام پیش کیا ہے سب کا سلام پیش کریں۔

اس کے بعد خوب خوب دعا کریں اپنے لئے، گھر والوں کے لئے، دوست احباب کے لئے، رشتہ دار کے لئے اور سارے مومنین کے لئے اور اگر ممکن ہو تو میرے لئے بھی مغفرت کی دعا کریں اور سنی دعوت اسلامی کے لئے ضرور ضرور دعا کریں۔

پھر سیدنا امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مواجہ اقدس کی جانب بڑھیں اور ان کی بارگاہ میں بھی سلام کا نذرانہ پیش کریں۔ اس کے بعد پھر تھوڑا سا ہٹیں اور سیدنا امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں نذرانہ سلام پیش کریں۔

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُتَمِّمَ الْأَرْبَعِينَ
السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عِزَّ الْإِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِينَ وَرَحْمَةَ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ
میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ کی حاضری کے تعلق سے آیت اور احادیث آپ ملاحظہ کر چکے۔ دعا کریں کہ اللہ عز و جل ہم سب کو ادب کے ساتھ مدینہ منورہ کی حاضری کی خیرات عطا کرے اور جب تک مدینہ منورہ میں رکھے ادب کے ساتھ رکھے۔

آمین بجاہ النبی الکریم علیہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم۔

حکایات

☆ ایک بزرگ غلاف کعبہ پکڑے بارگاہ الہی میں عرض گزار ہیں الہی! اس گھر کی زیارت کو حج کہتے ہیں اور کلمہ حج میں دو حرف ہیں ”ح“ اور ”ج“ اس ”ح“ سے تیرا

حلم اور ”ج“ سے میرے جرم مراد ہیں تو تو اپنے حلم سے میرے جرم معاف فرما۔ آواز آئی کہ اے میرے بندے تو نے کیسی عمدہ مناجات کی پھر سے کہو، موصوف دو بارہ نئے انداز سے یوں گویا ہوئے۔ اے میرے غفار! تیری مغفرت کا دریا گنہگاروں کی مغفرت و بخشش کے لئے رواں دواں ہے اور تیری رحمت کا خزانہ ہر سوالی کے لئے کھلا ہے الہی! اس گھر کی زیارت کو حج کہتے ہیں اور حج میں دو حرف ہیں ”ح“ اور ”ج“ ”ح“ سے میری حاجت اور ج سے تیرا ”جوڈ“ مراد ہے تو تو اپنے جو دو کرم سے اس مسکین کی حاجت پوری فرما۔ آواز آئی کہ اے جوان مرد! تو نے کیا خوب حمد کی پھر کہہ۔ اس نے کہا اے خالق کائنات! تیری وہ ذات پاک ہے کہ جس نے عافیت کا پردہ مسلمانوں کو مرحمت فرمایا، اس گھر کی زیارت کو حج کہتے ہیں اور حج میں دو حرف ہیں۔ ح اور ج۔ الہی اگر ”ح“ سے میری ایمانی حلاوت اور ”ج“ سے تیری جہاں داری کی جلالت مراد ہے تو تو اپنی جہاں داری کی جلالت کی برکت سے اس ضعیف کے ایمان کی حلاوت کو شیطان کی گھات سے محفوظ رکھ۔ آواز آئی اے میرے مخلص اور عاشق صادق بندے! میرے حلم، میرے جو، میری جہاں داری کی جلالت سے جو کچھ تو نے طلب کیا میں نے تجھے عطا فرمایا میرا تو کام یہی ہے کہ ہر مانگنے والے کا دامن مراد کو بھر دوں مگر کوئی مانگے تو سہی۔

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں راہ دکھلائیں کسے رہ و منزل ہی نہیں

☆ حضرت شیخ یحییٰ قدس سرہ جب حج سے فارغ ہوئے تو واپسی میں خانہ کعبہ کے دروازہ پر آ کر یوں التجا کی: الہی! شاہان دنیا کا دستور ہے کہ وہ اپنے خدام کو بروقت رخصت خدمتگاری کے صلہ میں بیش قیمت تحائف اور گونا گوں انعام و اکرام سے عزت افزائی کرتے ہیں اور جب وہ خدام اپنے خویش و اقرباء، احباء و رفقاء سے ملتے ہیں تو ان سے تحائف کے خواہشمند ہوتے ہیں اور وہ خدام بادشاہ سے حاصل شدہ انعام و تحائف

میں سے اپنے احباب و اقارب کو دے کر مسرت و شادمانی کی دولت سے مالا مال کرتے ہیں۔

خداوند! میں تیرا بندہ اور توبادشا ہوں کا بھی حاکم و مالک ہے۔ الہی! میں چند روز تیرے اس حرمت والے گھر کی خدمت سے مشرف ہوا ہوں۔ اب میری واپسی قریب ہے کچھ تحائف تیرے آستانہ فیض رساں سے لے جانے کا طالب ہوں تاکہ وہ رحمت و مغفرت کے تحفے جب میں صحیح و سالم لے کر اپنے وطن پہنچوں تو اپنے خویش و اقارب کے مطالبہ پر پیش کر سکوں اور کہوں:

عزیزو! میں دربار الہی سے تمہارے لئے رحمت و مغفرت کے دو تحفے لایا ہوں۔

اے میرے مولیٰ! مجھے یہ تحفے عطا فرماتا کہ مجھے ان کے سامنے شرمسار نہ ہونا پڑے۔ آواز آئی۔ اے سخی! جو تحفے تو نے طلب کئے ہیں میں نے عطا فرمادئے ان کو میری رحمت و مغفرت کی بشارت سنا۔ بے شک میں کریم ہوں، جب گدا، اور بے نوا کریم کے دروازے پر جاتا ہے تو کریم اس کی مراد پوری کرتا ہے اس کی حاجت بر لاتا ہے اور اس محتاج کی ضروریات پوری کرتا ہے۔

جا میں نے اپنے جو دو کرم کے بے پایاں دریا سے تجھے ایمان داروں کے لئے شفاعت و مغفرت کے تحفے عطا کر دئے۔

☆ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک درویش کو دیکھا (جنہوں نے اپنے منہ پر کپڑا ڈالا ہوا تھا) تشریف لائے اور چشمہ زمزم میں داخل ہو کر اپنے برتن میں زم زم ڈال کر پینے لگے، میں نے ان سے ان کا جو ٹھال طلب کیا اور لے کر پینے لگا تو وہ شہد کی طرح بیٹھا اور ایسا لذیذ تھا کہ ایسا میں نے پہلے کبھی نہیں پیا تھا۔ پینے کے بعد میں نے

دیکھا تو وہ بزرگ جاچکے تھے۔ دوسرے دن زم زم کے پاس انتظار میں پھر بیٹھ گیا، تو وہ بزرگ چہرہ پر کپڑا لٹکائے ہوئے پھر تشریف لائے اور زم زم کے کنوئیں سے ڈول نکال کر پیا تو میں نے پھر ان سے ان کا بچا ہوا لے کر پیا تو وہ ایسا بیٹھا دودھ تھا جیسے شکر ملا کر بنایا گیا ہو۔ اس سے پہلے میں نے ایسا کبھی نہیں پیا۔ (روض ص ۵۱۳)

☆ حضرت شیخ ابو یعقوب البصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حرم مکہ میں دس روز تک بھوکا رہا۔ جس سے مجھے بہت زیادہ ضعف ہو گیا تو مجھے میرے دل نے سخت مجبور کیا کہ باہر نکلوں، شاید کوئی چیز مل جائے جس سے میری بھوک میں کچھ کمی ہو، میں باہر نکلا تو ایک گلا، سڑا، شلغم پڑا ہوا پایا۔ میں نے اس کو اٹھالیا لیکن میرے دل میں اس سے وحشت سی ہوئی گویا کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ دس دن کی بھوک کے بعد بھی تجھے نصیب ہوا تو سڑا ہوا شلغم۔ میں نے اس کو پھینک دیا اور واپس مسجد حرام میں آکر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک آدمی آیا اور میرے آگے آکر بیٹھ گیا اور ایک جزدان میرے سامنے رکھ کر کہا کہ اس میں ایک تھیلی ہے جس میں پانچ سو دینار ہیں یہ آپ کی نذر ہے۔ میں نے اس سے کہا اس کے لئے آپ نے مجھے کیسے مخصوص کیا۔ اس نے کہا ہم لوگ دس روز سے سمندر میں تھے کہ ہماری کشتی ڈوبنے کے قریب ہو گئی تو ہم میں سے ہر ایک نے نذرمانی کہ اگر اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس مصیبت سے نجات عطا فرما کر صحیح و سلامت پہنچا دے تو ہم اپنی یہ نذریں پوری کر دیں گے اور میں نے یہ نذرمانی تھی کہ یہ اثر فیوں کی تھیلی حرم پاک کے مجاوروں میں سے اس کو دوں گا جس پر سب سے پہلے میری نظر پڑے گی تو سب سے پہلے میں آپ سے ہی ملا ہوں لہذا یہ آپ کی نذر ہے میں نے کہا اس کو کھولا تو اس نے اس کو کھولا تو اس میں سفید آٹے کے مٹھے کیک، چھلے ہوئے بادام اور شکر پارے تھے۔ تو میں نے ہر ایک میں سے ایک ایک مٹھی بھر لیا اور کہا یہ باقی میری طرف سے اپنے بچوں کے لئے ہدیہ لے جاؤ، میں نے تمہاری نذر

کو قبول کیا پھر میں نے اپنے دل میں کہا کہ تیرا رزق دس روز سے تیرے پاس کھنچا ہوا چلا آ رہا تھا اور تو اس (رزق) کو باہر وادی میں طلب کرتا پھرتا ہے۔



ذکر الہی کی برکتیں

اللہ ربُّ العزت جل مجدہ الکریم قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ۝ وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ۝ اے ایمان والو! اللہ کو بہت یاد کرو اور صبح و شام اس کی پاکی بولو۔
(کنز الایمان سورہ احزاب،

آیت ۴۲)

لفظ ذکر کی وسعت

ذکر کے معنی ہیں ”یاد کرنا، یاد رکھنا، چرچا کرنا وغیرہ۔ نہایت چھوٹا سا لفظ ہے لیکن کوزے میں سمندر کے مثل اپنے اندر تمام عبادات و معاملات کو سموئے ہوئے ہے جس کو ہم یوں بیان کر سکتے ہیں کہ ہر وہ عمل جو اللہ عز و جل اور اس کے پیارے حبیب علیہ التحیۃ والثنا کے حکم کی تعمیل میں ان کی رضا و خوشنودی کے لئے کیا جائے ذکر ہے۔ چاہے اس کا تعلق عبادات سے ہو جیسے نماز، روزہ حج و زکوٰۃ وغیرہ یا وہ معاملات سے متعلق ہو جیسے والدین کی خدمت، ان کی اطاعت و فرمانبرداری، پڑوسیوں، رشتہ داروں، یتیموں اور محتاجوں سے حسن سلوک اور حصولِ معاش کے لئے حلال و حرام کا امتیاز کرتے ہوئے محنت و مشقت کرنا وغیرہ یہ سب ذکر ہیں۔

قرآن پاک میں خدائے وحدہ لا شریک نے متعدد مقامات پر اپنے محبوب صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ذکر کرنے کا حکم دیا، جن میں سے چند آیات ملاحظہ کیجئے۔

ارشادِ ربّانی ہے: **وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ وَلَا تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِينَ** اور یاد کرو اپنے رب کو اپنے دل میں عاجزی کرتے ہوئے اور ڈرتے ڈرتے اور غافلوں میں نہ ہونا۔ (اعراف، آیت: ۲۰۵)

اور سورہ مزمل میں ارشاد فرماتا ہے **”وَاذْكُرْ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبْتَئِلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا“** اور اپنے رب کا نام یاد کرو اور سب سے ٹوٹ کر اسی کے رہو۔ اور سورہ دھر میں ارشاد باری ہے: **وَاذْكُرْ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَأَصِيلًا** اور رب کا نام صبح و شام یاد کرو۔

چنانچہ محبوبِ مکرّم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مولیٰ عز و جل کے حکم کی تعمیل میں اس کا ایسا ذکر کیا کہ ساری کائنات جھوم اُٹھی، زمین کے چپہ چپہ پر **”أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“** کی صدائیں گونجنے لگیں **وَاللَّهُ الْعَظِيمُ** ان کی ہر ادا ذکر الہی تھی، ان کی جلوت میں اللہ کے ذکر کی گونج ہوتی، ان کی خلوت میں اللہ کے ذکر کی رفاقت ہوتی، ان کی زبان مبارک ذکر تھی، ان کا قلب متورّ ذکر سے لبریز تھا، ان کا رونگٹا رونگٹا ان کے رب کا ذکر کرتا تھا، وہ کسی لمحہ اپنے رب کے ذکر سے غافل نہ ہوئے حتیٰ کہ سوتے تب بھی قلب سلیم ذکر میں مصروف رہتا، اسی کیفیت کو ائمہ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بتایا **”إِنَّ عَيْنِي تَنَامَانٍ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي“** یعنی آنکھیں تو سوتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے **”فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ“** پس تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کیا کروں گا اور شکر ادا کیا کرو میرا اور میری نا شکری نہ کیا کرو۔ (سورہ بقرہ پ ۲، آیت ۱۵۲)

ذاکرین کے لئے کتنا بڑا اعزاز ہے کہ اللہ احکم الحاکمین ان کا ذکر فرماتا ہے۔

بایں صورت کہ جو بندے ہر حال اور ہر لمحہ اپنے رب کریم کو یاد کرتے ہیں وہ اپنے فضل و کرم سے ان کے ہر حال کو درست رکھتا ہے اور ہر لمحہ اپنے انعامات سے نوازتا رہتا ہے نیز اس طرح کہ ہم تو صرف زمین پر اس کا ذکر کرتے ہیں اور وہ مالک عرش و کرسی اپنی نورانی مخلوق ملائکہ میں ہمارا ذکر فرماتا ہے اور انہیں گواہ بنا کر ہماری بخشش و مغفرت کا اعلان فرماتا ہے۔

مشہور صحابی رسول حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک طویل حدیث بخاری شریف میں ہے۔ جس کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے یقیناً آپ اس کو پڑھ کر جھوم اٹھیں گے غور کیجئے، اللہ کے فضل و کرم پر ناز کیجئے اور ذکرین میں سے ہو جائیئے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ کے کچھ فرشتے راستوں میں ذکر کرنے والوں کی تلاش میں گھومتے رہتے ہیں جب وہ ذکرین کی کسی جماعت کو پاتے ہیں تو ایک دوسرے کو پکارتے ہیں کہ آؤ اپنے مقصد کی طرف (یعنی مل گئے جنہیں ہم تلاش کر رہے تھے) پھر وہ فرشتے ذکرین کو اپنے پروں میں ڈھانپ لیتے ہیں (محبت و الفت کے طور پر) پھر وہ اپنے رب کے دربار میں حاضر ہوتے ہیں تو اللہ ان سے پوچھتا ہے حالانکہ اللہ اپنے بندوں کا حال جانتا ہے (لیکن فرشتوں سے اپنے ذکر بندوں کی تعریف سننا پسند فرماتا ہے) اے فرشتو! تم نے میرے بندوں کو کس حال میں پایا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں ”يُسَبِّحُونَكَ، وَيُكَبِّرُونَكَ وَيَحْمَدُونَكَ وَيُمَجِّدُونَكَ“ رب! تیرے بندے تیری تسبیح بیان کر رہے تھے، تیری بڑائی بیان کر رہے تھے، تیری تعریفیں بیان کر رہے تھے، تیری بزرگی بیان کر رہے تھے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: هَلْ رَأَوْنِي؟ کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: مَا رَأَوْكَ۔ نہیں مولا انہوں نے تجھے نہیں دیکھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: كَيْفَ لَوْرَاوُنِي؟ اگر وہ مجھے دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں اگر وہ تجھے دیکھ لیتے تو وہ اور زیادہ تیری عبادت کرتے اور زیادہ بزرگی بیان کرتے اور زیادہ تسبیح بیان کرتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”فَمَا يَسْأَلُونَ“ وہ مجھ سے کیا مانگ رہے تھے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: مولیٰ وہ تجھ سے جنت مانگ رہے تھے، اللہ عزوجل فرماتا ہے: کیا انہوں نے جنت دیکھی ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں نہیں بقسم رب! انہوں نے جنت نہیں دیکھی۔ اللہ تبارک تعالیٰ فرماتا ہے اگر وہ جنت دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا؟ فرشتے کہتے ہیں اگر وہ جنت دیکھ لیتے تو وہ اس کی بہت حرص کرتے، اس کے بہت طلب گار ہو جاتے اور اس کی طرف ان کی رغبت اور زیادہ ہو جاتی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وہ کس چیز سے پناہ مانگ رہے تھے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں ”مِنَ النَّارِ“ جہنم کی آگ سے۔ اللہ فرماتا ہے: کیا انہوں نے جہنم کو دیکھا ہے؟ فرشتے عرض گزار ہوتے ہیں۔ نہیں بقسم اے رب! انہوں نے اسے نہیں دیکھا۔ اللہ جل شانہ فرماتا ہے اگر وہ اسے دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا؟ فرشتے کہتے ہیں ”اگر وہ اسے دیکھ لیتے تو وہ اس سے مزید بھاگتے اور زیادہ ڈرتے“۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”فَاشْهَدُكُمْ اَنِّيْ غَفَرْتُ لَهُمْ“ (اے فرشتو!) میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان سب کو بخش دیا۔ فرشتے کہتے ہیں اے اللہ! ان میں ایک شخص تھا جو ذکر نہیں کر رہا تھا بلکہ اپنی کسی ضرورت کے لئے ان کے پاس آیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”لَا يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ“ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی محروم نہیں رہتا۔ (بخاری شریف جلد دوم

ص ۹۳۸)

جنت کی طرف لے جانے والا عمل

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”أَوَّلُ مَنْ يُدْعَى إِلَى الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِينَ يَحْمَدُونَ اللَّهَ فِي الْبُيُوتِ وَالْأَسْوَاقِ وَالْأَسْوَاقِ“ جنہیں قیامت کے دن سب سے پہلے جنت کی طرف بلایا جائے گا وہ ہوں گے جو خوشی و غم میں اللہ عزوجل کی حمد کرتے ہیں۔ (مشکوٰۃ ص ۲۰۱)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! انسان اکثر خوشی کے موقع پر اللہ عزوجل کو بھول جاتا ہے جبکہ ہونا تو یہ چاہئے کہ خوشی کے وقت اللہ عزوجل کا ذکر زیادہ کرے اور اپنے معبود حقیقی کا شکر بجالائے۔ اسی لئے اولیائے کرام علیہم الرضوان اللہ عزوجل کا ذکر خوشی و غم میں زیادہ کرتے تاکہ اللہ عزوجل راضی ہو جائے، انسان خوشی اور غم میں اللہ عزوجل کا ذکر کرے تو اللہ عزوجل اس بندے سے غم دور اور خوشیوں میں اضافہ کرتا ہے اس لئے کہ خوشی اور غم دونوں اللہ عزوجل کی طرف سے ہیں جب بندہ یہ مان لیتا ہے اور طے کر لیتا ہے کہ اللہ عزوجل جس چیز سے راضی، میں بھی اس چیز سے راضی تو بندہ جب کمزور ہو کر اس کی رضا پر راضی رہتا ہے تو اللہ عزوجل ایسے بندے پر کرم کی نظر فرما کر جنت کا مژدہ جانفز اسنادیتا ہے۔

اللہ عزوجل سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل ہم سب کو ہر حال میں ذکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

سو حج کا ثواب

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے راوی ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو صبح کو سوبار ”سُبْحَانَ اللَّهِ“ پڑھے اور شام کو سوبار تو اس کی طرح ہوگا جو سو حج کرے اور صبح کو سوبار ”الْحَمْدُ لِلَّهِ“ پڑھے اور سوبار شام کو تو اس جیسا ہوگا جو اللہ عزوجل کی راہ میں سو گھوڑے خیرات کرے اور صبح کو سوبار ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ پڑھے اور

سوار شام کو تو اس کی طرح ہوگا جو اولاد حضرت اسماعیل علیہ السلام سے سو غلام آزاد کرے اور جو سوار صبح کو ”اللّٰهُ اَكْبَرُ“ پڑھے اور سوار شام کو تو کوئی اس سے زیادہ نیکیاں اس دن نہ کر سکے گا سوائے اس کے جو اتنی ہی بار یہ کلمات کہہ لے یا اس سے زیادہ۔ (مشکوٰۃ ص ۲۰۲)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! سوار صبح اور سوار شام ”سُبْحَانَ اللّٰهِ“ پڑھنے پر جو سوچ کا مژدہ جانفزا سنایا گیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جو بندہ مومن صبح ”سُبْحَانَ اللّٰهِ“ اور شام میں سوار ”سُبْحَانَ اللّٰهِ“ پڑھے تو اسے سو فی جج کا ثواب ملے گا۔ خیال رہے کہ جج کا ثواب ملنا اور ہے جج کی ادائیگی اور ہے۔ یہاں ثواب کا ذکر ہے نہ کہ ادائے جج کا اسلئے کوئی یہ نہ سمجھے کہ سوار ”سُبْحَانَ اللّٰهِ“ صبح اور شام کو پڑھ لیا جائے تو سو جج ہو جائیں گے۔ لہذا ہزاروں روپے خرچ کرنے اور تکلیف اٹھا کر جانے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ نہیں ایسا نہیں بلکہ جج تو ادا کرنے سے ہی ہوگا۔ جس طرح طبیب کہتا ہے کہ ایک گرم کئے ہوئے منقہ میں ایک روٹی کی طاقت ہے مگر پیٹ روٹی ہی سے بھرتا ہے، کوئی شخص دو وقت میں تین تین منقے کھا کر زندگی نہیں گزار سکتا۔ یقیناً مذکورہ تسبیحات میں ثواب بے پناہ ہے۔ اس قسم کے ثواب کا ذکر قرآن مقدس میں بھی کیا گیا ہے۔ ”مَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلٍ فِي كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِائَةُ حَبَّةٍ“ یعنی جو لوگ راہ خدا میں اپنے مال خرچ کرتے ان کے خرچ کی مثال اس دانہ کی طرح ہے جس سے سات بالیاں پیدا ہوں ہر بالی سے سو دانے اور اللہ جسے چاہے اس سے بھی زیادہ عطا فرمائے۔

اللہ عزوجل کی بارگاہ میں کس چیز کی کمی ہے؟ وہ کریم ہے، رحیم ہے، وہ جواد ہے، وہ غفار ہے، اس لئے اس کے کرم پر بھروسہ کرنا چاہئے اور یقین رکھنا چاہئے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! صبح شام سو بار الحمد للہ پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ جہاد کیلئے سو گھوڑے خیرات کرنے کے برابر ثواب عطا فرمائے گا اس سے مراد یہ ہے کہ جہاد وغیرہ کا مقصد اعلائے کلمۃ الحق اور اللہ کے ذکر کی اشاعت ہو، مومن ملک گیری کے لئے نہیں لڑتا بلکہ ذکر کی رکاوٹیں دور کرنے کے لئے لڑتا ہے اور حمد الہی یقیناً سو جہادوں سے افضل ہے۔ اور یہ فرمایا گیا کہ صبح و شام سو سو بار لا الہ الا اللہ پڑھے تو اولاد حضرت اسمعیل علیہ السلام سے سونگلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ہے۔ اولاد حضرت اسمعیل علیہ السلام فرمانے کی وجہ یہ ہے کہ اولاد حضرت اسمعیل علیہ السلام سے مراد اہل عرب ہیں کہ وہ سب ان کی اولاد ہیں چونکہ عرب حضور رحمت عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے قرب رکھتے ہیں اسلئے ان پر احسان کرنا افضل ہے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! تھوڑی سی قربانی سے اگر اتنا عظیم اجر ملتا ہو تو سستی نہیں کرنا چاہئے اللہ عزوجل ہم سب کو اپنے اوقات ذکر الہی میں گزارنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔

زبان کا صحیح استعمال کرو

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ابن آدم کا ہر کلام اس کے لئے وبال ہے اس کو اس کا کوئی نفع نہیں ملتا سوائے نیکی کا حکم کرنے اور برائی سے روکنے اور ذکر الہی کے۔ (ابن

ماجہ)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! زبان کو بند رکھنا یہ نہایت ہی مشکل امر ہے لہذا زبان سے کوئی ایسا جملہ نہ نکالیں جس کا دنیا و آخرت میں کوئی فائدہ نہ ہو اور ہر وہ کلام جس میں بھلائی نہ ہو وہ وبال ہے اور بہترین کلام زبان

سے ادا ہونے والے کون سے ہیں؟ تو فرمایا کہ نیکی کا حکم کرنا، برائی سے روکنا اور اللہ عزوجل کا ذکر کرنا تو میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! نیکی کا حکم دیتے رہو اور برائیوں سے روکتے رہو ساتھ ہی ساتھ اللہ عزوجل کا ذکر کرتے رہو۔

محفل میں فرشتوں کی حاضری

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی جماعت ذکر الہی کے لئے بیٹھتی ہے تو فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں، رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے، سکون و اطمینان کی دولت ان کے لئے نازل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کا تذکرہ ان فرشتوں میں فرماتا ہے جو اس سے قریب ہوتے ہیں۔ (مسلم شریف جلد دوم، ص ۳۴۵)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! دنیا میں انسان دوست و احباب سے مل کر بیٹھنا اور کچھ نہ کچھ گفتگو کرنا پسند کرتا ہے۔ کوئی دنیوی گفتگو کرتا ہے کوئی لہو و لعب کی باتیں کرتا ہے غرض کہ ہر شخص اپنے ساتھیوں کے ذوق کے مطابق گفتگو کرتا ہے لیکن وہ خوش نصیب بندے جو مل کر صرف اس لئے بیٹھتے ہیں کہ اللہ عزوجل اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر کریں تو اللہ عزوجل کے معصوم فرشتے جو رحمت کے فرشتے ہیں انھیں گھیر لیتے ہیں، رحمت الہی ان کو ڈھانپ لیتی ہے سکون و اطمینان کی دولت ان کیلئے نازل ہوتی ہے اور اللہ عزوجل ان کا تذکرہ فرشتوں کے درمیان فرماتا ہے۔ دعا کریں اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ شرف نصیب فرمائے۔

موتیوں کے منبر

حضرت ابو دردرا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بعض قوموں کا حشر اس طرح فرمائے گا کہ ان کے چہروں پر نور چمکتا ہوگا، وہ موتیوں کے منبروں پر ہوں گے، لوگ ان پر رشک کرتے ہوں گے۔ وہ انبیاء اور شہداء نہ ہوں گے۔ کسی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ان کا حال بیان فرما دیجئے تاکہ ہم ان کو پہچان لیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ وہ لوگ ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی محبت میں مختلف جگہوں سے مختلف خاندانوں سے آکر ایک جگہ جمع ہو گئے ہوں اور اللہ عز و جل کے ذکر میں مشغول ہوں۔

(الترغیب والترہیب جلد اول، ص ۶۰۷)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ عز و جل کے ذکر کے لئے سفر کرنا چاہئے اور اللہ عز و جل کے ذکر کی محفل میں حاضری دینی چاہئے یہ نہ دیکھیں کہ اپنی ذات برادری والے ہوں اپنے محلے وغیرہ میں تو بھی جائیں گے، نہیں، بلکہ اللہ عز و جل تو فائق دے تو جہاں بھی اس کا اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر ہو وہاں جائیں۔ ہاں البتہ! سنی صحیح العقیدہ کی محفل میں ہی جائیں۔ انشاء اللہ اس کا اجر عظیم میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق یہ ملے گا کہ ایسے لوگوں کے چہروں پر نور چمکتا ہوگا وہ موتیوں کے منبروں پر ہوں گے اور لوگ ان پر رشک کریں گے۔ سبحان اللہ! اللہ عز و جل اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل ہمیں بھی ان خوش نصیبوں میں شامل فرمائے۔

عذاب سے نجات کا ذریعہ

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ابن آدم کا کوئی عمل ایسا نہیں جو اس کو عذاب الہی سے نجات دلا دے سوائے ذکر الہی کے۔ (ابن ماجہ: ۲۶۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ایمان کی پختگی کے ساتھ ہمیں اللہ عز و جل کا ذکر کرنا چاہئے اس لئے کہ اعمال کی قبولیت کا دار و مدار

ایمان پر ہے اور ایمان کے ساتھ اللہ عزوجل کا ذکر نجات کا ذریعہ ہے۔ مذکورہ حدیث شریف میں مطلق نجات کا ذریعہ اللہ عزوجل کا ذکر فرمایا گیا ہے یعنی دنیا و آخرت کی تکلیفوں سے اگر نجات چاہئے تو اللہ عزوجل کا ذکر کرنا چاہئے۔

محفل ذکر میں بیٹھنے کا حکم

حضرت عبدالرحمن بن سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دولت کدہ میں تھے کہ آیت ”وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِیِّ وَالْإِبْکَارِ“ نازل ہوئی۔ جس کا ترجمہ یہ ہے ”اپنے آپ کو ان لوگوں کے پاس بیٹھنے کا پابند کیجئے جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں“ رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس آیت کے نازل ہونے پر ان لوگوں کی تلاش میں نکلے۔ ایک جماعت کو دیکھا کہ اللہ عزوجل کے ذکر میں مشغول ہے، بعض لوگ ان میں بکھرے بال والے اور خشک کھالوں والے اور صرف ایک کپڑے والے ہیں، جب رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا تو ان کے پاس بیٹھ گئے اور ارشاد فرمایا کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے میری امت میں ایسے لوگ پیدا فرمائے کہ خود مجھے ان کے پاس بیٹھنے کا حکم دیا۔ (طبرانی شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث شریف سے یہ بات سمجھ میں آئی کہ ہمیں اللہ عزوجل کے ذکر میں مصروف رہنے والوں کے پاس بیٹھنا چاہئے ان کی صحبت سے استفادہ کرنا چاہئے۔ اور یقیناً دنیا و آخرت کا فائدہ ان کے پاس ہے جو صبح و شام اللہ عزوجل کا ذکر کرتے ہیں جیسی تو اللہ عزوجل نے بیٹھنے کا حکم فرمایا لیکن کم نصیبی یہ ہے کہ آج کا مسلمان فلمی تذکرے کرنے والوں کی محفل تلاش کرتا ہے اور یہی نہیں بلکہ اللہ عزوجل کے ذکر سے غافل رہنے والوں سے ملنے اور ان سے تعلقات رکھنے پر فخر محسوس کرتا ہے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ڈرو اپنے اللہ

عز وجل سے، بچو ایسی محفلوں سے جہاں اللہ عز وجل اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر نہ ہوتا ہو۔ کیا جواب دو گے اللہ عز وجل کو میدانِ حشر میں؟ جب وہ سوال فرمائے گا کہ تم نے اپنی زندگی کن کاموں میں گزاری۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ذاکرین (اللہ عز وجل کا ذکر کرنے والوں) کے پاس تشریف لے جاتے ہیں تو ان مقدس بندوں کی کیفیت یہ تھی کہ ان کے بال بکھرے ہوئے خشک کھالوں والے اور صرف ایک کپڑے والے تھے۔ قربان جانیے ان کی عظمتوں پر کہ اللہ عز وجل کے ذکر میں وہ اتنے مصروف ہوتے کہ بال سنوارنے، نیز کھانے پینے لباس وغیرہ میں بقدر ضرورت اوقات خرچ کرتے بقیہ اوقات وہ اپنے معبود برحق کے ذکر میں صرف کرتے اسی لئے تو ایسے مقدس افراد کو دیکھ کر اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ عز وجل کا شکر ادا فرمایا۔

زبان کو ذکر الہی سے تر دکھو

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! اسلام کے مجھ پر بہت سے احکام ہیں آپ مجھے ایسی بات بتادیں جس پر میں تکیہ کروں تب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری زبان اللہ تعالیٰ کی یاد میں ہمیشہ تر رہے۔ (ابن ماجہ)

(۲۶۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بیکوں کے متعلق فکر مند رہتے تھے، اسی لئے اسلامی احکام کی بجا آوری کے ساتھ وہ مزید اوقات نیک کاموں میں گزارنے کے خواہش مند رہتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سوالات سے ہم گنہگاروں کا فائدہ ہو گیا کہ ہمیں بھی زندگی کے لمحات گزارنے کا طریقہ نصیب ہو گیا۔

مذکورہ حدیث شریف میں میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ذکر

الہی سے زبان تر رکھنے کا ہمیشہ کے لئے حکم فرمایا اس سے مراد یہ ہے کہ تم دل و زبان کو کبھی خالی مت رکھو جب دنیوی کاموں سے فراغت ملے تو اپنے اللہ عزوجل کے کاموں میں مشغول ہو جاؤ کہ یہ ذکر دونوں جہاں میں تمہارے لئے کامیابی کا سبب بن جائے گا۔

دل سخت ہونے کا سبب

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی گفتگو ذکر الہی سے خالی نہ رکھو کیوں کہ تمہاری زیادہ گفتگو کا ذکر الہی سے خالی ہونا شقاوت قلبی کی نشانی ہے اور سخت دلی اللہ تعالیٰ سے دوری کا سبب ہوتی ہے۔ (ترمذی شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! انسان کی زبان صرف رات کو سوتے وقت ہی خاموش رہتی ہے ورنہ وہ مستقل چلتی رہتی ہے۔ مختلف لوگوں سے ملاقات کے وقت انسان اچھی بری باتیں کرتا ہی رہتا ہے لیکن میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی گفتگو میں ذکر الہی کی تاکید فرما کر ذکر الہی حاصل کرنے کا طریقہ بتا دیا ہے اور انسان کو چاہئے کہ وہ بھی فضول و بے مقصد باتیں نہ کیا کرے کہ اس سے دل سخت ہوتا ہے اور اللہ عزوجل کی دوری ہاتھ آتی ہے۔ شیطان یہی چاہتا ہے کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دیوانے فضول باتیں کر کے اللہ عزوجل سے دور ہو جائیں۔ اب اگر ہم اپنی زبان کو ذکر الہی میں مصروف رکھیں گے تو شیطان ذلیل ہوگا اور اللہ عزوجل راضی ہو جائے گا۔ کوشش کریں کہ کوئی بھی گفتگو ذکر الہی سے خالی نہ ہو، چاہے موقع کے اعتبار سے صرف ”مَا شَاءَ اللَّهُ، سُبْحَانَ اللَّهِ، اِنْ شَاءَ اللَّهُ، اَلْحَمْدُ لِلَّهِ“ ہی کہہ لیا جائے تب بھی رحمت الہی سے امید ہے کہ ہم شقاوت قلبی سے محفوظ ہو جائیں گے۔ دوران گفتگو اللہ عزوجل اور سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر ضرور کر لیا کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا

فرمائے۔

بہترین خزانہ

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب آیت کریمہ ”وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ (الآیہ) نازل ہوئی تو ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے۔ اس موقع پر بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا: یہ آیت تو سونے اور چاندی کے بارے میں نازل ہوئی ہے اگر ہمیں یہ پتہ چل جاتا کہ کون سا مال بہتر ہے تو ہم اسی کو لیتے تو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: بہترین دولت یاد الہی میں مشغول رہنے والی زبان اور شکر کرنے والا دل ہے اور مسلمان کی وہ بیوی جو اس کے ایمان پر مدد کرنے والی ہو۔ (الترغیب والترہیب جلد اول ص ۶۰۰)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج کے دور کا انسان دنیا کی دولت کو سب سے بڑا خزانہ سمجھتا ہے اور اسی کو جمع کرنے کی فکر میں لگا رہتا ہے اگر دولت نہ ملے تو شکوہ اور شکایت کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ انسان یہی سوچتا ہے کہ دولت ہو اور فیشن پرست بیوی ہو تو گویا سب کچھ مل گیا لیکن ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں بہترین مال و دولت یہ ہے کہ زبان ذکر الہی میں مشغول ہو اور ہر حال میں بندہ اپنے مولیٰ عزوجل کا شکر ادا کرتا ہو اور ایسی بیوی نصیب ہو جو تقاضائے ایمان پر مدد کرتی ہو۔ ماڈرن بیوی کی بجائے نیک سیرت بیوی کو تلاش کرنا چاہئے اور عورتوں کو بھی چاہئے کہ گناہوں کی طرف اپنے خاوند کو جانے سے روکیں اور ان کے اندر محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیدا کریں اور خود بھی نیکیاں کریں اور اپنے شوہر کو بھی نیکیوں کی طرف مائل کریں۔ اللہ عزوجل ہم سب کو سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل ذکر کرنے والی زبان اور شکر کرنے والا دل

اور ایمان کے تقاضوں پر مدد کرنے والی بیوی نصیب فرمائے۔

اللہ جل شانہ کا ساتھ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب بندہ ذکر الہی کے لئے اپنے ہونٹوں کو ہلاتا ہے اور ذکر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہوتا ہے۔ (صحیح بخاری شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ عز وجل ہم گنہگاروں پر کتنا کرم فرماتا ہے کہ وہ اپنا ساتھ عطا فرمانا چاہتا ہے۔ ہم اگر اپنے ہونٹوں کو اور زبان کو ذکر الہی کیلئے جنبش دیتے ہیں تو اللہ عز وجل کا کرم اور اس کی رحمت نصیب ہو جاتی ہے۔ اسی لئے بزرگان دین رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ ذکر الہی کے بغیر جو ساعت گزرتی ہے اس کے لئے کل بروز قیامت بندہ افسوس کرے گا۔ کاش! میں نے یہ وقت اپنے اللہ عز وجل کے ذکر میں گزارا ہوتا۔ لہذا اپنے اوقات کی قدر و قیمت کو سمجھیں اور ذکر الہی کر کے اس کا کرم اور اس کی رحمت حاصل کریں۔ آج کا مسلمان جتنا وقت لباس جسم وغیرہ سنوارنے میں لگاتا ہے اتنا وقت بھی اللہ عز وجل کے ذکر کیلئے صرف نہیں کرتا۔ خدا را خدا را! ایسی محفلوں کو تلاش کرو جہاں اللہ عز وجل کا ذکر ہوتا ہو اور انبیائے کرام علیہم السلام اور بزرگان دین کا ذکر ہوتا ہو خدا را کچھ وقت اپنے اللہ عز وجل اور سرکار رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر کے لئے قربان کرو کہ اس کا فائدہ دنیا و آخرت دونوں میں آپ دیکھیں گے۔

حضور کی شفاعت

کلمہ طیبہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ قیامت کے روز اللہ جل شانہ کے حکم سے انبیائے کرام اور اولیاء اللہ اور شہدائے عظام عام مسلمانوں کی شفاعت کریں گے۔ اللہ رب العزت ان کی شفاعت سے بے

شمار گنہگاروں کو بخش دے گا۔ شفاعت کا اولین حق میرے آقا شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاصل ہوگا اور جس شخص نے کلمہ پڑھا ہوگا سرکار علیہ السلام اس کی شفاعت فرمائیں گے اس کے متعلق رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان حسب ذیل ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ! قیامت کے دن آپ کی شفاعت کا حقدار کون ہوگا؟ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) مجھے احادیث پر تمہاری خواہش دیکھ کر یہی گمان ہوا تھا کہ اس بات کو تم سے پہلے دوسرا کوئی نہ پوچھے گا۔ پھر رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز میری شفاعت اسے نصیب ہوگی جو خلوص دل سے کلمہ طیبہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ“ پڑھے گا۔ (بخاری شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! کلمہ طیبہ بندہ مومن کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت کا حقدار بنا دیتا ہے۔ میدان محشر میں جہاں کوئی کسی کے کام نہ آئے گا وہاں پر رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کلمہ پڑھنے والوں کی شفاعت فرمائیں گے۔ سرکار رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفقت کا اندازہ کوئی کیا کر سکتا ہے؟ ہزاروں شفقتیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفقتوں کے سامنے ہیچ ہیں۔ دنیا و آخرت میں اللہ عزوجل کے بعد سب سے زیادہ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کرم نوازیں ہیں۔ لہذا ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ“ اخلاص سے پڑھ کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت کے حقدار بنیں۔ اللہ عزوجل ہم سب کو توفیق رفیق نصیب فرمائے۔

موت کے وقت کلمہ کی برکت

موت کے وقت عالم سکرات میں کلمہ طیبہ نصیب ہونا موت کی سختیوں کو دور کرتا ہے۔ کلمہ پڑھنے سے خاتمہ ایمان پر ہوتا ہے، جان آسانی سے نکل جاتی ہے۔ حضرت یحییٰ بن طلحہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو افسردہ دیکھ کر لوگوں نے کہا، کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا بیشک میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ مجھے ایک کلمہ معلوم ہے جو شخص اسے موت کے وقت پڑھے تو اس سے موت کی تکلیف رفع (دور) ہو جائے، چہرے کا رنگ چمکنے لگے اور آسانی دیکھے۔ مگر مجھے وہ کلمہ پوچھنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بیشک مجھے معلوم ہے تو انہوں نے پوچھا کیا ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمیں معلوم ہے کہ کوئی کلمہ اس سے بڑا نہیں جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے چچا (ابوطالب) کو پیش کیا تھا۔ وہ ہے ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ حضرت طلحہ نے کہا تو کیا یہی ہے؟ فاروق اعظم نے فرمایا: واللہ! یہی ہے۔ (بیہقی)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! موت کے وقت کی تکلیف نہایت ہی سخت ترین ہوتی ہے فرمایا گیا کہ جسم پر تلوار کی ۳۶۰ ضربیں لگائی جائیں تو اتنی تکلیف نہیں ہوتی جتنی جسم سے روح نکلتے وقت ہوتی ہے۔ کلمہ طیبہ یعنی ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ“ موت کے وقت ہونے والی تکلیف سے نجات کا ذریعہ ہے لہذا کلمہ طیبہ کے ورد کی عادت بنالیں تاکہ مرتے وقت موت کی تکلیف سے نجات مل جائے۔ اللہ عزوجل ہم سب کو موت کی تکلیف سے محفوظ رکھے اور ایمان پر مدینہ میں موت نصیب فرمائے۔

نور کے ستون کی سفارش

کلمہ پڑھنے والوں کے حق میں دیگر چیزیں بھی مغفرت کی سفارش کرتی ہیں یہ

کتنا بڑا اعزاز ہے جو کلمہ پڑھنے والے کو حاصل ہے ہمارے پیارے آقا رحمتِ عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی فضیلت یوں بیان فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیشک عرشِ معلیٰ کے سامنے ایک نور کا ستون ہے جب کوئی ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کہتا ہے تو وہ ستون ہلنے لگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: رک جا، وہ عرض کرتا ہے کیسے رک جاؤں؟ کیوں کہ کلمہ پڑھنے والے کی ابھی تک مغفرت نہیں ہوئی، پھر حکم الہی ہوتا ہے کہ اچھا میں نے اس کی مغفرت کر دی تو وہ ستون رک جاتا ہے۔

اس سے بڑھ کر سعادت اور کیا ہوگی کہ کلمہ پڑھنے والا جب کلمہ طیبہ پڑھتا ہے تو عرشِ اعظم کے قریب نور کا ستون اس بندہ مومن کی بخشش کروانے کیلئے حرکت میں آ جاتا ہے۔ پتہ یہ چلا کہ کلمہ طیبہ پڑھنے والے سے ہر چیز محبت کرتی ہے۔ میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ عزوجل کی عطا کردہ زبان کو ذکر الہی کے لئے مصروف رکھو تا کہ ہماری بخشش کیلئے اللہ عزوجل کی مخلوق بے قرار ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

عرش کی سفارش

ایک اور روایت ہے کہ اللہ کے مقدس رسول تاجدارِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منبر پر وعظ فرما رہے تھے کہ ایک اعرابی حاضر ہوئے (دیہات کے رہنے والے) اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں گناہ گار ہوں اور گناہ بھی بہت رکھتا ہوں۔ آپ نے بیٹھنے کیلئے فرمایا، جب آپ وعظ سے فارغ ہوئے تو آپ نے اس اعرابی کو یاد فرمایا۔ وہ حاضر ہوئے اور اپنا حال عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کیا تیرے گناہ ستاروں سے بھی زیادہ ہیں؟ اس نے کہا ہاں، پھر آپ نے فرمایا کیا تیرے گناہ صحرا کی ریت سے بھی زیادہ ہیں؟ اس نے کہا ہاں، پھر آپ نے فرمایا کیا تیرے گناہ بارش کے قطروں سے بھی زیادہ

ہیں؟ اس نے کہا ہاں، پھر آپ نے فرمایا کیا تیرے گناہ درختوں کے پتوں سے بھی زیادہ ہیں؟ اس نے کہا ہاں، پھر آپ نے فرمایا کہ تیرے گناہ خدا کی رحمت سے بھی زیادہ ہیں؟ وہ شخص اس کے جواب میں خاموش ہو گیا اور رونے لگا۔ آپ نے فرمایا کچھ غم نہ کر یہ کلمہ پڑھ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ خدا تیرے سب گناہ بخش دے گا۔ اگرچہ کتنے ہی کیوں نہ ہوں اور فرمایا جو کوئی رات دن میں یہ کلمہ پڑھتا ہے اور لالہ کی مدد کو کھینچتا ہے تو اللہ جل شانہ اس کے چار ہزار گناہ معاف فرما دیتا ہے اور فرمایا جب بندہ یہ کلمہ پڑھتا ہے عرش کو جنبش ہوتی ہے۔ حکم ربی ہوتا ہے اے عرش! ساکن ہو جا، عرش عرض کرتا ہے اے اللہ! کلمہ پڑھنے والے کو بخش دے تاکہ میں سکون کی حالت میں رہوں۔ رب قدیر ارشاد فرماتا ہے میں نے بخش دیا۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اگر ہم اپنی زندگی کا حساب لگائیں کہ زندگی بھر میں کتنے گناہ کئے تو میں سمجھتا ہوں کہ ایسا محسوس ہوگا کہ پوری زندگی گناہوں میں گزری ہے لیکن اللہ عز وجل کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ عز وجل کی رحمت کو گناہوں سے زیادہ بیان فرما کر ہم گنہگاروں کو تسلی عطا فرما رہے ہیں کہ تمہارے گناہوں سے اللہ عز وجل کی رحمت زیادہ ہے، سچے دل سے کلمہ پڑھ لو اللہ عز وجل تمہارے جملہ گناہوں کو معاف فرما دے گا اور پورے کلمہ کی بات تو بہت بلند ہے صرف کلمہ ”لا“ کی مدد کو اگر کھینچ کر ادا کرے گا تو میرا مولیٰ عز وجل اس کے عوض میں چار ہزار گناہ معاف فرما دے گا یہاں کلمہ طیبہ پڑھنے سے مراد یہ ہے کہ کلمہ طیبہ پڑھنے والا سچے دل سے توبہ کرے اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا عہد کرے۔

جہنم کی آگ سے بچنے کا علاج

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ میں ایک ایسا حکم جانتا ہوں جو کوئی اسے دل سے حق سمجھ کر

پڑھ لے اور اسی حالت میں مرجائے تو وہ آگ سے بچ جائیگا اور وہ ہے ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“
(الحاکم)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس سے مراد یہ ہے کہ جو کلمہ طیبہ یعنی ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ“ پڑھنے کے ساتھ اللہ عزوجل ہی کو اپنا معبود حقیقی مانے، اسی کو رزاق مانے، اسی کو خالق مانے غرض کہ اللہ عزوجل کے متعلق جو عقیدہ ہونا چاہئے وہ عقیدہ رکھے اور اسی کے ساتھ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل کا آخری رسول مانے اور اسی پر قائم رہتے ہوئے اس دنیا سے کوچ کرے تو انشاء اللہ جہنم سے بچ جائے گا۔ اللہ عزوجل حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل ہمیں استقامت فی الدین نصیب فرمائے۔

جہنم حرام ہو جائے

حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ کی رضا کی خاطر کلمہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ پڑھتا ہو قیامت کے دن آئے گا اس پر جہنم حرام ہوگا۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث شریف سے ہمیں یہ سمجھ میں آیا کہ کلمہ طیبہ اللہ عزوجل کو راضی کرنے کے لئے پڑھنا چاہئے بلکہ ہر کام اللہ عزوجل کی رضا ہی کے لئے کرنا چاہئے کہ ریاکاری اسے سخت ناپسند ہے بلکہ ریاکار کو جنت کی خوشبو تک میسر نہ ہوگی۔ جو بندہ مومن دنیا میں سارا کام اللہ عزوجل کی رضا کے لئے کرتا ہوگا نیز کلمہ طیبہ کا ورد بھی کرتا ہوگا وہ بندہ مومن قیامت کے دن بھی اللہ کی رضا کے لئے کلمہ پڑھتا ہو آئیگا اور اللہ عزوجل اپنے فضل و کرم سے اس پر جہنم حرام فرما دے گا۔

اللہ عزوجل جہنم حرام فرما دے گا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس حال میں کہ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سواری پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے تھے آپ نے فرمایا: اے معاذ بن جبل (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ! انہوں نے کہا بلکہ یا رسول اللہ! پھر آپ نے فرمایا: اے معاذ! انہوں نے عرض کیا بلکہ یا رسول اللہ! تیسری مرتبہ بھی ایسا فرمایا پھر ارشاد فرمایا اے معاذ! جو کوئی سچے دل سے اس بات کی گواہی دے کہ سوائے خدا کے کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ جل شانہ اس پر جہنم کی آگ حرام کر دے گا۔ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا میں لوگوں کو اس کی خبر کر دوں تاکہ وہ خوش ہو جائیں۔ آپ نے فرمایا اس وقت اگر تم خبر دو گے تو لوگ اسی پر بھروسہ کر لیں گے (اور عمل نہیں کریں گے) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث مبارک اپنے وصال کے وقت بخوف گناہ بیان کر دی۔ (بخاری شریف جلد اول،

ص ۲۴)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو تین مرتبہ پکارنے کی وجہ یہ تھی کہ جو کچھ بیان کیا جا رہا ہے اس کی اہمیت واضح ہو جائے اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے آخری عمر میں لوگوں تک یہ حدیث شریف پہنچا دی تاکہ علم چھپانے کا گناہ ان پر نہ ہو، لہذا فرائض کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ اسے بھی اپنے معمول میں شامل کرلو۔

جنت کی کنجی

کلمہ طیبہ جنت کی کنجی ہے جس کے پاس یہ کنجی ہوگی وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔ اس کے متعلق حدیث شریف میں ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ

عنه سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کا اقرار جنت کی کنجی ہے۔ (احمد)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث شریف سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ بے ایمان کو جنت نصیب نہیں ہوگی جنت تو کلمہ طیبہ پڑھنے والے مومنوں کے لئے ہے جو بندہ مومن صدق دل سے کلمہ طیبہ پڑھے اور اس پر قائم رہے اور اسی عالم میں اگر دنیا سے کوچ کر جائے تو وہ جنت کا حقدار ہو جاتا ہے۔ کلمہ طیبہ کو جنت کی کنجی اس لئے فرمایا گیا تاکہ کلمہ طیبہ پڑھنے والے کو یہ بات معلوم ہو جائے کہ کلمہ طیبہ پر قائم رہنے سے اللہ عز و جل اسے اس نعمت کا حقدار کر دے گا جس کو نہ کبھی دیکھا ہے اور نہ وہ نعمتیں دنیا میں میسر ہو سکتی ہیں۔ لہذا اپنی زبان سے کلمہ طیبہ کے ورد کے ساتھ اللہ عز و جل کی نعمتوں کا یقین بھی رکھیں۔

پتھروں کی گواہی

ایک دفعہ کا ذکر ہے حضرت ابراہیم واسطی علیہ الرحمہ میدان عرفات میں تھے کہ انہوں نے ہاتھ میں سات پتھر لے کر کہا اے پتھر! گواہ ہو جا کہ ”اِنِّیْ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ“ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اس رات جب ابراہیم واسطی رحمۃ اللہ علیہ سو گئے تو انہوں نے دیکھا کہ قیامت قائم ہو چکی ہے، حساب و کتاب کیا جا رہا ہے، کچھ لوگوں کے بعد ان کی باری آئی، ان کا حساب لیا گیا ناکام ہو جانے کی وجہ سے وہ نار جہنم کے مستحق ہوئے، فرشتے ان کو گرفتار کر کے جہنم کی طرف روانہ ہو گئے اور جہنم کے ایک دروازے پر آ گئے تو ان سات پتھروں میں سے ایک پتھر دروازے پر گر پڑتا ہے اور راستہ مسدود (بند) ہو جاتا ہے۔ عذاب کے فرشتے اس پتھر کو ہٹانے کی کوشش کرتے ہیں مگر وہ ذرا بھی نہیں ہٹا دوسرے اور تیسرے حتیٰ کہ ساتوں دروازوں پر یہ واقعہ پیش

آتا ہے آخر کار فرشتے ان کو عرش معلیٰ کے پاس لے جاتے ہیں تو اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے تو نے ان پتھروں کو گواہ بنایا تھا۔ پتھروں نے تیرا حق ضائع نہیں کیا۔ اے میرے بندے میں خود تیرے اقرار تو حید و رسالت کی گواہی دیتا ہوں اور صلہ میں تجھے جنت کا حقدار بناتا ہوں۔ جب میں جنت کے دروازے پر پہنچا تو جنت کے دروازے بند تھے۔ اتنے میں ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کی مبارک صدا آئی اور جنت کے دروازے کھل گئے اور میں جنت میں داخل ہو گیا۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ عز و جل کا ذکر بلند آواز سے کرتے رہو تا کہ جہاں تک ذکر الہی کی آواز پہنچے وہ درود یوار کل بروز قیامت ہمارے حق میں گواہی دیں۔

آسمانوں کی کنجی

کلمہ طیبہ کا ایک اعزاز یہ بھی ہے کہ اس کے پڑھنے والے کی عزت اور تکریم کیلئے آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں حدیث پاک میں ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی بندہ ایسا نہیں کہ وہ کلمہ طیبہ پڑھے تو اس کے لئے آسمان کے دروازے نہ کھل جائیں حتیٰ کہ یہ کلمہ سیدھا عرش تک پہنچتا ہے بشرطیکہ وہ کبیرہ گناہوں سے بچا ہو۔ (ترمذی شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! گویا کلمہ طیبہ آسمان کے دروازوں کی کنجی ہے اور کلمہ طیبہ سیدھا عرش تک پہنچتا ہے۔ اگر کوئی بندہ گناہ کبیرہ سے بچے اور کلمہ طیبہ پڑھے تو اس کے لئے آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں لہذا کلمہ طیبہ کی کثرت کرو انشاء اللہ اس کا فائدہ دونوں جہاں میں میسر ہوگا اور یہ کلمہ عرش تک پہنچ کر ہماری بخشش کی سفارش کرے گا۔

ایمان تازہ رہتا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنا ایمان تروتازہ کرتے رہو صحابہ گرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم اپنے ایمان کو کس طرح تازہ کریں۔ ارشاد فرمایا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، کثرت سے پڑھا کرو۔

ایمان کی تروتازگی سے مراد اللہ جل شانہ کی طرف رجوع کرنا ہے۔ یعنی ایمان کا تقاضا ہے کہ دل میں حب الہی اور خوف الہی ہو کہ انسان اللہ کو چھوڑ کر کسی اور طرف متوجہ نہ ہو اور یہ بات اس وقت پیدا ہوگی جب انسان بار بار کلمہ پڑھے گا۔ اسی لئے فرمایا گیا کہ کلمہ کی کثرت کیا کرو کہ اس سے ایمان میں تروتازگی پیدا ہوتی ہے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! انسان کی زبان سے غلطی سے پتہ نہیں کیسے کیسے جملے نکل جائیں بسا اوقات غلطی سے انسان کی زبان سے کفر تک نکل جاتا ہے اور اسے ہوش تک نہیں رہتا اور اسے معلوم بھی نہیں ہوتا کہ دولت ایمان ختم ہو چکی ہے اب خدا نخواستہ اسی حالت میں وہ دنیا سے کوچ کر گیا تو اس کی موت کفر پر ہوگی لہذا رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان پر عمل کرتے ہوئے کلمہ طیبہ کی کثرت کیا کرو تا کہ ایمان تروتازہ ہوتا رہے اس لئے کم از کم رات کو سوتے وقت اور صبح اٹھنے کے بعد بھی کلمہ طیبہ پڑھنے کی عادت بنائیں انشاء اللہ اس کا فائدہ بھی آپ کو دونوں جہاں میں نظر آئے گا کہ ہم سوئیں تو آخری کلمہ ہماری زبان پر کلمہ طیبہ ہو اور اٹھیں تو پہلا کلمہ زبان پر کلمہ طیبہ ہو اس سے ہمارا مولیٰ ضرور راضی ہوگا۔ اللہ عزوجل ہم سب کو توفیق نصیب فرمائے۔

سب سے بہتر شاخ

رحمت عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایمان کی ستر سے

زیادہ شاخیں ہیں ان میں سب سے بہتر کلمہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ پڑھنا ہے اور سب سے چھوٹی شاخ تکلیف دہ چیزوں کو لوگوں کے راستے سے دور کر دینا اور شرم و حیا ایمان کی شاخ میں سے ایک شاخ ہے۔ (بخاری شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ہر نیک عمل کا دار و مدار ایمان پر ہے ایمان درحقیقت اصل ہے اور نیک اعمال اس کی شاخ۔

رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان کی ستر شاخیں ہیں ان میں سب سے بہتر کلمہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ ہے یعنی ثواب میں بے حد زیادہ ہے اس لئے کہ اس میں بندہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہر کسی کے معبود ہونے کا انکار کرتا ہے اور حضور کو اللہ تعالیٰ کا رسول مانتا ہے اور ایمان کی سب سے چھوٹی شاخ راستے سے تکلیف دہ چیزوں کو دور کرنا ہے اور ایمان کی شاخوں سے شرم و حیا بھی ہے۔ لہذا کلمہ طیبہ کا ورد کریں اور راستے سے تکلیف دہ چیزوں کو بھی ہٹائیں اور شرم و حیا کو بھی اپنائیں۔

ایمان تازہ کرو

حدیث شریف میں ہے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک روز تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عرفات کے پہاڑ پر تشریف فرما ہوئے میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ نے دو گانہ نماز پڑھی اور قبلہ کی طرف منھ کر کے ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ پڑھنا شروع کیا، آپ کلمہ پڑھتے جا رہے تھے اور چشم مبارک سے آنسو بہتے تھے یہاں تک کہ آپ کی داڑھی مبارک اور سینہ انور سے بہتے ہوئے زمین پر ٹپکتے تھے۔ آپ کے رونے سے میں بھی روتا تھا، تھوڑی دیر بعد آپ خاموش ہوئے اور میری طرف دیکھ کر فرمایا: اے انس! میں تمہاری آنکھیں تر دیکھتا ہوں؟ میں نے عرض کیا سرکار! آپ کو روتا ہوا دیکھ کر میں بھی رونے لگا۔ خوش خبری ہے اس شخص کے لئے جس کی زبان اللہ جل مجدہ کے ذکر میں تر رہے اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری رہے (کیوں کہ اس سے دلوں میں ایمان تازہ رہتا ہے)۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! کلمہ طیبہ ہو یا اللہ عزوجل کا اور کوئی بھی ذکر، بندہ مومن کو چاہئے کہ نہایت ہی خشوع و خضوع کے ساتھ کرے، خوف خدا عزوجل کو پیش نظر رکھے اور کوشش کرے کہ ذکر الہی کرتے وقت آنکھیں اشکبار ہو جائیں کہ یہ بھی میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے اور میرے پیارے آقا رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہر ادا عبادت ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ حضور کو گریہ زاری کرتے دیکھ کر آپ رونے لگے تو میرے پیارے آقا نے ان کو خوشخبری عطا فرمادی کہ ذکر الہی کے وقت آنکھوں کا اشکبار ہونا اللہ عزوجل اور مجھ کو پسند ہے۔

شیطان کے فریب سے بچنے کا طریقہ

شیطان نے انسان کو گناہوں میں مبتلا کرنے کے لئے اس کے چاروں طرف فریبوں کے جال بچھا رکھے ہیں اس کے مکر و فریب سے بچنے کے لئے کلمہ طیبہ بہت اِکسیر ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نقل فرماتے ہیں کہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ اور استغفار کو بہت کثرت سے پڑھا کرو۔ شیطان کہتا ہے میں نے لوگوں کو گناہوں سے ہلاک کیا اور انہوں نے مجھے ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ اور استغفار سے ہلاک کر دیا۔ جب میں نے یہ دیکھا تو میں نے ان کو ہوائے نفس سے ہلاک کیا اور وہ اپنے کو ہدایت پر سمجھتے رہے۔ (جامع الصغیر)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! شیطان جو ہمارا سب سے بڑا دشمن ہے وہ ایک لمحے کے لئے ہم سے غافل نہیں لیکن تعجب ہے کہ ہم اس سے بالکل غافل ہیں اس نے چاروں طرف مکر و فریب کے جال پھیلا رکھا ہے کہ ہم کسی طرح اس کے دام فریب میں آجائیں لیکن ہمارے آقا کی رحمتوں پر قربان کہ آپ نے اس کے فریب سے بچنے کا سامان بھی عطا فرمادیا کہ کلمہ طیبہ اور استغفار کی

کثرت شیطان کو ہلاک کرنے کا بہترین ہتھیار ہے۔

کلمہ نجات

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے وقت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اس قدر سخت صدمہ پہنچا تھا کہ بعض صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے دل میں مختلف خیالات پیدا ہوئے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں بھی ان ہی لوگوں میں تھا حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے پاس تشریف لائے اور مجھے سلام کیا مگر مجھے مطلق پتہ نہ چلا، انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی شکایت کی اس کے بعد دونوں حضرات ایک ساتھ تشریف لائے اور سلام کیا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت فرمایا کہ تم نے اپنے بھائی عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے سلام کا بھی جواب نہ دیا (کیا بات ہے؟) میں نے عرض کیا کہ میں نے تو ایسا نہیں کیا۔ حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا ایسا ہی ہوا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے تو آپ کے آنے کی خبر بھی نہیں ہوئی کہ آپ کب آئے اور نہ ہی سلام کا پتہ چلا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: سچ ہے ایسا ہی ہوا ہوگا۔ غالباً تم کسی سوچ میں بیٹھے ہو گے۔ میں نے عرض کیا: واقعی میں گہری سوچ میں تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت کیا ”کیا تھا؟“ میں نے عرض کیا کہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال ہو گیا اور ہم نے یہ بھی نہ پوچھا کہ اس کام کی نجات کس چیز میں ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا میں پوچھ چکا ہوں، میں اٹھا اور میں نے کہا تم پر میرے ماں باپ قربان واقعی تم ہی یہ دریافت کرنے کے زیادہ مستحق تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا تھا کہ اس کام کی نجات کیا ہے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اس کلمہ کو قبول کر لے

جس کو میں نے اپنے چچا (ابوطالب) کو پیش کیا تھا اور انہوں نے رد کر دیا تھا وہی کلمہ نجات ہے۔ (احمد)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! قربان ہو جاؤ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی عظمتوں پر کہ ہم گناہ گاروں پر ان کے کس قدر احسانات ہیں کہ ان کے دل میں ہمیشہ نجات کی فکر رہتی تھی اور ان کے سوالات سے ہمیں سامان نجات ملا۔ اگر وہ سوال نہ فرماتے تو ہمیں ان اعمال کی خبر کیسے ہوتی؟ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سوال پر کہ اس کام کی نجات کیا ہے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کلمہ کے قبول کرنے کو فرمایا مراد اس سے یہ ہے کہ اللہ عز و جل ہی کو وحدہ لا شریک اور عبادت کے لائق مانے اور حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ عز و جل کا رسول مانے۔ لہذا استقامت کے ساتھ اپنے دین پر قائم رہیں اور کلمہ طیبہ کو زبان پر جاری رکھیں۔

حکایت

حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کہنا ہے کہ ایک مرتبہ میں فریضہ حج ادا کرنے کے لئے گھر سے نکل کھڑا ہوا اور اپنی سواری کو رخ قبلہ دوڑانا شروع کیا۔ مگر میری سواری ولایت روم کے ایک شہر قسطنطنیہ کی جانب چل پڑی، میں نے اسے کعبہ معظمہ کی جانب لے جانے کی بہت کوشش کی مگر وہ قسطنطنیہ ہی کی جانب بڑھتی رہی یہاں تک کہ میں قسطنطنیہ پہنچ گیا۔ وہاں لوگوں کے ایک جم غفیر پر نظر پڑی جو ایک دوسرے سے محو کلام تھے (باتیں کر رہے تھے) میں نے بعض لوگوں سے صورت حال معلوم کی تو انہوں نے جواب دیا، ہمارے بادشاہ کی بیٹی پردیوانگی کا دورہ پڑا ہے اور کسی طبیب کی تلاش کی جا رہی ہے۔ میں نے کہا میں اس لڑکی کا

علاج کروں گا وہ لوگ مجھے شاہی محل میں لے گئے جب میں دروازے کے قریب پہنچا تو اندر سے آواز آئی۔ اے جنید! تو اپنی سواری کو کب تک ہماری طرف آنے سے روکتا رہے گا جب کہ وہ تمہیں ہماری طرف لا رہی ہے۔ جب میں نے اندر قدم رکھا تو ایک حسین و جمیل عورت کے سراپا پر نظر پڑی جو کہ پابہ زنجیر تھی۔ اس عورت نے مجھ سے کہا: حضرت میرے واسطے دو تجویز فرمائیں جس سے میں صحت یاب ہو جاؤں اور میری دیوانگی جاتی رہے۔ میں نے اس سے ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ“ پڑھنے کو کہا اس نے با آواز بلند کلمہ شریف پڑھا، پڑھتے ہی زنجیر ٹوٹ کر گر پڑی، بادشاہ بڑا حیران ہوا اور کہنے لگا واللہ کتنا پیارا اور کامیاب حکیم ہے کہ ایک پل میں میری بیٹی کی بیماری دور کر کے اسے اچھا کر دیا۔ میں نے بادشاہ سے کہا تم بھی کلمہ شریف پڑھو (تمہارے دل سے کفر کی بیماری ختم ہو جائے گی) اس نے کلمہ شریف پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔ کلمہ شریف کا یہ کمال دیکھ کر بے شمار لوگ اسی وقت حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔

(نزہۃ المجالس)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! جب ایک کافر کلمہ طیبہ پڑھے تو اس کو ایمان کی دولت مل جائے تو اگر ایک مومن کلمہ طیبہ پڑھے تو کیا اسے جہنم سے نجات نہیں مل سکتی اور کیا وہ اللہ عز و جل کی رحمتوں سے مالا مال نہیں ہو سکتا؟ یقیناً ہو سکتا ہے لہذا کلمہ طیبہ کی کثرت کریں اور اس کے فوائد سے مالا مال ہوں۔ اللہ عز و جل ہم سب کو توفیق نصیب فرمائے۔

سب سے بھاری کلمہ

اللہ جل شانہ چونکہ ہر چیز پر غالب ہے اس لئے اس کا نام زمین و آسمان کی ہر چیز پر غلبہ رکھتا ہے اس کے نام کے برابر کوئی چیز نہیں لہذا جو اس کلمہ کا ذکر کرے وہ زمین

وآسمان کی ہر چیز پر غالب ہو سکتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر زمین و آسمان اور جو کچھ ان کے اندر ہے اور جو ان کے درمیان ہے اور جو کچھ ان کے نیچے ہے اگر وہ تمام تر ازو کے ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے اور کلمہ دوسرے پلڑے میں تو پھر بھی وہ وزن میں بڑھ جائے گا۔ (طبرانی شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ عزوجل کے نام سے بڑھ کر کس کا نام ہو سکتا ہے؟ یقیناً جس پلڑے میں میرے مولیٰ عزوجل کا ذکر اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر ہو بھلا وہ بھاری نہ ہوگا تو کون سا پلڑا بھاری ہوگا لہذا کلمہ طیبہ کا ذکر کثرت سے کیا کرو تا کہ کل بروز قیامت نیکیوں کا پلڑا بھاری ہو جائے اللہ عزوجل ہم سب کو توفیق نصیب فرمائے۔

اللہ عزوجل بہتر مجمع میں یاد فرماتا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رحمت عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ”میں اپنے بندے کے گمان کے نزدیک ہوتا ہوں جو مجھ سے رکھے۔ جب بندہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں اگر بندہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اکیلے ہی یاد کرتا ہوں اور اگر مجھے مجمع میں یاد کرتا ہے تو میں اسے بہتر مجمع میں یاد کرتا ہوں۔“ (مسلم، بخاری)

یعنی بندہ مومن اللہ عزوجل سے جیسی امید رکھے گا اللہ عزوجل اس سے وہی معاملہ فرمائے گا مطلب یہ ہے کہ بندہ ذکر الہی و دعا وغیرہ کی قبولیت کی امید کرے گا تو اللہ عزوجل اپنے فضل و کرم سے اس کی دعا قبول فرمائے گا۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اعمال خیر بھی کرو اور اللہ عز و جل سے قبولیت کی امید بھی رکھو کہ بندہ مومن ذکر الہی کرتے وقت اللہ عز و جل سے بہت قریب ہوتا ہے جو ہر وقت ذکر الہی کرتا رہے وہ گویا اللہ عز و جل سے ہر وقت قریب رہتا ہے۔ اور دل میں اللہ عز و جل کا ذکر کرنے سے مراد یہ ہے کہ بندہ مومن آہستہ یعنی ذکر خفی کرے تو اللہ عز و جل کے وہاں بھی ذکر خفی ہوتا ہے اور بندہ مومن اگر چند مومنین کے ساتھ مل کر بلند آواز سے اللہ عز و جل کا ذکر کرے تو اللہ عز و جل کے وہاں علانیہ ذکر ہوتا ہے جسے فرشتے، انبیاء اور اولیاء علیہم السلام و رضی اللہ عنہم سنتے ہیں۔ سبحان اللہ!

ہم مسلمانوں کو چاہئے کہ اپنے اللہ عز و جل کا ذکر بلند آواز سے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دیوانوں کے ساتھ مل کر کریں تاکہ ہمارا ذکر انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام علیہم الرضوان کے مجمع میں ہو۔ اللہ عز و جل ہم سب کو توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

الحمد لله! اس فضیلت کو حاصل کرنے کے لئے ہر ہفتہ تحریک سنی دعوت اسلامی کے ہفتہ واری اجتماع میں بلند آواز سے سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلام اپنے معبود حقیقی کا ذکر کرتے ہیں، آپ بھی ذکر الہی کی اس محفل میں ضرور شرکت فرما کر مذکورہ فضیلت سے مالا مال ہوں۔

نجات کا بہترین عمل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں کہ تاجدار کائنات علیہ افضل الصلوٰت نے ارشاد فرمایا: جو دن میں سو (۱۰۰) بار سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِہ پڑھے تو اس کی تمام خطائیں بخش دی جاتی ہیں اگرچہ سمندر کے

جھاگ کے برابر ہوں۔ (بخاری جلد دوم، ص ۹۴۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ سو (۱۰۰) مرتبہ آپ ایک ہی ساتھ پڑھیں یا تھوڑا صبح، یا تھوڑا شام پڑھیں۔ بہر حال بہتر یہ ہے کہ صبح و شام پڑھیں جس طرح بھی پڑھیں مگر ضرور پڑھیں اور گناہوں سے معافی کا پروانہ حاصل کریں۔ گناہوں کی معافی سے مراد گناہ صغیرہ ہیں جو اللہ عز و جل کے حقوق سے متعلق ہوں۔ حقوق شرعیہ اور حقوق عباد اس سے علیحدہ ہیں۔ لہذا فوت شدہ نماز، روزے اور بندوں کے قرض وغیرہ مذکورہ وظیفے سے معاف نہ ہوں گے وہ تو ادا ہی کرنے ہوں گے۔ اللہ عز و جل ہم سب کو ذرا الہی کے ساتھ نماز روزہ وغیرہ کی پابندی کے ساتھ حقوق العباد ادا کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

روزانہ ہزار نیکیاں کماؤ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس تھے تو تاجدار کائنات علیہ افضل الصلوٰات نے ارشاد فرمایا: کیا تم میں سے کوئی اس سے عاجز ہے کہ روزانہ ایک ہزار نیکیاں کر لیا کرے۔ ہم نشینوں میں سے کسی نے پوچھا کوئی روزانہ ہزار نیکیاں کیسے کر سکتا ہے؟ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک سو (۱۰۰) مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ پڑھ لیا کرو۔ اس کے لئے ہزار نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس کی ہزار خطائیں معاف کی جائیں گی۔ (مسلم، مرآت)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کتنا کرم ہے کہ ہم جیسے ناتواں لوگوں کو کم ذکر کرنے پر بھی بے شمار نیکیاں عطا فرمانے کا مشرودہ جانفزاں دیا اور یہی نہیں بلکہ ہزار گناہوں کی معافی کا پروانہ بھی عطا فرما دیا۔ اگر اس کے باوجود ہم ذکر الہی نہ

کریں تو کتنے کم نصیب ہوں گے۔ لہذا روزانہ کم از کم سو (۱۰۰) مرتبہ ”سُبْحَانَ اللَّهِ“ پڑھ کر اللہ عزوجل کا ذکر کر لیا کرو۔ اللہ عزوجل ہم سب کو اپنے ذکر کی توفیق نصیب فرمائے۔

مولیٰ عزوجل کا بے حساب کرم

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ تاجدار کائنات علیہ افضل الصلوات نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو ایک نیکی کرے اسے دس (۱۰) گنا ثواب ہے اور زیادہ بھی دوں گا اور جو ایک برائی کرے تو ایک برائی کا بدلہ اسی کے برابر ہی ہے یا اسے بخش دوں اور جو مجھ سے ایک بالشت قریب ہوتا ہے تو میں اس سے ایک گز قریب ہو جاتا ہوں اور جو مجھ سے ایک گز قریب ہوتا ہے تو میں اس سے ایک باع قریب ہو جاتا ہوں جو میرے پاس چلتا ہوا آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑتا ہوں اور جو کسی کو میرا شریک نہ ٹھرائے پھر زمین بھر گناہ لے کر مجھے سے ملے تو میں اتنی ہی بخشش کے ساتھ اسے ملوں گا۔

یعنی میرا مولیٰ عزوجل نیکی کرنے والے مسلمان کو ایک کا دس گنا دے گا بلکہ بعض صورتوں میں اپنے فضل و کرم سے بے حساب عطا فرمائے گا جو ہمارے وہم و گمان سے ماورا ہے۔ خیال رہے کہ ایک کا دس گنا عام حالات میں ہے جیسا کہ اللہ عزوجل کا فرمان ہے ”مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ امْتَالِهَا“ یعنی جو ایک نیکی لائے تو اس کے لئے اس جیسی دس ہیں اور کبھی زمانہ یا جگہ کی خصوصیت سے ایک نیکی کا بدلہ سات سو (۷۰۰) یا پچاس ہزار (۵۰,۰۰۰) بلکہ ایک لاکھ (۱,۰۰,۰۰۰) یا اس سے بھی زائد ہے جیسا کہ مدینہ منورہ کی ایک نیکی پچاس ہزار (۵۰,۰۰۰) کے برابر اور مکہ مکرمہ کی ایک نیکی ایک لاکھ (۱,۰۰,۰۰۰) کے برابر اور گناہ کا معاملہ یہ ہے کہ عام حالات میں مومن کے ایک گناہ کا بدلہ ایک ہی ہے یا وہ بھی عطاء الہی سے بخش دیا

جائے۔

ع کریم کا کرم بے حساب کیا کہنا

سُبْحَانَ اللَّهِ! جب انسان دونوں ہاتھ سیدھا کر کے پھیلا دے تو دامن ہاتھ کی انگلی سے بائیں ہاتھ کی انگلی کی مقدار تک باع کہتے ہیں۔ مذکورہ حدیث میں مثال کے لئے فرمایا گیا ہے مطلب یہ ہے کہ اگر تم اخلاص کے ساتھ تھوڑے عمل کے ذریعہ قرب الہی حاصل کرو تو اللہ عزوجل اپنی رحمت سے بہت زیادہ کرم کے ساتھ بخشے گا لہذا نیک اعمال کئے جاؤ، تھوڑا یا زیادہ نہ دیکھو۔ ہمارے اعمال اگرچہ ایسے نہ ہوں کہ ان سے جلد قرب الہی حاصل ہو سکے پھر بھی رب تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے جسے چاہتا ہے اسے جلد ہی اپنی بارگاہ قرب عطا فرماتا ہے یہ محض رب قدیر کی رحمت کا ملکہ کی وجہ سے ہے ورنہ ہمارے اعمال ایسے کہاں؟ اور اگر کوئی مومن اللہ عزوجل کا شریک کسی کو نہ ٹھہرائے یعنی کفر و شرک سے بچتا رہے تو کتنا ہی گناہ گار کیوں نہ ہو میرا پروردگار عزوجل جلد یا بدیر اس کو بخش دے گا مقصد یہ ہے کہ کوئی بڑے سے بڑا گناہگار بھی رحمت الہی سے ناامید نہ ہو بلکہ اللہ عزوجل کی رحمت پر امید رکھ کر توبہ کر لے اللہ عزوجل غفور و رحیم ہے اپنے فضل و کرم سے اور اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ میں بخش دے گا۔

سونا چاندی خیرات کرنے سے بہتر عمل

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں ایسے بہترین اعمال نہ بتا دوں جو اللہ عزوجل کے نزدیک بہت سترے اور تمہارے درجے بہت بلند کرنے والے اور تمہارے لئے سونا چاندی خیرات کرنے سے بھی بہتر ہوں اور تمہارے لئے اس سے بھی بہتر ہو کہ تم دشمن سے جہاد کرو کہ تم ان کی گردنیں مارو اور وہ تمہیں شہید کریں۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا ہاں (سکھا دیجئے) رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ عمل اللہ عزوجل کا ذکر ہے۔ (مرأت ج ۳ ص ۳۱۱)

ہمارے پیارے آقا علیہ التحیۃ والثناء نے مذکورہ حدیث شریف سے غربا کی حوصلہ افزائی فرمائی اور انہیں تسلی بھی دی کہ اُمرا تو سونا چاندی خیرات کرتے ہیں یقیناً نیت کی درستگی کے ساتھ ان کو اس کا اجر تو ملے گا لیکن اگر غریب ثواب حاصل کرنا چاہے تو مایوس نہ ہو کہ اس سے بھی افضل ایک چیز ہے اور وہ ہے اللہ عزوجل کا ذکر۔ اے غریب! تم یہ نہ سوچنا کہ مالدار خیرات کر کے ثواب میں آگے نکل جائے گا نہیں تم اللہ عزوجل کا ذکر کرو یہ اس سے بھی افضل ہے۔ اور جہاد کے بارے میں جو فرمایا اس سے وہ جہاد مراد ہے جو اللہ عزوجل کے ذکر کے بغیر ہو ورنہ وہ جہاد جس میں ہاتھوں میں تلوار بھی ہو اور ذکر الہی زبان پر ہو اس جہاد کی فضیلت کا کیا کہنا؟

کون سا عمل افضل ہے

حضرت عبداللہ بن بُسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بدوی تاجدار کائنات علیہ افضل الصلوٰات کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کیا کون شخص اچھا ہے؟ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مرثدہ ہوا سے جس کی عمر لمبی ہو اور اعمال اچھے ہوں۔ عرض کیا یا رسول اللہ! کون سا عمل افضل ہے؟ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا کو اس حال میں چھوڑو کہ تمہاری زبان ذکر الہی سے تر ہو۔ (احمد۔ ترمذی۔ مرأت)

زبان کا ذکر الہی سے تر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اپنی زندگی میں بکثرت اللہ عزوجل کا ذکر کرتے رہو تا کہ موت کے وقت اللہ عزوجل کا نام بآسانی آپ کی زبان پر جاری ہو۔ جیسے تر لکڑی کو آگ نہیں جلا سکتی اسی طرح ذکر الہی سے تر زبان کو انشاء اللہ

دوزخ کی آگ نہ جلائے گی۔ پتہ چلا کہ زبان سے ذکر الہی کرنا چاہئے نہ کہ لغویات میں اسے مشغول رکھنا چاہئے۔ طبرانی میں مرفوعاً حدیث نقل فرمائی گئی ہے کہ تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر خشک و تر چیزوں کے پاس اللہ عز و جل کا ذکر کرو تا کہ یہ چیزیں تمہارے ایمان کی گواہ ہوں۔

جنت کی کیاریوں سے کچھ چن لیا کرو

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم جنت کی کیاریوں سے گزرو تو کچھ چن (چر) لیا کرو لوگوں نے پوچھا جنت کی کیاریاں کیا ہیں فرمایا ذکر کے حلقے۔ (مرأت ۳۱۷)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ عز و جل کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ذکر کی محفل کو جنت کی کیاریاں قرار دیا۔ اب شاید ہی کوئی مومن ایسا ہو جو جنت کی کیاریوں کی تلاش نہ کرے اور جب جنت کی کیاریاں مل جائیں تو کچھ اس میں سے حاصل نہ کرے یعنی ذکر الہی نہ کرے۔ مذکورہ حدیث شریف سے چند باتیں سمجھ میں آئیں وہ یہ کہ ذکر الہی کے جلسوں میں جانا، ذکر الہی کے لئے حلقے لگانا۔ میلاد شریف کی محفل کا انعقاد کرنا (کہ اس میں اللہ عز و جل کی شان اور اس کے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر ہوتا ہے) کہ ذکر رسول بھی ذکر الہی ہی ہے۔ لہذا ایسی پاکیزہ محفلوں کی تلاش کر کے اس میں شریک ہو کر اپنی آخرت کو سنوار لینا چاہئے۔ ذکر کے حلقوں کی تلاش میں لگے رہو اس لئے کہ تنہا ذکر کرنے سے افضل مجمع کے ساتھ ذکر کرنا ہے کہ اگر ایک کا قبول ہوگا تو اس کے صدقہ میں اللہ عز و جل سب کا ذکر کرنا قبول فرمائے گا۔

افضل کلمات

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ تاجدار کائنات

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ”افضل کلمات چار ہیں ”سُبْحَانَ اللَّهِ، اَلْحَمْدُ لِلَّهِ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اور اللَّهُ أَكْبَرُ“ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ اللہ عز وجل کو چار کلمات پیارے ہیں۔ سُبْحَانَ اللَّهِ، اَلْحَمْدُ لِلَّهِ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اور اللَّهُ أَكْبَرُ۔ (مسلم شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! تسبیح کے معنی ہیں اللہ عز وجل کو تمام عیوب و نقائص سے پاک جاننا۔ یا پاک بیان کرنا۔ اسمائے الہی ورد کرنے والے پر اس نام کی تجلی وارد ہوتی ہے تو ”سُبْحَانَ اللَّهِ“ کا ورد کرے تو انشاء اللہ خود یہ بندہ برائیوں سے پاک ہوتا چلا جائے گا۔ تسبیح بہت اعلیٰ ذکر ہے اسی لئے نماز شروع کرتے ہیں ”سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ“ سے، رکوع میں ”سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ“ سجدہ میں ”سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى“ اور تعجب خیز بات پر ”سُبْحَانَ اللَّهِ“ کہتے ہیں۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مذکورہ چار کلمات کو افضل فرمایا، کیوں کہ ان کلمات میں اللہ عز وجل کی بے شمار تعریفیں مذکور ہیں ”سُبْحَانَ اللَّهِ“ کا معنی ہے اللہ عز وجل سارے عیوب سے پاک ہے۔ ”اَلْحَمْدُ لِلَّهِ“ کا معنی ہے تمام تعریفیں اللہ عز وجل کے لئے ہیں۔ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ یہ وہ کلمہ ہے جسے پڑھ کر بندہ مسلمان ہوتا ہے۔ ”اللَّهُ أَكْبَرُ“ اللہ عز وجل سب سے بڑا ہے گویا ”اللَّهُ أَكْبَرُ“ کہنے والا بندہ اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور ہر ایک سے اس کی بڑائی کا اعتراف کرتا ہے یہ کلمات اللہ عز وجل کی جامع صفات ہیں۔ اللہ عز وجل سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل ہم سب کو ان افضل کلمات کے ورد کی توفیق نصیب فرمائے۔

جنت میں درخت

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ

عُرِسَتْ لَهُ نَخْلَةٌ فِي الْجَنَّةِ“، یعنی جو ”سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ“ پڑھے اس کے لئے جنت میں درخت لگایا جائے گا۔ (رواہ الترمذی)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ عزوجل کی رحمتوں پر قربان جاؤ کہ ایک بار ”سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ“ پڑھنے پر جنت میں ہمارے لئے درخت لگایا جاتا ہے۔ درخت لگانے کی وجہ یہ ہے کہ درخت سے انسان کو بے پناہ فائدہ ہوتا ہے۔ درخت کبھی سائے کا کام دیتا ہے اور کبھی وہ میوے دیتا ہے۔ کبھی پھل پھول ہوتے ہیں جن سے خوراک ولذت حاصل کی جاتی ہے۔ تمام درختوں میں کھجور کا درخت بہت ہی مفید اور لذیذ ہے اور حدیث شریف میں تعداد کا تعین نہیں لہذا یہ یقین رکھنا چاہئے کہ اگر ہم ایک مرتبہ بھی یہ جملہ کہیں گے تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جنت میں ہم ایک درخت کے مستحق ہوں گے۔ وہ درخت بھی کھجور کا ہوگا کیوں کہ نخلہ کھجور ہی کے درخت کو کہا جاتا ہے اور کھجور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پسندیدہ غذا ہے۔ لہذا جو غلام اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے رب کی تسبیح کریں گے ان کے لئے محبوب کے پسندیدہ پھل کے درخت لگائے جائیں گے۔ اس تسبیح کا ایک فائدہ یہ ہے کہ جو شخص اسے صبح کو تین مرتبہ پڑھے وہ برص، جذام اور جنون سے محفوظ رہے گا۔ اِنْشَاءَ اللَّهِ

سو گناہ معاف

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو ایک دن میں سو (۱۰۰) مرتبہ یہ کہے ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ“ اس کے لئے دس غلام آزاد کرنے کے برابر ہوگا۔ اور اس کے لئے سو (۱۰۰) نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس کے سو گناہ معاف کئے جائیں گے اور اس روز دن بھر اسکی شیطان سے حفاظت ہوگی حتیٰ کہ شام پالے اور کوئی شخص اس سے بہتر عمل نہ کر سکے گا

اس کے سوا جو زیادہ پڑھ لے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ہمارے نامہ اعمال گناہوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ یہ تو اللہ عزوجل کا کرم ہے کہ وہ چھوٹے سے عمل کے سبب ہمارے بیشمار گناہوں کو معاف بھی فرما دیتا ہے اور بیشمار نیکیاں بھی عطا فرماتا ہے اور یہی نہیں بلکہ شیطان سے اس دن ہماری حفاظت بھی فرماتا ہے۔ مذکورہ حدیث شریف میں جو دن بھر شیطان سے حفاظت کا ذکر ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بندہ دن میں چونکہ جاگتا ہے اور بیداری ہی میں شیطان زیادہ گناہ کراتا ہے اس لئے دن کا ذکر فرمایا۔ اگرچہ مذکورہ کلمات کسی بھی وقت پڑھنا درست ہے۔ لیکن صبح کے وقت زیادہ افضل ہے تاکہ دن بھر شیطان سے محفوظ رہے یہ تاثیر تو صرف سو (۱۰۰) بار پڑھنے کی ہے۔ اگر اس سے زیادہ پڑھے تو زیادہ فائدہ ہوگا۔

فرشتوں کی تسبیح

حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کون سا کلام افضل ہے؟ رسول اللہ! نے فرمایا: اللہ عزوجل نے اپنے فرشتوں کے لئے جو تسبیح منتخب فرمایا وہ یہ ہے ”سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ“ (مسلم شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس حدیث شریف میں فرشتوں کی تسبیح کا ذکر فرمایا گیا ہے کہ سارے فرشتے ”سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ“ پڑھا کرتے ہیں فرشتوں کا یہ پڑھنا اللہ عزوجل کی تعلیم سے ہے اس لئے یہ کلمات بہت افضل ہیں اور اس سے میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ارفع و اعلیٰ شان بھی ظاہر ہوتی ہے کہ تاجدار کائنات علیہ افضل الصلوات فرشتوں کی عبادت کو بھی جانتے ہیں اور ان کے حالات سے بھی باخبر ہیں جو آسمان میں رہتے ہیں۔ پتہ یہ چلا کہ جو رسول عرش والوں کے حالات سے باخبر ہوں وہ فرش والوں کے حالات سے کیوں کر بے خبر

ہوں گے؟

سرعرش پر ہے تیری گز ردلِ فرش پر ہے تیری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شئی نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں
لہذا ایسے پیارے عمل کرو جنہیں دیکھ کر ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم راضی ہو جائیں۔ اللہ عز و جل ہمیں فرشتوں کی تسبیح پڑھنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

جنت کا ایک خزانہ

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم
رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے تو لوگ بلند آواز سے تکبیر
کہنے لگے۔ اس پر رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! اپنی جانوں پر
نرمی کرو، تم لوگ نہ بہرے کو پکارتے ہو نہ غائب کو تم سمیع و بصیر کو پکار رہے ہو جو
تمہارے ساتھ ہے۔ جسے تم پکار رہے ہو وہ تم میں سے ہر ایک کی سواری کی گردن سے
بھی زیادہ قریب ہے۔

ابو موسیٰ اشعری (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کے پیچھے تھا۔ اپنے دل میں کہہ رہا تھا ”لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ“ تو حضور صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عبد اللہ بن قیس کیا میں تم کو جنت کے خزانوں میں
سے ایک خزانہ پر رہبری نہ کر دوں؟ میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ! فرمایا
”لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ“ (مسلم شریف جلد دوم ص ۳۴۶)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! رحمت عالم صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو بلند آواز سے تکبیر کے لئے منع فرمایا اس کی وجہ یہ نہ تھی کہ ذکر
بالجہر (بلند آواز سے ذکر) منع ہے بلکہ اس لئے منع فرمایا تھا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ
تعالیٰ علیہم اجمعین پر سفر کرتے ہوئے یہ نعرے تکلیف کا باعث تھے۔ اسی لئے فرمایا اپنی

جانوں پر نرمی کرو اور اشعة اللمعات میں ہے کہ یہ سفر غزوہ خیبر کا تھا کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مع صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے خیبر فتح فرمانے تشریف لے جا رہے تھے۔ اس سفر میں حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارادہ یہ تھا کہ خیبر پر ہم اچانک جا پڑیں۔ لوگوں کو اس حملہ کی خبر بھی نہ ہو سکے تاکہ دشمنان اسلام تیاری نہ کر سکیں اور بہت کم خون خرابہ ہو اور خیبر فتح ہو جائے۔ اس نعرے سے یہ مقصد فوت ہو جاتا اور نہ بہت مواقع پر جہاں ذکر بالجہر کے موانع نہ ہوتے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بلکہ خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلند آواز سے ذکر الہی کیا کرتے۔ چنانچہ باجماعت نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کرتے تھے۔ وہ موانع مثلاً وہاں کوئی نماز پڑھ رہا ہو یا کوئی معتکف سو رہا ہو تو ایسی صورت میں ذکر بالجہر منع ہے۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دل میں ”لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ“ پڑھ رہے تھے تو غیب کی خبر بتانے والے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کی کیفیت دل سے باخبر ہو کر ارشاد فرماتے ہیں ”لَا حَوْلَ“ شریف جنت کا خزانہ ہے اس لئے کہ اس میں انسان انتہائی بے کسی بے بسی کا اقرار اور اللہ عزوجل کی قدرت کا اعتراف کرتا ہے یہی بندگی کا مدار ہے ”حَوْلَ“ کے معنی ہیں ظاہری طاقت اور قوت کا معنی ہے باطنی قوت یعنی بندے میں بغیر رب تعالیٰ کی مدد کے نہ ظاہری طاقت ہے نہ باطنی قوت۔ اللہ عزوجل کے کرم کے بغیر بندہ نہ گناہوں سے بچ سکتا ہے نہ نیکیاں کر سکتا ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کلموں کو خزانہ اس لئے فرمایا کہ یہ کلمے جنتی نعمتوں کے خزانے ملنے کے سبب ہیں۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ میں ہمیں جنت کا خزانہ مل گیا ہے اس لئے اس خزانے کی قدر کرو اور قدر یہ ہے کہ کثرت سے اس کو پڑھا کرو۔ اللہ عزوجل ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔

صبر کا ثواب

احمد ویہتی نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے جب پرانی مصیبت یاد آئے تب بھی ”إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ“ پڑھ لے نئے صبر کا ثواب پائے گا۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! انسان خوشی اور غم کے ایام کو فراموش نہیں کر سکتا اسے خوشی کے دن بھی یاد آتے رہتے ہیں اور غم کے ایام بھی یاد آتے رہتے ہیں لہذا خوشی کے لمحات یاد آئیں تو ”الْحَمْدُ لِلّٰهِ“ پڑھ لے اور ماضی کی کوئی مصیبت یاد آئے تو اس پر ”إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ“ پڑھ لے۔ یقیناً صبر کا ثواب اللہ عز و جل عطا فرمائے گا۔

مصیبت میں ذکر الہی کا خیرا انداز

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! یہ دنیا مصیبتوں کا گھر ہے۔ انسان پر اس دنیا میں چھوٹی، بڑی، بے شمار مصیبتیں آتی ہیں لیکن قربان جائیے رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کرم پر کہ چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی مصیبتوں کا علاج اور انہیں دور کرنے کا طریقہ ہم سبہ کاروں کو عطا فرمایا ہے۔ اے کاش ہم اس پر عمل پیرا ہو کر مصیبتوں سے نجات پانے کی کوشش کرتے۔

حضور تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چراغِ گل ہونے، نعلین کا تسمہ ٹوٹ جانے اور ہاتھ پر پھانس لگ جانے پر ”إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ“ پڑھتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ بھی مصیبت ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ حضور! یہ تو معمولی باتیں ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کبھی معمولی بات بھی بڑی ہو جاتی ہے۔ (درمنثور، عزیزی وغیرہ)

رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شیدائیو! آپ اندازہ لگائیں کہ اگر ہمارے یہاں لائٹ چلی جائے تو پتہ نہیں کیسے کیسے نازیبا جملے زبان سے ہم نکالتے ہیں لیکن

ایسے موقع پر ہمیں اپنی زبان کو کن جملوں کے لئے جنبش دینی چاہئے یاد رکھو ایسے موقع پر غلط جملے نکالنے کے بجائے ”اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ“ پڑھنا میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے اسی طرح جوتے کے تسمے ٹوٹ جائیں یعنی جوتے کی رسی ٹوٹ جائے تو بھی چڑچڑے پن کا شکار ہو کر اللہ عزوجل کے نہ پسندیدہ جملوں کو ادا کرنے کی بجائے ”اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ“ پڑھیں کہ ایسے موقع پر ”اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ“ پڑھنا میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے۔ اسی طرح ہاتھ میں پھانس لگ جائے تب بھی ”اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ“ پڑھنا میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے۔ اللہ عزوجل ہم سب کو آقائے نعمت، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

گھر جنت میں

بیہقی میں ہے کہ جس میں چار باتیں ہوں اس کا گھر جنت میں ہے۔ ایک یہ کہ ہر کام میں اللہ عزوجل سے التجا کرے۔ دوسرا یہ کہ مصیبت پر ”اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ“ پڑھے۔ تیسرا یہ کہ نعمت پر ”اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ“ پڑھے۔ چوتھا یہ کہ گناہ پر ”اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ“ پڑھے۔ اسی طرح حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، آپ نے فرمایا سُبْحَنَ اللّٰهِ ساری مخلوق کی عبادت ہے اور ”اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ“ کلمہ شکر ہے اور ”لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ“ اخلاص کا کلمہ ہے اور اللہ اکبر آسمان اور زمین کے درمیان کی فضا بھر دیتا ہے اور جب بندہ کہتا ہے ”لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ“ تو اللہ عزوجل فرماتا ہے میرا بندہ مطیع ہو گیا اور خود کو میرے سپرد کر دیا۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ عزوجل کی ساری مخلوق اس کی تسبیح کرتی ہے۔ خود اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے ”وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ“ ہر چیز اللہ عزوجل کی تسبیح کرتی ہے۔ اولیاء اللہ ان تسبیحات کو

سنتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کھاتے وقت لقمے کی تسبیح سنتے تھے۔ یہاں تک کہ سبزہ کی تسبیح کی برکت سے عذاب قبر میں تخفیف ہوتی ہے۔ لہذا ”سُبْحَانَ اللَّهِ“ پڑھ کر دیگر مخلوق کے ساتھ خود بھی عبادت میں شریک ہو جائیں اور کلمہ ”الْحَمْدُ لِلَّهِ“ کلمہ شکر ہے لہذا اللہ عز و جل کا شکر ”الْحَمْدُ لِلَّهِ“ پڑھ کر ادا کریں۔ اور فرمایا گیا کہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ سے مراد پورا کلمہ ہے اور یہ پورا کلمہ اخلاص کا کلمہ ہے یعنی اس کلمہ طیبہ کی برکت سے دنیا میں کفر اور آخرت میں دوزخ سے رہائی ملتی ہے اور ”اللَّهُ أَكْبَرُ“ آسمان وزمین کے درمیان کی فضا بھر دیتا ہے درحقیقت یہ ہمیں سمجھانے کے لئے ہے کہ ہماری کوتاہ نظریں ان آسمان اور زمین کی حد تک ہی محدود ہیں ورنہ رب تعالیٰ کی کبریائی کے مقابل آسمان وزمین کی کیا حقیقت ہے اس کی ملکیت آسمان و زمین تک ہی محدود نہیں اور ”لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ“ پڑھنے والا گویا اللہ عز و جل کا اطاعت گزار بندہ ہو گیا اور اپنے آپ کو مولیٰ عز و جل کے سپرد کرنے والا ہو گیا۔

سُبْحَانَ اللَّهِ! جب اللہ عز و جل فرمادے کہ یہ میرا بندہ فرمانبردار اور میری پناہ میں ہے تو اسے دارین کی تکلیف کیسے پہنچ سکتی ہے لہذا میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ کلمات کو زبان پر جاری کر کے نیکیوں کو جمع کرو اور اللہ عز و جل کے اطاعت گزار بندے بن جاؤ۔

شیطان گھر سے بھاگ جاتا ہے

حدیث شریف میں ہے کہ ”إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ“ سے شیطان مایوس ہو جاتا ہے اور اس کو وہاں سے بھاگنا ہی پڑتا ہے اور ہائے وائے کرنے سے شیطان کی شرکت ہو جاتی ہے۔

بندہ جب مصیبت میں گرفتار ہوتا ہے خاص طور پر کسی کا انتقال ہو جائے تو عورتیں اور مرد حضرات ہائے اور وائے وغیرہ جیسے الفاظ اپنی زبان پر جاری کرتے ہیں

اور انہیں یہ خیال بھی نہیں ہوتا کہ اس طرح سے اظہارِ غم میں شیطان ان کے ساتھ شریک ہو جاتا ہے لہذا اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ شیطان بھاگ جائے اور اس کی شرکت نہ ہو تو مصیبت اور غم کے وقت ہائے وائے کہنے کے بجائے ”اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ“ ضرور پڑھ لیا کریں۔ ان شاء اللہ غم ہلکا بھی ہوگا اور ذکر الہی کا ثواب بھی ملے گا۔

ذکر الہی سے غفلت کا نتیجہ

ذکر الہی کی اہمیت اور اس کے فوائد کے بعد اب مختصر آس سے غفلت کا انجام اور ان لوگوں کی سزا بھی ملاحظہ ہو جو رب کریم کے ذکر سے منہ موڑ کر، دنیا کے عیش و عشرت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو شریعت کی پابندی تو درکنار ان کی زبان پر مدتوں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام تک نہیں آتا کاش! وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات کو پڑھ کر توبہ کر لیں اور اپنے دل سے گناہوں کی سیاہی صاف کرنے کے لئے اللہ کے ذکر میں مصروف ہو جائیں تو چند ہی دن میں ان کا قلب روشن و منور ہوگا اور وہ اپنے آپ کو احکام شرع کی طرف مائل پانے لگیں گے۔

منافقین کا حال بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ ان میں دیگر عیوب کے ساتھ ایک عیب یہ بھی ہے کہ وہ اللہ کا ذکر بہت کم کرتے ہیں۔

ارشاد ہوتا ہے: اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰہَ وَہُوْ خٰدِعُهُمْ ؕ وَاِذَا قَامُوْۤا اِلَی الصَّلٰوۃِ قَامُوْۤا کُسٰلٰی لَا یُرَآءُ وُنَ النَّاسَ وَلَا یَذٰکُرُوْنَ اللّٰہَ اِلَّا قَلِیْلًا ؕ بیشک منافقین (اپنے گمان میں) دھوکا دے رہے ہیں اللہ کو اور اللہ سزا دینے والا ہے انہیں (اس دھوکا بازی کی) اور جب کھڑے ہوتے ہیں نماز کی طرف کاہل بن کر لوگوں کو دکھانے کے لئے اور اللہ کا ذکر نہیں کرتے مگر تھوڑا۔ (سورہ نساء: ۱۴۲)

وہ تو بالکل ہی گمراہ ہیں جنہیں اللہ کا ذکر سنایا جاتا ہے لیکن پھر بھی ان کے دل ذکر الہی کی طرف مائل نہیں ہوتے ایسے لوگوں کے لئے ”ویل“ ہلاکت اور ذلت و خواری ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی تو مطلب یہ ہوگا کہ یہ لوگ اللہ کے ذکر سے غافل ہو کر دنیا کی عیاشی میں خوب مست ہیں انہیں اللہ کو یاد کرنے کی فرصت ہی نہیں اگر کوئی عالم دین یا مبلغ انہیں محفل ذکر میں شرکت کی دعوت دیتا ہے یا توبہ و ذکر کی نصیحت کرتا ہے تو یہ نہایت ہی متکبرانہ انداز میں اسے گھورتے ہیں اور اس کی دعوت کو ٹھکرا دیتے ہیں جب کہ حقیقت یہ کہ ذکر سے غفلت کے باعث ان کے دل مردہ ہو چکے ہیں اور ان کے گھر قبرستان ہو چکے ہیں، یہ خود طرح طرح کی آفات و بلیات میں مبتلا رہتے ہیں۔ بے چین ہیں، مضطرب ہیں، کسی ناصح کی نصیحت پر غور کرنے کے لئے آمادہ نہیں ہوتے۔ درج ذیل آیات پر غور کیجئے اور پناہ مانگئے ذکر الہی میں غفلت سے۔ فرمان الہی ہے۔ وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمَنِ نُقَيِّضْ لَهُ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهُ قَرِينٌ۔ جو رحمن کے ذکر سے منہ پھیرے ہم اس پر ایک شیطان کو مسلط کر دیتے ہیں وہ اس کا ساتھی بن جاتا ہے۔

آج مسلمانوں کو بہ آسانی گناہوں کی طرف جو شیطان لے جاتا ہے اس کا سبب رحمن کے ذکر سے غفلت اختیار کرنا ہے اے سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دیوانو! کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ شیطان تمہارا ساتھی بنے؟ مجھے یقین ہے کہ ہرگز نہیں پسند کرو گے۔ تو خدا را خدا ذکر الہی سے غافل نہ ہوں تا کہ کل بروز قیامت رحمن کے محبوبوں کا ساتھ نصیب ہو اور اللہ عز و جل کے محبوبوں کا ساتھ جس کو نصیب ہو جائے اس کی دنیا و آخرت دونوں سنور جائے گی۔ انشاء اللہ

شیطان مسلط ہو جاتا ہے

پروردگار عالم ارشاد فرماتا ہے: اِسْتَحْوِذْ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَاَنْسِلْهُمْ

ذِكْرَ اللَّهِ أُولَئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ الشَّيْطَانِ هُمُ
الْخَاسِرُونَ. تسلط جمالیا ہے ان پر شیطان نے تو اس نے اللہ کا ذکر انہیں بھلا دیا یہی
لوگ شیطان کا ٹولا ہیں بغور سنو شیطان کا ٹولا ہی نقصان اٹھانے والا ہے۔ (سورہ

مجادلہ ۱۹)

اور ارشاد فرماتا ہے: وَمَنْ يُعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِ يَسْلُكْهُ عَذَابًا
صَعْدًا ۝ اور جو منہ موڑے گا اپنے رب کریم کے ذکر سے تو وہ اسے داخل کرے گا

☆☆☆

(سورہ جن)

سخت عذاب میں۔

حقوق والدین

رب قدیر جل جلالہ نے اپنی مقدس کتاب قرآن مجید میں متعدد مقامات پر والدین کے ساتھ حسن سلوک، ان کی تعظیم و توقیر، ان کی اطاعت و فرمانبرداری اور ان کی خدمت کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ چنانچہ سورۃ الاسراء میں خدائے وحدہ لا شریک ارشاد فرماتا ہے: وَقَضَىٰ رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَا اَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا اَفٍّ وَّ لَا تَنْهَرُهُمَا وَ قُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۝ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ ۚ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيْنِيْ صَغِيْرًا ۝ اور تمہارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو اگر تیرے سامنے ان میں ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے ہوں نہ کہنا اور انھیں نہ جھڑکنا اور ان سے تعظیم کی بات کہنا اور ان کے لئے عاجزی کا بازو بچھا نرم دلی سے اور عرض کر کہ اے میرے رب تو ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ ان دونوں نے مجھے چھپٹن میں پالا۔ (سورۃ اسراء پ ۱۵، آیت ۲۳، ترجمہ از کنز الایمان)

ایک جگہ اور ارشاد فرماتا ہے: وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْۤ اِسْرَآءِۡلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ ۚ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا۔ اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو۔ (پ ۱۷، آیت ۸۳، ترجمہ از کنز الایمان)

دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے: وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۖ حَمَلَتْهُ اُمُّهُ وَهْنًا عَلٰی وَهْنٍ وَفِصْلُهُ فِیْ عَامِيْنٍ اَنْ اَشْكُرْ لِيْ وَ لِوَالِدَيْكَ ۖ اِلَی الْمَصِيْرُ ۝ وَاِنْ جَاهَدَاكَ عَلٰی اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ۖ فَلَا تُطِعْهُمَا وَ

صَاحِبُهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا ۖ وَاتَّبَعَ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَىٰ ۚ ثُمَّ إِلَىٰ مَرَجِعِكُم
فَأُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ اور ہم نے آدمی کو اس کے ماں باپ کے بارے میں
تاکید فرمائی، اس کی ماں نے اسے پیٹ میں رکھا، کمزوری پر کمزوری جھیلتی ہوئی اور اس
کا دودھ چھوٹا دوبرس میں ہے یہ کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا آخر مجھی تک آنا ہے
اور اگر وہ دونوں تجھ سے کوشش کریں کہ میرا شریک ٹھہرائے ایسی چیز کو جس کا تجھے علم نہیں تو
ان کا کہنا نہ مان اور دنیا میں اچھی طرح ان کا ساتھ دے اور اس کی راہ چل جو میری طرف
رجوع لایا پھر میری ہی طرف تمہیں پھر آنا ہے تو میں بتا دوں گا جو تم کرتے تھے۔ (پ

۳۱، سورہ لقمان آیت ۱۴، ۱۵)

ایک جگہ یوں ارشاد فرماتا ہے: **وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا
وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا**۔ اور اللہ کی بندگی کرو اور اس کا شریک کسی کو نہ ٹھہراؤ
اور ماں باپ سے بھلائی کرو۔ (سورہ نسا آیت ۳۶، کنز الایمان)

ایک اور مقام پر اس طرح فرماتا ہے: **قُلْ مَا أَنفَقْتُمْ مِنْ خَيْرٍ فَلِلَّوَالِدَيْنِ
وَالْأَقْرَبِينَ وََالْيَتَامَىٰ وَ الْمَسْكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ ۖ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ
اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ ۝** تم فرماؤ جو کچھ مال نیکی میں خرچ کرو تو وہ ماں باپ اور قریب کے رشتہ
داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور راہ گیر کے لئے ہے اور جو بھلائی کرو بیشک اللہ اسے
جانتا ہے۔ (پ ۲ آیت ۲۱۵، کنز الایمان)

ایک مقام پر اس طرح فرماتا ہے: **وَ وَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ۖ وَ
إِنْ جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۖ إِلَىٰ
مَرَجِعِكُم فَأُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝** اور ہم نے آدمی کو تاکیدی اپنے ماں باپ
کے ساتھ بھلائی کی اور اگر وہ تجھ سے کوشش کریں کہ تو میرا شریک ٹھہرائے جس کا تجھے
علم نہیں تو ان کا کہنا نہ مان، میری ہی طرف تمہارا پھرنا ہے تو میں بتا دوں گا تمہیں جو تم

کرتے تھے۔ (سورہ عنکبوت آیت ۸، کنز الایمان)

یہ آیت اور سورہ لقمان نیز سورہ احقاف کی آیتیں حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں وبقول ابن اسحق حضرت سعد بن مالک زہری کے حق میں نازل ہوئیں۔ ان کی ماں حمنہ بنت ابی سفیان بن امیہ بن عبد شمس تھی، حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سابقین اولین میں سے تھے اور اپنی والدہ کے ساتھ اچھا سلوک کرتے تھے۔ جب آپ اسلام لائے تو آپ کی والدہ نے کہا تو نے یہ کیا نیا کام کیا؟ خدا کی قسم اگر تو اس سے باز نہ آیا تو میں نہ کھاؤں نہ پیوؤں یہاں تک کہ مرجاؤں اور تیری ہمیشہ کے لئے بدنامی ہو اور تجھے ماں کا قاتل کہا جائے۔ پھر اس بڑھیا نے فاقہ کیا اور ایک شبانہ روز نہ کھایا نہ پیا نہ سایہ میں بیٹھی، اس سے ضعیف ہو گئی پھر ایک رات دن اور اسی طرح رہی حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے پاس آئے اور آپ نے اس سے فرمایا کہ اے ماں! اگر تیری سوچاں ہیں ہوں اور ایک ایک کر کے سب ہی نکل جائیں تو بھی میں اپنا دین چھوڑنے والا نہیں تو چاہے کھا، چاہے مت کھا۔ جب وہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے مایوس ہو گئی کھانے پینے لگی۔ اس پر یہ آیت نازل فرمائی اور حکم دیا کہ والدین کے ساتھ نیک سلوک کیا جائے اور اگر وہ کفر و شرک کا حکم دیں تو نہ مانا جائے۔ (بخاری، ابن العرفان)

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے خصوصاً اور باقی جملہ اہل اسلام کو تاکید فرمائی کہ ماں باپ کے ساتھ احسان و مروت کرو اور ان کی خدمت میں کوتاہی نہ کرو اور شرک اور نافرمانی شرع کے سوا باقی جن امور میں وہ راضی ہوں، انھیں راضی کریں۔ ہاں جب وہ شرک یا حکم شرع کے خلاف فرمائیں تو ان کا کہنا نہ مانیں۔

بلبل شیراز حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمہ نے کیا خوب فرمایا۔

چون بود خویش را دیانت و تقویٰ قطع رحم بہتر از موَدّتِ قرٰبی

یعنی جب رشتہ داروں میں دیانت و تقویٰ نہ ہو ایسے رشتہ داروں سے قطع رحمی ہوتی ہو تو کوئی حرج نہیں۔

ایک اور مقام پر فرمانِ خداوندی ہے: وَصَيَّنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا ۚ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا ۚ وَحَمْلُهُ وَفِصْلُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا ۝ اور ہم نے آدمی کو حکم کیا کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرے اس کی ماں نے اسے پیٹ میں رکھا تکلیف سے، اسے جنم تکلیف سے۔ (پ ۲۶، سورہ احقاف، آیت ۱۵، کنز الایمان)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! عام طور پر قرآن کریم میں توحید، دلائل توحید اور فرائض زندگی کے ذکر کے بعد حقوق والدین کی طرف زور دار الفاظ میں توجہ دلائی جاتی ہے۔ یہاں بھی مشرکین کی غلط فہمیوں کے ازالے کے بعد اور اہل استقامت کی کامرانیوں کے بعد قارئین کی توجہ والدین کی خدمت اور دلجوئی کی طرف مبذول کرائی جا رہی ہے

علامہ ابن منظور لکھتے ہیں کہ جب وصیت کا فاعل اللہ تعالیٰ ہو تو اس کا معنی فرض کرنا ہوتا ہے۔ ”لَاِنَّ الْوَصِيَّةَ مِنَ اللَّهِ اَنَّمَا هِيَ فَرَضٌ“ (لسان العرب)

اس آیت میں اگرچہ ماں باپ دونوں کے ساتھ حسن سلوک اور ان کی خدمت اور ہر طرح سے دلجوئی کا حکم بار بار دیا جا رہا ہے۔ بایں ہمہ اس آیت سے صراحۃً معلوم ہوتا ہے کہ ماں کا حق باپ سے کئی گنا زیادہ ہے۔ یہاں ان تکالیف اور مشقتوں کا مفصل تذکرہ ہے جو بچے کے سلسلے میں صرف ماں برداشت کرتی ہے۔ جس روز رحم مادر میں حمل قرار پکڑتا ہے اس وقت سے ماں کی ساری جسمانی قوتیں جنین کی پرورش اور نگہداشت میں صرف ہونے لگتی ہیں۔ اس کی اپنی صحت کا نظام بری طرح متاثر ہوتا ہے، نیند، بھوک وغیرہ معمولات میں نمایاں فرق رونما ہو جاتا ہے۔ طبیعت گراں اور افسردہ رہتی ہے، اور آئے دن ان مشقتوں میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ پیدائش کے

لمحے تو ماں کو جاں کنی کی کیفیت سے دوچار کر دیتے ہیں ان جان لیوا مرحلوں سے گزرنے کے بعد پھر ایک طویل ریاضت کا عمل شروع ہو جاتا ہے، دودھ پلانا، صبح و شام اس کی نگہداشت کرتے رہنا، بیماری کی صورت میں رات رات اس کو گود میں اٹھائے رکھنا، اس کی آرام کی خاطر اپنا آرام بڑی خوشی اور محبت سے قربان کر دینا صرف ماں کا حصہ ہے ان تمام مشقتوں کا ذکر کر کے بتا دیا کہ ماں کا حق باپ سے زیادہ ہے۔ آپ اس کی مزید تفصیل اگلے صفحات میں ملاحظہ فرمائیں گے۔ (انشاء اللہ)

اللہ کی رضا والدین کی رضا میں ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”رَضِيَ الرَّبُّ فِي رَضَى الْوَالِدَيْنِ وَسَخَطُ الرَّبِّ فِي سَخَطِ الْوَالِدَيْنِ“ یعنی اللہ کی رضامندی ماں باپ کی رضامندی میں ہے اور اللہ کی ناراضگی ماں باپ کی ناراضگی میں ہے۔ (ترمذی جلد دوم ص ۱۲)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ کو راضی کرنے کا ایک طریقہ بتا دیا کہ اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ تم سے خوش ہو جائے تو آسان طریقہ یہ ہے کہ تم اپنے ماں باپ کو خوش رکھو، ماں باپ کو خوش رکھنا، ان کو راضی رکھنا کوئی مشکل بات نہیں ہے۔ بہت سارے لوگ، ساری دنیا کو خوش رکھنے کی فکر میں تو لگے رہتے ہیں لیکن والدین کے معاملہ میں نہایت ہی لا پرواہ ہوتے ہیں۔ اسی طرح دوستوں کی ناراضگی پر فکر مند ہوتے ہیں اور والدین کی ناراضگی پر کوئی افسوس نہیں کرتے، انہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مذکورہ فرمان سے سبق حاصل کرنا چاہئے کہ والدین کی ناراضگی درحقیقت اللہ عز و جل کی ناراضگی ہے اور ان کو خوش کرنا دراصل اللہ کو خوش کرنا ہے اور جس سے اللہ راضی ہو جائے اس کو دونوں جہاں کی خوشیاں حاصل ہو گئیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ حضور صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل ہم سب کو اپنے والدین کو خوش رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

والد کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

طَاعَةُ اللَّهِ طَاعَةُ الْوَالِدِ وَالِدُكَ اطَاعَتُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ
مَعْصِيَةُ اللَّهِ مَعْصِيَةُ الْوَالِدِ ہے اور باپ کی نافرمانی خدائے وحدہ لا
(طبرانی) شریک کی نافرمانی ہے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج کے دور میں والد کی بات کو ماننے میں لوگ بہت ہی سستی اور تامل کرتے ہیں، انہیں والد کے درجے کا علم نہیں ہوتا اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے والد کی بات ماننے کو رب کی بات ماننے کا درجہ دے کر اور والد کی بات نہ ماننے کو رب کی نافرمانی کا درجہ دے کر اپنی اُمت کو آگاہ فرما دیا کہ والد کے حکم کو معمولی نہ سمجھو۔ لہذا ہمیں اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ والد کی ہر جائز بات ماننے کی کوشش کریں اور ان کی نافرمانی کے وبال سے اپنے آپ کو بچائیں۔ اللہ ہم سب کو والد کی اطاعت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

والدین اولاد کے لئے جنت ہیں

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! والدین کا اولاد پر کیا حق ہوتا ہے؟ ارشاد فرمایا ”هُمَا جَنَّتُكَ وَ نَارُكَ“ وہ دونوں تیری جنت یا دوزخ ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف، ص ۴۲۱)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے والدین کو ”جنت یادوزخ ہیں“ فرما کر اپنے اُمتیوں کو خبردار کر دیا کہ والدین تمہارے لئے بہت بڑی نعمت ہیں جس طرح دنیا میں وہ تمہاری راحت کا ذریعہ ہیں کہ تمہاری پیدائش سے پہلے تمہارے لئے گھر، رزق، علاج و معالجہ، نگہداشت وغیرہ ان ساری چیزوں کا انتظام کرتے ہیں اسی طرح اگر تم ان کی خدمت کرو، ان کا خیال رکھو، ان کو خوش رکھو تو یہ تمہارے لئے حصولِ جنت کا ذریعہ بن جائیں گے اور اگر تم نے ان کو ناراض رکھا تو ان کی ناراضگی سے ان کا کچھ نہیں بگڑے گا بلکہ احسان فراموشی کے بدلے میں تم جہنم کے حقدار بن جاؤ گے۔ لہذا ہمیں چاہئے کہ ہم والدین کو خوش کر کے ان کی خدمت کر کے جنت کے حقدار بنیں۔

ماں کے قدموں میں جنت

حضرت معاویہ بن جاہمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جاہمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: میں جہاد پر جانا چاہتا ہوں آپ کی خدمت میں مشورہ کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے فرمایا تیری والدہ ہیں؟ عرض کیا ہاں، والدہ ہیں۔ فرمایا ”فَالْزِمُهَا فَإِنَّ الْجَنَّةَ عِنْدَ رِجْلِهَا“ اپنی والدہ کی خدمت کرو جنت اس کے قدموں تلے ہے۔ (مشکوٰۃ شریف،

ص ۴۲۱)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! جہاد یقیناً بہت بڑی عبادت ہے لیکن اگر ماں گھر میں موجود ہے اور اس حال میں ہے کہ اس کو خدمت کے لئے اولاد کی ضرورت ہے تو چاہئے کہ اپنی ماں کی خدمت کرے اس کے قدموں کو چومے کہ اللہ نے ماں کے قدموں کے نیچے جنت رکھ دیا ہے۔ جس طرح اللہ کی راہ میں جان دے کر جنت مل سکتی ہے اسی طرح اگر کوئی اپنی ماں کی خدمت کے لئے اپنا

مال، وقت، جان خرچ کرے تو اللہ اسے جنت کا مستحق بنا دے گا اور جنت ماں کے قدموں سے دور نہیں ہے بلکہ قدموں کے نیچے ہے۔ خدارا! اگر ماں زندہ ہو تو روز اس کے قدموں کو چوم کر جنت کی چوکھٹ کے چومنے کا مزہ لیتے رہو۔ اللہ ہم سب پر والدہ کا سایہ دراز تر فرمائے۔

ماں باپ کا دیدار حج مقبول کے برابر

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اعظم نے ارشاد فرمایا ”مَا مِنْ وَلَدٍ بَارٍ يَنْظُرُ إِلَى وَالِدَيْهِ نَظْرَةً رَحْمَةً إِلَّا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ بِكُلِّ نَظْرَةٍ حَجَّةً مَبْرُورَةً“ ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنے والی اولاد جب بھی محبت کی نظر سے والدین کو دیکھے تو ہر نظر کے بدلے اللہ تعالیٰ مقبول حج کا ثواب لکھ دیتا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر کوئی اپنے والدین کی زیارت دن میں سو بار کرے تو؟ فرمایا ”اللَّهُ أَكْبَرُ وَ أَطْيَبُ“ اللہ بہت بڑا ہے اور نہایت ہی تقدس والا ہے۔ (مشکوٰۃ باب البر والصلۃ ص ۴۲۱)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ماں باپ کے دیدار کی فضیلت رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیان فرمائی کہ محبت بھری ایک نظر پر حج مقبول کا ثواب۔ اللہ اکبر! حج مقبول کی جزا سوائے جنت کے کیا ہو سکتی ہے؟ اگر حج مقبول ہو گیا تو بندہ گناہوں سے ایسا پاک ہو گیا جیسے آج ہی اپنی ماں کے شکم سے پیدا ہوا۔ گویا ماں باپ کو محبت کی نظر سے دیکھنا گناہوں سے چھٹکارے کا ذریعہ ہے اور حصول جنت کا بھی ذریعہ ہے۔ کاش کہ آج کا مسلمان اس حدیث پاک کی اہمیت سمجھتا اور محبت کی نظر سے ماں باپ کے دیدار کی سعادت حاصل کرتا۔ اللہ عز و جل ہم سب کو محبت کے ساتھ والدین کے دیدار کی توفیق عطا فرمائے۔

والد کی دُعا

ماں باپ اولاد کے لئے بارگاہ خداوندی میں جو بھی دعا کریں اللہ تعالیٰ اسے قبول فرماتا ہے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تین آدمیوں کی دعا قبول ہوتی ہے ”دَعْوَةُ الْوَالِدِ وَ دَعْوَةُ الْمُسَافِرِ وَ دَعْوَةُ الْمَظْلُومِ“ والد کی دعا اولاد کے لئے، مسافر کی دعا اور مظلوم کی دعا۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ایک باپ جو بھی دعا اپنی اولاد کے لئے کرے گا اس میں ریا کا دخل نہیں ہوگا بلکہ دل سے دعا کرے گا اور جو دعا دل سے ہو وہ بارگاہِ صمدیت میں مقبول ہوتی ہے۔ شاید ہی دنیا میں کوئی ایسا باپ ہو جو اپنے بچوں کے لئے اخلاص نہ رکھتا ہو، ہر باپ کے لئے اولاد آنکھوں کی ٹھنڈک ہوا کرتی ہے، باپ بڑے نازوں سے اپنے بچوں کی پرورش کرتا ہے اور ان کے لئے دکھوں کو سہتا اور برداشت کرتا ہے۔ اب اولاد جوان ہونے کے بعد باپ کی ضرورت اور ان کی شفقت سے اپنے آپ کو بے نیاز سمجھنے لگتی ہے اور ان کی دعاؤں سے بھی بے نیاز ہو کر ان کی دعا لینے کی کوشش نہیں کرتی، ان کو باپ کی اہمیت بتائی جا رہی ہے کہ جس طرح بچپن میں تمہارے باپ تم پر شفیق تھے ویسے آج بھی ان کی دعا تمہارے لئے نہایت ہی اہم ہے اگر آج وہ تمہاری خدمت نہیں کر سکتے تو کوئی بات نہیں تم ان کی خدمت کر کے ان سے دعا لو، ان کی دعا تمہاری بگڑی بنا دے گی۔ اللہ ہم سب کو رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل اپنے والد کی دعا لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ماں کا حق زیادہ ہے

باپ کے مقابلے میں ماں کے احسانات زیادہ ہیں اس لئے پروردگار عالم نے ماں کا حق باپ سے زیادہ متعین کیا ہے اور ماں کے ساتھ خصوصی حسن سلوک کی تاکید

فرمائی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا۔ اس نے سوال کیا، یا رسول اللہ! سب سے زیادہ میری خدمت کا مستحق کون ہے؟ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: تیری ماں، اُس نے عرض کیا پھر کون؟ آپ نے ارشاد فرمایا: تیری ماں، سائل نے عرض کیا پھر کون؟ ارشاد ہوا ”تیری ماں“ دریافت کیا اس کے بعد؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ”تیرا باپ“۔ (صحیح بخاری، مشکوٰۃ شریف،

ص ۴۱۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس حدیث پاک سے ماں کی فضیلت روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ خدائے وحدہ لا شریک اور اس کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نظر میں ماں کی کتنی عظمت اور کتنا بلند مقام ہے؟ سائل نے ایک ہی سوال چار مرتبہ دہرایا، تین مرتبہ زبان نبوی سے جواب ملتا ہے وہ ”ماں“ ہے اور چوتھی مرتبہ زبان نبوی پر آتا ہے کہ وہ ”باپ“ ہے۔

غور کیجئے! حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے احسان اور حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق ماں کو قرار دیا اور چوتھی دفعہ باپ کو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ نو ماہ تک حمل کا بوجھ اٹھاتی اور جننے کی تکلیف و مشقت برداشت کرتی ہے، پھر دو سال تک بچے کو دودھ پلاتی ہے۔ یہ دودھ کیا ہے؟ درحقیقت اس کا خون ہے جو بچے کو خوشی خوشی پلاتی ہے پھر اپنے پاس سُلاتی اور اس کا بول و براز دھوتی ہے اگر بچہ بستر پر پیشاب کر دے تو گیلی جگہ پر خود سوتی ہے اور بچے کو خشک جگہ سُلاتی ہے، ساری ساری رات اس کی بیماری کا غم سہتی ہے۔ اور ہزار ہا تکالیف برداشت کرتی ہے۔ یہی وہ اسباب ہیں کہ اسلام نے والدہ کا حق اولاد پر زیادہ رکھا ہے۔

محبوبہ محبوب ربِّ العلمین، زوجہ رسول، اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا ”عورت پر کس کا حق زیادہ ہے؟ فرمایا اس کے خاوند کا پھر میں نے عرض کیا ”أَتَى النَّاسِ أَعْظَمُ حَقًّا عَلَى الرَّجُلِ قَالَ أُمُّهُ“ مرد پر سب سے زیادہ حق کس کا ہے؟ فرمایا اس کی والدہ کا۔ (مسند بزاز، المستدرک للحاکم)

امام اہلسنّت، مجدد دین و ملت، امام احمد رضا خاں محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں ”اس زیادت کے معنی یہ ہیں کہ خدمت دین میں باپ پر ماں کو ترجیح دے، مثلاً سو روپے ہیں اور کوئی خاص وجہ مانع تفضیل مادر نہیں تو باپ کو کچیس دے اور ماں کو کچتر، یا ماں باپ دونوں نے ایک ساتھ پانی مانگا تو پہلے ماں کو پلائے پھر باپ کو یا دونوں سفر سے آئے ہیں پہلے ماں کے پاؤں دبائے پھر باپ کے۔ اور اگر اتفاق سے خدا نخواستہ دونوں میں تنازعہ ہو تو ماں کا ساتھ دے کر باپ کو تکلیف نہ دے یا اس پر کسی طرح کی زیادتی نہ کرے اور نہ ہی اس (باپ) کی شان میں کوئی بے ادبی کرے۔ کیوں کہ یہ سب باتیں حرام اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے۔ تو اس جھگڑے کی صورت میں اسے ماں باپ میں سے کسی کا ساتھ دینا ہرگز جائز نہیں بلکہ اولاد کو چاہئے کہ ایسے حالات میں نمازوں کی پابندی کر کے رب کی بارگاہ میں ان کی صلح کی دعا کرے۔

اگر کوئی ماں چاہتی ہے کہ بیٹا باپ کو کسی طرح تکلیف پہنچائے اور بیٹا نہیں مانتا تو وہ ناراض ہوتی ہے اس صورت میں بیٹے کو ماں کی بات نہ ماننے میں کوئی گناہ بھی نہیں کیوں کہ باپ کو تکلیف دینا اللہ کی نافرمانی ہے۔ وہ ناراض ہوتی ہے تو ہونے دے اور ہرگز نہ مانے۔ ایسے ہی باپ کی طرف سے ماں کے معاملے میں ان کی ایسی ناراضیاں کچھ قابل لحاظ نہ ہوں گی کہ ان کی نری زیادتی ہے۔ کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی چاہتے ہیں بلکہ ہمارے علمائے کرام نے یوں تقسیم فرمائی ہے کہ خدمت میں ماں

کو ترجیح ہے جس کی مثالیں ہم لکھ آئے اور تعظیم باپ کی زائد ہے کہ وہ اس کی ماں کا بھی حاکم و آقا ہے۔

(فتاویٰ رضویہ حصہ اول)

ماں کی مہمتا

ماں کو اپنی اولاد سے بے حد محبت ہوتی ہے وہ سب کچھ برداشت کر لیتی ہے لیکن اولاد کو کوئی تکلیف پہونچے تو برداشت نہیں کر سکتی، ماں کو اپنی اولاد جان سے زیادہ پیاری ہوتی ہے۔

رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں کسی صحابی نے کسی بات پر اپنی بیوی کو طلاق دے دی اور چاہا کہ اپنا بچہ بھی لے لیں۔ ماں کا برا حال تھا، ایک تو شوہر کے چھوٹنے کا صدمہ دوسرے یہ غم کہ یہ جگر کا ٹکڑا، غم غلط کرنے کا سہارا بھی چھن جائے گا۔ غم سے نڈھال، پریشان حال، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور اپنی بیٹا (داستانِ غم) بڑے ہی درد بھرے الفاظ میں سنائیں۔ ”اے اللہ کے رسول! میرے شوہر نے مجھے طلاق دے دی اور میں ان کی سرپرستی سے محروم ہو گئی اے اللہ کے رسول! اب وہ مجھ سے میرے اس ”ننھے“ کو چھیننا چاہتے ہیں“ اے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم! یہ میرا پیارا بچہ ہے، میرا پیٹ اس کی آرام گاہ ہے، میری چھاتی اس کی مشکیزہ ہیں اور میری گود اس کا گھر وندا ہے مجھے اس سے آرام و سکون ہے۔ اے اللہ کے رسول! میں اس صدمے کو کیسے برداشت کروں گی؟ رحمت دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قرعہ اندازی کر لو، باپ نے آگے بڑھ کر کہا یا رسول اللہ! یہ میرا بچہ ہے۔ میرے بچے کا بھلا اور کون دعویٰ دار ہو سکتا ہے؟ آپ نے لڑکے کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا: بیٹے تم جس کا ہاتھ چاہو پکڑ لو، لڑکے نے ماں کا ہاتھ پکڑ لیا۔ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لڑکے کی ماں سے فرمایا: جاؤ جب تک تم دوسرا نکاح نہ کر لو تم سے اس کو کوئی چھین نہیں سکتا۔ (اسلام اور احترام والدین)

ماں کے کلیجے سے ممتا بھری آواز

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک شخص ایک بدکار عورت پر عاشق ہو گیا اور اس نے اس سے شادی کرنے کا خیال ظاہر کیا اس بدکار عورت نے یہ شرط رکھی کہ اگر تم اپنی ماں کا سینہ چاک کر کے اس کا کلیجہ میرے پاس لاؤ تو میں شادی کے لئے راضی ہوں۔ وہ بد بخت انسان اس بدکار عورت کے دام فریب میں آ کر ایک رات اپنی ماں کو چھری سے ہلاک کر کے، سینہ چیر کر کلیجہ نکال کر اس بدکار عورت کے پاس جانے کے لئے روانہ ہو جاتا ہے۔ راستے میں ٹھوکر کھا کر گر پڑتا ہے اور ہاتھ سے کلیجہ بھی دور جا گرتا ہے تو اس کلیجہ سے آواز آتی ہے بیٹا! کہیں چوٹ تو نہیں لگی؟ یہ ہے ماں کی محبت جس کی مثال نہیں ملتی کہ مرنے کے بعد بھی اپنی اولاد کی تکلیف کو گوارا نہیں کرتی۔

ماں کا حق

ایک شخص نے اپنی ماں کو کندھے پر سوار کر کے سات حج کرائے۔ ساتویں حج پر خیال آیا کہ شاید میں نے ماں کا حق ادا کر دیا، رات کو خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا کہ جب تو بچہ تھا اور سردی سخت تھی تو ماں کے پاس سو رہا تھا تو نے پاخانہ کر دیا تیری ماں نے بستر اٹھا کر دھویا۔ غربی کی وجہ سے دوسرا بستر نہ تھا تیری ماں اسی گیلے بستر پر کڑکتی سردی میں لیٹ گئی اور تجھ کو رات بھر اپنے سینے پر لٹائے رکھا تو کہتا ہے حق ادا ہو گیا۔ اے نادان! ابھی تو تو اس ایک رات کا بھی حق ادا نہیں کر سکا۔ (تعلیم الاخلاق)

حدیث شریف میں ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! ایک راہ میں ایسے گرم پتھروں پر کہ گوشت ان پر ڈالا جاتا تو کباب بن جاتا میں چھ میل تک اپنی ماں کو اپنی گردن پر سوار کر کے لے گیا ہوں کیا اب اس کا حق ادا ہو گیا؟ رسول کریم علیہ التحیۃ والثناء نے ارشاد فرمایا: تیرے پیدا ہونے میں جس قدر

دردوں کے جھٹکے اس نے اٹھائے ہیں شاید ان میں سے ایک جھٹکے کا بدلہ ہو سکے۔
(طبرانی)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ہماری ولادت کے وقت درد کے جو جھٹکے ماں نے برداشت کئے ہیں رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس درد کی اہمیت کو بیان فرما رہے ہیں اور صحابی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت پر قربان جانیے کہ چھ میل تک کندھے پر اٹھا کر لے جا رہے ہیں اور وہ بھی سخت چلچلاتی دھوپ میں کہ کاش میری والدہ کا حق ادا ہو جائے! لیکن رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس خدمت کی اہمیت اور ماں کے درد، دونوں کا مقام بتا رہے ہیں تاکہ ہر بچہ اپنی ماں کے درد اور تکلیف کو محسوس کرے اور پوری زندگی ان کے قدموں سے لپٹا رہے اور حق کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کرے۔ ربّ قدیر جل جلالہ ہم سب کو اپنی والدہ کے مقام کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ماں کے ساتھ سلوک

سیدنا حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھ سے ایک بڑا گناہ سرزد ہو گیا ہے کیا میرے لئے توبہ کی کوئی صورت ہے؟ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے دریافت فرمایا کیا تمہاری ماں زندہ ہے؟ اس شخص نے کہا نہیں، آپ نے فرمایا: کیا تمہاری خالہ ہے؟ اس نے کہا ہاں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”اس کے ساتھ بھلائی کرو“ (ترمذی شریف جلد ۲ ص ۱۲)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس واقعہ سے ماں کی عظمت و حرمت کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ اگر انسان بڑے سے بڑا گناہ کر لے تو اس کے عذاب سے بچنے اور خدا کو راضی کرنے کی شکل پیارے مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ بتائی کہ ماں کے ساتھ نیک سلوک کیا جائے اور یہ خدا کی

خاص رحمت ہے کہ اگر ماں دنیا سے کوچ کر گئی ہوں تو ماں کی بہن کے ساتھ حسن سلوک کر کے انسان اپنی آخرت سنوار سکتا ہے۔ اس سے قرابت داروں سے حسن سلوک کی اہمیت بھی سمجھ میں آتی ہے۔

رضاعی ماں کے ساتھ سلوک

حضرت ابو طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے ”رَأَيْتُ النَّبِيَّ يُقَسِّمُ لَحْمًا بِالْجِعْرَانَةِ إِذْ أَقْبَلَتْ امْرَأَةً حَتَّى دَنَتْ إِلَى النَّبِيِّ فَبَسَطَ لَهُ رِداءً هُ فَجَلَسَتْ عَلَيْهِ فَقُلْتُ مَنْ هِيَ؟ قَالُوا هِيَ أُمُّهُ الَّتِي أَرْضَعَتْهُ“ یعنی میں نے مقام ”جِعْرَانَةُ“ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ گوشت بانٹ رہے تھے۔ اتنے میں ایک خاتون آئیں اور نبی کریم کے بالکل قریب چلی گئیں، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے لئے اپنی چادر مبارک بچھا دی میں نے لوگوں سے پوچھا یہ کون صاحبہ ہیں؟ لوگوں نے بتایا یہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی والدہ ہیں انہوں نے آپ کو دودھ پلایا تھا۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۴۲۰)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہمارے لئے اسوۂ حسنہ ہے۔ اللہ عز وجل نے سرکار رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے کا حکم دیا لیکن ہمارا حال یہ ہے کہ جو چیز نفس کے لئے آسان ہے اُسے اختیار کر لیتے ہیں اور جو چیز نفس پر گراں ہے اس کو چھوڑ دیتے ہیں اور بہانہ بازی شروع کر دیتے ہیں۔ آپ اندازہ لگائیے کہ تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رضاعی ماں کا احترام اور خدمت کا انداز بتا رہے ہیں۔ رضاعی ماں کون ہے؟ اپنی حقیقی ماں کے علاوہ بچہ جس عورت کا دودھ پیتا ہے وہ اس کی رضاعی ماں کہلاتی ہے۔ آج سرکار رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کے دعویدار حقیقی ماں سے کیسا سلوک کر رہے ہیں اس کا احتساب انہیں خود کرنا چاہئے۔ اللہ عز وجل ہم سب کو تعلیمات رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ماں کے قدم کو بوسہ دینے کی فضیلت

ایک روز ایک شخص نے حضرت ابواسحاق علیہ الرحمہ سے ذکر کیا کہ میں نے رات کو خواب میں آپ کی داڑھی یا قوت اور جواہر سے مرصع دیکھی ہے۔ حضرت ابواسحاق علیہ الرحمہ فرمانے لگے، تو نے سچ کہا، رات کو میں نے اپنی ماں کے قدم چومے تھے یہ اس کی برکت ہے۔ پھر ایک حدیث پاک سنائی کہ شہنشاہ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ”اللہ نے لوح محفوظ پر یہ لکھ دیا ہے ”اِنِّیْ اَنَا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا مَنْ رَضِیَ وَالِدَاهُ فَاَنَا عَنْهُ رَاضٍ“ یعنی میں ہی خدا ہوں میرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، جس شخص کے والدین اس سے راضی ہیں میں بھی اس سے راضی ہوں۔ (نزہۃ المجالس)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حکایت اور حدیث شریف سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ماں کے قدموں کے بوسہ لینے پر داڑھی جو سنت رسول ہے وہ یا قوت و جواہر سے مرصع ہو جاتی ہے اور ربِّ قدیر نے لوح محفوظ پر اپنے معبود برحق ہونے کے ساتھ اس بات کا بھی ذکر فرما دیا کہ والدین کو خوش رکھنے والو! بظاہر تمہارے عمل سے والدین راضی ہوتے ہیں لیکن درحقیقت تم ان کو خوش کر کے میری خوشی کے حقدار بن رہے ہو۔ لہذا ہم کو چاہئے کہ والدین کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے میں کوتاہی نہ کریں۔

فرشتے زیارت کو آئیں

حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”جو ثواب کی نیت سے ماں باپ یا ان دونوں میں سے ایک کی زیارتِ قبر کرے تو حج مبرور کا ثواب پائے اور جو ماں باپ یا ان دونوں میں سے کسی ایک کی قبر کی زیارت کثرت سے کرتا ہو تو فرشتے اس کی قبر کی زیارت کو آئیں گے۔“

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! والدین جب بقید حیات ہوتے ہیں تو زمین کے اوپر اپنی اولاد کی راحت کا ذریعہ ہوتے ہیں اور فرمانبردار اولاد کبھی والدین کی خدمت کر کے، کبھی ان کی زیارت کر کے، کبھی ان کو خوش کر کے بے شمار نیکیوں کا حقدار بن جاتی ہے، اسی طرح والدین کی عظمت کو اور ان کی خدمت کو تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے انتقال کے بعد بھی ضروری قرار دیتے ہوئے والدین کی قبروں کی زیارت کرنے والوں کو صرف فاتحہ پڑھنے کا ثواب نہیں بلکہ حج مبرور کا ثواب ملنے کی بشارت عظمیٰ عطا فرمائی اور کرم بالائے کرم یہ کہ جب والدین کی قبر کی زیارت کرنے والا اس دنیا سے کوچ کرے گا تو اس کی قبر کی زیارت کے لئے اللہ عزوجل کے معصوم فرشتے تشریف لائیں گے۔ سبحان اللہ! رب قدر جل جلالہ اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل ہم سب کو اپنی والدین کی خدمت بغرض ثواب و حق جانتے ہوئے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

والدہ کی خدمت کا صلہ

حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سخت ترین سردی کی راتوں میں ایک رات میری والدہ ماجدہ نے پانی طلب کیا۔ جب پانی لایا تو والدہ ماجدہ سوچکی تھیں، میں نے ادباً جگانا پسند نہ کیا اور بیداری کے انتظار میں کھڑا رہا، جب بیدار ہوئیں تو انھوں نے پانی مانگا، میں نے پیالہ پیش کر دیا میری انگلی پر ایک قطرہ پانی گرا اور سردی کی شدت سے وہ جم گیا، میں نے اتارنا چاہا تو ماس اکھڑ پڑا اور خون جاری ہو گیا۔ والدہ ماجدہ نے دیکھا تو پوچھا یہ کیا ہے؟ میں نے تمام ماجرا بیان کر دیا۔ آپ دعا فرمانے لگیں الہی! میں اس پر راضی ہوں تو بھی راضی رہ۔ آپ جب اپنی والدہ کے شکم مبارک میں تھے تو انھوں نے کبھی مشتبہ کھانا نہ کھایا۔

حضرت بایزید بسطامی مزید فرماتے ہیں کہ میں بیس برس کا تھا کہ والدہ ماجدہ نے مجھے بلایا اور اپنے ساتھ سُلا یا۔ میں نے بطور تکیہ والدہ کے سر کے نیچے ہاتھ رکھ دیا جو سُن ہو گیا، میں نے ادب و احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہاتھ کو نکالنا مناسب نہ سمجھا تا کہ والدہ کی نیند اور آرام میں خلل واقع نہ ہو، اُس دوران میں سورۃ اخلاص کا وظیفہ کرتا رہا یہاں تک کہ دس ہزار مرتبہ میں نے ”قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ“ پڑھا اور والدہ کے حق کی محافظت کے لئے اپنے ہاتھ سے بے نیاز ہو گیا (یعنی پھر میں اس ہاتھ کے مفلوج ہونے کے باعث کام نہ لے سکا) آپ کے وصال کے بعد کسی دوست نے خواب میں دیکھا کہ آپ جنت میں بڑے مزے سے ٹہل رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی تسبیح میں مجو پرواز ہیں، پوچھا گیا آپ کو یہ مقام کیسے نصیب ہوا؟ فرمایا والدین کے ساتھ حسن سلوک، خدمت گزاری اور ان کی سخت باتوں پر صبر و استقامت کی وجہ سے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے والدین اور ربِّ العلمین کا فرمانبردار ہوگا اس کا مقام اعلیٰ علیین میں ہے۔ (نزہۃ المجالس جلد اول ص ۶۳۱)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جنت میں رفاقت

علامہ ابن جوزی علیہ الرحمہ اپنی مشہور تالیف ”کتاب المنظم فی تواریخ الامم“ میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی الہی! مجھے میرا رفیق جنت دنیا ہی میں دکھا دے۔ ارشاد ہوا فلاں شہر جائیے وہاں ایک قصاب سے ملاقات کریں وہی تمہارا جنت کا ساتھی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے پاس پہنچے، اس نے آپ کو دیکھتے ہی عرض کیا: اے نوجوان! کیا تم میری دعوت قبول کرو گے؟ آپ نے فرمایا ہاں، وہ اپنے گھر لے گیا، اس نے آپ کے سامنے کھانا پچّا، جب کھانے لگے تو وہ ایک لقمہ خود اٹھاتا اور دو لقمے قریب ہی پڑی زنبیل میں ڈال دیتا، اسی اثنا میں دروازہ کھٹکا وہ اٹھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے زنبیل میں دیکھا کہ اس کے والدین

نہایت بوڑھے اور نحیف ترین حالت میں ہیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر دونوں مسکرائے پھر آپ کی رسالت کی تصدیق کر کے ایمان کی دولت سے مشرف ہوتے ہی فوت ہو گئے۔

وہ نوجوان واپس پلٹا، زمبیل میں دیکھا کہ اس کے ماں باپ فوت ہو چکے ہیں۔ وہ مسکرایا پھر اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ چومے اور آپ پر ایمان لے آیا کہنے لگا اے موسیٰ علیہ السلام! آپ اللہ کے نبی اور رسول ہیں آپ نے فرمایا: تجھے کیسے معلوم ہوا؟ کہا ان دونوں نے جو اس زمبیل میں ہیں یہ میرے ماں باپ ہیں یہ اتنے بوڑھے ہو چکے تھے کہ میں انھیں اکیلے نہیں چھوڑتا تھا، جہاں جاتا ساتھ لئے پھرتا جب تک انھیں کھلا پلانا نہ لیتا خود نہیں کھاتا تھا، جب یہ شکم سیر ہو کر کھانا کھا لیتے تو روزانہ دعا فرماتے ”اللہ! ہمارے اس بیٹے کو جنت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ساتھ نصیب فرما اور ہماری اس وقت تک جان نہ نکلے جب تک تیرے کلیم کی زیارت نہ کر پائیں“۔ آپ نے فرمایا اے جوان پھر تجھے بشارت ہو کہ تیرے والدین کی دعا تیرے حق میں اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی ہے۔ (نہضۃ المجالس جلد اول ص ۶۳۶)

میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! والدین کی دل سے خدمت کرنے کا صلہ کیا کیا ملتا ہے؟ کتنے صاحب عقل تھے وہ والدین جنہوں نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی رفاقت کی دعا اپنی اولاد کو دی، دراصل والدین کے دل سے دعا کا از خود نکلنا یہ موقوف ہے ان کی خوشنودی اور ان کی خدمت پر۔ قصاب کو حضرت کلیم کی دعوت میں بھی والدین کی بھوک کا خیال تھا اور اس قصاب نے اپنے والدین کے لئے اس کھانے میں سے کچھ حصہ رکھا اور ان کو پیش کیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت کلیم علیہ السلام کا اسے جنت کا ساتھی بنا دیا۔ مولیٰ تعالیٰ سرکارِ رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل والدین کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ماں کی دعا

حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام انطاکیہ سے شام کا ارادہ کر کے باہر نکلے، چلتے چلتے تھک گئے تو اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی میرے کلیم! اس پہاڑ کی وادی میں اطراف و اکناف سے آئے ہوئے لوگ موجود ہیں ان میں میرا ایک خاص بندہ بھی ہے۔ اس سے سواری طلب کریں، آپ نے اسے نماز پڑھتے دیکھا، جب وہ فارغ ہوا تو آپ نے کہا اے بندہ خدا! مجھے سواری چاہئے۔ اس نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی تو بادل کا ایک ٹکڑا آتا دکھائی دیا اُس نے کہا نیچے آ اور اس انسان کو جہاں چاہتا ہے پہنچا دے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس پر سوار ہوئے اور چل دیئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے میرے کلیم! تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ یہ مرتبہ اسے کیسے حاصل ہوا؟ سنئے! یہ مرتبہ میں نے اسے ماں کی خدمت کے صلے میں دیا، اس کی ماں نے بوقتِ اجل دعا مانگی تھی الہی اس نے میری ضروریات کا خیال رکھا اس لئے تیرے حضور میری دعا ہے کہ تجھ سے یہ جو بھی طلب کرے اسے عطا فرمانا۔ اگر یہ مجھ سے آسمان کو زمیں پر اُلٹ دینے کی بھی درخواست کرے تو منظور کر لوں گا۔ (نزہۃ

المجالس جلد اول، ص ۶۳۵)

میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ عزّ وجلّ اولاد کے حق میں ماں کی دعا کو کس طرح قبول فرماتا ہے! اس کا اندازہ آپ نے مذکورہ واقعہ سے بخوبی لگا لیا ہوگا۔ خوش نصیب ہے وہ شخص جو والدین کی خدمت کر کے مولیٰ عزّ وجلّ کی رحمتوں اور نعمتوں کا حقدار بنتا ہے۔

عمر میں برکت

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے ”مَنْ بَرَّوَالِدَيْهِ طُوبَىٰ لَهُ زَادَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ فِي

عُمُرہ، جو ماں باپ کی تابعداری کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی عمر میں اضافہ فرماتا ہے۔

(الترغیب والترہیب جلد دوم ص ۲۶۸)

میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! کون اپنی عمر میں برکت نہیں چاہتا؟ کوئی دوا کے ذریعہ تو کوئی دعا کے ذریعہ سب متمنی ہیں، لیکن تاجدار کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان یقینی ہے آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب ارشاد فرمادیا کہ والدین کی اطاعت و فرمانبرداری سے اللہ عز و جل عمر میں برکتیں عطا فرماتا ہے تو اس پر ہر صاحب ایمان کو یقین ہونا چاہئے۔ لہذا جس کسی کو اپنی عمر میں برکت اور کامیابی درکار ہو اسے چاہئے کہ والدین کی تابعداری و فرمانبرداری کرے انشاء اللہ عمر میں برکتوں کے علاوہ اس کی اولاد بھی اس کی فرمانبرداری ہوگی۔

اور اسی طرح حضرت وہب بن مُنبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ اے موسیٰ! اپنے والدین کا احترام کیا کرو اس لئے کہ جو والدین کا احترام کرے گا میں اس کی عمر میں اضافہ کرتا ہوں اور اسے ایسی اولاد عطا کرتا ہوں جو اس کی فرمانبرداری کرے اور جو والدین کی نافرمانی کرتا ہے اُس کی عمر کم کر دیتا ہوں اور اس کی اولاد بھی اس کی نافرمانی کرتی ہے۔

اولاد کا مال والدین کا ہوتا ہے

مروی ہے کہ ایک شخص نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اس سے اس کا باپ اس کا مال و اسباب چھین لیتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے باپ کو بلایا تو وہ لاٹھی کے ذریعہ چلتا ہوا بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا، آپ نے اس سے ماجرا پوچھا تو اس نے عرض کیا کہ جب یہ کمزور اور میں قوی تھا اور میں دولت مند اور یہ فقیر تھا تو میں اسے مال و اسباب سے نہیں روکتا تھا۔ اب میں ضعیف اور یہ قوی اور یہ دولت مند اور میں فقیر ہوں لیکن مجھ سے اپنے مال کے متعلق بخلی

کرتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بوڑھے کی بات سن کر رو پڑے اور فرمایا کہ تیری بات جس پتھر اور ڈھیلے نے سنی سب روئے، اس کے بعد اس شکایت کرنے والے نو جوان کو فرمایا ”اَنْتَ وَ مَالُکَ لَا بَیْکَ“ تو اور تیرا تمام مال تیرے باپ کا ہے۔ (تفسیر روح البیان جلد ہشتم)

میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ہمیں کبھی بھی اپنے بچپن کو فراموش نہیں کرنا چاہئے۔ ذرا سوچو کہ جب ہم چھوٹے تھے تو کتنے کمزور و ناتواں تھے، کوئی کام خود نہ کر سکتے اور نہ اپنی آرزوؤں کی تکمیل خود سے کر پاتے تھے اس وقت ہمارے والدین ہی ہماری آرزوؤں اور تمناؤں کی تکمیل کے لئے جدوجہد اور قربانیاں دیتے رہے، اب اگر وہ بڑھاپے میں کمزور ہیں تو ہماری ذمہ داری ہے کہ ان کی آرزوؤں کی تکمیل میں کوتاہی نہ کریں آخر ہمیں بھی تو بوڑھا ہونا ہے۔ آج جب والدین کے بڑھاپے پر ہم ان کا خیال رکھیں گے تو ان شاء اللہ جب ہم بوڑھے ہوں گے تو ہماری اولاد بھی ہمارا خیال رکھے گی۔ اللہ عز و جل ہم سب کو اپنے والدین پر مال و جان قربان کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

والدین کی نافرمانی کا انجام

والدین کی نافرمانی یہ ہے کہ ان کی اطاعت و فرمانبرداری نہ کی جائے، ان کے حقوق ادا نہ کئے جائیں اور ایسے کام کئے جائیں جو ان کو ناراض کرنے والے ہوں اور ان کو ایذا پہنچائی جائے خواہ اُف کہہ کر یا تحقیر کی نظر سے دیکھ کر یا ان کی اہانت کے ذریعہ ہو، اللہ کے مقدس کلام، قرآن مجید میں نافرمانی کے معاملہ میں بہت سختی آئی ہے اُن سے تنگ دل اور اُف تک کہنے سے روکا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے ”فَلَا تَقُلْ لَهُمَا اُفٍّ وَلَا تَنْهَرُهُمَا“ تو تم ان سے ”اُف“ بھی نہ کہنا اور نہ انھیں جھڑکنا۔ اور جو لوگ والدین کے لئے ایسا جملہ نکالتے ہیں ان کے بارے میں سخت وعید آئی ہے چنانچہ ارشاد ہے ”وَالَّذِي قَالَ لَوْلَا دِيْهِ

أَفِ لَكُمْ أَتَعِدْنِي أَنْ أُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُونُ مِنْ قَبْلِي وَهُمَا يَسْتَغِيثُ
 اللَّهُ وَيُلْكَ أَمِنْ“ ترجمہ: جس نے اپنے ماں باپ سے کہا اُف تم سے دل پک گیا
 کیا مجھے وعدہ دیتے ہو کہ پھر زندہ کیا جاؤں گا حالانکہ مجھ سے پہلے سنگتیں گزر چکی ہیں
 اور وہ دونوں اللہ سے فریاد کرتے ہیں تیری خرابی ہو ایمان لا۔ (سورہ احقاف آیت ۱۷)
 پ ۲۶)

والدین کا نافرمان کس قسم کے عذاب میں مبتلا ہوتا ہے؟ اب احادیث کی روشنی
 میں ملاحظہ فرمائیں۔

جنت کی خوشبو سے محروم

محسنِ انسانیت، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ماں باپ کی
 نافرمانی سے بچو اس لئے کہ جنت کی خوشبو ہزار برس کی راہ تک آتی ہے اور والدین کا
 نافرمان اس کی خوشبو نہ سونگھ سکے گا اور اسی طرح رشتہ توڑنے والا، بوڑھا زانی، اور تکبر
 سے تہ بند ٹخنہ سے نیچے پہننے والا بھی جنت کی خوشبو نہ پا سکے گا۔ بیشک کبریائی تو صرف
 اللہ عزوجل ہی کو لائق ہے۔ (مدارک التزیل)

میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! عطر، پھول، مشک و عنبر
 وغیرہ کی خوشبو انسان کو راحت و سکون عطا کرتی ہے یہ دنیا کی خوشبو کا حال ہے۔ اللہ
 عزوجل نے جنت کو اتنا حسین بنایا ہے کہ اس کی خوشبو دنیا کی خوشبو کی طرح نہیں کہ چند
 منٹ اور چند قدم تک آتی ہو بلکہ تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
 ہزار برس کی دوری سے جنت کی خوشبو آتی ہے مگر کتنا کم نصیب ہے وہ شخص جو والدین
 کی نافرمانی کا مرتکب ہو کر جنت کی خوشبو سے محروم رہے گا اور جب خوشبو نہیں ملے گی تو
 جنت کہاں سے ملے گی۔ اللہ عزوجل رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل
 جنت کی خوشبو اور جنت کا حقدار بنائے اور جملہ گناہوں سے بچائے۔

والدین کو رُلانا منع ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ والدین کو پریشان رکھنا اور رُلانا گناہ کبیرہ ہے۔ ”بُكَاءُ الْوَالِدَيْنِ مِنَ الْعُقُوقِ وَالْكَبَائِرِ“ والدین کو رُلانا والدین کی نافرمانی ہے اور کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔

میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! خبردار اپنے والدین کو کبھی مت رُلانا اور نہ کبھی پریشان کرنا اور ہرگز کوئی ایسا کام نہ کرنا جو ان کی دل آزاری کا سبب بنے، ورنہ اللہ عزوجل ناراض ہو جائے گا اور دامن پر گناہ کبیرہ کا داغ لگ جائے گا۔

والدین کو مارنے والے کی سزا

مشہور صحابی رسول حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سات آدمی ایسے ہیں جن کی طرف اللہ تعالیٰ نظر رحمت نہ فرمائے گا نہ ان کا تذکیہ فرمائے گا اور نہ ان کو لوگوں کے ساتھ جمع فرمائے گا مگر یہ کہ وہ لوگ توبہ کر لیں، جو توبہ کرتا ہے اللہ عزوجل اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ مشقت زنی کرنے والا، لواطت کرنے والا، کرانے والا، شرابی، والدین کو مارنے والا حتیٰ کہ انھیں فریاد رسی کرنا پڑے، پڑوسیوں کو اتنی ایذا پہنچانے والا کہ وہ اسے لعنت ملامت کرنے لگیں اور پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنے والا۔ (رواہ البیہقی فی

(شعب الایمان)

میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! جن سات گناہ گاروں پر اللہ تبارک و تعالیٰ نظر رحمت نہیں فرمائے گا ان کے گناہ آپ نے سن لئے۔ ان میں کا ہر گناہ ایسا ہے جس پر تفصیلاً کتاب لکھی جاسکتی ہے مگر چونکہ موضوع والدین کے متعلق ہے اس لئے اسی کے حوالے سے عرض کرتا ہوں کہ والدین جو اپنی اولاد کی نہایت ہی

محنت و مشقت سے پرورش کرتے ہیں اگر کوئی بچہ انھیں مارتا ہے یہاں تک کہ وہ مدد طلب کرنے پر مجبور ہو جائیں ایسے ظالم شخص پر اللہ عز و جل اپنی نظر رحمت بھی نہیں فرمائے گا۔ مجھے بتاؤ اگر رب کی نظر رحمت ہی روٹھ جائے تو کون ہے جو ہم کو محشر کی پریشانیوں اور ہولناکیوں سے بچا سکے گا؟ لہذا اللہ عز و جل کی رحمت والی نظر کا حقدار بننا چاہتے ہو تو ضروری ہے کہ اگر مذکورہ گناہوں میں سے کسی گناہ کا ارتکاب ہو گیا ہو تو آئندہ نہ کرنے کے ارادے سے سچے دل سے توبہ کر لو۔ وہ غفور و رحیم ہے ضرور اپنے بندے کی خطا کو معاف فرما دے گا۔ مولیٰ عز و جل ہم سب کو اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل ان ساتوں گناہوں سے بچائے اور اپنی بیکراں رحمت کا حقدار بنائے۔

دُزق میں تنگی کا سبب

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”اِذَا تَرَكَ الْعَبْدُ الدُّعَاءَ لِلْوَالِدَيْنِ فَإِنَّهُ يَنْقُطُ عَنْهُ الرِّزْقُ“ یعنی آدمی جب ماں باپ کے لئے دعا کرنا چھوڑ دیتا ہے تو اس کا رزق روک دیا جاتا ہے۔ (کنز العمال)

میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! کون نہیں چاہتا کہ وہ دولت مند نہ بن جائے؟ ہر ایک چاہتا ہے مگر عمل کن نسخوں پر کرتا ہے؟ اُن نسخوں پر عمل کرتا ہے جو دنیا کا عام آدمی بتاتا ہے اور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے نسخوں پر عمل نہیں کرتا۔ کتنے تعجب کی بات ہے! انسان اپنی تنگی رزق کی وجہ مختلف چیزوں کو سمجھتا ہے کبھی اس کی نظر اپنے والدین کے لئے دعا نہ کرنے پر نہیں جاتی لہذا رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کو خانہ دل میں محفوظ کر لو اور آج ہی سے ہر نماز کے بعد اپنے والدین کے لئے دعا کرنا شروع کر دو اور اس دعا کو اپنے اوپر

لازم کرلو: رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَ مِنْ ذُرِّيَّتِي رَبَّنَا وَ تَقَبَّلْ دُعَاءِ ۝ رَبَّنَا
اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ ۝ اے میرے رب مجھے
نماز کا قائم کرنے والا رکھ اور کچھ میری اولاد کو، اے ہمارے رب ہماری دعا سن لے
اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو جس دن
حساب قائم ہوگا۔ (پ ۱۳ آیت ۳۹)

انشاء اللہ روزی میں برکت بھی ہوگی اور کبھی تنگی کا سایہ بھی نہیں آئے گا رب
قدر جل جلالہ اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان پر عمل کرنے کی
توفیق عطا فرمائے۔

روز قیامت سب سے سخت عذاب

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے روز سب سے سخت عذاب اس شخص کو
دیا جائے گا جس نے کسی نبی کو قتل کیا ہو یا اسے کسی نبی نے قتل کیا ہو یا اس نے اپنے
والدین میں سے کسی کو قتل کیا ہو اور تصویر بنانے والے کو اور ایسے عالم کو جو اپنے علم سے
فائدہ نہ اٹھائے۔ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! کچھ تو میں ایسی گزریں
ہیں جن کے دامن پر انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے قتل کا داغ لگا ہے جیسے یہود
اور کچھ ایسے سرکش و باغی زمین پر گزرے ہیں جو انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے
مقابلہ کے درپے رہے ایسے لوگوں کو جنگ وغیرہ میں انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام
نے قتل کیا، ان کا ٹھکانہ تو جہنم ہے ہی لیکن ساتھ ہی ساتھ والدین کے قاتل کے حوالے
سے سخت ترین عذاب کی وعید تاجدار کائنات علیہ افضل الصلوات نے سنا کر یہ واضح
فرمادیا کہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو قتل کرنے والا کتنا جابر اور سخت دل ہوگا

جب کہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام تو ان کو جنت کا راستہ اور سکون کی دولت دینے کے لئے تشریف لائے تھے۔ اسی طرح والدین بھی اولاد کے سکون کے لئے نہ جانے کتنی تکالیف اور پریشانیاں برداشت کرتے ہیں اور ان کی خوشی بچے کو خوش دیکھنے میں ہوتی ہے لیکن ظالم بیٹا اگر والدین جیسے محسنین کا قاتل بن جائے تو رب قدیر بھی ایسے احسان فراموش کو سخت ترین عذاب میں گرفتار فرما کر اس کے جرم کا بدلہ عطا فرماتا ہے۔ لہذا خبردار! کبھی ایسے بھیانک جرم کا تصور بھی نہ آنے پائے۔ رب قدیر سب کو اس قبیح جرم کے ارتکاب سے بچائے۔

خاتمہ خراب ہونے کا اندیشہ

ماں باپ کے نافرمان کو دنیا میں جو سب سے بڑی سزا ملے گی وہ یہ ہے کہ اسے مرتے وقت کلمہ پڑھنا نصیب نہ ہوگا۔ جیسا کہ درج ذیل حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر تھے، ایک شخص آپ کی بارگاہ میں آیا اور عرض کی کہ ایک جوان موت و حیات کی کشمکش اور جانکنی کے حال میں ہے اسے تلقین کی گئی کہ وہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ پڑھے مگر نہ پڑھ سکا۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پوچھا کیا وہ نماز پڑھتا تھا؟ تو عرض کیا ہاں یہ سن کر رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے، تو ساتھ میں ہم لوگ بھی کھڑے ہو گئے آپ اس جوان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہو ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ وہ بولے یہ کلمہ پڑھنے کی طاقت میری زبان میں نہیں، میں اس سے عاجز ہوں، سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی وجہ پوچھی تو انہوں نے خود ہی بتایا کہ وہ اپنی والدہ ماجدہ کی نافرمانی کرتے تھے تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پوچھا کیا ان کی والدہ زندہ ہیں؟ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بتایا ہاں، زندہ ہیں۔ تو آپ نے فوراً ان کی والدہ کو طلب کیا، وہ حاضر ہوئیں تو آپ

نے پوچھا کیا یہ تیرا بیٹا ہے؟ وہ بولیں ہاں ”فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتَ لَوْ أُجِبْتُ نَارٌ ضَخْمَةٌ فَقِيلَ لَكَ إِن شَفَعْتَ لَهُ خَلَيْنَا عَنْهُ وَالْآ حَرَقْنَاهُ بِهِذِهِ النَّارِ أَ كُنْتَ تَشْفَعِينَ لَهُ“ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر آگ بھڑکا دی جائے اور تجھ سے کہا جائے کہ تم اس کیلئے سفارش کرو تو ہم اسے چھوڑ دیں گے ورنہ اسی آگ میں اسے جلا ڈالیں گے تو کیا تم اپنے بیٹے کی سفارش کرو گی؟ ماں بہر حال ماں ہوتی ہے اس کا دل اپنی اولاد کے لئے رحم و کرم کا پیکر ہوتا ہے وہ بیٹے کی نافرمانی و ایذا رسانی تو برداشت کر سکتی ہے مگر اسے یہ کبھی گوارہ نہ ہوگا کہ اس کا لال اس کے لئے آگ کے دکھتے ہوئے انگاروں میں جلایا جائے۔ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوال کے تیور سے ہی اس خاتون نے اچھی طرح محسوس کر لیا کہ اس کے بیٹے کے ساتھ کیا ہونے والا ہے، وہ سمجھ گئی کہ میرا بیٹا دنیا کی آگ میں نہیں بلکہ اس سے بھی اذیت ناک جہنم کی آگ میں میری وجہ سے جلایا جائے گا (وہ فوراً پکار اٹھیں!) ”يَا رَسُولُ اللَّهِ إِذْ أَشْفَعُ“ اے اللہ کے رسول! اب تو میں سفارش کروں گی۔

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس پر اللہ عز و جل اور مجھے گواہ بناؤ کہ تم اس جوان سے خوش ہو وہ بولیں اے پروردگار میں تجھے اور تیرے رسول کو گواہ بناتی ہوں، پھر رسول مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس جوان سے خطاب کر کے فرمایا: پڑھو ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ“ انھوں نے اس دفعہ پورا کلمہ پڑھ دیا تو اس وقت رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ”الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْقَذَهُ مِنَ النَّارِ“ اللہ عز و جل کا شکر ہے کہ اس نے اس جوان کو جہنم سے بچا لیا۔ (الترغیب والترہیب، جلد دوم ص ۲۷۶، ۲۷۷)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! پتہ چلا ولی ہوں

یاصحابی ہر ایک کو ماں کی نافرمانی کی سزا اور اطاعت کی جزا ملتی ہے۔ لہذا ہمیں چاہئے کہ مذکورہ حدیث شریف سے سبق حاصل کریں اور حُسنِ خاتمہ کے لئے والدین کی فرماں برداری کرتے رہیں۔ ماں بہر حال ماں ہوتی ہے بچہ ہزار ماں کو ستائے لیکن اگر بچے کی تکلیف کا خیال آجائے تو ماں اپنے بچے کی ساری غلطیوں کو معاف فرما دیتی ہے۔

فرض و نفل غیر مقبول

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”ثَلَاثَةٌ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُمْ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا عَاقٌ وَ مَسْنَانٌ وَ مُكَذَّبٌ بِقَدَرٍ“ یعنی تین شخص ہیں کہ اللہ تعالیٰ نہ ان کے نفل قبول کرے اور نہ فرض، ماں باپ کو ایذا دینے والا اور صدقہ دے کر فقیروں پر احسان رکھنے والا اور تقدیر کا جھٹلانے والا۔ (الترغیب والترہیب ۲۷۵/۲)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آدمی خوب نفلی کاموں میں مصروف رہتا ہے اور اس بات کا خیال نہیں کرتا کہ ماں باپ کو اس کی خدمت کی ضرورت ہے یا نہیں، جس سے ان کا دل دکھتا ہے اسی طرح اگر کوئی فرائض کا پابند ہے اور اپنے ماں باپ کو ستاتا بھی رہتا ہے ان کو زبان و عمل سے ایذا دیتا رہتا ہے اور اپنے آپ کو بہت ہی فرائض وغیرہ کا پابند جانتا ہے، اسے مذکورہ حدیث سے سبق حاصل کرنا چاہئے کہ پروردگار ماں باپ کو ستانے والے کے فرائض وغیرہ قبول نہیں فرماتا۔ اللہ عز و جل ہم سب کو اپنے والدین کی خدمت کرنے اور فرائض و نوافل کی پابندی کی توفیق عطا فرمائے۔

نافرمان کو فوری سزا دی جاتی ہے

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمام گناہوں میں اللہ جسے چاہے بخش دیتا ہے مگر ماں کی نافرمانی و ایذا رسانی نہیں بخشا وہ اس نافرمان کو زندگی میں ہی اس کی سزا دے دیتا ہے۔ (مشکوٰۃ: ۴۲۱)

بلکہ کچھ واقعات سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ بیٹا بے قصور سہی، اگر اس کی ادنیٰ کوتاہی اور غفلت کی وجہ سے والدین ناراض ہو جائیں تو رب قدیر بیٹے پر عتاب فرماتا ہے جیسا کہ آنے والے واقعات سے آپ اندازہ لگائیں گے۔

حضرت جریج کی عبرت ناک گھانسی

ایک دفعہ غیب داں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اگلی امت کے مشہور و معروف ولی حضرت جریج علیہ الرحمہ کا واقعہ بیان فرمایا کہ وہ عبادت گزار تھے اپنے عبادت خانے ہی میں اللہ کی تسبیح و تحمید اور اس کے ذکر میں مشغول رہتے تھے۔ ایک دن جب وہ نماز میں مصروف تھے ان کی والدہ انہیں بلانے آئیں اور جریج کہہ کر آواز دیا۔ یہ دل میں سوچنے لگے، بارالہا! میری ماں ہے اور میری نماز، (میں کیا کروں) ماں کا کہنا مانوں یا نماز پڑھوں؟ کچھ دیر اسی کشمکش میں پریشان رہے آخر سوچ بچار کر ایک فیصلہ کیا پھر نماز میں مشغول ہو گئے اور ماں انتظار کر کے چلی گئی وہ دوسرے روز پھر انہیں بلانے آئی اور آواز دیا اے جریج! مگر آج بھی وہی کچھ سوچ کر نماز میں لگ گئے (اور ماں کی بات نہ سنی) ماں کو بیٹے کے اس برتاؤ سے بڑا رنج پہونچا) اس نے خدائے سمیع کی بارگاہ میں یہ بددعا کر دی ”اَللّٰهُمَّ لَا تَمِثْهُ حَتّٰی يَنْظُرَ اِلٰی وُجُوْهِ الْمُؤْمِنَاتِ“ یعنی، الہی! جریج جب تک کسی بدکار کا منہ نہ دیکھ لے اسے وفات نہ دینا۔

بنی اسرائیل میں جریج اور ان کی عبادت کا خوب چرچا ہو چلا تھا ایک فاحشہ عورت (جو حسن و جمال میں یکتا ہونے کی وجہ سے) جس کے حسن کی کہاوت کہی جاتی

تھی جرتج کے سامنے اپنے ناپاک ارادے کے ساتھ آئی مگر جرتج نے اس کی طرف توجہ نہ کی تو وہ ایک چرواہے کے پاس آئی اس بے حیا نے اسے اپنے اوپر قابو دیا تو وہ اس کے ساتھ بدی میں ملوث ہوا جس کے سبب یہ حاملہ ہو گئی۔ جب بچہ پیدا ہوا تو اس نے کہا کہ یہ بچہ جرتج کا ہے اتنا سنتے ہیں لوگ برہم ہو گئے اور آکر جرتج کا عبادت خانہ ڈھادیا اور انھیں مارنے لگے۔ جرتج نے پوچھا تم لوگ یہ کیا کر رہے ہو؟ انہوں نے کہا: تم زنا کار ہو فلاں فاحشہ کے شکم سے تیری بدکاری کے باعث بچہ پیدا ہوا ہے۔ جرتج نے پوچھا وہ بچہ کہاں ہے؟ لوگ اسے لے کر آئے تو جرتج نے ان سے مہلت لے کر نماز پڑھی پھر بچے کے پاس آیا ”فَطْعَنَ فِي بَطْنِهِ وَقَالَ يَا غُلَامُ مَنْ أَبُوكَ قَالَ فَلَانُ الرَّاعِي“ اس کے پیٹ میں انگلی مارا اور کہا اے بچے تم کس کے نطفے سے ہو؟ اس نے کہا فلاں چرواہے کا۔ لوگ جرتج کی کرامت و پاک دامنی دیکھ کر بے حد نادم و شرمندہ ہوئے اور جرتج کو بوسہ دینے اور ان کی بزرگی سے برکت حاصل کرنے لگے۔ انہوں نے کہا ہم تیرا عبادت خانہ سونے کا بنائیں گے۔ جرتج نے کہا نہیں اسے پہلے کی طرح مٹی کا بنادو تو انھوں نے ویسا ہی بنادیا۔ (مسلم شریف)

حضرت جرتج نفل نماز پڑھ رہے تھے وہ نماز مختصر کر کے ماں کے حکم کی بجا آوری کے لئے حاضر ہو سکتے تھے مگر انھوں نے ایسا نہ کر کے ماں کو تکلیف پہنچائی اور اس کے نتیجے میں انھیں ایسے شرمناک حالات کا سامنا کرنا پڑا کہ ان جیسے تارک الدنیا کے لئے اس سے زیادہ شرمناک واقعہ نہیں ہو سکتا۔

یہاں پر سزا کی تعین قدرت نے نہیں بلکہ خود ماں نے ہی کی تھی۔ پھر عمل و جزا میں یک گونا مناسبت ضرور پائی جاتی ہے انہوں نے تھوڑی دیر نماز موقوف کر کے ماں کا منہ دیکھنا پسند نہ کیا تو اس کے بدلے میں انھیں مجبور ہو کر ایک بد ذات فاحشہ کا منہ بھی دیکھنا پڑا۔ انھوں نے اپنی ماں کے ساتھ کچھ اس طرح کا سلوک کیا تھا جیسے وہ

اس غریب کے فرزند نہیں ہیں اور اسی بات سے اس کے آگینہ دل کو ٹھیس پہونچی تھی تو اسی جنس کے عتاب سے ان کے بھی آگینہ دل کو ٹھیس پہونچائی گئی۔

میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! حضرت جرتج بلاشبہ اللہ کے ولی تھے اور خدائے وحدہ لاشریک کی عبادت میں مصروف ہونے کی وجہ سے انہوں نے اپنی ماں کی معمولی سی نافرمانی کی تھی مگر قدرت نے انہیں بھی معاف نہیں کیا بلکہ دنیا ہی میں ان پر عتاب فرمایا۔ پھر ہم جیسے سیہ کار، خطا شعرا اپنے مال اور اہل و عیال کے لئے ماں باپ کو بڑی سی بڑی اذیت دے کر خدائے قہار و جبار کے غضب و عذاب سے کیوں کر بچ سکتے ہیں؟ لہذا ہمیں بھی چاہئے کہ والدین کی فرمانبرداری میں کوتاہی نہ کریں۔

سرگدھے کا

حضرت عوام بن حوشب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں ایک محلے میں گیا اس کے کنارے پر قبرستان تھا، عصر کے وقت ایک قبر شق ہوئی اور اس میں سے ایک آدمی نکلا جس کا سر گدھے کا اور باقی بدن انسان کا تھا۔ اس نے تین آوازیں گدھے کی طرح لگائی پھر قبر بند ہوگئی، ایک بڑھیا بیٹھی سوت کا رہی تھی ایک دوسری خاتون نے مجھ سے کہا اس بڑی بی کو دیکھتے ہو؟ میں نے کہا ہاں اس کا کیا معاملہ ہے؟ کہا، یہ اس قبر والے کی ماں ہے، وہ شراب پیتا تھا، جب شام کو آتا، ماں نصیحت کرتی اے بیٹے! خدا سے ڈر، کب تک اس ناپاک چیز کو پئے گا، شرابی جواب دیتا کہ تو گدھی کی طرح چلاتی ہے، یہ شخص عصر کے بعد مرا جب سے ہر روز بعد عصر اس کی قبر بھٹتی ہے اور یوں ہی تین آوازیں گدھے کی طرح لگاتا ہے اور پھر قبر بند ہو جاتی ہے۔ (الترغیب والترہیب،

(۲۷/۲)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! خبردار! اپنے

والدین کے متعلق اپنی زبان کو محتاط رکھو، ورنہ انجام آپ نے پڑھ لیا۔ اللہ عزوجل اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل ہمیں اپنی زبان کو والدین کے حوالے سے محتاط رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ماں کی بد دعا کا حیرت ناک اثر

ایک بزرگ نے مکہ معظمہ جانے کا ارادہ کیا ان کی ایک ماں تھیں جو ان کے مکہ جانے پر خوش نہ تھیں، یہ بزرگ منت و سماجت کے باوجود انھیں راضی نہ کر سکے اور مکہ کے لئے روانہ ہو گئے۔ ادھر ان کی ماں نے بارگاہ الہی میں گریہ و زاری کے ساتھ بد دعا کی کہ پرو دگار عالم! میرے بیٹے نے مجھے جدائی کی آگ میں جلایا ہے تو اس پر کوئی عذاب نازل فرمادے۔

یہ بزرگ رات کے وقت شہر میں پہونچے تو عبادت کے لئے مسجد تشریف لے گئے، عجیب اتفاق! اسی رات ایک چور کسی کے گھر میں داخل ہوا، مالک مکان کو چور کے آنے کا علم ہوا تو جلدی سے مسجد کی طرف بھاگا۔ لوگوں نے اس کا پیچھا کیا وہ چور مسجد کے دروازے کے پاس آ کر غائب ہو گیا، لوگ یہ سمجھ کر کہ وہ مسجد ہی میں گیا ہے، وہاں دیکھا کہ یہی بزرگ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں، انھیں پکڑ کر حاکم شہر کے پاس لے گئے، حاکم نے ان کے ہاتھ پیر کاٹنے کا اور آنکھوں کے نکالنے کا فرمان صادر کیا۔ تو لوگوں نے ان کے ہاتھ اور پیر کاٹ دیئے، آنکھیں نکال دیں اور شہر میں اعلان کر دیا کہ ”یہ چور کی سزا ہے“ ان بزرگ نے فرمایا ”لَا تَقُولُوا ذَٰلِكَ بَلْ قُولُوا هَٰذَا جَزَاءُ مَنْ قَصَدَ طَوَافَ مَكَّةَ بِلاِ اِذْنِ اُمِّہ“ یہ مت کہو کہ یہ چور کی سزا ہے بلکہ یہ کہو کہ یہ ماں کی اجازت کے بغیر طواف مکہ کا ارادہ کرنے والے کی سزا ہے۔

جب لوگوں کو معلوم ہوا کہ یہ تو ایک بزرگ ہیں اور ان کے حال سے واقف ہوئے تو رونے لگے اور انھیں ان کے عبادت خانے کے پاس لا کر چھوڑ گئے۔ ان کا تو

یہ حال ہے۔ اُدھران کی ماں اسی عبادت خانے کے اندر یہ دعا کر رہی تھیں ”يَا رَبِّ
 اِنْ اَبْتَلَيْتَ ابْنِي بِبَلَاءٍ اَعِدْهُ اِلَيَّ حَتَّى اَرَاهُ“ اے پروردگار! اگر تو نے میرے
 بیٹے کو کسی مصیبت میں مبتلا کر دیا ہے تو اسے میرے پاس لوٹا دے تاکہ میں اسے دیکھ
 لوں۔

ماں تو اندر یہ دعا مانگ رہی تھی اور بیٹا دروازے پر صدا دے رہا ہے کہ میں
 ایک بھوکا مسافر ہوں مجھے کھانا کھلا دیجئے (نہ بیٹے کو معلوم کہ اپنے ہی دروازے پر صدا
 دے رہا ہے نہ ماں کو پتہ کہ یہ بھوکا مسافر میرا ہی بیٹا ہے) ماں نے کہا دروازے کے
 پاس آؤ، مسافر نے کہا میرے پاس پیر نہیں ہیں میں کیسے آؤں؟ ماں نے کہا ہاتھ
 بڑھاؤ، مسافر نے کہا میرے پاس ہاتھ بھی نہیں۔ ماں اب تک پہچان نہ سکی تھی اس نے
 کہا اگر میں سامنے آ کر تجھے کھانا کھلاؤں تو میرے اور تیرے درمیان حرمت قائم ہو
 جائے گی۔ یہ بولے آپ اس کا بھی اندیشہ نہ کریں میں نگاہوں سے محروم ہوں۔ تو ماں
 ایک روٹی اور کوزے میں ٹھنڈا پانی لے کر آئی اور اسے کھلایا، پلایا مگر پہچان نہ سکی البتہ
 مسافر نے پہچان لیا، اس نے اپنا چہرہ ماں کے قدموں میں رکھ کر عرض کیا ”اَنَا ابْنُكَ
 الْعَاصِي“ اے مہربان ماں! میں آپ کا نافرمان بیٹا ہوں۔ اب ماں بھی پہچان گئی
 اور بیٹے کی یہ روح فرسا اذیت دیکھ کر سینے کے اندر اس کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا، وہ
 بلک اٹھی اور زبان کی راہ سے اس کے دل کی یہ صدا بلند ہوئی ”يَا رَبِّ! اِذَا كَانَتْ
 الْحَالَةُ كَذَلِكَ. فَاقْبِضْ رُوحِي وَ رُوحَهُ حَتَّى لَا يَرَى النَّاسُ سِوَادَ
 وَجْهِنَا“ اے پروردگار! جب حال اتنا برا ہو گیا تو میری اور میرے فرزند کی روح قبض
 فرمالے تاکہ ہم لوگوں میں روسیاء اور شرمندہ نہ ہوں۔ ابھی یہ دعا پوری نہ ہوئی تھی کہ
 ماں بیٹے دونوں فوت ہو گئے۔ (عظمت والدین مصنفہ مفتی نظام الدین صاحب

عهد فاروقی کا دردناک واقعہ

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں کوئی سوداگر تھا، ایک روز اس کی ماں خرچ کے لئے اس کے پاس کچھ مانگنے آئی، اس کی بیوی نے کہا آپ کی ماں یونہی روز روز مانگ کر ہمیں محتاج بنادینا چاہتی ہے۔ غریب ماں یہ سن کر روتے ہوئے چلی گئی اور بیٹے نے اسے کچھ نہ دیا۔

ایک دفعہ یہ لڑکا تجارت کا مال لے کر کہیں سفر میں جا رہا تھا راستے میں ڈاکوؤں نے اس کا سارا مال واسباب لوٹ لیا اور اس کا ہاتھ کاٹ کر اسی کی گردن میں لٹکا دیا۔ اور اسے راستے میں خون میں لت پت چھوڑ کر چلے گئے۔ کچھ لوگ اس کے پاس سے گزرے تو اسے اٹھا کر اس کے گھر پہنچا دیا، جب اس کے رشتے دار اسے دیکھنے آئے تو اس نے برملا اپنے جرم کا اعتراف کر لیا ”هَذَا جَزَائِي فَلَوْ كُنْتُ اَعْطِيتُ اُمِّي بَيْدِي دِرْهَمًا قُطِعَتْ يَدِي وَمَا سَلَبَ مَالِي“ یہ مجھے اپنی ماں کو تکلیف دینے کی سزا ہے اگر میں اپنے ہاتھ سے والدہ کو ایک روپیہ بھی دے دیا ہوتا تو نہ میرا ہاتھ کاٹا جاتا اور نہ ہی میرا مال چھینا جاتا۔ پھر سوداگر کے پاس اس کی ماں آئی تو اس نے کہا اے پیارے بیٹے! تیرے ساتھ دشمنوں کے اس سلوک سے مجھے افسوس ہے تو بیٹے نے عرض کیا امی جان! میرے ساتھ یہ سب کچھ آپ کو تکلیف دینے کی وجہ سے ہوا ہے آپ مجھ سے خوش ہو جائیے۔ ماں نے کہا ”يَا بُنَيَّ اِنِّي رَضِيتُ عَنْكَ“ اے پیارے بیٹے! میں تجھ سے خوش ہوں، جب رات آئی تو اللہ کی قدرت سے دوبارہ اس کا ہاتھ پہلے کی طرح ہو گیا۔

(درة الناصحین)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ذرا قدرت کا انصاف دیکھئے کہ جیسا جرم ہے قدرت اسی انداز کی مجرم کو سزا بھی دے رہی ہے، بیٹے

نے مال دینے سے بخیلی کی تھی تو وہ مال تباہ و برباد ہو گیا اور ہاتھ کو داد و دہش سے روکا تھا تو وہ ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ گردن سے ”ہاتھ سٹالینا“ بخیلی سے کنایہ ہوتا ہے تو کٹے ہوئے ہاتھ کو گردن میں لٹکا کر گویا یہ اعلان کیا گیا کہ دیکھ لو! ماں باپ کے ساتھ بخیلی کرنے کی یہی سزا ہے۔ اب اسی کے ساتھ ماں کی خوشنودی کا کرشمہ بھی دیکھئے کہ ادھر ماں بیٹے سے راضی ہوتی ہے اور ادھر قادر مطلق دوبارہ بیٹے کو ہاتھ سے نواز دیتا ہے۔ اللہ عز و جل ہمیں والدین کو خوش رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ایک بزرگ کا حج مقبول نہ ہوا

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ ایک سال حج کے لئے تشریف لے گئے، جب لوگ عرفات سے واپس ہوئے تو رات میں آپ نے خواب میں دیکھا کہ آسمان سے دو فرشتے اترے، ایک نے دوسرے سے پوچھا! مسال کتنے لوگوں کا حج مقبول ہوا؟ دوسرے فرشتے نے جواب دیا ”سوائے احمد بن محمد بلخی کے سارے حاجیوں کا حج مقبول ہو گیا ہے، انھوں نے راستے بھر مشقت برداشت کی اور نتیجہ محرومی رہا۔“

بیچارہ کسے کوشوداز کوئے تو محروم

پس نیست در اجائے دیگر در ہمہ بوم

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیدار ہوئے مگر اسی فکر میں رات بھر انھیں نیند نہ آئی۔ صبح تڑکے وہ خراسان کے قافلے میں گئے اور حضرت احمد بلخی کو ڈھونڈنے لگے۔ وہ اسی جستو میں چکر لگاتے ہوئے ایک بڑے خیمے کے پاس پہنچے وہاں کا یہ عالم کہ خیمہ کا پردہ گرا ہوا ہے اور ایک خوبصورت جوان موٹا کپڑے پہنے پیر میں بیڑی اور گردن میں محرومی کا طوق ڈالے کھڑا ہے۔ اس نو جوان کی نگاہ حضرت مالک پر پڑی تو اس نے آپ کو سلام کیا اور کہا اے مالک! جس جوان کے متعلق آپ نے خواب میں دیکھا ہے کہ اس کا حج مقبول نہیں ہوا وہ میں ہی ہوں اور یہ موٹا کپڑا، طوق اور بیڑی میری محرومی کی نشانی ہے۔ حضرت مالک کا بیان ہے کہ میں تو حیرت میں پڑ گیا، میں نے اس جوان سے کہا اللہ اکبر! آپ ایسے روشن ضمیر اور صاف دل ہیں اور آپ کو کچھ نہیں

معلوم کہ یہ محرومی آخر کس بنا پر ہے؟ جوان نے کہا ہاں مجھے معلوم ہے، اس محرومی کی وجہ یہ ہے کہ میرے والد مجھ سے ناخوش ہیں۔ میں نے پوچھا آپ کے والد کہاں ہیں۔ بتایا اسی قافلے میں وہ بھی ہیں، میں نے کہا کسی کو میرے ساتھ بھیج دیجئے تاکہ میں آپ کے والد کے پاس جا کر سفارش کروں ممکن ہے وہ آپ سے راضی ہو جائیں۔ انہوں نے ایک آدمی کے ساتھ اپنے والد کے پاس پہنچا دیا۔ میں نے وہاں دیکھا کہ ایک عمدہ سائبان ہے جس میں شاہانہ فرش بچھے ہوئے ہیں اور ایک خوش کلام بوڑھا شخص کرسی پر جاہ و جلال کے ساتھ بیٹھا ہے جس کے سامنے بہت سے لوگ صف باندھے کھڑے ہیں۔

میں نے جا کر سلام کیا اور پوچھا کہ اے شیخ! کیا آپ کا کوئی بڑا لڑکا بھی ہے؟ کہا ہاں ایک نالائق لڑکا ہے میں اس سے خوش نہیں ہوں۔ میں نے ان سے گزارش کی کہ آج کا دن وہ دن نہیں ہے کہ کوئی شخص کسی کی ایذا رسانی کو دل میں بٹھائے رکھے۔ آج تو ظلم کے بخشنے اور دشمنوں کے معاف کرنے کا دن ہے یہ بات کوئی بھلی نہیں لگتی کہ آپ اپنے فرزند کو عذاب میں مبتلا رکھیں۔ میں مالک بن دینار ہوں، رات میں نے اس طرح کا خواب دیکھا ہے۔ آپ کو خدا اور رسول کا واسطہ آپ اپنے فرزند کی غلطی کو نظر انداز کر کے اسے معاف کر دیں۔ وہ بوڑھا یہ سن کر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا اے شیخ! میں نے طے کر لیا تھا کہ کبھی اس سے خوش نہ ہوں گا مگر آپ ایک بزرگ ہستی ہیں اور بڑے عظیم شفیع کا واسطہ لائے ہیں تو میں اسے معاف کرتا ہوں، میرا دل اس سے خوش ہے۔

ٹھانی تھی دل میں اب نہ ملیں گے کسی سے ہم

پر کیا کریں کہ ہو گئے مجبور جی سے ہم

حضرت مالک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے بوڑھے کو دعا دی اور اس کا شکریہ ادا کیا پھر میں اس جوان کے خیمے کے پاس آیا تاکہ اسے باپ کی خوشنودی کی بشارت

دوں، یہاں آیا تو حیرت زدہ رہ گیا کہ جوان طوق اور بیڑی سے آزاد ہے، موٹا کپڑا بدن سے الگ ہے اور پاکیزہ کپڑا زیب تن کئے ہوئے ہے۔ وہ خوش خوش خیمے سے باہر آیا اور کہنے لگا اے مالک! اللہ تعالیٰ آپ کو بہترین جزا عطا فرمائے کہ آپ نے میرے اور میرے والد ماجد کے درمیان صلح کرا دی اور ان کی خوشنودی کی برکت سے میرا حج بھی مقبول ہو گیا۔

(عظمت والدین بحوالہ اخلاق محسنی)

میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! جب اللہ کے ولی کو والدین کی ناراضگی کی سزا مل سکتی ہے تو ہم اور آپ کس شمار و قطار میں ہیں؟ لہذا ہمیں اس واقعہ سے درس عبرت حاصل کرنا چاہئے۔

فرمانبردار بننے کا طریقہ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”جس شخص کے والدین یا ان میں سے کسی ایک کا انتقال ہو جائے اور وہ ان کا نافرمان ہو پھر وہ ان کے لئے مستقل استغفار اور دعا کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ اسے فرماں بردار لکھ دیتا ہے“ (بیہقی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے اپنے والدین کے انتقال کے بعد ان کا قرض ادا کر دیا اور ان کی نذر پوری کی اور ان کو برا بھلا کہلانے کا سبب نہ بنا تو وہ خواہ (زندگی میں) ان کا نافرمان کیوں نہ ہو تب بھی ان کا فرمان بردار لکھ دیا جائے گا۔ (رواہ)

(ابن عساکر)

مسائل و آداب

صاحب تفسیر روح البیان نے آیت کریمہ ”وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِلَٰهًا“ کے تحت چند مسائل و آداب کا ذکر فرمایا جن کا سمجھنا اور یاد رکھنا ہمارے لئے نہایت ہی ضروری ہے۔

☆ والدین کو نام لے کر نہ بلائے اس لئے کہ یہ بھی مروت کے خلاف ہے بلکہ کھلی گستاخی ہے ہاں اگر عام گفتگو میں ان کے اسم بتانے کی ضرورت پڑے تو نام بتا سکتا ہے۔

☆ ان کی آواز پر اپنی آواز کو اونچا نہ کرے نہ ہی ان کے سامنے اونچا بولے بلکہ نرم لہجہ اور خوش کلامی سے بات کرے ہاں اگر وہ بہرے ہوں یا افہام و تفہیم صرف اونچی آواز میں ہو سکتی ہے تو ضرورت کے وقت جائز ہے۔

☆ کسی کے ماں باپ کو گالی نہ دے کیوں کہ وہ جوانی حملہ کر کے اس کے ماں باپ کو گالی دے گا۔

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ والدین کے ساتھ ایسے زندگی بسر کرے جیسے ایک ذلیل خطا کار غلام اپنے تڑس رو اور سخت گیر آقا کے ساتھ زندگی بسر کرتا ہے یعنی جیسے غلام مذکور اپنے آقائے مذکور کے سامنے چا پلوسی اور خوشامد کر کے وقت بسر کرتا ہے ایسے ہی اولاد کو ماں باپ کے سامنے زندگی بسر کرنی چاہئے یعنی ماں باپ کو غیظ و غضب سے نہ دیکھے۔

☆ ماں باپ کی طرف محبت، شفقت اور نہایت ہی مہربانی سے دیکھے۔

☆ اپنے ماں باپ کی خدمت خود کرے کسی دوسرے کے سپرد نہ کرے۔

☆ انسان کو اپنے ماں باپ کی اور استاذ اور پیر و مرشد کی خدمت سے عار نہ کرنی چاہئے، اسی طرح بادشاہ، حاکم وقت، اور مہمان کا حکم ہے۔

☆ باپ کے لئے نماز کا امام بھی نہ بنے اگرچہ بیٹا اس سے زیادہ فقیہ ہو۔ ہاں اگر وہ دین کے احکام اور ان کے مسائل سے واقف نہیں تو جائز ہے۔

☆ ماں باپ کے آگے بھی نہ چلے ہاں اگر راستہ صاف کرنے کی ضرورت درپیش ہو تو جائز ہے۔

☆ ماں باپ کے سامنے کسی بھی اونچی جگہ پر نہ بیٹھے کہ اس سے ماں باپ کی اہانت

ہوتی ہو۔

☆ کسی معاملہ میں ماں باپ سے سبقت نہ کرے مثلاً کھانے پینے، بیٹھنے اور گفتگو وغیرہ میں۔

☆ اگر باپ بد مذہب ہے وہ اسے اپنی عبادت گاہ میں لے جانا چاہتا ہے تو نہ جائے ہاں اگر باپ اسے کسی مذہبی چیز اپنے یہاں اٹھالانے کا حکم دے تو اسے کرے۔

☆ امام ابو یوسف علیہ الرحمہ نے فرمایا ”اگر اسے ماں باپ حکم فرمائیں کہ ہانڈی کے نیچے آگ جلانے حالانکہ اس ہانڈی میں خنزیر کا گوشت پکایا جا رہا ہے تو آگ جلانے میں حرج نہیں“

☆ ماں باپ سے عار کر کے اپنے آپ کو کسی دوسرے مشہور و معروف شخصیت کی طرف منسوب نہ کرے اس لئے کہ لعنت کا موجب ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”اپنے آپ کو دوسری ذات میں منسوب کرنے والے پر اللہ اور فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو اس کی نہ کوئی عبادت (فرائض) نہ نیکی (نوافل) قبول ہوگی“

☆ اگر ماں باپ ہر دونوں یا ان میں سے ایک کافر ہو تو ان کے لئے اسلام قبول کرنے کی دعا کریں۔

فائدہ: کاشفی نے لکھا ہے کہ اولاد کو اپنے ماں باپ کے لئے دعا مانگنے کے مختلف طریقے ہیں اگر وہ مسلمان ہیں تو ان کے لئے بہشت کی اگر کافر ہیں تو ان کے لئے ایمان و اسلام کی دعا مانگے۔ (تفسیر روح البیان)

بعد انتقال حسن سلوک کے طریقے

خالق کائنات عز و جل اور اس کے پیارے محبوب محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس طرح والدین کی زندگی میں ان کے ساتھ حسن سلوک اور ان کی اطاعت و

فرماں برداری کا حکم دیا ہے بعد وفات بھی ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم صادر فرمایا ہے۔ والدین کے انتقال کے بعد ان سے حسن سلوک یہ ہے کہ ان کی تجہیز و تکفین نیز ان کی جائز وصیتوں پر عمل کرے۔ چنانچہ حضرت ابواسید مالک بن ربیعہ ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! ماں باپ کے انتقال کے بعد ان کے ساتھ نیکی کرنے کا کوئی طریقہ باقی ہے جسے میں بجالاؤں؟ فرمایا: ہاں، چار باتیں ہیں۔

(۱) ان کی نماز جنازہ پڑھنا۔

(۲) ان کے لئے دعائے مغفرت کرتے رہنا۔

(۳) ان کی وصیت پر عمل کرتے رہنا۔

(۴) ان کے دوستوں کی خاطر داری اور مہمان نوازی کرتے رہنا اور جو رشتہ صرف انہیں کی جانب سے ہو ان کو نیک برتاؤ کے ساتھ قائم رکھنا۔ یہ وہ نیکیاں ہیں جن کا کرنا ان کی موت کے بعد بھی ان کے ساتھ نیکی کرنا ہی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، بحوالہ الجامع الکبیر)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! والدین کا حق ان کے انتقال کے بعد بھی باقی رہتا ہے جس کا خیال ہمیشہ رکھنا چاہئے۔ اللہ عز و جل اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل ہمیں مذکورہ باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ماں باپ کے لئے دعائے مغفرت

حضرت ابواسید مالک بن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”اَسْتَغْفَرُ الْوَلَدَ لِابَوَيْهِ بَعْدَ الْمَوْتِ مِنَ الْبَرِّ“ ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک میں سے ایک یہ ہے کہ اولاد ان کے انتقال کے

بعد ان کے لئے دعائے مغفرت کرتی رہے۔ (جامع الاحادیث جلد سوم ص ۲۰۶)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! والدین کے مرنے کے بعد حسن سلوک کا طریقہ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بتا دیا کہ ان کے لئے دعائے مغفرت کریں۔

ماں باپ کی طرف سے صدقہ کرو

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص کچھ نفل خیرات کرے تو چاہئے کہ اسے اپنے ماں باپ کی طرف سے کرے کہ اس کا ثواب انہیں ملے گا اور اس کے ثواب میں کچھ نہ گھٹے گا۔ (جامع الاحادیث جلد سوم ص ۲۰۶)

ایک اور مقام پر سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: والدین کے مرنے کے بعد نیک سلوک سے یہ ہے کہ تو اپنی نماز کے ساتھ ان کے لئے نماز پڑھے اور اپنے روزوں کے ساتھ ان کے لئے روزے رکھے۔ (جامع الاحادیث جلد سوم ص ۲۰۷)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتاویٰ رضویہ شریف میں رقم طراز ہیں:

ایک صحابی رسول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! میں اپنے ماں باپ کے ساتھ زندگی میں نیک سلوک کرتا تھا اب وہ مر گئے ان کے ساتھ نیک سلوک کرنے کی کیا راہ ہے؟ اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مندرجہ بالا ارشاد فرمایا۔ نیز اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب اپنے ثواب ملنے کے لئے کچھ نفل نماز پڑھے یا روزے رکھے تو کچھ نفل ان کی طرف سے پڑھے اور ثواب پہنچائے۔ یا نماز روزہ جو عمل نیک کرے ساتھ ہی انہیں ثواب پہنچنے کی نیت کرے کہ انہیں بھی ملے گا

اور تیرا بھی کم نہ ہوگا۔ (جامع الاحادیث)

والدین کی طرف سے حج

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: انسان جب اپنے والدین کی طرف سے حج کرتا ہے وہ حج اس کی اور ان سب کی طرف سے قبول کیا جاتا ہے اور ان کی روحیں آسمان میں اس سے شاد ہوتی ہیں اور یہ شخص اللہ عز و جل کے نزدیک ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے والا لکھا جاتا ہے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو اپنے ماں باپ کی طرف سے حج کرے ان کی طرف سے حج ادا ہو جائے گا اور اسے دس حج کا ثواب زیادہ ہے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اگر اللہ عز و جل دولت سے نوازے تو ضرور ان کی طرف سے حج کر کے ان کو خوش کریں۔ مولیٰ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔

ماں باپ کا قرض ادا کرو

حضرت عبد الرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنے ماں باپ کے بعد ان کی قسم سچی کرے اور ان کا قرض ادا کرے اور کسی کے ماں باپ کو برا بھلا نہ کہے کہ جواب میں وہ اس کے ماں باپ کو برا بھلا کہے گا لہذا اگر کوئی اپنے ماں باپ کو برا بھلا کہلوانے سے بچائے تو وہ والدین کے ساتھ نیکو کار لکھا جاتا ہے اگرچہ وہ ان کی زندگی میں نافرمان تھا۔ اور جو اُن کی قسم پوری نہ کرے اور ان کا قرض نہ اتارے اور اوروں کے والدین کو برا کہہ کر انہیں برا کہلوائے وہ نافرمان لکھا جاتا ہے اگرچہ وہ ان کی حیات میں فرمانبردار تھا۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! خدا را کسی کے بھی ماں باپ کو برا نہ کہو ورنہ جواباً وہ آپ کے ماں باپ کو برا بھلا کہے گا اور وہ بے قصور آپ کی وجہ سے گالیاں سنیں گے۔ ایسا کرنے والا اگر صوم و صلاۃ کا پابند بھی ہے تب بھی وہ ماں باپ کا نافرمان لکھا جائے گا۔

والدین کی قبروں کی زیارت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو اپنے ماں باپ یا ان میں سے ایک کے قبر کی جمعہ کے روز زیارت کرے وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے والا لکھا جاتا ہے۔
امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص بروز جمعہ اپنے والدین یا ان میں سے کسی ایک کی قبر کی زیارت کرے اور وہاں یسّ پڑھے وہ بخش دیا جائے گا۔
بلبل شیراز حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمہ نے کیا خوب فرمایا

سہ
سا لہا بر تو بگزر دو کہ گزر نہ کنی سوئے تربتِ پدرت
تو بجائے پدر چہ کردی خیر تا ہماں چشم داری از پسر ت
یعنی بہت سال گزرنے پر بھی تو کبھی اپنے ماں باپ کی قبر پر فاتحہ خوانی کے لئے نہیں گیا بتا جب تو نے اپنے باپ کے ساتھ بھلائی نہیں کی تو پھر اپنی اولاد سے کس منہ سے بھلائی کی امید رکھتا ہے؟

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! قربان جانیے رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عنایتوں پر کہ آپ نے بکثرت ثواب ملنے کی بشارت عطا فرمایا۔ والدین کی قبر کی زیارت پر حج مبرور کا ثواب اور زیارت کرنے والے کی قبر کی زیارت کو فرشتے آئیں گے، اس سے بڑھ کر سعادت اور کیا ہوگی؟ خدا را! ان کے

انتقال کے بعد ان کو مت بھولو بلکہ ان کی قبر کی زیارت کو جایا آیا کرو اور ان کے ایصال
ثواب کے لئے فاتحہ خوانی کرتے رہو۔ انشاء اللہ مرنے کے بعد آپ کی قبر کی زیارت
کے لئے آپ کی بھی اولاد آئے گی۔ اللہ عز و جل ہم سب کو اپنے مرحوم والدین کی قبروں
پر حاضری دے کر ان کے لئے ایصالِ ثواب کرتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔



میاں، بیوی کے حقوق

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اسلام میں حقوق العباد کی بڑی اہمیت ہے، حقوق العباد کی ادائیگی پر قرآن و احادیث میں بڑی بشارتیں موجود ہیں اور بندوں کے حقوق ادا نہ کرنے پر سخت وعیدیں ہیں، حقوق العباد تو بہت ہیں یہاں ہم چند کے حقوق اختصار کے ساتھ ذکر کرتے ہیں۔

مرد پر عورت کے حقوق

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! بانی اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے قبل دنیا میں ہر شخص اپنے حقوق اور فرائض سے غافل تھا، مرد عورتوں سے اپنے سارے حقوق ادا کرواتے تھے مگر عورتوں کو ایک لونڈی کی حیثیت سے رکھتے تھے، نہ ان کے حقوق کی ادائیگی کرتے تھے اور نہ ہی انہیں کوئی قدر و منزلت دیتے تھے۔ مذہب اسلام کی جلوہ گری ہوتے ہی ساری انسانیت کو اس کے حقوق سے آشنا کرا دیا گیا، مردوں کو ان کے حقوق بتائے گئے عورتوں کو ان کے حقوق دلائے گئے اور ان کے حقوق کی حفاظت کے لئے قانون الہی آسمان سے نازل ہوا۔

مرد پر نکاح کے بعد عورت کے حقوق کی ادائیگی لازم ہو جاتی ہے کہ اگر وہ اس میں کوتاہی برتا ہے یا اسے فراموش کرتا ہے تو اسلامی نقطہ نظر سے عذاب خداوندی کا سزاوار ہوگا اور جہنم کے عذاب کا مستحق ہوگا۔ مرد پر عورت کے کیا کیا حقوق بنتے ہیں قرآن و حدیث میں اس کی مکمل وضاحت ہے۔ پڑھیں اور عمل کرنے کی کوشش

کریں۔

بھلائی کرو

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے ”وَ عَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَ يُجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا“ اپنی بیویوں کے ساتھ نیکی اور بھلائی کے ساتھ زندگی گزارو، ہو سکتا ہے تم کسی بات کو ناپسند کرو اور اللہ تعالیٰ نے اس میں خیر کثیر رکھی ہو۔ (سورہ نسا: ۱۹)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ عزوجل نے بیویوں کے ساتھ نیکی اور بھلائی کے ساتھ زندگی گزارنے کا حکم فرمایا۔ شوہر پر لازم ہے کہ اپنی بیوی کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے، شوہر پر بحیثیت شوہر اپنی بیوی اور بچوں کے کھانے، کپڑے اور رہائش کی ذمہ داری ہے۔

دونوں برابر

ارشاد باری تعالیٰ ہے ”وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ“ اور عورتوں کا حق مردوں پر ایسا ہی ہے جیسا عورتوں پر ہے دستور کے مطابق۔

(سورہ بقرہ آیت ۲۲۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اسلام عدل و مساوات کا مذہب ہے، اسلام نے جس طرح عورتوں پر ان کے شوہروں کے حقوق رکھے ہیں اسی طرح شوہروں پر بھی عورتوں کے حقوق رکھے ہیں۔ آج اسلام پر لوگ الزام تراشیاں کرتے ہیں اور اس بات کا پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ اسلام نے عورتوں سے ان کے حقوق چھین لیا ہے، ان کو پابند سلاسل کر دیا ہے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ قرآن مقدس کی صرف مذکورہ آیت کو انصاف و دیانت کی نگاہ سے پڑھ لیں تو دشمنان اسلام کی آنکھ کھل جائے کہ اسلام نے جس طرح عورتوں پر مردوں کے حقوق

رکھے ہیں اسی طرح مردوں کو بھی عورتوں کے حقوق کی ادائیگی کا حکم فرمایا ہے۔ اسلام نے تو عورت کو وہ عزت اور مقام دیا ہے کہ دوسرے کسی مذہب میں اسے وہ مقام حاصل ہی نہیں۔

مذکورہ آیت کی تفسیر میں صاحب تفسیر نعیمی لکھتے ہیں: اسلام سے پہلے عرب بلکہ ہندوستان میں بھی عورت مثل مال مولیشی کے سمجھی جاتی تھی کہ شوہر فقط اپنی خدمت کے لئے کھانا کپڑا دے کر ان سے غلاموں کا سا برتاؤ کرتے تھے بلکہ انہیں جائیداد کی طرح استعمال کرتے تھے۔ اسلام نے عورت کو نیچے سے اوپر اٹھایا، اس کے حقوق بھی قائم کئے مگر چوں کہ بالکل برابری کرنے میں گھر کا انتظام قائم نہیں رہ سکتا، ملکی و خانگی انتظام کے لئے کوئی افسر ضرور چاہئے اگر ملک میں کوئی بادشاہ نہ ہو سب یکساں ہوں تو اس کی بربادی یقینی ہے۔ ایسے ہی اگر گھر میں کوئی حاکم نہ ہو، سب یکساں ہوں تو گھر کی تباہی لازمی ہے اس لئے مردوں کو عورتوں کا حاکم بنایا کیوں کہ مرد میں قوت شجاعت عقل وغیرہ زیادہ نیز اس کے ذمہ بیوی کا سارا خرچ بعض حقوق تو مشترک ہیں اور بعض خاص حقوق مشترک دو قسم کے ہیں ایک حقوق شرعی جس کا دعویٰ کیا جاسکتا ہے اور جن کے ادا کرنے پر حاکم مجبور کر سکتا ہے۔ دوسرے حقوق اخلاقی کہ جن کا ادا کرنا ضروری مگر ان کا عدالت میں دعویٰ نہیں ہو سکتا۔ عورت کے حقوق شرعی مرد پر چار قسم کے ہیں (۱) کھانا کہ جیسا خود کھائے اسے بھی کھلائے (۲) کپڑا کہ جیسا خود پہنے اسے بھی پہنائے اور حسب حیثیت اسے آرام میں رکھے (۳) مکان کہ حسب حیثیت اسے رہنے کے لئے جگہ دے (۴) مجامعت۔

مرد کے لئے ضروری ہے کہ بیماری میں اس کا علاج کرائے، کبھی کبھی اس کو میکے والوں سے ملاتا رہے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنی بیوی کو راضی کرنے کے لئے اچھا لباس پہنتا ہوں کہ جب میلے کپڑے

میں وہ مجھے بری معلوم ہوتی ہے تو میں اسے کب اچھا معلوم ہوں گا۔

حدیث شریف میں ہے کہ اگر تم قیامت میں مجھ سے قرب چاہتے ہو تو اپنی بیویوں کو راضی رکھو۔ بلکہ اس کی خوشنودی کے لئے اس کے میکے والوں بلکہ اس کی سہیلیوں سے بھی سلوک کرو۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت خدیجہ کی وفات کے بعد ان کی طرف سے قربانی کرتے جس کا گوشت حضرت خدیجہ کی سہیلیوں میں تقسیم فرماتے تھے۔ لہذا مرد کو چاہئے کہ بیوی کے انتقال کے بعد تیجہ، دسواں، چالیسواں، برسی، صدقہ وغیرہ اس کے ایصالِ ثواب کے لئے کرے۔ یہ بھی بہتر ہے کہ زندگی میں اپنی بیوی کو جن عورتوں سے محبت و میل ہو وہ فاتحہ کا کھانا انہیں بھیجے، اسے بعد وفات اچھائی سے یاد کرے، اس کے لئے دعائے مغفرت کرے، اس کے ماں باپ و اہل قرابت کا ہمیشہ احترام کرے۔ جب کہ حضور نے حضرت خدیجہ کی سہیلیوں سے یہ سلوک کیا تو بیوی کے ماں باپ و اہل قرابت تو زیادہ سلوک کے حقدار ہیں۔ خلاصہ یہ کہ ہر ایک دونوں کو خوش رکھنے کی انتہائی جائز کوشش کریں۔ (تفسیر نعیمی جلد دوم ص ۲۹۳)

سب سے اچھا کون؟

رسولِ مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ”خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لَا اَهْلًا وَاَنَا خَيْرُكُمْ لَا اَهْلِي“ تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنی بیوی کے لئے بہتر ہو اور میں اپنی بیوی کے لئے تم میں سب سے بہتر ہوں۔ (کیمیائے سعادت: ۲۶۲)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس حدیث کا مفہوم بالکل واضح ہے کہ جو شخص اپنی بیوی کے لئے بہتر ہو وہ سب سے بہتر انسان ہے۔ کیوں کہ بیوی مرد کے زیر دست ہوتی ہے، اس پر اس کو حاکم بنا دیا گیا ہے تو اکثر ایسا ہوتا ہے کہ لوگ اپنے تصرفات کو بے جا استعمال کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ اسی لئے فرمایا گیا کہ جو اپنی بیوی کی نظر میں بہتر ہو یعنی اس کے ساتھ اچھا سلوک کر کے اس

کے دل میں اپنے لئے جگہ بنا لے وہ سب سے بہترین انسان ہے اور پھر رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی مثال بھی پیش فرمائی کہ میں تم میں اپنی بیویوں کے لئے سب سے بہتر ہوں کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی تمام ازواج مطہرات کے ساتھ ہمیشہ رفیق و نرمی کا برتاؤ کیا ہے، کبھی کسی کی حق تلفی نہ ہونے دی اور تمام ازواج کے درمیان عدل و مساوات کا خاص خیال فرمایا ہے، آپ ان کی دلجوئی بھی فرماتے تھے۔ آپ کی ذات زندگی کے ہر مرحلہ میں ہمارے لئے رہنما و رہبر ہے لہذا اپنی بیویوں کے حقوق کی ادائیگی میں بھی ہمیں رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات کو دیکھنا چاہئے اور آپ کے بتائے ہوئے راستے پر عمل کرنا چاہئے۔

عورت کی مثال

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”الْمَرْأَةُ كَالْضِّلَعِ إِنْ أَقْمَتَهَا كَسَرَتْهَا وَ هِيَ يُسْتَمْتَعُ بِهَا عَلَى عَوَجٍ“ عورت پسلی کی طرح ہے، اگر تم اس کو سیدھا کرو گے تو توڑ دو گے، اس سے اس کی کجی کے ساتھ ہی فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔ (ابن ماجہ: ۱۳۳)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! یہ حقیقت بالکل واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مرد کی پسلی سے عورت کو پیدا فرمایا، پسلی ٹیڑھی رہتی ہے، جس طرح ٹیڑھی ہڈی کو سیدھا کرنا مشکل کام ہے اسی طرح عورت کو بالکل سیدھا رکھنا بہت مشکل امر ہے۔ رسول گرامی و قاری صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق عورت سے اس کی کجی کے ساتھ ہی فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔

تین باتیں

لوگوں نے سنا کہ جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وفات شریف

کے وقت آہستہ آہستہ یہ تین باتیں فرماتے تھے: نماز پڑھو، لوٹڈی، غلاموں کے ساتھ بھلائی کیا کرو اور عورتوں کے بارے میں اللہ ہی اللہ ہے۔ یہ تمہاری قیدی ہیں، ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ (کیمیائے سعادت: ۲۶۲)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آخری نصیحت و وصیت مذکورہ تین باتیں ہیں، گویا حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنی امت کے تعلق سے ان تین باتوں کا زیادہ خدشہ تھا اسی لئے آپ وصال شریف کے وقت بھی ان تین چیزوں کی تاکید فرما رہے تھے۔ آج ہمارے درمیان یہ تین باتیں عام ہو چکی ہیں، ہم نمازوں سے دن بدن غافل ہوتے چلے جا رہے ہیں، اپنے زیر دستوں اور اپنے نوکروں پر ظلم و زیادتی کرنا ہمارا شعار بن چکا ہے اور بیویوں کے حقوق کی پامالی ہماری عادت بن چکی ہے۔ گویا رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آج سے چودہ سو سال پہلے ہی یہ دیکھ رہے تھے کہ ایک دور ایسا آنے والا ہے جس میں یہ تین باتیں عام ہو جائیں گی لہذا آپ نے اپنی وفات کے وقت بھی ان تین باتوں کی وصیت فرمائی۔ ہم اگر محبت رسول کے دعویدار ہیں تو ہمارا فریضہ بنتا ہے کہ آپ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے ہر ہر لفظ کو عملی جامہ پہنائیں۔

ایوب علیہ السلام کا ثواب

رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنی بیوی کی بدخصلتی پر صبر کرے اس کو اتنا ثواب ملے گا جتنا حضرت ایوب علیہ السلام کو ان کی مصیبت پر ملا۔ (کیمیائے سعادت: ۲۶۲)

امام غزالی کی نصیحت

حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نکاح کے آداب بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: اپنی بیویوں کے ساتھ مزاح اور خوش طبعی کرے، ان سے رکا نہ رہے اور ان کی عقل کے موافق رہے اس لئے کہ کوئی شخص اپنی عورت کے ساتھ اتنی خوش طبعی نہ کرتا جتنی رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کرتے تھے حتیٰ کہ بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ دوڑے کہ دیکھیں کہ کون آگے نکل جاتا ہے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آگے نکل گئے۔ دوبارہ دوڑنے کا اتفاق ہوا، حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آگے نکل گئیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ پہلے کا بدلہ ہو گیا یعنی اب ہم تم برابر ہو گئے۔

ایک دن حبشیوں کی آواز سنی کہ کھیلتے اور کودتے ہیں۔ حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا: تم چاہتی ہو کہ دیکھو؟ وہ بولیں ہاں۔ آپ نزدیک تشریف لائے اور ہاتھ پھیلا یا، حضرت صدیقہ آپ کے بازو پر ٹھوڑی رکھ کر دیر تک دیکھتی رہیں۔ آپ نے فرمایا: عائشہ ابھی بس نہ کرو گی؟ جب وہ چپ رہیں۔ تین بار آپ نے فرمایا تب انہوں نے بس کیا۔

بزرگوں نے فرمایا ہے کہ مرد کو چاہئے کہ جب گھر میں آئے ہنستے ہوئے آئے، جب باہر جائے چپ جائے اور جو کچھ پائے کھائے جو نہ پائے اسے نہ پوچھے۔

ٹھٹھا اور کھیل اس درجہ نہ بڑھائے کہ اس کا ڈر جاتا رہے اور برے کاموں میں عورتوں کی موافقت نہ کرے بلکہ جب کوئی کام آدمیت اور شریعت کے خلاف دیکھے تو تنبیہ کر دے۔ (کیمیائے سعادت: ۲۶۳)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! امام غزالی رحمۃ

اللہ تعالیٰ علیہ کی مذکورہ نصیحتیں ہمارے لئے قابل عمل ہیں اور اگر ہر شوہر ان نصیحتوں پر عمل کرنے لگ جائے تو ازدواجی زندگی بحسن و خوبی گزر جائے گی۔ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی نصیحتوں پر حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زندگی مبارک کو بطور مثال پیش فرمایا تاکہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازدواجی زندگی کو دیکھ کر آپ کی امت اس پر عمل کرتے ہوئے اپنی ازدواجی زندگی مسرت و خوشی کے ساتھ گزار سکے۔ اللہ رب العزت اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

عورتوں پر مردوں کے حقوق

اے اسلام کی مقدس شہزادیو! اللہ تعالیٰ نے شوہروں کو بیویوں پر حاکم بنایا ہے اور بہت بڑی بزرگی دی ہے۔ چنانچہ قرآن مقدس میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: **الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ** مرد عورتوں پر حاکم ہیں۔

اسلام کی مقدس شہزادیو! ایک حاکم کا عہدہ کتنا بلند ہوتا ہے کہ اگر وہ شریعت مطہرہ کی روشنی میں اپنی حکومت چلا رہا ہے اور اس کی رعایا میں سے کوئی اس سے بغاوت کرے تو اس کی سزا موت ہے۔ اللہ عزوجل نے اس آیت میں عورتوں پر مردوں کو حاکم قرار دیا اس کا مطلب یہ ہے کہ مرد اگر عورت کے حقوق کی ادائیگی کرتا ہے اور عورت اس کے حکم کے خلاف عمل کرتی ہے تو کل بروز قیامت ایسی عورت ضرور بالضرور عذاب خداوندی کی حقدار ہوگی۔ اس لئے ہر عورت پر فرض ہے کہ وہ اپنے شوہر کا حکم مانے اور خوشی خوشی اپنے شوہر کے ہر حکم کی تابعداری کرے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے شوہر کا بہت بڑا حق بنایا ہے۔ یاد رکھو کہ شوہر کو راضی و خوش رکھنا بہت بڑی عبادت ہے اور شوہر کو ناخوش اور ناراض رکھنا بہت بڑا گناہ ہے۔

نیک عورت کون؟

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے ”فَالصَّالِحَاتُ قَنِيتٌ حَفِظْتُ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ“ نیک عورتیں (خاوند کی) فرمانبرداری کرتی ہیں اور خاوند کی غیر موجودگی میں (اس کے مال و عزت کی) حفاظت کرتی ہیں جس طرح اللہ عزوجل نے حفاظت کا حکم دیا ہے۔ (سورہ نسا: ۳۴)

اللہ عزوجل نے اس آیت میں نیک عورتوں کی صفت بیان فرمائی کہ نیک عورتیں وہ ہیں جو اپنے شوہروں کی فرمانبرداری کرتی ہیں اور خاوند کی غیر موجودگی میں اس کے مال اور اس کی عزت و آبرو کی حفاظت کرتی ہیں اور اپنی جانب سے کوئی ایسا عمل نہیں کرتی ہیں جو شوہر کے نقصان یا اس کی عزت پر آنچ آنے کا سبب بنے۔ بیوی پر فرض ہے کہ وہ اپنے خاوند کی فرمانبرداری اور اطاعت کرے اور خاوند کی غیر موجودگی میں اس کے مال و دولت اور عزت و آبرو کی بھی حفاظت کرے۔ اس کی عزت و آبرو کی حفاظت سے مراد یہ بھی ہے کہ اپنی پاکدامنی کی حفاظت کرے۔

شوہر کی ناشکری کی سزا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ”أُرِيتُ النَّارَ فَإِذَا أَكْثَرُ أَهْلِهَا النِّسَاءُ يَكْفُرْنَ قِيلَ أَيْ كَفَرْنَ بِاللّٰهِ قَالَ يَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ وَ يَكْفُرْنَ الْإِحْسَانَ لَوْ أَحْسَنْتَ إِلَى أَحَدَاهِنَّ الدَّهْرَ ثُمَّ رَأَتْ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ“ مجھے جہنم کی آگ دکھائی گئی، جہنم میں ان عورتوں کی تعداد زیادہ تھی جو ناشکری کرتی ہیں، پوچھا گیا کیا اللہ تعالیٰ کی ناشکری کرتی ہیں؟ فرمایا: خاوند کی نافرمانی کرتی ہیں اور اس کے احسانات کا شکر ادا نہیں کرتیں، اگر تم ساری عمر ان کے ساتھ احسان کرتے رہو اور صرف ایک دن وہ تم سے کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھیں تو کہتی ہیں کہ مجھے تم سے کبھی بھلائی

نہیں پہنچی۔ (بخاری جلد اول ص: ۹)

عورتوں میں اکثر ناشکری اور شوہروں کی نافرمانی کی عادت پائی جاتی ہے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جہنم میں سب سے زیادہ وہ عورتیں ہوں گی جو اپنے شوہروں کی نافرمانی اور ناشکری کرتی ہیں۔ لہذا ہماری اسلامی بہنوں کو ہمیشہ اپنے شوہروں کی اطاعت و فرمانبرداری اور ان کی شکرگزاری کرتے رہنا چاہئے تاکہ جہنم کے دہکتے ہوئے شعلوں سے محفوظ ہو سکیں۔

فرشتوں کی لعنت

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”إِنَّ حَقَّ الزَّوْجِ عَلَى زَوْجَتِهِ إِنْ سَأَلَهَا نَفْسَهَا وَهِيَ عَلَى ظَهْرٍ بَعِيرٍ أَنْ لَا تَمْنَعَهُ نَفْسَهَا وَمِنْ حَقِّ الزَّوْجِ عَلَى الزَّوْجَةِ أَنْ لَا تَصُومَ تَطَوُّعًا إِلَّا بِإِذْنِهِ فَإِنْ فَعَلَتْ جَاعَتْ وَعَطَشَتْ وَ لَا يُقْبَلُ مِنْهَا وَ لَا تَخْرُجَ مِنْ بَيْتِهَا إِلَّا بِإِذْنِهِ فَإِنْ فَعَلَتْ لَعْنَتْهَا مَلَائِكَةُ السَّمَاءِ وَ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ وَ مَلَائِكَةُ الْعَذَابِ حَتَّى تَرْجِعَ“ بیوی پر خاوند کا حق یہ ہے کہ جب خاوند اسے (مقاربت کے لئے) بلائے تو وہ فوراً آجائے خواہ اس وقت وہ سفر کے لئے اونٹ کی پشت پر ہو اور بیوی پر خاوند کا حق یہ ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر نفلی روزے نہ رکھے اور اگر رکھے تو وہ قبول نہیں ہوں گے، وہ صرف بھوک اور پیاس ہے اور گھر سے اس کی اجازت کے بغیر نہ نکلے، اگر گئی تو آسمان کے فرشتے، رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے سب اس پر لعنت کریں گے جب تک وہ لوٹ کر نہیں آتی۔

(مجمع الزوائد جلد چہارم ص: ۳۰۷)

اس حدیث میں اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کتنے واضح انداز میں شوہر کی اہمیت اور عورت پر اس کے حقوق کو بیان فرمایا ہے کہ ایک عورت شوہر

کی اجازت کے بغیر نفلی عبادت بھی نہیں کر سکتی اور اگر نفل روزہ رکھتی بھی ہے تو ثواب سے محروم رہے گی اور اگر کوئی عورت شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نکلتی ہے تو جب تک وہ گھر واپس لوٹ کر نہ آجائے اللہ کے معصوم فرشتے اس پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں اور فرشتوں کی لعنت (اللہ اکبر) وہ فرشتے جو گناہوں سے بالکل پاک و صاف ہوتے ہیں، جو ہمیشہ اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری میں مشغول رہتے ہیں وہ جس پر لعنت کر دیں کیا اللہ اس پر رحمت کی نظر فرمائے گا؟ نہیں، ہرگز نہیں۔ لہذا اسلامی بہنیں اس حدیث سے سبق سیکھیں اور اپنے شوہروں کی قدر کریں، ان کی اجازت کے بغیر گھر سے قدم باہر نہ نکالیں اور ہمیشہ ان کے حقوق کی ادائیگی کرتی رہیں تاکہ فرشتوں کی لعنت اور اللہ عز و جل کے عذاب سے محفوظ رہ سکیں۔

شوہر کی اطاعت لازم

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ”لَوْ أَمَرْتُ أَحَدًا أَنْ يَسْجُدَ لِأَحَدٍ لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِرِجُلِهَا وَلَوْ أَنَّ رَجُلًا أَمَرَ امْرَأَةً أَنْ تُنْقِلَ مِنْ جَبَلٍ أَحْمَرَ إِلَى جَبَلٍ أَسْوَدَ وَمِنْ جَبَلٍ أَسْوَدَ إِلَى جَبَلٍ أَحْمَرَ لَكَانَ نَوْلُهَا أَنْ تَفْعَلَ“ اگر میں کسی کو کسی کے سجدے کا حکم دیتا تو ضرور عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں اور اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو حکم دے کہ سرخ پہاڑ کو سیاہ کر دے اور سیاہ پہاڑ کو سرخ کر دے تو اس پر یہ حق بنتا ہے کہ وہ ایسا کرے۔ (ابن ماجہ: ۱۳۳)

نسائی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر میں کسی شخص کو کسی مخلوق کے لئے سجدہ کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ (بہار شریعت ۷/۶۸۴)

اسلام کی مقدس شہزادیو! سجدہ بندگی کی ایسی کیفیت کا نام ہے کہ اس سے بہتر

عبادت کی کوئی کیفیت ہو ہی نہیں سکتی، سجدہ مسجود کی عظمت شان کا اعلان ہوتا ہے، سجدہ اپنی نیاز مندی کا ثبوت ہوتا ہے، سجدہ اپنی عاجزی کا اعلان ہوتا ہے، حالت سجدہ میں بندہ اپنی مقدس پیشانی کو اللہ کی بارگاہ میں جھکا دیتا ہے۔ بانی اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان کہ اگر مخلوق میں کسی کو سجدہ کا حکم ہوتا تو وہ عورتوں کو ہوتا کہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں اور ایک حدیث میں رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی وجہ بھی بیان فرمائی کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ عز و جل نے مردوں کا حق عورتوں کے ذمہ کر دیا ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ اگر کوئی شوہر اپنی بیوی کو حکم دے کہ وہ سرخ پہاڑ کو سیاہ اور سیاہ پہاڑ کو سرخ کر دے تو عورت پر لازم ہے کہ وہ ایسا کرے۔ اس سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ عورتوں پر شوہروں کی فرمانبرداری کس قدر لازم ہے کہ کتنا دشوار کام ہے پہاڑ کے رنگ کو تبدیل کرنا۔ اس حدیث سے ان عورتوں کو نصیحت حاصل کرنا چاہئے جو اپنے شوہروں کی قدر نہیں کرتی ہیں اور ان کی حکم عدولی کرتی ہیں۔

اللہ کا حق ادا نہ ہوا

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تُؤَدِّي الْمَرْأَةُ حَقَّ رَبِّهَا حَتَّى تُؤَدِّيَ حَقَّ زَوْجِهَا“ قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے عورت خدا کا حق اس وقت تک ادا نہیں کر سکتی جب تک کہ اپنے شوہر کا حق ادا نہ کر دے۔ (ابن ماجہ: ۱۳۳)

اسلام کی مقدس شہزادیو! اس حدیث میں شوہر کے حقوق کی اہمیت کو کتنے اچھے انداز میں بیان کیا گیا ہے کہ اگر کوئی عورت اپنے شوہر کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کرتی ہے تو گویا اس نے اللہ کے حقوق کو پامال کیا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ

عورت کے لئے نفل نماز سے بہتر شوہر کی خدمت ہے کہ اگر کوئی عورت شوہر کی خدمت ترک کر کے نفل نماز میں مشغول رہتی ہے تو اس کا یہ نماز پڑھنا کچھ سودمند نہ ہوگا۔ حتیٰ کہ ایک روایت میں یہ بھی ملتا ہے کہ اگر عورت شوہر کی اجازت کے بغیر کوئی نفلی عبادت کرے تو گنہگار ہوگی۔

چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شوہر کا حق عورت پر یہ ہے کہ اپنے نفس کو اس سے نہ روکے اور سو فرض کے کسی دن بغیر اس کی اجازت کے روزہ نہ رکھے اگر ایسا کیا یعنی بغیر اجازت روزہ رکھ لیا تو گنہگار ہوئی اور بدون اجازت اس کا کوئی عمل مقبول نہیں، اگر عورت نے کر لیا تو شوہر کو ثواب ہے اور عورت پر گناہ اور بغیر اجازت اس کے گھر سے نہ جائے، اگر ایسا کیا تو جب تک توبہ نہ کرے اللہ اور فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں۔ عرض کیا گیا اگرچہ شوہر ظالم ہو، فرمایا اگرچہ شوہر ظالم ہو۔ (بہار شریعت ۶۸۵/۷)

شوہر کی اطاعت کا صلہ جنت

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”إِذَا صَلَّتِ الْمَرْأَةُ خَمْسَهَا وَصَامَتْ شَهْرَهَا وَحَفِظَتْ فَرْجَهَا وَاطَّاعَتْ زَوْجَهَا قِيلَ لَهَا ادْخُلِي مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شِئْتَ“ عورت جب پانچوں نماز پڑھے اور ماہ رمضان کے روزے رکھے اور اپنی عفت کی محافظت کرے اور شوہر کی اطاعت کرے تو اس سے کہا جائے گا کہ جنت کے جس دووازے سے چاہے داخل ہو جا۔ (مجمع الزوائد جلد چہارم ص: ۳۰۶)

اسلام کی مقدس شہزادیو! دنیا میں انسان کوئی بھی نیکی کرتا ہے تو اس کے دل میں جنت پانے کی تمنا نہ رہتی ہے اور اس حدیث میں عورت کے لئے ایسی نیکیوں کا ذکر

ہے کہ اگر کوئی عورت ان نیکیوں کی پابند ہو تو اس کے لئے جنت کے سارے دروازے کھول دئے جاتے ہیں کہ جس دروازے سے چاہے وہ جنت میں داخل ہو سکتی ہے۔ (۱) نمازِ پنجگانہ کی پابندی۔ نماز ہر مسلمان عاقل و بالغ پر فرض ہے، اس کی ادائیگی کے بغیر چھکارا نہیں اگر کوئی شخص اس میں کوتاہی برتتا ہے تو اللہ کے غضب کا شکار ہوگا۔ حتیٰ کہ جو لوگ نماز کو سستی سے پڑھتے ہیں ان کے بارے میں قرآنِ مقدس میں ارشاد فرمایا گیا کہ ان نمازیوں کے لئے ویل (جہنم کی ایک وادی) ہے جو اپنی نماز سستی سے ادا کرتے ہیں۔ تو جب سستی سے ادا کرنے والے جہنم کے سزاوار ہو سکتے ہیں تو جو لوگ سرے سے نماز ہی نہیں پڑھتے ان کا کیا حال ہوگا۔ (۲) رمضان کے روزے۔ ماہِ رمضان المبارک کے روزے بھی ہر مسلمان عاقل و بالغ پر فرض ہیں کہ بغیر عذر اگر کوئی اسے چھوڑ دے تو سخت عذاب میں مبتلا ہوگا۔ (۳) اپنی عفت کی حفاظت کرے۔ یعنی غیر محرموں کے سامنے بے پردگی نہ کرے، شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے زندگی گزارے اور بدکاری اور اس کے تمام دواعی سے دور رہے۔ (۴) اپنے شوہر کی اطاعت کرے۔ یعنی شوہر کے تمام حقوق کی ادائیگی کرتی رہے، اس کے حکم کے پر عمل کرتی رہے اور کبھی اس کے دل کو تکلیف نہ پہنچائے تو ایسی عورت جنت کی مستحق ہے۔

نماز قبول نہیں ہوتی

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین شخص ہیں جن کی نماز قبول نہیں ہوتی اور ان کی نیکی بلند نہیں ہوتی۔ بھاگا ہوا غلام جب تک اپنے آقاؤں کے پاس لوٹ نہ آئے اور اپنے کو ان کے قابو میں نہ دے دے، وہ عورت جس کا شوہر اس پر ناراض ہے اور نشہ والا جب تک ہوش میں نہ آئے۔ (بہارِ شریعت ۷/۶۸۵)

مذکورہ حدیث میں فرمایا گیا کہ تین شخص ایسے ہیں کہ خواہ وہ کتنی ہی نیکی کیوں

نہ کریں اللہ عزوجل کی بارگاہ میں ان کی نیکیاں غیر مقبول اور کل قیامت کے دن ان کی نیکیاں ان کے منہ پر مادی جائیں گی۔

اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جو عورتیں اپنے شوہروں کی نافرمانی کرتی ہیں اور ان کے دلوں کو تکلیف پہنچاتی ہیں اور انہیں ناراض رکھتی ہیں ان کا کیا حشر ہوگا کہ ان کی ہوئی ساری نیکیاں برباد اور غیر مقبول ہو جاتی ہیں۔ لہذا عورتوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے شوہروں کو راضی رکھنے کی کوشش کریں تاکہ ان کے اعمال مقبول ہو سکیں اور کل بروز قیامت شرمندگی سے بچ سکیں۔ دنیاوی اعتبار سے بھی شوہروں کی ناراضگی باعث ضرر ہے۔ آپ نے مشاہدہ کیا ہوگا کہ جو عورتیں اپنے شوہروں کے حقوق کی ادائیگی نہیں کرتی ہیں اور انہیں ناراض رکھتی ہیں ان کی زندگی چین و سکون سے محروم ہو جاتی ہے اور آئے دن گھر میں جھگڑا، لڑائی ہوتے رہتی ہے اور زندگی جہنم کا نمونہ بن جاتی ہے۔ لہذا عورتیں اگر اپنی ذمہ داریوں کا احساس کریں اور اپنے شوہروں کو راضی رکھنے کی ہر ممکن کوشش کریں تو ان کی دنیاوی زندگی بھی سنور جائے گی اور آخرت میں بھی اجر و ثواب کی مستحق ہو سکیں گی۔

مردوں کے حقوق کی تفصیل

صاحب تفسیر نعیمی تحریر فرماتے ہیں: مرد کے بھی عورت پر کچھ شرعی حقوق ہیں جس کے ادا نہ کرنے پر مرد عورت کا خرچہ بند کر سکتا ہے۔ (۱) عورت کو ضروری ہے کہ مرد کو اپنے پر قابو دے بشرطیکہ کوئی شرعی خرابی حیض وغیرہ نہ ہو (۲) عورت کو لازم ہے کہ شوہر کے بے اجازت اس کے گھر سے نہ جائے (۳) عورت کو لازم ہے کہ شوہر کے گھر میں اسے نہ آنے دے جس کے آنے سے شوہر ناراض ہے۔ یہ حقوق شرعی تھے۔ رہے حقوق اخلاقی وہ بے شمار ہیں۔

عورت مرد کے لئے کھانا تیار کرے، بوقت ضرورت اس کے کپڑے سیلے

اور دھوئے بلکہ ہر طرح اسے راضی کرنے کی کوشش کرے۔ حدیث شریف میں ہے کہ اگر غیر خدا کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں۔ اس کے گھر کو آراستہ رکھے، اس کی رضا کے لئے بناؤ سنگار کرے، اس کی بغیر اجازت نفلی روزے اور نفلی نماز میں مشغول نہ ہو غرض کہ اس کی ہو کر رہے۔

ڈاکٹر لازنس کا خدشہ

سڈنی کے ایک مشہور عام نفسیات اور نجومی ڈاکٹر لازنس نے کہا کہ دنیا میں پاگل پن کی سب سے بڑی وجہ جھگڑالو بیویاں ہیں، کسی نے اس حقیقت کی تفصیل چاہی تو ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ اڑتالیس فیصد پاگل مرد اپنی جھگڑالو بیویوں کی وجہ سے پاگل ہوئے ہیں، کیوں کہ یہ مرد حساس ہوتے ہیں اس لئے وہ نہ تو اپنی بیویوں کو زد و کوب کرتے ہیں اور نہ ہی جھڑکتے ہیں جس کا لازمی اثر ذہنی پریشانیوں کی صورت میں ان پر پڑتا ہے۔ پھر انہوں نے خدشہ ظاہر کیا کہ آئندہ بیس سال کے اندر چالیس فیصد شوہر اپنی بیویوں کے ہاتھوں پاگل ہو جائیں گے۔ (ماہ طیبہ جولائی ۱۹۶۳ء)

اے اسلام کی مقدس شہزادیو! عورت کی تخلیق شوہر کی تسکین کی خاطر ہوئی ہے، حضرت آدم علیہ السلام کو جنت میں وحشت محسوس ہوتی تھی تو اللہ عز و جل نے ان کی بائیں پسلی سے حضرت حوا کو پیدا فرمایا تاکہ ان کی وحشت ختم ہو جائے۔ اسی طرح نکاح کا حکم بھی اسی لئے ہے تاکہ مرد سکون کی زندگی گزار سکیں چنانچہ خود اللہ رب العزت نکاح کے مقصد کو واضح فرماتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے ”لَتَسْكُنُوا إِلَيْهَا“ تاکہ تم ان (عورتوں) سے سکون حاصل کر سکو۔ مگر آج کے دور میں عورت طرح طرح کی بے جا فرمائشوں اور مردوں سے چھوٹی چھوٹی باتوں پر الجھنے کی وجہ سے ان کے سکون کو سلب کرنے کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ اس کی تخلیق تو اس لئے ہوئی تھی کہ مرد دن بھر کا تھکا ہارا شام کو جب گھر واپس آئے تو عورت کی مسکراہٹ اس کے دن بھر کی تھکان کو دور کر دے

مگر آج حال یہ ہو گیا ہے کہ مرد دن بھر تھکا ہارا جب گھر واپس آتا ہے اور عورت کی فرمائشوں کو پورا کرنے میں اگر ذرا بھی کمی رہ جاتی ہے تو وہ اپنے شوہر پر برس پڑتی ہے۔ یاد رکھو! شوہر کی ناراضگی اللہ کی ناراضگی کا سبب بن جاتا ہے اور شوہر کی خوشنودی جنت کے اعزاز کا باعث ہے لہذا ہمیشہ اپنے شوہروں کو راضی رکھنے کی کوشش کرو اور اگر ان سے تمہارے حقوق کی ادائیگی میں کوئی کمی بھی ہو جاتی ہے تو خدا کے واسطے جھگڑا لڑائی سے گریز کرتے ہوئے محبت و نرمی کے ساتھ ان سے اپنے حقوق طلب کیا کرو کہ اس سے شوہر کے دل میں تمہارے لئے محبت کا گوشہ بھی باقی رہے گا اور تمہارے حقوق بھی تمہیں مل جائیں گے اور خدا کی رضا بھی تمہیں حاصل ہوگی اور اگر تم جھگڑا لڑائی پر آمادہ ہو جاؤ گی تو شوہر کا ذہنی سکون بھی ختم ہو جائے گا اور خدا کی ناراضگی بھی ہاتھ آئے گی۔

ان چیزوں کا لحاظ کریں

اسلام کی مقدس شہزادیو! جب تک شادی نہیں ہوئی عورت اپنے ماں باپ کی بیٹی کہلاتی ہے مگر شادی ہو جانے کے بعد عورت اپنے شوہر کی بیوی بن جاتی ہے اور اب اس کے فرائض، اس کی ذمہ داریاں پہلے سے زیادہ بڑھ جاتی ہیں۔ وہ تمام حقوق و فرائض جو بالغ ہونے کے بعد عورت پر لازم ہو گئے تھے اب ان کے علاوہ شوہر کے حقوق کا بھی بہت بڑا بوجھ عورت کے سر پر آ جاتا ہے جس کا ادا کرنا ہر عورت کے لئے بہت ہی بڑا فریضہ ہے۔

بیویوں پر شوہروں کے حقوق بہت ہیں مگر ان میں سے درج ذیل چند چیزیں بہت زیادہ قابل لحاظ ہیں۔

☆ عورت بغیر اپنے شوہر کی اجازت کے گھر سے باہر کہیں نہ جائے، نہ اپنے رشتہ

داروں کے گھر، نہ کسی دوسرے کے گھر۔

☆ شوہر کی غیر موجودگی میں عورت پر فرض ہے کہ شوہر کے مکان اور مال اور

سامان کی حفاظت کرے اور بغیر شوہر کی اجازت کے کسی کو بھی نہ مکان میں آنے دے نہ شوہر کی کوئی چھوٹی بڑی چیز کسی کو دے۔

☆ شوہر کا مکان اور مال و سامان یہ سب شوہر کی امانتیں ہیں اور بیوی ان سب چیزوں کی امین ہے۔ اگر عورت نے اپنے شوہر کی کسی چیز کو جان بوجھ کر برباد

کر دیا تو عورت پر امانت میں خیانت کرنے کا گناہ لازم ہوگا اور اس پر خدا کا بہت بڑا عذاب ہوگا۔

☆ عورت ہر گز ہر گز کوئی ایسا کام نہ کرے جو شوہر کو ناپسند ہو۔

☆ بچوں کی نگہداشت، ان کی تربیت اور پرورش خصوصاً شوہر کی غیر موجودگی میں

عورت کے لئے بہت بڑا فریضہ ہے۔

☆ عورت کو لازم ہے کہ مکان، سامان اور اپنے بدن اور کپڑوں کی صفائی ستھرائی

کا خاص طور پر دھیان رکھے۔ پھوہڑ، میلی کچیلی نہ بنی رہے بلکہ بناؤ سنگار سے

رہا کرے تاکہ شوہر اس کو دیکھ کر خوش ہو جائے۔

حدیث شریف میں ہے کہ بہترین عورت وہ ہے کہ جب اس کا شوہر کسی بات کا حکم دے تو وہ اس کی فرمانبرداری کرے اور اگر شوہر اس کی طرف دیکھے تو وہ اپنے بناؤ سنگار اور اپنی اداؤں سے شوہر کا دل خوش کر دے اور اگر شوہر کسی بات کی قسم کھا جائے تو وہ اس کی قسم کو پوری کر دے اور اگر شوہر غائب رہے تو وہ اپنی ذات اور شوہر کے مال میں حفاظت اور خیر خواہی کا کردار ادا کرتی رہے۔ (مشکوٰۃ شریف ص: ۲۶۸)

قسم پوری کردی

حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی کا نام رحمت تھا، یہ آپ کی بڑی فرمانبردار تھیں، حضرت ایوب علیہ السلام جب بیمار ہوئے، تمام جسم شریف پر آبلے پڑ گئے، بدن مبارک سب کا سب زخموں سے بھر گیا۔ سب لوگوں نے آپ کو چھوڑ دیا مگر آپ کی بیوی نے آپ کو نہ چھوڑا، وہ آپ کی خدمت کرتی رہیں اور یہ حالت کئی سال تک رہی۔ ایک روز آپ بازار گئیں تو راستے میں شیطان طبیب بن کر لوگوں کا علاج کر رہا تھا اور اعلان کر رہا تھا کہ میرے پاس ہر مرض کا علاج ہے۔ بی بی رحمت نہ جان سکیں کہ یہ شیطان ہے، اپنے مقدس شوہر کے غم میں ان کا علاج دریافت کرنے کو اس کے پاس چلی گئیں اور کہا کہ میرے شوہر بیمار ہیں اور یہ یہ انہیں شکایت ہے۔ شیطان نے اسی غرض کے لئے تو طبیب کا بھیس بدلاتھا۔ بی بی رحمت سے کہنے لگا کہ میں ان کا علاج کر سکتا ہوں، وہ بالکل اچھے ہو جائیں گے مگر شرط یہ ہے کہ جب وہ اچھے ہو جائیں تو مجھ سے اتنا کہہ دیں کہ تو نے مجھے شفا دیا ہے، بس میری فیس صرف یہی ہے اور کچھ نہیں۔ بی بی رحمت خوشی خوشی گھر آئیں اور حضرت ایوب علیہ السلام کو سارا قصہ سنا دیا۔ حضرت ایوب علیہ السلام جان گئے کہ یہ طبیب کے بھیس میں شیطان ہے۔ آپ غصے میں آ گئے اور جلال میں آ کر فرمایا: تم اس کے پاس کیوں گئیں؟ میں اچھا ہو گیا تو بخدا تمہیں سو کوڑے ماروں گا۔ پھر آپ جب اچھے ہو گئے تو جبریل امین حاضر ہوئے اور کہا کہ آپ کی بیوی نے آپ کی بڑی خدمت کی ہے اور آپ نے اسے سو کوڑے مارنے کی قسم فرما رکھی ہے۔ اب اس قسم کو یوں پورا کیجئے کہ اپنے ہاتھ میں ایک جھاڑو لیجئے جس کی سوشا خیں ہوں، اسے ایک دفعہ مار دیجئے، آپ کی قسم پوری ہو جائے گی۔ اسی واقعہ کو اللہ عز و جل نے قرآن مقدس میں اس طرح بیان فرمایا ”خُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاصْرُبْ بِهِ وَلَا تَحْنُتْ“ اپنے ہاتھ میں ایک جھاڑو لے کر اس سے مار دے اور قسم نہ توڑ۔ (سورہ

چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا اور آپ کی قسم پوری ہو گئی۔

اے اسلام کی مقدس شہزادیو! خاوند کی خدمت و اطاعت سے خدا خوش ہوتا ہے، عورتوں کو حضرت بی بی رحمت کے کردار سے سبق حاصل کرنا چاہئے اور اپنے خاوند کی خدمت و اطاعت میں کمر بستہ رہنا چاہئے۔ دیکھئے یہ شوہر کی خدمت کا اعزاز تھا کہ حضرت ایوب علیہ السلام نے سو کوڑے مارنے کی قسم کھالی تھی مگر شوہر کی خدمت کی برکت سے اللہ عز و جل نے کس قدر آسان انداز میں حضرت ایوب علیہ السلام کی قسم کو پورا بھی فرما دیا اور ان کی بیوی کو سو کوڑے کھانے سے بھی بچا لیا۔ جو عورتیں اپنے شوہروں کی خدمت کرنے لگیں تو اللہ عز و جل اسی طرح آسانی کے ساتھ انہیں جہنم کے دہکتے ہوئے شعلوں سے نجات عطا فرما دے گا۔



صلہ رحمی کی فضیلت

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ عز و جل نے قرابت داروں کے ساتھ حسن سلوک کرنے نیز ان کا خیال رکھنے کو اپنی رضا مندی کا ذریعہ بتایا اور قطع رحمی کو اپنی ناراضگی نیز روئے زمین پر ناکامی کا سبب بتایا ہے۔ آئیے قرآن و حدیث کے ذریعہ اس اہم عنوان کو سمجھ کر دل میں اتارنے اور کردار میں سجانے کی کوشش کریں۔

فرمان باری تعالیٰ ہے: ”وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ“ اور اللہ سے ڈرو جس کے نام پر مانگتے ہو اور رشتوں کا لحاظ رکھو۔ (پ ۴ رکوع ۱۱ سورۃ نساء، کنز الایمان)

ایک اور جگہ ارشاد فرماتا ہے: فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقْطِعُوا أَرْحَامَكُمْ أُولَئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعَمَّى أَبْصَارَهُمْ تو کیا تمہارے یہ لچھن (انداز) نظر آتے ہیں کہ اگر تمہیں حکومت ملے تو زمین میں فساد پھیلاؤ اور اپنے رشتے کاٹ دو یہ ہیں وہ لوگ جن پر اللہ نے لعنت کی اور انہیں حق سے بہرا کر دیا اور ان کی آنکھیں پھوڑ دیں۔ (پ ۲۶ رکوع ۷، کنز

(الایمان)

ایک اور جگہ ارشاد فرماتا ہے: الَّذِينَ يَفْضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ أُولَئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ وہ جو اللہ کے عہد کو توڑ دیتے ہیں پکا ہونے کے بعد اور کاٹتے ہیں اس چیز کو جس کے جوڑنے کا خدا نے حکم دیا ہے اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں وہی نقصان میں ہیں۔ (کنز الایمان،

صلہ رحمی اور کثادگی رزق

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو چاہے کہ اس کے رزق میں فراخی اور اس کی عمر میں درازی ہو تو اسے چاہئے کہ صلہ رحمی کرے۔ (بخاری شریف جلد دوم ص ۸۸۵)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس حدیث شریف میں مالدار بننے کا عمل بتایا گیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ عمر میں برکت کا سبب بھی بتایا گیا آج مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ رشتہ داروں سے اچھے سلوک کرنے، ان کو گاہے بگاہے تحفہ و تحائف دینے ان کی مالی مدد کرنے کے بجائے، اپنے دوست و احباب وغیرہ کا خیال کرتے ہیں۔ جب کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے واضح لفظوں میں بتا دیا کہ رزق میں فراخی اور عمر میں برکت رشتہ داروں کے ساتھ اچھے سلوک سے ہی ہوگی۔ مسلمانو! ذرا تجربہ کر کے دیکھو انشاء اللہ مالا مال ہو جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

کوئی رشتہ داری توڑے تو آپ جوڑو

حضرت عبداللہ ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: بدلہ چکانے والا صلہ رحمی کرنے والا نہیں ہے۔ صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے کہ جب اس سے رشتہ داری توڑی جائے تب بھی وہ صلہ رحمی کرے۔ (بخاری شریف جلد دوم

ص ۸۸۶)

مذکورہ حدیث سے یہ بات سمجھ میں آئی کہ کوشش کریں کہ رشتہ داروں سے ہمارا رشتہ کسی بھی قیمت پر ٹوٹنے نہ پائے اگر کوئی رشتہ دار ہم سے اچھا سلوک کرے اور ہم

بھی اچھا سلوک کریں تو یہ اچھی بات ہے لیکن صحیح معنوں میں صلہ رحمی یہ ہے کہ اگر ہمارا رشتہ دار ہم سے اچھا سلوک نہ بھی کرے تب بھی ہم اس سے اچھا سلوک کریں۔ انشاء اللہ اس کی برکتیں نظر آئیں گی۔

غضب خداوندی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: رحم، رحمن سے نکلا ہے لہذا خدائے پاک نے اس کو کہہ دیا ہے جو تجھے جوڑے گا میں اس سے لگاؤ رکھوں گا اور جو تجھے توڑے گا میں اسے چھوڑ دوں گا۔

(بخاری شریف جلد دوم ص ۸۸۵)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ عزوجل نے رشتہ توڑنے والوں پر کتنا جلال فرمایا کہ جو رشتہ توڑے گا میں اسے چھوڑ دوں گا اور جو رشتہ جوڑے گا یعنی رشتہ داروں سے بنائے رکھے گا میں اس کو اپنی رحمت میں پناہ عطا فرماؤں گا۔ اگر اللہ عزوجل ہی کسی کو چھوڑ دے تو اس کو کون پناہ دے سکتا ہے؟ اور اللہ عزوجل جسے نبھالے اسے کسی کے چھوڑنے نہ چھوڑنے سے کیا فرق پڑے گا۔ لہذا اگر ہم یہ چاہتے ہوں کہ مولیٰ عزوجل ہم کو نبھالے تو ہمیں چاہئے کہ ہم رشتہ داروں سے ہمیشہ اچھے تعلقات قائم رکھیں، مولیٰ ضرور ہم کو نبھالے گا۔

صلہ رحمی کثرت مال کا ذریعہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ اپنے نسبوں کو یاد رکھو جس سے اپنے رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے رہو کیونکہ رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا خاندان میں محبت، مال میں کثرت، اور عمر میں برکت عطا کرتا ہے۔ (ترمذی شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! پتہ چلا کہ ہمیں

اپنے رشتہ داروں کے حوالے سے معلومات رکھنی چاہئے کون رشتہ میں آتا ہے؟ کون کہاں رہتا ہے؟ ہمارے آباء و اجداد کون تھے؟ یہ سب جاننا بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان پر عمل کرنا ہے۔ آج ہمارا حال تو یہ ہے کہ ہم اپنے بچوں کو بھی نہیں بتاتے کہ ہمارے کتنے رشتہ دار ہیں اور کہاں کہاں ہیں اور کیا کیا کر رہے ہیں؟ رشتہ داروں سے ملاقات اور ان سے حسن سلوک کے سبب محبت پیدا ہوتی ہے اور اللہ عز و جل حسن سلوک کی وجہ سے مال میں کثرت اور عمر میں برکت عطا فرمائے گا۔

نہایت ہی معذرت کے ساتھ تحریر کرتا ہوں کہ اگر غربت کی وجہ سے ہمارے رشتہ دار کا رہن سہن اچھا نہ ہو اور چہرے کا خدو خال نیز علمی مقام بلند نہ ہو تو ہم اس کو اپنا رشتہ دار ماننے کے لئے بھی تیار نہیں ہوتے اور نہ ہی اس کا تعارف کراتے ہیں اور نہ اس کو عزت دیتے ہیں۔

یاد رکھیں! ان کی حق تلفی سے ان کے دل کو ٹھیس پہونچے گی اور ان کی ناراضگی کے سبب مولیٰ عز و جل ناراض ہوگا۔ لہذا خدرا، رشتہ دار خواہ کتنا ہی غریب اور کمزور کیوں نہ ہو، اگر سنی صحیح العقیدہ مسلمان ہے تو ضرور اس کے ساتھ ہمیں حسن سلوک کرنا چاہئے۔ حضرت اسمائت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے، آپ فرماتی ہیں کہ قریش سے معاہدے کے دنوں میں میری والدہ میرے پاس آئیں اور وہ ضرورت مند ہیں تو کیا میں ان سے صلہ رحمی کروں؟ سرکارِ رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں ان سے صلہ رحمی کرو۔ (مشکوٰۃ ص ۴۱۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث پاک سے ماں کی عظمت کا پتہ چلتا ہے اور ان کے حقوق کا بھی اندازہ ہوتا ہے حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ جب کافرہ تھیں اس وقت بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی ضروریات پوری کرنے کی اجازت دی اور آج حال یہ ہے کہ ماں

مسلمان اور پرہیزگار بھی ہے جب بھی اس کی ضروریات کا خیال نہیں رکھتے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ بیوی کا خیال نہ رکھو، ضرور رکھو لیکن ماں کو کبھی نظر انداز نہ کرو۔ اگر سب کے حقوق صحیح طور پر ادا کئے جائیں تو گھر کے اندر اور باہر، ہر جگہ اطمینان و سکون ہی نظر آئے گا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمتوں کا نزول بھی ہوگا۔ مولیٰ عزوجل ہم سب کو مستحقین کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

بری موت سے حفاظت

حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص یہ چاہے کہ اس کی عمر میں زیادتی اور اس کی رزق میں کشادگی کر دی جائے اور اس کو بُری موت سے محفوظ کر دیا جائے تو وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور صلہ رحمی کرے۔ (الترغیب والترہیب جلد دوم ص ۲۷۸)

اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ”إِنَّ الصَّدَقَةَ وَصَلَةَ الرَّحْمِ يَزِيدُ اللَّهُ بِهِمَا فِي الْعُمُرِ وَيُدْفَعُ بِهِمَا مَيْتَةَ الشَّرِّ وَيَرْفَعُ بِهِمَا الْمَكْرُوهَ وَالْمَحْذُورَ“ بیشک صدقہ اور صلہ رحمی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ عمر میں زیادتی فرماتا ہے، بری موت سے حفاظت فرماتا ہے اور دُکھ، مصیبت دور فرماتا ہے۔ (الترغیب والترہیب جلد دوم ص ۲۷۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! صدقہ اور صلہ رحمی کے عوض میں عمر میں اضافہ ہوتا ہے اور بری موت سے حفاظت کے ساتھ، دکھ اور مصیبت کی دوری کا علاج بھی ہے۔ پتہ چلا کہ عمل ایک ہے لیکن فوائد بے شمار۔ آج ہی عہد کر لو کہ رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کیا کریں گے۔ ربِّ قدر ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔

بہترین انسان

حضرت دُرّہ بنت ابولہب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے، آپ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں عرض کیا یا رسول اللہ! سب سے اچھا انسان کون ہے؟ تو آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو سب سے زیادہ رب تعالیٰ سے ڈرے اور سب سے زیادہ صلہ رحمی کرے اور نیکیوں کا حکم دے اور برائیوں سے روکے۔ (الترغیب جلد دوم ص ۲۷۹)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج مال و زر کی فراوانی، اقتدار اور شہرت کے باوجود ہم کو برا سمجھا جاتا ہے، وجہ کیا ہے؟ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جن خوبیوں کی بنیاد پر انسان کو سب سے اچھا انسان کہا ہے وہ خوبیاں ہمارے اندر نہیں ہیں وہ خوبیاں یہ ہیں (۱) خوفِ خدا رکھنا (۲) رشتہ داروں کے ساتھ سب سے زیادہ حسن سلوک کرنا (۳) نیکیوں کا حکم دینا (۴) برائیوں سے منع کرنا۔

کیا ان خوبیوں کو ہر امیر و غریب اختیار نہیں کر سکتا؟ یقیناً اختیار کر سکتا ہے، بس عملی جامہ پہنانے کی ضرورت ہے۔ پھر دیکھئے اللہ عز و جل کتنی عزت عطا فرماتا ہے۔

رحمن اور صلہ رحمی

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اللہ عز و جل نے فرمایا: میں ہی اللہ اور میں ہی الرحمن ہوں، میں نے رحم کو پیدا کیا اور اس کا نام اپنے نام سے بنایا تو جس نے اس کو جوڑا میں اس سے لگاؤ رکھوں گا اور جس نے اس کو توڑا میں اس کو چھوڑ دوں گا۔ (الترغیب

(۲۸۰۲)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ تعالیٰ کے

ناموں میں سے ایک نام ”الرَّحْمَنُ“ ہے جس کا معنی ہے نہایت مہربان اور اللہ نے ”الرَّحْمَ“ جس کا معنی ہے رشتہ داری اسے اپنے نام ”الرَّحْمَنُ“ سے بنایا تو اس حدیث پاک کا مفہوم یہ ہوا کہ جس نے رحم یعنی رشتہ داری کو ختم کیا تو اس نے اللہ کی رحمت کو اپنے سے دور کر لیا۔ بتاؤ اگر کسی سے اللہ کی رحمت روٹھ جائے تو ہے کوئی جو اپنے حفظ و امان میں لے؟

تین اعمال پر جنت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کسی کے اندر تین باتیں ہوں گی اللہ تعالیٰ اس سے حساب میں آسانی پیدا فرمائے گا اور اس کو اپنی رحمت سے جنت میں داخل فرمائے گا۔ لوگوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! آپ پر میرے ماں باپ قربان! وہ کیا ہے؟ تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو تمہیں محروم کرے تم اسے عطا کرو اور جو تم پر ظلم کرے اسے معاف کر دو تو جب تم ایسا کرو گے اللہ تبارک و تعالیٰ تمہیں جنت میں داخل فرمائے گا۔ (الترغیب)

اس حدیث شریف میں جنت میں لے جانے والے تین اعمال کا ذکر کیا گیا ہے بظاہر یہ تینوں اعمال بہت آسان ہیں لیکن ان پر عمل کرنا تھوڑا مشکل ہے، لیکن اگر جنت میں جانے کا شوق ہو تو کوئی مشکل نہیں۔ اگر ہمیں کوئی محروم رکھتا ہے تو اسے عطا کرنے میں ہچکچاتے ہیں بلکہ ہم اس انتظار میں رہتے ہیں کہ کوئی وقت آئے اور ہم اس کو مزہ چکھائیں، یوں ہی کوئی رشتہ دار خوشی کے موقع پر بھول جائے یا قصدِ ادعوت نہ دے تو ہم بھی اس کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرتے ہیں اور اگر کوئی ظلم کر بیٹھے تو ہم بھی اس کا انتقام لینا چاہتے ہیں۔ کاش! ہمارے دلوں میں یہ بات نقش ہو جائے کہ یہ دنیا چند دن کی ہے اور غنودہ درگزر سے کام لے کر جنت میں داخلہ حاصل کر لینے کی کوشش کرتے تو کتنا اچھا ہوتا۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ہم تو غلامان رسول ہیں ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی ذات کے لئے کبھی کسی سے انتقام نہ لیا۔ آؤ دعا کریں کہ پروردگار ہم سب کو اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

اعمال غیر مقبول

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ بیشک بنی آدم کے اعمال ہر جمعرات کو مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں پس قطع رحمی کرنے والے کا عمل قبول نہیں کیا جاتا۔ (الترغیب و الترہیب

(۲۸۴/۲)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! صدقات و خیرات اگر رشتہ داروں کی حق تلفی کے ساتھ کیا جائے تو مولیٰ عز و جل ایسے اعمال کو قبول نہیں فرماتا۔ لہذا نیک اعمال کرو اور رشتہ داروں کے حقوق بھی ادا کرو مولیٰ ضرور قبول فرمائے گا۔ اللہ عز و جل ہم سب کو رشتہ جوڑنے کی توفیق عطا فرمائے۔

بدترین گناہ

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جبریل علیہ السلام پندرہویں شعبان کی رات کو میرے پاس آئے اور کہا آج کی رات اللہ تعالیٰ بنو کلب کی بکریوں کے بال کے برابر گنہگاروں کو بخش دیتا ہے لیکن مشرک، کینہ پرور، رشتہ توڑنے والا، تکبر سے اپنے تہبند کو گھسیٹ کر چلنے والا، والدین کا نافرمان اور شرابی، ان تمام کو نہیں بخشا جاتا۔ (الترغیب

ج ۲ ص ۲۸۴، ۲۸۵)

شعبان المعظم کی پندرہویں شب کتنی مقدس شب ہے؟ اس مبارک رات میں

رحمتِ خداوندی اپنے بندوں پر کس حد تک سایہ فگن رہتی ہے خود ربِّ قدیر آسمانِ دنیا پر نزولِ اِجلال فرماتا ہے اور ندا فرماتا ہے کہ ہے کوئی بخشش کا طلبگار کہ اسے بخش دیا جائے؟ ہے کوئی گناہوں سے معافی طلب کرنے والا کہ اسے معاف کر دیا جائے؟ چنانچہ اس رات نہ جانے کتنے گناہ گاروں کی بخشش فرما دیتا ہے لیکن کتنے کم نصیب ہیں وہ جو مذکورہ گناہوں میں مبتلا ہیں کہ ان کی بخشش اس رات بھی نہیں ہوتی۔ اللہ ہم سب کو اپنے حفظ و امان میں رکھے۔

تین محروم انسان

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین آدمی جنت میں داخل نہیں ہوں گے (۱) شرابی (۲) رشتہ کو توڑنے والا (۳) جادوگر۔ (الترغیب والترہیب جلد دوم ص ۲۸۵)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس حدیث پاک میں جن تین لوگوں کا ذکر ہے وہ شراب پینے والے، رشتہ توڑنے والے اور جادوگر ہیں۔ آپ دیکھیں کہ شرابی نشہ میں نہ جانے کتنے پاکبازوں کی عزت و آبرو سے کھیل جاتا ہے اور اس کی اس بری عادت کے سبب گھر کا سکون تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ یہی حال رشتہ توڑنے والوں کا ہے کہ ٹوٹے ہوئے رشتہ کی وجہ سے ایک دوسرے کے دل میں کدورت اور نفرت پیدا ہو جاتی ہے اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دو خاندانوں کا سکون و اطمینان غارت ہو جاتا ہے اور جادوگر کی تباہی تو روشن ہے کہ وہ کسی نہ کسی کو تباہ و برباد کرتا ہی ہے۔ آج بے شمار لوگ جادو کی وجہ سے تباہ و برباد ہو رہے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان برے اعمال کے مرتکب لوگوں کے بارے میں فرما دیا کہ یہ جنت میں داخل نہیں ہو سکتے۔ اللہ عز و جل ہم سب کو سارے برے اعمال سے بچائے۔

قطع رحمی اور خدا کا غضب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ جل شانہ مخلوق کی پیدائش سے فارغ ہو گیا تو قرابت نے کھڑے ہو کر عرض کیا میں تجھ سے قطع رحمی کی پناہ چاہتی ہوں۔ رب تعالیٰ نے فرمایا کیا تو اس بات پر راضی ہے کہ جس نے تجھ سے تعلق جوڑا میں اس سے تعلق جوڑوں گا اور جو تجھ سے تعلق توڑے گا میں اس سے تعلق توڑوں گا۔ اس نے کہا میں راضی ہوں پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آیت کریمہ تلاوت فرمائی جس کا ترجمہ یوں ہے ”تو کیا تمہارے یہ لچھن نظر آتے ہیں کہ اگر تمہیں حکومت ملے تو زمین میں فساد پھیلاؤ اور اپنے رشتے کاٹ دو یہ ہیں وہ لوگ جن پر اللہ نے لعنت کی اور انہیں حق سے بہرا کر دیا اور ان کی آنکھیں پھوڑ دیں۔“ (کنز الایمان، پارہ ۲۶/۱ کو ۷)

جانوروں سے حسن سلوک

حضرت سہل بن حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک اونٹ کے پاس سے گزرے جس کی پیٹھ اس کے پیٹ سے لگی ہوئی تھی۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان بے جان مویشیوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو، اچھی حالت میں ان پر سواری کرو اور اچھی حالت میں چھوڑو۔ (ابوداؤد)

اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک انصاری کے باغ میں داخل ہوئے جہاں ایک اونٹ بندھا ہوا تھا، جب اونٹ نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا تو دردناک آواز نکالی اور دونوں آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے قریب گئے اور شفقت سے اس کی کوہان اور دونوں کنپٹیوں پر ہاتھ پھیرا تو اس کو سکون

ہو گیا، پھر آپ نے پوچھا کہ اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ تو ایک انصاری نوجوان آیا اور اس نے کہا اے اللہ کے رسول! یہ اونٹ میرا ہے۔ آپ نے فرمایا کیا تو اللہ سے نہیں ڈرتا ہے اس بے زبان جانور کے بارے میں جس کو اللہ نے تیرے اختیار میں دے دیا ہے۔ یہ اونٹ اپنے آنسوؤں اور آواز کے ذریعہ مجھ سے شکایت کر رہا ہے کہ تو اس کو بھوکا رکھتا ہے اور مسلسل کام لیتا ہے۔

عورت عذاب کی شکار

حضرت ابن عمر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک عورت کو ایک بلی کے بند رکھنے کی وجہ سے عذاب کیا گیا کیونکہ بند رکھنے کی وجہ سے وہ بھوک سے مر گئی تھی اور وہ عورت نہ تو اس کو غذا دیتی تھی اور نہ اس کو آزادی دیتی تھی کہ وہ خود زینی جانوروں سے اپنی غذا حاصل کر لیتی۔ (مسلم شریف جلد دوم ص ۳۲۹)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ پر دوزخ پیش کی گئی تو میں نے اس میں بنی اسرائیل کی ایک عورت دیکھی جس کو اس کی بلی کے باعث عذاب دیا جا رہا تھا جس کو وہ باندھے ہوئی تھی نہ کھانا کھلاتی اور نہ چھوڑتی کہ زمین کے جانوروں میں کھاتی، یہاں تک کہ وہ بھوکوں مر گئی اور میں نے عمرو بن عامر خزاعی کو دیکھا کہ وہ جہنم میں اپنی آنتوں کو گھسیٹ رہا ہے وہ پہلا شخص ہے جس نے سائنڈ چھوڑا تھا۔ (مشکوٰۃ: ص ۲۵۶)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ”مَا مِنْ مُسْلِمٍ غَرَسَ غَرْسًا فَكَانَ مِنْهُ إِنْسَانٌ أَوْ دَابَّةٌ إِلَّا كَانَ لَهُ بِهِ صَدَقَةٌ“ مسلمان کوئی درخت لگاتا ہے یا کھیت بوتا ہے اور اس سے کوئی انسان یا پرندہ یا چرندہ فائدہ حاصل کرتا ہے تو وہ اس کے لئے صدقہ بن جاتا ہے۔

(بخاری شریف جلد دوم ص ۸۸۹)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ عرفات سے واپس ہوئے، دورانِ سفر سرکار علیہ السلام نے پیچھے سے اونٹوں کو مارنے اور انہیں تیز ہنکانے کی آوازیں سنیں تو آپ نے کوڑے سے اشارہ کر کے فرمایا: اے لوگو آرام سے چلو اونٹوں کو دوڑانا اجر کا باعث نہیں ہے۔ (بخاری شریف)

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر چیز پر احسان کرنا ضروری قرار دیا ہے۔ لہذا جب کسی چیز کو جان سے ختم کرنا ہو تو اسے اچھی طرح ختم کر دو اور جب ذبح کرو تو اچھی طرح ذبح کرو اور تم اپنی چھری اچھی طرح تیز کر لیا کرو اور ذبیحہ (جانور) کو آرام دیا کرو۔ (مسلم شریف)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے رحم کیا اگر ذبح کئے جانے والے جانور پر ہی ہو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس پر رحم فرمائے گا۔ (طبرانی)

بدکار عورت کی بخشش

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک بدکار عورت صرف اس وجہ سے بخشش گئی کہ وہ ایسی جگہ سے گزری جہاں ایک کتا پیاس کی شدت سے زبان نکالے کھڑا ہانپ رہا تھا۔ یہ دیکھ کر اس عورت نے اپنا موزہ نکال کر اس میں اپنی چادر باندھی اور گڈھے سے پانی نکالی اور اس کو پلائی، اس عمل کی وجہ سے اس کی بخشش ہو گئی۔ اس موقع پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے دریافت کیا کہ جانوروں کے ساتھ بھلائی کرنے میں ہم کو ثواب

ملتا ہے؟ تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر جاندار کے ساتھ بھلائی کرنے میں صدقہ کا اجر ملتا ہے۔ (مشکوٰۃ: ص ۱۶۸)

بارگاہ رسول میں چڑیا کی فریاد

حضرت عبدالرحمن ابن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، پس سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے، تو ہم نے ایک چڑیا دیکھی جس کے دونچے تھے، ہم نے اس کا ایک بچہ پکڑ لیا، پس چڑیا آئی اور اپنے پر بچھانے لگی، نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے تو فرمایا اس کو بچے کی وجہ سے کس نے پریشان کیا ہے، اس کا بچہ اسے دے دو۔ پھر آپ نے چیونٹیوں کی ایک جگہ ملاحظہ فرمائی جس کو ہم نے جلادیا تھا فرمایا کہ اس کو کس نے جلایا ہے؟ ہم نے عرض کیا ہم نے، فرمایا بندوں کے لئے مناسب نہیں ہے کہ وہ کسی کو آگ کی سزا دیں۔ (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک منزل پر اترے، آپ کی جماعت میں سے ایک آدمی نے چڑیا کا ایک انڈا اٹھا لیا، چڑیا آئی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سر پر پھڑ پھڑانے لگی، آپ نے فرمایا: تم میں سے کس نے اس کے انڈوں کے بارے میں اس کو دکھ پہنچایا؟ ایک آدمی نے عرض کیا: میں نے یا رسول اللہ علیک السلام اس کے انڈوں کو اٹھایا ہے تو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اس پر رحم کرتے ہوئے اس کے انڈے واپس کر دو۔ (الادب المفرد)

اچھی وصیت

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے میرے حبیب لیبیب

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چند اچھی چیزوں کی وصیت فرمائی اور وہ یہ کہ (۱) میں اپنے سے اوپر والے کو نہیں بلکہ نیچے والے کو دیکھوں (۲) میں یتیموں سے محبت رکھوں، ان سے قریب رہوں (۳) میں صلہ رحمی کروں اگرچہ رشتہ دار پیٹھ پھیر جائیں (۴) میں اللہ تعالیٰ کے معاملے میں کسی سے نہ ڈروں (۵) سچی بات اگرچہ تلخ ہو میں کہتا رہوں (۶) لا حول ولا قوۃ الا باللہ کثرت سے پڑھتا رہوں کیونکہ یہ جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔ (الترغیب والترہیب جلد دوم ص ۲۸۰)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو وصیت فرمائی صرف انہیں وصیت پر ایک مکمل کتاب لکھی جاسکتی ہے وصیت میں ہر بات اتنی جامع ہے کہ اس کے فضائل پر قرآن و سنت شاہد ہیں مگر مذکورہ وصیت پر اگر امت مسلمہ کا عمل دیکھا جائے تو الا ماشاء اللہ شاید ہی کچھ لوگ عامل نظر آئیں (۱) ہماری عادت یہ ہے کہ ہم کبھی اپنے سے غریب کو نہیں دیکھتے، چھوٹوں کو کمزوروں کو نہیں دیکھتے بلکہ بڑوں کو دیکھتے ہیں اور اندر اندر پکھلتے رہتے ہیں جب آپ اپنے سے نیچے والے کو دیکھیں گے تو انشاء اللہ شکر کا جذبہ پیدا ہوگا (۲) یتیموں کے ساتھ محبت بہت پسندیدہ عمل ہے، ان کا استحصال نہیں بلکہ ان کو خوش کرنا ان کے قریب رہنا چاہئے تاکہ ان کو اپنی یتیمی کا احساس نہ ہو (۳) رشتے داروں سے اچھا سلوک کرنا چاہئے خواہ وہ ناراض رہیں، ستائیں، پریشان کریں مگر ہم کو حسن سلوک ہی کرنا ہے۔ (۴) اللہ عز و جل نے جو فرما دیا ہے وہی حق ہے دنیا آپ کو کچھ بھی کہے وقت آن پڑے اللہ کی رضا اور بندوں کی رضا کا تو بے خوف ہو کر اللہ کے فرمان کا خیال کریں اور کسی سے اللہ کے معاملے میں نہ ڈریں (۵) سچی بات تو ہمیشہ تلخ لگتی ہے لیکن ہم کو سچی بات کہنے میں ہچکچانا نہیں چاہئے چاہے کسی کو بری لگے یا اچھی لگے (۶) اور ”لا حول ولا قوۃ الا باللہ“ کی کثرت کرنا چاہئے کہ یہ جنت کے خزانوں

میں سے ایک خزانہ ہے۔ اللہ رب العزت ہم سب کو مذکورہ باتوں پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

برائی کے بدلے بھلائی

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ان لوگوں میں سے نہ بنو جو کہتے ہیں کہ اگر لوگ ہمارے ساتھ بھلائی کریں گے تو ہم بھی بھلائی کریں گے اور اگر وہ ہم پر زیادتی کریں گے تو ہم بھی زیادتی کریں گے، بلکہ تم اس بات کے عادی بنو کہ اگر لوگ تمہارے ساتھ بھلائی کریں تو تم بھلائی کرو اور اگر وہ تمہارے ساتھ زیادتی کریں تو تم زیادتی نہ کرو۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمہیں وہ باتیں نہ بتلاؤں جن کے ذریعہ اللہ عزوجل درجات بلند فرماتا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا ضرور بتلائیے اے اللہ کے رسول! تو سرکار نے فرمایا: جو تم سے اعراض کرے تم اسے درگزر کرو اور جو تم پر ظلم کرے تم اسے معاف کرو اور جو تم کو محروم کرے تم اسے عطا کرو اور جو تم سے تعلقات ختم کرے تم اس سے تعلقات جوڑو۔ (الترغیب والترہیب جلد دوم ص ۲۸۳)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! کتنا احسان ہے آقائے کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کہ آپ نے درجات کی بلندی کا ذریعہ بھی بتا دیا اور وہ بھی اتنا آسان کہ ہر کوئی اگر چاہے تو عمل کر سکتا ہے بس تھوڑی سی کوشش کرنی ہے پھر دیکھئے انشاء اللہ کرم ہی کرم ہوگا۔ اللہ عزوجل رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل ہم سب کو مذکورہ باتوں پر عمل کا حوصلہ اور قوت عطا فرمائے۔

خدا کی رحمت کا ذریعہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم نے فرمایا: ایک قوم ایسی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے شہروں کو آباد کرتا ہے اور اس کے مال کو بڑھاتا ہے، اور جب سے انھیں پیدا فرمایا کبھی ان کو ناراضگی کی نگاہ سے نہیں دیکھا۔ پوچھا گیا وہ کیوں اے اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم؟ تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اس قوم کی صلہ رحمی کی وجہ سے۔ (الترغیب والترہیب ۲/۲۷۹)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! کتنا بڑا انعام ہے رشتہ داروں سے حسن سلوک کا۔ خالق کائنات شہروں کو بھی آباد فرمائے اور مال بھی بڑھائے اور کرم بالائے کرم ناراضگی کی نظر کبھی نہ ڈالے۔ بتاؤ اس سے بڑھ کر بھی کوئی فائدہ ہو سکتا ہے۔ کیا اب بھی ہم اپنے آپ کو رشتہ داروں سے اچھے سلوک کے لئے آمادہ نہ کریں گے۔ آج ہی رشتہ داروں کو منانے اور حسن سلوک کرنے میں لگ جاؤ، ان شاء اللہ مولیٰ ہم پر بھی کرم فرمائے گا۔ آئیے دعا کریں کہ اے اللہ جن لوگوں پر تو صرف کرم کی نظر ڈالتا ہے ان میں ہمارا بھی شمار مادے اور ان اعمال کو اختیار کرنے کی توفیق عطا فرما جن سے تو راضی ہو اور تیرے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم راضی ہوں۔

پسندیدہ عمل

حضرت ابو یعلیٰ نے بنو خثعم کے ایک شخص سے روایت کیا ہے کہ اس نے کہا کہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ اس وقت صحابہ کی ایک جماعت کے درمیان تشریف فرما تھے۔ میں نے پوچھا کہ آپ نے رسول خدا ہونے کا دعویٰ کیا ہے؟ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں، میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! مجھے بتائیے کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو پسند ہے؟ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ پر ایمان لانا۔ میں نے عرض کیا پھر کون سا؟ فرمایا صلہ رحمی کرنا۔ میں نے عرض کیا پھر کون سا؟ اللہ کو سب سے زیادہ پسند ہے؟ فرمایا نیکیوں کا حکم دینا اور برائیوں سے روکنا۔ پھر میں عرض گزار ہوا اے اللہ کے رسول! کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو

سب سے زیادہ ناپسند ہے؟ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، پھر میں نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور کون سا؟ فرمایا قطع رحمی کرنا۔ پھر میں نے عرض کیا اس کے بعد کون سا؟ فرمایا برائیوں کی ترغیب دینا اور نیکی سے روکنا۔ (الترغیب والترہیب جلد دوم ص ۲۷۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث میں ان اعمال کا ذکر ہے جو اللہ عز و جل کے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہیں ہمارا حال یہ ہے کہ ہم اپنے محبین و معتقدین، دوست و احباب، بیوی بچوں کی پسند کا تو خیال کرتے ہیں مگر اللہ عز و جل اور اس کے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پسند کا خیال نہیں کرتے۔ آئیے آج نیت کریں کہ جو اعمال اللہ عز و جل کو سب سے زیادہ پسند ہیں انہیں اختیار کریں گے اور وہ اعمال جو اللہ عز و جل کو ناپسند ہیں ان سے پرہیز کریں گے۔

اللہ عز و جل اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زلفوں کے تصدق ہم سب کو عمل خیر کی توفیق عطا فرمائے۔

جنت سے قریب، جہنم سے دور

حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول پاک اونٹنی پر سوار ہو کر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ سفر میں تشریف لے جا رہے تھے کہ ایک بدو نے آکر آپ کی اونٹنی کی مہار پکڑ لی اور کہا: حضور! مجھے ایسا عمل بتلائیے جو مجھے جنت سے قریب اور جہنم سے دور کر دے۔ آپ ٹھہر گئے اور صحابہ کرام کی طرف دیکھ کر فرمایا: اللہ تعالیٰ کو وحدہ لا شریک جان کر اس کی عبادت کر، نماز پڑھ، زکوٰۃ دے اور صلہ رحمی کر اور میری اونٹنی کی مہار چھوڑ دے۔ جب بدو چلا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: اگر یہ ان باتوں پر عمل کرتا رہتا تو جنت میں جائے گا۔ (الترغیب و الترہیب جلد دوم)

سبحان اللہ! میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! سوال بدوی نے کیا اور فائدہ قیامت تک کے ان مسلمانوں کا ہو گیا جو عمل کریں گے، ان کے سوال پر قربان جائیے کہ جنت سے قریب کرنے والے اعمال اور جہنم سے دور کر دینے والے اعمال کا سوال کرتے ہیں، سرکارِ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قریب ہونے کے باوجود یہ سوال کر رہے ہیں اس سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تصور آخرت کتنا پلا دیا تھا؟ سائل کے سوال پر رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو جواب عنایت فرمایا اسے آپ ملاحظہ کر چکے۔ دعا کیجئے کہ رب قدر یہ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔



پڑوسیوں کے حقوق

اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: **وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَ بِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَ بِذِي الْقُرْبَىٰ وَ الْيَتَامَىٰ وَ الْمَسْكِينِ وَ الْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَ الْجَارِ الْجُنُبِ وَ الصَّاحِبِ بِالْجَنبِ وَ ابْنِ السَّبِيلِ وَ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ط إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَلًا فَافْخُورًا** اور اللہ کی بندگی کرو اور اس کا شریک کسی کو نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ سے بھلائی کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں، پاس کے ہمسائے اور دور کے ہمسائے سے اور کروٹ کے ساتھی اور راہ گیر اور اپنی باندی غلام سے۔ بے شک اللہ کو خوش نہیں آتا کوئی اترانے والا بڑائی مارنے والا۔

(کنز الایمان، پ ۵۷، سورہ نسا: ۳۶)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ عزوجل نے اپنی عبادت کے ساتھ والدین، رشتہ داروں، یتیموں محتاجوں، اور پڑوسیوں کے ساتھ بھلائی کا حکم دیا ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان سے بھلائی کی کتنی اہمیت ہے؟ والدین، رشتہ دار، یتیم محتاج یہ تو سمجھ میں آتے ہیں کہ ان سے سلوک ہونا چاہئے لیکن پڑوسی کے ساتھ بھلائی کے حکم کی وجہ کیا ہے؟ وجہ یہ ہے کہ ہر اعتبار سے پڑوسی ہم سے قریب ہوتا ہے اور ہر وقت قریب ہوتا ہے۔ اگر آج ہم نے اس کے ساتھ بھلائی کی تو اللہ نہ کرے اگر کل کوئی حادثہ ہوگا تو وہ ہمارے بھی کام آئے گا اور ہمارے گھر والوں کے بھی کام آئے گا۔ آیت شریفہ کی مزید وضاحت تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم کے فرامین سے معلوم کریں۔

حضور رحمت دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے ہمسایگان کے حقوق صرف وہی ادا کر سکتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ کا رحم و کرم ہوا ورنہ میں بہت تھوڑے لوگ ہیں جو ہمسایگان کے حقوق جانتے ہیں۔ (ہمسایگان کے حقوق یہ ہیں) کہ جس چیز کی انھیں ضرورت ہو اسے پورا کرو۔ اگر قرض چاہتے ہیں تو قرض دو۔ اگر انھیں خوشی حاصل ہو تو انھیں مبارکباد پیش کرو، اگر کوئی تکلیف لاحق ہو تو اظہار افسوس کرو، اگر بیمار ہوں تو طبع پرسی کرو، اگر مرجائیں تو جنازہ بھی پڑھو اور دفنانے تک ساتھ رہو۔ (تفسیر روح البیان جلد ۵ ص ۵۳۰)

پڑوسی کی تین قسمیں

آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پڑوسی تین قسم کے ہیں ہر ایک کے علیحدہ علیحدہ احکام ہیں۔ بعض کے تین حق ہیں بعض کے دو حق ہیں اور بعض کا ایک حق ہے۔ جو پڑوسی مسلم ہو اور رشتہ والا ہو اس کے تین حق ہیں۔ حق ہمسائیگی اور حق اسلامی اور حق قرابت و رشتہ داری، مسلم پڑوسی کے دو حق ہیں حق جوار (پڑوس) اور حق اسلام اور کافر پڑوسی کا صرف ایک حق ہے، حق جوار (پڑوس)۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! ان کو اپنی قربانیوں میں سے دیں؟ فرمایا: مشرکین کو قربانیوں میں سے کچھ نہ دو۔

حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جانتے ہو مفلس کون ہے؟ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا ہمارے یہاں تو مفلس وہ ہے جس کے پاس مال و زرنہ ہو، فرمایا: میری امت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزے، زکوٰۃ لے کر آئے اور یوں آئے کہ اُس نے اسے (پڑوسی کو) گالی دی ہو، اسے زنا کی تہمت لگائی ہو اس کا مال کھایا، اس کا خون گرایا، اسے مارا تو اس کی

نیکیاں اسے دے دی گئیں پھر اگر نیکیاں ختم ہو چکیں اور حق باقی ہیں تو ان کے گناہ لے کر اس کے اوپر ڈالے گئے پھر جہنم میں پھینک دیا گیا۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! عام طور پر گالی گلوں، تہمت اور زنا وغیرہ جیسے کبار کا ارتکاب پڑوسی کے ساتھ زیادہ پیش آتے ہیں، آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عبادت و ریاضت میں زندگی گزارنے والے شخص کو بھی تنبیہ فرمائی ہے کہ یہ نہ سمجھنا کہ تمہارے نامہ اعمال میں نیکیاں ہیں تو جو چاہو کر گزرو اور پڑوسیوں کے ساتھ برا سلوک کرو، ان کے مال، ان کی جان وغیرہ پر بری نظر ڈالو۔

خبردار! ساری نیکیاں زمین پر ہی رہ جائیں گی اور قیامت کے دن مذکورہ گناہوں کی وجہ سے مفلس بن کر رب کے حضور تمہاری حاضری ہوگی۔ لہذا بچو ان گناہوں کے ارتکاب سے جن کا ذکر اس حدیث پاک میں کیا گیا ہے۔

حضرت ابو شریح خزاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُحْسِنِ إِلَى جَارِهِ“ یعنی جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے چاہئے کہ وہ اپنے پڑوسی کے ساتھ نیک سلوک کرے۔ (ابن ماجہ)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث شریف میں اللہ عز وجل اور روز جزا پر ایمان رکھنے والوں کو گویا تاکید کی جا رہی ہے کہ اگر تم مومن ہو تو اس کا اظہار اپنے اعمال سے بھی کرو صرف زبانی دعویٰ نہ ہو بلکہ اپنے پڑوسیوں کے ساتھ نیک سلوک کر کے بتاؤ کہ ہمارا دین پڑوسیوں کے ساتھ پیار و محبت سے پیش آنے کی تعلیم دیتا ہے۔ تاریخ میں ایسے بیشمار واقعات ملتے ہیں جن میں پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کی وجہ سے انہیں اسلام کی دولت حاصل ہو گئی۔

پڑوسی وراثت کا حقدار

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ”مَا زَالَ جِبْرِئِيلُ يُوصِيْنِي بِالْجَارِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُوْرُثُهُ“ مجھے جبرئیل علیہ السلام پڑوسی کے بارے میں تاکید کرتے رہے یہاں تک کہ میں گمان کیا کہ وہ اسے وراثت میں شریک کر دیں گے۔ (بخاری جلد دوم ص ۸۸۹)

حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھا اور ان کا غلام بکری کی کھال اتار رہا تھا۔ انہوں نے اپنے غلام سے فرمایا: اے غلام! جب اس کام سے فارغ ہو جانا تو سب سے پہلے اس کا گوشت ہمارے یہودی پڑوسی کو دینا، غلام نے کہا کیا آپ یہودی کو ہدیہ دلا رہے ہیں؟ اللہ تعالیٰ آپ کی اصلاح فرمائے، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کہ بلاشبہ میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پڑوسی کے بارے میں اتنی تاکید فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہم ڈر گئے کہ اس کو عنقریب وارث ہی بنا دیا جائے گا۔

(الادب المفرد)

ایمان کا تقاضا

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ میں اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: مومن وہ نہیں جو اپنا پیٹ بھرے اور اس کا پڑوسی اس کے بازو میں بھوکا ہو۔ (بیہقی، مشکوٰۃ شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! سارے اعمال کا دار و مدار ایمان پر ہے اور اگر ایمان کامل ہے تو رب قدر بندے کو کامیابی عطا فرماتا ہے۔ یاد رکھیں کہ ایمان کو کمال صرف نماز، روزہ، حج و زکوٰۃ ہی سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ کمال ایمان کے لئے ضروری ہے کہ اپنے پڑوسیوں کی پریشانیوں کو بھی جانیں اور

حتی الامکان دور کرنے کی کوشش کریں۔ مذکورہ حدیث پاک کی روشنی میں یہ بات سمجھ میں آئی کہ اگر اللہ عزوجل نے شکم سیر ہونے کی توفیق عطا فرمائی ہے تو ہم یہ بھی دیکھ لیں کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ ہم پڑوسی کے حق کی ادائیگی میں غافل ہیں اور ہمارا پڑوسی غیرت و شرمندگی کی وجہ سے ذکر نہیں کرتا۔

شور بے کی خوشبو اور پڑوسی

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوذر! جب شور باپکاؤ تو پانی زیادہ ڈالا کرو اور اپنے پڑوسیوں کا خیال رکھو۔ (مسلم جلد دوم ص ۳۲۹)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شور بے میں پانی زیادہ ڈالنے کا حکم فرما کر پڑوسیوں کی دلجوئی کرنے کی تعلیم فرمائی ہے اس لئے کہ شور بے کی خوشبو جب پڑوسی کو پہنچے گی تو اس کا اور اس کے بچوں کا دل اس کے حصول کی تمنا کرے گا۔ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پڑوسی کی آرزو کا خیال کرنے کی تاکید فرمائی تاکہ وہ خوش ہو جائے۔ اس کی خوشی سے ان شاء اللہ پروردگار بھی خوش ہوگا۔

پڑوسی دامن تھام لیں گے

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: ہم پر ایک ایسا زمانہ گزرا ہے کہ دینار و درہم کا سب سے زیادہ مستحق مسلمان بھائی کو سمجھا جاتا تھا پھر اب ایسا زمانہ آگیا کہ دینار و درہم مسلمان بھائی سے زیادہ محبوب ہو گئے ہیں۔ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ قیامت کے دن کتنے ہی پڑوسی ہوں گے جنہوں نے اپنے اپنے پڑوسیوں کو پکڑ رکھا ہوگا اور بارگاہ خداوندی میں شکایت کرتے ہوئے عرض کریں

گے کہ اے رب اس نے مجھے چھوڑ کر اپنا دروازہ بند کر لیا تھا اور مجھے اپنے احسان و سلوک سے محروم رکھا تھا۔ (دُرِ منثور)

اللہ اکبر! میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ایک زمانہ ایسا بھی گزرا ہے کہ اس وقت سب سے زیادہ اہمیت مسلمان کی تھی، مسلمان کے درہم و دینار کی کوئی اہمیت نہ تھی لیکن اب تو دینار و درہم کے عوض میں مسلمان کی نہ جان و مال و آبرو کی اہمیت ہے نہ اس کا کوئی وقار بلکہ چند درہم و دینار کی خاطر مسلمان کی جان لینے سے بھی گریز نہیں کیا جاتا۔ اللہ اپنے حفظ و امان میں رکھے اور صحیح سمجھ عطا کرے۔

ساتھ ہی ساتھ رسول گرامی و قار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا لرزہ دینے والا ارشاد گرامی کہ قیامت کے ہولناک دن پڑوسی اپنے پڑوسی کو پکڑ رکھا ہوگا اور شکایت بارگاہِ صمدیت میں ہوگی کہ اے رب! اس نے مجھے چھوڑ کر اپنا دروازہ بند کر لیا تھا اور مجھے اپنے احسان و سلوک سے محروم رکھا تھا۔ بتاؤ اس وقت رب کے حضور کیا جواب دو گے؟ پڑوسی کے لئے دروازہ بند کرنے سے مراد یہ ہے کہ پڑوسی کو نہ ان کی خوشی کا خیال تھا اور نہ ان کی مشکلات کی فکر تھی اور نہ ہی پڑوسی ان کا پرسانِ حال تھا۔

مسلمانو! اگر پڑوسی کا خیال رکھو گے تو مولیٰ کے کرم کی بارشیں ہوں گی اور حصولِ رضائے الہی کا ذریعہ بھی ہوگا۔ قیامت کے ہولناک عذاب سے بچنا ہو تو پڑوسیوں کے ساتھ ضرور حسن سلوک کرو۔

خدا کے نزدیک بہترین کون؟

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: بہترین دوست خدا کے نزدیک وہ ہیں جو اپنے دوستوں کے لئے

بہترین ہیں اور بہترین پڑوسی خدائے تعالیٰ کے نزدیک وہ ہیں جو پڑوسیوں کے حق میں بہترین ہیں۔ (رواہ الترمذی)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس کو بہترین فرمائیں وہ یقیناً بہترین ہے مذکورہ حدیث پاک کی روشنی میں دوستوں اور پڑوسیوں کے ساتھ تعلق کے بارے میں بتایا جا رہا ہے۔ ایک شخص کو دوست اور پڑوسی ہی سب سے زیادہ جانتے ہیں، اگر دوست اور پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک ہے، ان کے ساتھ معاملات اچھے ہیں اور پڑوسی قربت کی وجہ سے خوشی و غمی میں شریک رہتا ہو اور اتنا خیال رکھتا ہو کہ دوست اور پڑوسی گواہی دیں کہ اللہ نے بڑا کرم کیا کہ اتنا اچھا دوست اور پڑوسی عطا فرمایا، تو یقیناً وہ بہترین ہے اس میں کوئی شک کی گنجائش نہیں ہے۔ اللہ عز و جل ہم سب کو بہترین دوست اور پڑوسی بننے کی توفیق عطا فرمائے۔

پڑوسی کون ہے ؟

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا پڑوسی کون ہے؟ تو انہوں نے فرمایا چالیس گھر آگے، چالیس گھر پیچھے، چالیس داہنے، چالیس بائیں طرف۔ (الادب المفرد)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس حدیث سے پتہ چلا کہ کم از کم چاروں طرف کے چالیس چالیس گھر والوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا ضروری ہے اور نہ کرنے پر مواخذہ ہوگا۔ مگر ان میں سے بھی سب کے الگ الگ درجات ہیں اور بعض بعض سے زیادہ حقدار ہیں۔ چنانچہ حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ پڑوسی زیادہ حقدار ہے جو قریب ہے۔ (بخاری)

پڑوسیوں میں جس کا گھر زیادہ قریب ہو وہ دوسرے پڑوسیوں کے مقابلہ میں زیادہ حقدار ہے لہذا حسن سلوک، صدقہ و خیرات اور تعاون کے وقت پہلے اس کا خیال رکھنا چاہئے ایسا نہ ہو کہ دور دراز کے لوگ آپ کے صدقہ و خیرات اور آپ کی جود و سخا سے مستفیض ہو رہے ہوں اور پڑوسی کے گھر میں چولہا بھی نہ جلے۔

تحفہ کا حقدار کون؟

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا: میرے دو پڑوسی ہیں کسے تحفہ بھیجوں؟ تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کا دروازہ زیادہ قریب ہو۔ (بخاری ۸۹۰۲)

سب سے پہلا مقدمہ

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت میں سب سے پہلا جھگڑا پیش کرنے والے دو پڑوسی ہوں گے۔ (الترغیب والترہیب جلد دوم ص ۲۹۲)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! قیامت کا ماحول دل ہلا دینے والا ہوگا، نفسی نفسی کی کیفیت ہوگی، کوئی کسی کا پرسانِ حال نہ ہوگا، اعمالِ صالحہ کی قلت دامن گیر ہوگی، معبودِ برحق کی جلال کی وجہ سے ہر کوئی لرز رہا ہوگا ایسے میں بتاؤ پہلا جھگڑا دو پڑوسی کا پیش ہوگا سوچو! اگر ہم نے اپنے کسی پڑوسی کو ستایا ہوگا یا کسی معاملہ میں جھگڑا کیا ہوگا تو اس وقت کتنی پریشانی ہوگی؟ اگر خدا نخواستہ ہم سے ہمارے کسی پڑوسی کی دل آزاری ہوئی ہو تو آج ہی اس سے معافی طلب کر لیں اور یہ بات ہمیشہ کے لئے اپنے نہاں خانہٴ دل میں محفوظ کر لیں کہ وہ گناہ جو بندوں کے حقوق سے متعلق ہیں

اس وقت تک خدائے قہار و جبار معاف نہیں فرمائے گا جب تک کہ بندہ نہ معاف کر دے۔ پروردگار عالم ہم سب کو آپس میں اتحاد و اتفاق سے زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

بھلائی اور برائی کی کسوٹی

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! مجھے کیسے علم ہو کہ میں نے بھلائی کی ہے یا برائی کی ہے؟ تو آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم اپنے پڑوسی کو کہتے ہوئے سنو کہ تم نے بھلائی کی ہے تو واقعی تم نے بھلائی کی ہے اور جب تم اپنے پڑوسی کو کہتے سنو کہ تم نے برا سلوک کیا ہے تو واقعی تم نے برا سلوک کیا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۴۲۴)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! جس کے عمل کے بارے میں رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ فرمادیا ہو کہ پڑوسی کی گواہی ہی پر تمہاری نیکی اور برائی کا دار و مدار ہے تو ہمیں چاہئے کہ اپنے نیک ہونے کی سند تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کی روشنی میں اپنے پڑوسی سے حاصل کریں یہ اسی وقت ممکن ہے جب پڑوسی کے ساتھ ہمارا سلوک اچھا ہو لہذا ہم کو چاہئے کہ اپنے پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کر کے بھلائی کی سند حاصل کر لیں۔ پروردگار عالم اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل ہمیں اپنے پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کی توفیق عطا فرمائے۔

وہ شخص مومن نہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: خدا کی قسم وہ مومن نہیں، خدا کی قسم وہ مومن نہیں، خدا کی قسم وہ مومن نہیں۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ کون یا رسول اللہ! تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس کی ایذا رسانی سے اس کا پڑوسی محفوظ و مامون نہ ہو۔

(بخاری شریف جلد دوم ص ۸۸۹)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! یقیناً وہ مومن کامل نہیں ہو سکتا جس نے پڑوسیوں کو تکلیف پہنچائی ہو۔ اگر ہم اور آپ مومن و مسلمان ہونے کے دعویدار ہیں تو ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے پڑوسی کو راحت دیں، سکون دیں اور اس چیز کا خیال رکھیں کہ ہمارے پڑوسی کو ہماری ذات سے کوئی اذیت نہ پہنچے بلکہ وہ ہمارے پڑوس میں اپنے آپ کو سب سے زیادہ مامون سمجھے، ان شاء اللہ پڑوسی کو خوش رکھنے کا بدلہ ضرور ضرور ہمیں ملے گا۔ رب قدر ہمیں پڑوسیوں کو اذیت دینے سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

خدائے تعالیٰ سے جنگ

حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ سرکار کون و مکاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے ”جس نے اپنے پڑوسی کو ایذا پہنچائی اس نے مجھے تکلیف دی اور جس نے مجھے تکلیف دی اس نے خدا کو تکلیف دی اور جس نے اپنے پڑوسی سے لڑائی کی اس نے مجھ سے لڑائی کی اور جس نے مجھ سے لڑائی کی اس نے اللہ عز و جل سے لڑائی کی۔ (الترغیب والترہیب جلد دوم ص ۲۹۲)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ہم میں سے کون ہے جو اللہ عز و جل اور اس کے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اذیت پہنچانے اور ان سے لڑائی کرنے کی جرأت و ہمت رکھتا ہو؟ کبھی خواب و خیال میں بھی یہ نہیں سوچ سکتے کہ اللہ عز و جل اور اس کے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے لڑیں یا انہیں اذیت دیں۔ اب آپ بتائیں کہ اگر کوئی پڑوسی کو اذیت پہنچا

نچائے تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے مجھے اذیت پہنچائی اور جو کوئی پڑوسی سے لڑائی کرے گویا اُس نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے لڑائی کی۔ ہمیں چاہئے کہ اپنے پڑوسی کو اذیت دینے اور جھگڑا کرنے سے پرہیز کریں۔ ورنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اذیت دینے کا باعث ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر یقین رکھتا ہو وہ اپنے مہمانوں کی تعظیم کرے اور جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر یقین رکھتا ہو وہ اپنے پڑوسیوں کو نہ ستائے۔ (بخاری جلد دوم ص ۸۸۹)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ عزوجل اور یوم آخرت پر ایمان کی بات فرما کر یہ واضح کر دیا گیا کہ قیامت میں جب ربّ ذو الجلال کے حضور حاضری ہوگی اس وقت بندے سے پڑوسیوں کے حوالے سے سوال پوچھا جائے گا۔ اگر ان کو اذیت دی ہوگی یا ان کو ستایا ہوگا تو نہایت ہی سخت ترین عذاب میں گرفتار ہوگا۔ اور اگر ان سے حسن سلوک سے پیش آیا ہوگا تو وہ اس کے بہتر ہونے کی گواہی دیں گے۔ مولیٰ ان کی گواہی کو قبول فرما کر اسے جنت کا حقدار بنادے گا اور مذکورہ حدیث پاک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ پڑوسی کو وہی ستائے گا جس کو آخرت میں جواب دہی کا تصور نہ ہو یا پھر اللہ عزوجل کی پکڑ اور اس کی ذات سے بے خوف ہو۔ مسلمانو! آخرت میں جواب دہی کا تصور کر کے اپنے پڑوسیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو تا کہ روز محشر جہاں اولین و آخرین جمع ہوں گے وہاں کی رسوائی سے بچ جاؤ۔ اللہ عزوجل ہم سب کے لئے آخرت کو آسان بنائے اور محشر کی رسوائی سے بچائے۔

جنت میں نہ جائے گا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے نامدار مدنی تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقِهِ“ وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کی شرارتوں سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو۔
(مشکوٰۃ شریف ص ۴۲۲)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان حق ہے۔ جنت اور اس میں داخلے کے قانون تو میرے آقائے عطا فرمائے ہیں اور اس میں جانے سے کون روکا جائے گا اس کی وضاحت بھی فرمادی ہے۔ اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آگاہ نہ فرماتے تو ہمیں کیوں کر خبر ہوتی؟ حضور علیہ السلام کے فرمان کی روشنی میں پتہ چلا کہ پڑوسیوں کو اذیت دینے والا اگر بے توبہ مر گیا تو جنت میں داخل نہ ہوگا۔

ہم سب جنت کے طلبگار ہیں لیکن افسوس! پڑوسیوں کے حوالے سے ہمارا کیا حال ہے؟ ہمیں اس کا جائزہ بھی لینا پڑے گا اگر پڑوسی مامون و محفوظ ہیں تو اللہ عز و جل کے فضل و کرم اور سرکار مالک جنت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل جنت کے حقدار بن جائیں گے۔ اللہ عز و جل ہم سب کو جنتی بنائے اور جہنم سے بچائے۔

عبادت گزار خاتون مگر جہنمی!

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص بارگاہ نبوی میں عرض گزار ہوا ”یا رسول اللہ! فلاں عورت کے بہت نماز پڑھنے، روزے رکھنے، اور خیرات کرنے کا چرچا ہے مگر وہ اپنی زبان سے اپنے پڑوسی کو تکلیف دیتی ہے۔ تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ”وہ جہنمی ہے“ عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! فلاں عورت کم روزے رکھنے، کم صدقہ کرنے، اور کم نماز پڑھنے میں مشہور ہے وہ

پنیر کے ٹکڑے ہی خیرات کرتی ہے لیکن اپنی زبان سے پڑوسی کو تکلیف نہیں پہنچاتی۔
 سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ”وہ جنتی ہے“۔ (الترغیب والترہیب جلد دوم ص ۲۹۳)
 میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث
 مبارکہ کئی گوشوں پر ہماری توجہ مبذول کراتی ہے۔ پہلی چیز تو یہ ہے کہ ہم نماز، روزہ، حج و
 زکوٰۃ وغیرہ ہی کو نجات کا ذریعہ سمجھتے ہیں جب کہ ان عبادات کی ادائیگی کے ساتھ اگر
 پڑوسی کو ستانا شامل ہو تو ان عبادتوں کا کوئی صلہ نہیں ملے گا (مراد یہ ہے کہ جب یہ نفل
 ہوں) یہ بات ذہن میں رکھنا چاہئے کہ ہم مسلمانوں کی پہچان یہی تھی کہ ہماری ذات
 سے کبھی پڑوسی کو تکلیف نہ پہنچتی تھی، بلکہ ہمارے پڑوس میں رہنے والا ہمارے حسن
 سلوک سے متاثر ہو کر کفر و شرک کی وادی سے نکل کر دامن اسلام میں پناہ لے لیتا
 تھا لیکن ہم حسن اخلاق جیسی پاکیزہ تعلیم کو بھول گئے، اسلام کی پاکیزہ تعلیمات سے کنارہ
 کشی کا نتیجہ ہمارے سامنے ہے کہ آج دنیا میں کہیں بھی ہمارا کوئی مقام نہیں اور ہو بھی
 کیونکر؟ جب عبادت و ریاضت کی کثرت کے باوجود پڑوسی کو ستانے سے حضور صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم جہنم کا حقدار بتا دیں تو یہاں حال بہت برا ہے کہ ہمارے نامہ اعمال میں
 نیکیوں کی قلت ہے اور پڑوسیوں کو ستانے کا جرم بھی ثابت ہے۔ خدا را! پڑوسیوں کو
 تکلیف دینے سے گریز کرو اور جہنم کے عذاب سے پناہ مانگو۔

قیامت کی نشانی

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ آدمی اپنے پڑوسیوں کو
 اور بھائیوں کو اور اپنے باپ کو قتل نہ کرے۔ (الادب المفرد)

حضرت ابو عامر حمصی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ثوبان رضی
 اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ جو بھی دو آدمی تین دن سے زیادہ قطع تعلق رکھیں پھر ان میں

سے ایک مرجائے یا دونوں اسی حالت (باہم ناراضگی کی حالت) میں مرجائیں تو دونوں ہلاک ہوں گے پھر فرمایا جو بھی کوئی پڑوسی اپنے پڑوسی پر ظلم اور زیادتی کرے گا یہاں تک کہ اسے اپنے گھر سے نکل جانے پر مجبور کر دے تو یہ تکلیف دینے والا ہلاک ہو جائے گا یعنی عذاب آخرت میں مبتلا ہوگا۔ (الادب المفرد)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج آپ دیکھتے ہوں گے کہ لوگ کبھی کبھی اپنے پڑوسیوں پر اتنا ظلم کرتے ہیں کہ پڑوسی تنگ آ کر گھر بدل دیتا ہے اور نقل مکانی پر مجبور ہو جاتا ہے۔ ایسا کرنے والے شخص کے بارے میں خود صحابی رسول نے فرمایا کہ وہ ہلاک ہو جائے گا، لہذا ہمیں پڑوسی کے معاملہ میں بہت ہی احتیاط رکھنا چاہئے اور اذیت دینے سے گریز کرنا چاہئے۔ اللہ عزوجل سرکار رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل ہم سب پر نظر کرم فرمائے۔

حضرت امام حسن اور پڑوسی

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پڑوسی یہودی تھا، اس کے گھر کی دیوار شق ہو گئی جس کی وجہ سے کوڑا کرکٹ آپ کے مقدس گھر میں جمع ہو جاتا۔ یہودی کی عورت نے یہودی کو اس بات کی اطلاع دی تو یہودی حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں معافی مانگنے کے لئے حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ میرے نانا جان نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنے پڑوسی کی عزت کرو، پڑوسی کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچاؤ۔ یہ کلمات سنتے ہی یہودی مسلمان ہو گیا۔ (حقوق العباد، علامہ عالم فقی)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ایک ہوتا ہے پڑوسی کی حقیقت جاننا اور دوسرا ہوتا ہے پڑوسی کے حقوق کو ادا کرنا۔ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ پڑوسی کی حقیقت کو جانتے بھی تھے اور انہوں نے عمل کر کے بتایا بھی۔ دیکھا آپ نے کہ کہ اسلامی تعلیمات پر عمل کا اثر کیا ہوا کہ اللہ عزوجل نے یہودی کو اسلام کی

دولت سے مالا مال فرما دیا۔ کاش، ہم غلام حسنین کریمین ہونے کے دعویدار کردار حسنین کریمین کو اپنانے کی بھی کوشش کرتے۔

سلطان بایزید اور پڑوسی

ایک رات حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ ایک لمحہ بھی آنکھ نہ لگا سکے، سوتے بھی تو کیسے رات بھر ساتھ والے مکان سے ایک بچے کے رونے کی مسلسل آواز آرہی تھی۔ ایک تو رونا اور وہ بھی بچے کا رونا، رقیق القلب لوگوں کے لئے تو سوہان روح ہوتا ہے۔ خدا خدا کر کے صبح ہوئی تو سلطان بایزید بسطامی یہودی پڑوسی کے دروازے پر کھڑے دروازہ کھٹکھٹا رہے تھے۔ اندر سے آواز آئی کہ گھر میں کوئی مرد موجود نہیں۔ سلطان نے اپنا تعارف کرایا اور خیریت دریافت کی، یہودی کی بیوی نے بتایا کہ میرا شوہر کئی ماہ کے سفر پر گیا ہوا ہے اس عرصے میں میرے یہاں ولادت ہوئی ہے رات بھر وہی بچہ روتا رہا۔ سلطان نے بچے کے رونے کی وجہ دریافت کی تو عورت نے بتایا کہ گھر میں اندھیرا رہتا ہے میں پردہ نشین عورت ہوں اور میرا حال یہ ہے کہ غریبی نے گھیر رکھا ہے۔ نہ کوئی تیل لانے والا ہے نہ تیل منگانے کے لئے پیسے تھوڑا بہت پیسہ جو میرے شوہر نے جاتے وقت رکھ دیا تھا اسی پر گزارا ہے۔

فجر کی اذان ہو چکی تھی، عورت کا جواب سن کر حضرت سلطان بایزید رحمۃ اللہ علیہ مسجد چلے گئے اس دن سے ایسا لگا جیسے کہ عورت کے گھر میں بہار آگئی ہو، ضرورت کی ہر چیز سلطان بایزید کے گھر سے پہنچنے لگی، شام ہوتی تو اللہ کا وہ ولی جسے دنیا آج تک سلطان العارفین کے نام جانتی اور مانتی ہے ہاتھ میں تیل کی کچی لئے یہودی کے دروازے پر کھڑا رہتا کہ کہیں اس کا مکان تاریک نہ ہو جائے اور اس کا بچہ اندھیرے میں کہیں رونے نہ لگے۔ کئی مہینے یہ سلسلہ چلتا رہا حتیٰ کہ یہودی پڑوسی سفر سے واپس آگیا۔ وہ سوچتا آیا تھا کہ گھر میں تو بہت تکلیف ہوئی ہوگی، لیکن جب اس کی بیوی نے

بتایا کہ تکلیف اٹھانے کی نوبت نہ آئی اور سلطان اور ان کے گھروالے مسلسل اس کی اور اس کے بچے کی دیکھ بھال کرتے رہے تو یہودی بہت خوش ہوا، شکریہ ادا کرنے سلطان کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا ”میرے عزیز! شکریہ کی ضرورت نہیں میں نے تو اپنا فرض ادا کیا اگر میں یہ نہ کرتا تو سخت گنہگار ہوتا کیونکہ ہمارے دین میں پڑوسی کے بڑے حقوق ہیں۔“ یہودی نے سلطان بائزید کا ہاتھ تھام کر عرض کیا ”حضور! مجھے بھی اسی دین کی چادر میں چھپا لو اور اسی کا کلمہ پڑھا دو جس کی غلامی کے سبب آج تم اس بلند مرتبہ پر فائز ہو۔“

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! فروغ اسلام میں حسن اخلاق کی بڑی اہمیت رہی۔ سلطان العارفين نے تو یہودی پڑوسی کے ساتھ یہ سلوک کئے لیکن ہم مسلمان پڑوسی بلکہ رشتہ دار پڑوسی کے ساتھ بھی ایسا نہیں کرتے۔ ایسے میں بتاؤ لوگ کہاں سے اسلام کی عظمت کو تسلیم کریں گے۔ آج ہمیں اپنے بزرگوں کے کردار کو اپنانے کی ضرورت ہے، ان کے نقش قدم پر چلنے کی ضرورت ہے اور پڑوسیوں سے حسن سلوک کی ضرورت ہے۔ سچ کہا ہے کہ کسی شاعر نے ۷

نہ کتابوں سے نہ کالج کے در سے پیدا

دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

اللہ عزوجل ہم سب کو پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔



غیبت کی مذمت

خالق ارض و سما جل جلالہ نے قرآن کریم میں غیبت کی سخت مذمت فرمائی ہے اور اسے اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے سے تشبیہ دی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَبَ بَعْضُكُم بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ ۝۱۵ اے ایمان والو، بہت گمان سے بچو بیشک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے اور عیب نہ ڈھونڈو اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو کیا تم میں کوئی پسند رکھے گا کہ اپنے مرے بھائی کا گوشت کھائے، تو یہ تمہیں گوارا نہ ہوگا اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ (پ ۲۱ آیت ۱۱۱ کنز الایمان)

مفسر شہیر صدر الافاضل حضرت علامہ سید نعیم الدین صاحب قبلہ مراد آبادی علیہ الرحمہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں ”کوئی اپنے مرے ہوئے بھائی کی غیبت پسند نہیں کرتا تو مسلمان بھائی کی غیبت بھی گوارا نہیں ہونی چاہئے کیونکہ اس کو پیٹھ پیچھے برا کہنا اس کے مرنے کے بعد اس کا گوشت کھانے کے مثل ہے کیونکہ جس طرح کسی کا گوشت کاٹنے سے اس کو ایذا ہوتی ہے اسی طرح اس کی بدگوئی سے قلبی تکلیف ہوتی ہے اور درحقیقت گوشت سے زیادہ آبرو پیاری ہوتی ہے۔ (خزان العرفان)

اور اس آیت کریمہ کا شان نزول بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب جہاد کے لئے روانہ ہوتے اور سفر فرماتے تو دو مالداروں کے ساتھ ایک غریب مسلمان کو کر دیتے کہ وہ غریب ان کی خدمت کرے، وہ اسے کھلائیں، پلائیں، ہر ایک کا کام چلے اسی طرح حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو

آدمیوں کے ساتھ کئے گئے تھے۔ ایک روز وہ سو گئے اور کھانا تیار نہ کر سکے، تو ان دونوں نے انہیں کھانا طلب کرنے کے لئے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔ حضور کے خادم مطبخ حضرت اُسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، ان کے پاس کچھ نہ رہا تھا، انہوں نے فرمایا میرے پاس کچھ نہیں۔ حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آکر یہی کہہ دیا تو ان دونوں رفیقوں نے کہا کہ اُسامہ نے بخل کیا۔ جب وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، فرمایا میں تمہارے منہ میں گوشت کی رنگت دیکھ رہا ہوں۔ انہوں نے عرض کیا ہم نے گوشت کھایا ہی نہیں، مکی و مدنی آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: تم نے غیبت کی اور جو مسلمان کی غیبت کرے اس نے مسلمان کا گوشت کھایا۔ (خزائن العرفان)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج شاید کوئی ایسا ملے جو غیبت کے گناہ میں مبتلا نہ ہو، ہر دو کی ملاقات پر کسی تیسرے کی غیبت کی جاتی ہے، گویا غیبت کوئی گناہ ہی نہ ہو۔ آج کل آپس میں ناراضگی، دل آزاری، خون خرابہ اور دشمنی یہ سب اسی وجہ سے ہے۔ ہم ان برائیوں کو کوئی اہمیت نہیں دیتے اور ان میں گرفتار ہوتے چلے جاتے ہیں جب کہ قرآن و حدیث کے مطابق جو اپنے بھائی کی غیبت کرتا ہے تو گویا اس کا گوشت کھاتا ہے۔ ایک سلیم الطبع اور حساس شخص کے لئے غیبت سے بچنے کے لئے ”أَيُّحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا“ کا جملہ کافی ہے۔

غیبت کیا ہے ؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہیں معلوم ہے کہ غیبت کیا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خوب جانتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: غیبت یہ کہ تو اپنے بھائی کا اُس چیز کے ساتھ ذکر کرے جو اسے بری لگے۔ کسی نے عرض کی۔

جو میں کہتا ہوں اگر میرے بھائی میں وہ موجود ہو تب تو وہ غیبت نہیں ہوگی؟ فرمایا جو کچھ تم کہتے ہو اگر اس میں موجود ہے جب ہی تو غیبت ہے اور جب تم ایسی بات کہو جو اس میں نہ ہو تو یہ بہتان ہے۔ (صحیح مسلم شریف)

غیبت زنا سے بھی بدتر

حضرت ابوسعید و جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ”الْغَيْبَةُ أَشَدُّ مِنَ الزَّانَا“ غیبت زنا سے بھی زیادہ سخت چیز ہے۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ! غیبت زنا سے سخت کیوں کر ہے؟ آقا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: مرد زنا کرتا ہے پھر توبہ کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے اور غیبت کرنے والے کی مغفرت نہ ہوگی جب تک وہ نہ معاف کر دے جس کی غیبت کی ہے۔ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! زنا جیسے فعل بد سے ہونے والی بربادی سے کون بے خبر ہے؟ سب جانتے ہیں کہ زنا کی وجہ سے رزق میں تنگی اور چہرے کا نور زائل ہو جاتا ہے، دو خاندان تباہ و برباد ہو جاتے ہیں۔ زانی کی عزت معاشرہ میں کچھ نہیں ہوتی ہے، آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غیبت کو زنا سے بھی بدتر فرمایا آپ اندازہ لگائیں کہ غیبت کے نقصانات کتنے زیادہ ہوں گے اور اس کی سزائیں کتنی سخت ہوں گی۔ لہذا چند لمحوں کی زبانی لذت کے لئے غیبت کر کے اپنی آخرت برباد نہیں کرنا چاہئے۔

حدیث معراج

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میں شبِ معراج میں ایسی قوم پر گزرا جو اپنے چہرے اور سینے چھلپتے تھے۔ میں نے کہا یہ کون ہیں؟ بلبلِ سدرہ نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کے گوشت کھاتے اور ان کی عزت و آبرو پر حملہ کرتے تھے۔ (الترغیب والترہیب جلد دوم ص ۳۷۹)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! غیبت کی سزا کتنی سخت ترین ہے کہ قیامت کے دن اپنے ہی ہاتھوں سے اپنے ہی چہرے اور سینے چھیلے ہوں گے۔ کیوں؟ اس لئے کہ جب وہ کسی کی غیبت کئے ہوں گے تو اس شخص کو رسوا اور اس کے دل کو زخمی کئے ہوں گے۔ اس لئے قیامت کے دن غیبت کرنے والے کے چہرے اور سینے کو چھیلنے کی سزا دی جائے گی تاکہ اسے اس کی تکلیف کا احساس ہو۔

غیبت کی بدبو

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہم حضور سید عالم ارواحؐ و فدائہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکات میں حاضر تھے، اچانک ایک بدبو اُٹھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جانتے ہو یہ بدبو کیا ہے؟ پھر خود ہی ارشاد فرمایا ”هَذِهِ رِيْحُ الَّذِينَ يَغْتَابُونَ الْمُؤْمِنِينَ“ یہ اُن لوگوں کی بدبو ہے جو مسلمانوں کی غیبت کرتے ہیں۔ (الترغیب والترہیب جلد دوم ص ۳۸۰)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غیبت کرنے والوں کی زبان سے نکلنے والے الفاظ کو بدبو فرمایا اس لئے کہ جب دو لوگ غیبت کرتے ہیں گویا ایک دوسرے سے مل کر اس کی نفرت و کدورت دل میں پیدا کرتے ہیں جس کی وجہ سے اس شخص کا وقار و مجروح ہوتا ہے اور وہ نفرتوں کا شکار ہو جاتا ہے اور معاشرے میں نفرتوں کا پھیلاؤ ہوتا ہے جسے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بدبو سے تعبیر فرمایا لہذا ہمیں چاہئے کہ اس برائی سے بچیں بھی اور دوسروں کو بچانے کی کوشش بھی کریں۔ اللہ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔

اب کیوں محسوس نہیں ہوتی؟

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے چونکہ حضور صلی اللہ

علیہ وسلم کے عہد مبارک میں غیبت کم کی جاتی تھی اس لئے اس کی بدبو آتی تھی مگر اب غیبت اتنی عام ہو گئی کہ مشام (دماغ میں سونگھنے کی قوت) اس کی بدبو کے عادی ہو گئے ہیں کہ وہ اسے محسوس ہی نہیں کر سکتے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص چڑے رنگے والوں کے گھر میں داخل ہو تو وہ اس کی بدبو سے ایک لمحہ بھی نہیں ٹھہر سکے گا مگر وہ لوگ وہیں کھاتے پیتے اور سوتے ہیں اور انھیں بو محسوس ہی نہیں ہوتی کیونکہ ان کے مشام اس قسم کی بو کے عادی ہو چکے ہیں اور یہی حال اب اس غیبت کی بدبو کا ہے۔

(مکاشفۃ القلوب)

اللہ اکبر! میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج شاید ہی کوئی محفل غیبت سے خالی ہو پھر بھی کثرت غیبت کی وجہ سے بدبو کا احساس بھی نہیں ہوتا۔ آج ہم لوگ اپنے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعلیمات سے کتنے دور ہو چکے ہیں کہ برائی کو برائی مان کر اور اس کی سزا کے بارے میں جان کر بھی بچنے کی کوشش نہیں کرتے۔ کاش ہمارے دلوں میں ذرا سا بھی خوف خدا پیدا ہو جائے تو یقیناً ان برائیوں سے نفرت پیدا ہو جائے گی۔ اللہ اپنے اچھوں کے صدقے ہمیں بھی اچھا بنائے اور برائیوں سے بچائے۔

پیپ، خون اور مواد کی قے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو ایک دن کے روزے کا حکم دیا اور فرمایا کہ میری اجازت کے بغیر کوئی بھی روزہ افطار نہ کرے۔ یہاں تک کہ جب شام ہوگئی تو لوگ آنا شروع ہو گئے اور ہر شخص حاضر ہو کر عرض کرتا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نے دن میں روزہ رکھا مجھے اجازت دیجئے کہ میں افطار کروں، آپ اُسے اجازت مرحمت فرما دیتے، اسی طرح لوگ آتے گئے اور اجازت لیتے گئے یہاں تک کہ ایک آدمی نے آکر عرض کیا: یا رسول

اللہ! میرے گھر کی دو جوان عورتوں نے روزہ رکھا ہے وہ آپ کی خدمت میں آتے ہوئے شرماتی ہیں انہیں افطار کی اجازت دے دیجئے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا رخ انور پھیر لیا، اس نے پھر عرض کیا، آپ نے پھر منہ پھیر لیا۔ اس نے پھر عرض کی تو آپ نے فرمایا: وہ شخص کیسے روزہ دار ہو سکتا ہے جس کا دن لوگوں کا گوشت کھاتے گزر جائے؟ تم جاؤ اور ان سے کہو کہ اگر تم روزہ دار ہو تو کسی طرح قے کرو۔ چنانچہ ان میں سے ہر ایک نے خون کے لوٹھڑے کی قے کی، اس شخص نے حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا ماجرا بیان کیا، آپ نے اس کی بات کو سن کر فرمایا اگر یہ چیز ان کے پیٹ میں موجود رہتی تو انہیں آگ جلاتی۔

ایک روایت کے الفاظ کچھ اس طرح ہیں کہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے منہ پھیر لیا تو وہ کچھ دیر بعد دوبارہ حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! وہ دونوں مرچکی ہیں یا مرنے کے قریب ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا انہیں میرے پاس لاؤ جب وہ آگئیں تو آپ نے پیالہ منگوا کر ان میں سے ہر ایک سے فرمایا اس میں قے کرو۔ چنانچہ ایک نے پیپ، خون، اور بدبودار مواد سے پیالہ بھر دیا پھر آپ نے دوسری سے بھی قے کرنے کو کہا تو اس نے بھی ویسے ہی قے کی۔ آپ نے فرمایا: ان دونوں نے اللہ کے حلال کردہ رزق سے روزہ رکھا اور اللہ کی حرام کردہ اشیاء سے افطار کیا ان میں سے ایک دوسرے کے پاس جا بیٹھی اور یہ دونوں مل کر لوگوں کا گوشت کھاتی رہیں یعنی غیبت کرتی رہیں۔ (مکاشفۃ القلوب)

اللہ اکبر! میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! بتاؤ اس سے بہتر بھی کوئی طریقہ ہو سکتا ہے جس سے غیبت کی اصلیت اور اس کی حقیقت کو سمجھایا جائے؟ غور کریں کہ منہ سے بھی نہیں کھایا گیا اور پیٹ سے گوشت اور پیپ

وغیرہ قے میں نکل رہا ہے گویا غیبت کرنے والے بظاہر لفظوں سے غیبت کرتے ہیں لیکن حقیقتاً اپنے بھائیوں کا گوشت کھاتے ہیں جس کو تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قے میں نکلوا کر بتا دیا اس کے بعد بھی اگر آج کا مسلمان نہ سمجھے اور مردار بھائی کا گوشت کھاتا رہے تو کتنے افسوس کی بات ہے؟ بہر کیف ہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے امتی ہیں اور اپنے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان پر عمل کرنے کا جذبہ ہمارے اندر ہونا چاہئے۔ آئیے ہم دعا کریں کہ رب کریم اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل ہمیں غیبت سے بچائے۔

مردار گدھے کا گوشت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضرت ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ کو جب سنگسار کیا گیا تو دو شخص آپس میں گفتگو کرنے لگے، ایک نے دوسرے سے کہا اسے تو دیکھو اللہ رب العزت نے اس کی پردہ پوشی کی تھی کہ اس کے جرم پر کوئی گواہ نہیں تھا مگر اس کے نفس نے نہ چھوڑا کتنے کی طرح سنگسار کیا گیا..... حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان دونوں کی باتوں کو سن کر سکوت فرمایا کچھ دیر تک چلتے رہے کہ راستے میں مرا ہوا گدھا ملا جو پاؤں پھیلائے ہوئے تھا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان دونوں سے فرمایا: جاؤ اس مردار گدھے کا گوشت کھاؤ، انہوں نے عرض کیا یا نبی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسے کون کھائے گا؟ ارشاد فرمایا: جو تم نے اپنے بھائی کی غیبت کی وہ اس مردہ گدھے کے کھانے سے بھی زیادہ سخت ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے وہ یعنی ماعز اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت جنت کی نہروں میں غوطے لگا رہے ہیں۔ (ابوداؤد)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ عزوجل نے حضرت ماعز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو توفیق عطا فرمائی اور انہوں نے دنیا کی سزا کو پسند

فرمایا اور آخرت کی تکلیف سے بچ گئے۔ اس سچے تائب اور فکر آخرت میں سرشار خدا کے بندے کی جب غیبت کی گئی تو غیبت کرنے والوں کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مردار گدھے کے گوشت کھانے کا حکم دیا اور حضرت ماعز کے بارے میں بھی بتا دیا کہ اس سچے تائب اور فکر آخرت میں سرشار کا مقام کیا ہے؟ پتہ چلا کہ اگر اللہ عز و جل کسی کو توبہ کی توفیق عطا فرمائے تو اس توبہ کرنے والے کو کبھی برا نہ کہا جائے اس لئے کہ سچے دل سے توبہ کرنے والے پر مولا کرم کی نظر فرماتا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی زبان کی حفاظت کریں، اپنے آپ کو بہت زیادہ پارسا اور دوسروں کو حقیر نہ سمجھیں کہ اس میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ناراضگی ہے۔ اللہ ہم سب کو ایسی برائیوں سے خصوصاً غیبت سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

غیبت کی قدرے تفصیل

آقائے نامدار مدنی تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نزدیک ہر وہ بات غیبت میں داخل ہے کہ اگر سننے والا سن لیتا تو اس کو بری لگتی۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا: صفیہ کے لئے یہ کافی ہے کہ وہ ایسی ہیں (یعنی پستہ قد) اس پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم نے ایسا کلمہ کہا ہے کہ اگر وہ سمندر میں ملایا جائے تو سمندر پر بھی وہ غالب آجائے۔ (امام احمد، ترمذی، ابوداؤد)

یعنی یہ بھی غیبت میں شمار ہے اور اس کی نحوست کا عالم یہ ہے کہ اگر سمندر میں ڈال دیا جائے تو اس کو متاثر کر دے، اس سے ثابت ہوا کہ کسی پستہ قد کو ناٹا، ٹھگنا، اور بونا کہنا بھی غیبت میں داخل ہے جب کہ بلا ضرورت ہو اور ضرورت یہ ہو کہ ایک ہی نام کے کئی افراد ہوں تو شناخت کے طور پر کہہ سکتے ہیں مگر عام حالات میں ایسا کہنا جائز

نہیں، یوں ہی کسی کی آنکھ میں خرابی ہوتی ہے تو اس کو کانا اور پاؤں سے معذور ہو تو اسے لنگڑا کہتے ہیں یہ بھی غیبت ہے اور ظاہر کرنے کی ضرورت ہو تو یوں کہنا مناسب ہے کہ فلاں شخص جس کی آنکھ میں کچھ خرابی ہے یا جس کا پاؤں کچھ خراب ہے۔ غرض کہ حتیٰ الامکان مومن بھائی کو تکلیف دینے اور اس کا مذاق اڑانے سے پرہیز کرے۔

(علامہ کتب فقہ)

بدن کی غیبت

یہ ہے کہ مثلاً کہا جائے یہ کتنا لمبا تڑنگا ہے، کالا دھواں ہے، بلی کی آنکھوں والا ہے وغیرہ۔ یہ بدن کی غیبت ہے۔

اخلاق کی غیبت

مثلاً کوئی اپنے مسلمان بھائی کے بارے میں یوں کہے کہ بد خو ہے، متکبر ہے، زبان دراز ہے، بزدل ہے، نکمّا ہے وغیرہ۔

لباس کی غیبت

کھلے چولے، فقیروں والا رکھتا ہے، بڑے بھڑکیلے لباس پہنتا ہے غرضیکہ ہر وہ بات غیبت میں داخل ہے کہ اگر سننے والا سن لیتا تو اس کو بری لگتی۔

غیبت یا حقیقت بیانی

طبرانی نے معاویہ بن حیدرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ”لَيْسَ لِلْفَاسِقِ غَيْبَةٌ“، یعنی فاسق و فاجر کے عیب بیان کرنا غیبت نہیں۔ (کنز العمال)

اسی طرح مظلوم کا حاکم کے سامنے کسی ظالم کے ظالمانہ عیوب بیان کرنا تاکہ اس کی داد رسی ہو سکے، مفتی کے سامنے فتویٰ طلب کرنے کے لئے کسی کے عیوب

پیش کرنا۔ مگر اس صورت میں بہتر یہ ہے کہ نام نہ لے بلکہ یوں کہے کہ ایک شخص نے ایک شخص کے ساتھ یہ کیا بلکہ زید و عمرو سے تعبیر کر لے جیسا کہ اس زمانے میں استغنا کی یہی صورت ہے..... پھر بھی اگر نام لے لیا جب بھی جائز ہے اس میں قباحت نہیں۔ جیسا کہ حدیث پاک میں مذکور ہے۔ ہندہ نے حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق حضور علیہ السلام کی خدمت میں شکایت پیش کی کہ وہ بخیل ہیں اتنا نفقہ نہیں دیتے جو مجھے اور میرے بچوں کے لئے کافی ہو مگر جب کہ میں ان کی لاعلمی میں کچھ لے لوں۔ ارشاد فرمایا تم اتنا لے سکتی ہو جو تمہارے اور بچوں کے لئے کافی ہو۔ (ردالمحتار، بہار شریعت)

اسی طرح مسلمانوں کو فتنہ و فساد سے بچانے کے لئے کسی کا عیب ظاہر کرنا اور جو شخص کھلے عام فتنہ و فساد اور طرح طرح کے گناہوں کا مرتکب ہو مثلاً چوری، ڈاکہ زنی، خیانت اور زنا جیسی برائیاں کسی میں ہوں تو اس کا بیان کر دینا اس نیت سے کہ لوگ نقصان سے محفوظ رہیں اگر اس سے معاشرہ کی اصلاح مقصود ہو تو یہ غیبت نہیں۔ (کتب فقہ)

غیبت کا کفارہ

نبیہتی نے دعوات کبیر میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: غیبت کا کفارہ یہ ہے کہ جس کی غیبت کی ہے اس کے لئے استغفار کرے اور یوں کہے ”اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلَکَ“ اے اللہ ہمیں اور اسے بخش دے۔

حکایت سعدی علیہ الرحمۃ

بلبل شیراز حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور زمانہ تصنیف ”گلستان“ میں اپنا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ میں ابھی بچہ تھا، سن شعور کونہ

پہونچا تھا لیکن حال یہ تھا کہ میں عبادت بہت کرتا تھا، شب خیزی اور زہد و عبادت پر حریص تھا اور پرہیزگار بھی غضب کا تھا۔ ایک شب جب کہ والد مرحوم کی خدمت میں تھا ساری رات عبادت میں گزار دی اور تلاوت قرآن کرتا رہا۔ چند لوگ ہمارے قریب مزے سے سو رہے تھے، میں نے اپنے والد سے کہا کہ ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جو اٹھ کر نفل نماز پڑھ لے۔ خواب غفلت میں ایسے غرق ہیں گویا مردہ ہیں، والد گرامی نے فرمایا: بیٹے! اگر تم ساری رات سوتے تو اس عبادت سے بہتر تھا جسے تم نے ان کی غیبت کر کے ضائع کر دیا۔

نہ بیند مدعی جز خویشتن را کہ دارد پردہ پندار در پیش
اگر چشم دلت را بکشائی نہ بنی چچ کس عاجز تر از خویش
یعنی: مدعی صرف خود کو دیکھتا ہے اس گمان سے جو اس کے اندر ہے اگر دل کا
دروازہ کھولو تو اپنے سے کسی کو عاجز نہ دیکھو گے۔ (گلستاں)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! یہ اللہ کے وہ نیک بندے تھے جو رضائے الہی کے لئے عبادت کرتے تھے لیکن اگر ایسا لفظ جس سے خود ستائی اور دوسرے کو حقیر جاننے والی بات منہ سے نکل جاتی تو فوراً تائب ہو جاتے اور لوگوں کو توبہ کی جانب راغب کر دیتے اور اگر غلطی سے کسی کو حقیر جان بھی لیا تو اس کا احساس ہوتے ہی رجوع بھی کر لیا کرتے لیکن ہمارا حال تو یہ ہے کہ ہم کسی سے اپنے کو کم نہیں سمجھتے اور عبادت و ریاضت نہ کر کے بھی عابد و زاہد کہلوانا پسند کرتے ہیں اور اپنی تعریف اپنے منہ کرنے کی عادت بنا چکے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں نیک بنائے اور نفسِ امارہ کی شرارتوں سے محفوظ فرمائے۔

غیبت سے بچنے کا ایک آسان طریقہ

محقق علی الاطلاق سیدنا شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے

ہیں کہ تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے جب کسی مجلس میں بیٹھو تو کہو ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّدٍ“ اس کی برکت سے اللہ عزوجل تم پر ایک فرشتہ مقرر فرمادے گا جو تم کو غیبت سے بچائے رکھے گا اور جب مجلس سے اٹھو تو ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّدٍ“ پڑھ لیا کرو اس کی برکت سے اللہ تبارک و تعالیٰ لوگوں کو تمہاری غیبت کرنے سے باز رکھے گا۔

(جذب القلوب الی دیار المحبوب)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ عمل خود بھی کریں اور اسے یاد کر لیں اور اپنے گھر والوں، نیز دوست و احباب کو اس عمل کا عادی بنادیں۔ اللہ دونوں جہاں میں اس کا صلہ عطا فرمائے گا۔ اللہ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

تکبر کی مذمت

تکبر اور خود بینی فضائل سے دور کر دیتے ہیں اور رذائل کے حصول کا سبب بنتے ہیں اور انسان کی ذلت و رسوائی اور رذالت کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ تکبر اسے نصیحت سننے نہیں دیتا اور وہ اچھی عادتوں کے قبول کرنے سے پس و پیش کرتا ہے۔
تکبر کا معنی ہے ”دوسروں کو حقیر سمجھتے ہوئے اپنے آپ کو سب سے بڑا اور اعلیٰ تصور کرنا“۔

اللہ جل مجدہ الکریم نے قرآن مجید کی متعدد آیات میں تکبر کی مذمت کی ہے اور متکبر کو برا گردانا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے ”سَاَصْرَفُ عَنْ آيَتِي الَّذِينَ يَتَكَبَّرُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ“ البتہ میں ضرور ان لوگوں کو اپنی آیات سے پھیر دوں گا جو زمین میں ناحق تکبر کرتے ہیں۔ (پ ۹، آیت: ۴۶، ترجمہ از کنز الایمان)

دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے: ”إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُتَكَبِّرِينَ“ وہ تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔ ایک اور مقام پر فرمان الہی ہے ”إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ“ وہ جو میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں بہت جلد جہنم میں ذلیل ہو کر داخل ہوں گے۔ (پ ۲۴، آیت: ۶۰، ترجمہ از کنز الایمان)

پیارے آقا کے فرمودات

جنت سے محروم

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ كِبَرٍ“ جس شخص کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر تکبر اور غرور ہوگا

وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا اور جس شخص کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہو گا وہ جہنم میں نہیں جائے گا۔ (مسلم شریف جلد اول ص ۶۵)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج جو کچھ ٹوٹی پھوٹی عبادت یا اچھائی کرنے کی سعادت اللہ عزوجل عطا فرماتا ہے وہ سب بندہ جنت کے حصول کی غرض سے ہی کرتا ہے کاش اس کے کسی نیک عمل کو اللہ عزوجل قبول فرمائے اور جنت کا مژدہ جانفزا اسے عطا کر دے لیکن اگر عابد کو اپنی عبادت و تقویٰ اور زہد پر غرور و تکبر پیدا ہو جائے اور وہ اکڑنے لگے، لوگوں میں اپنی بڑائی کا طلبگاری رہے اور لوگوں سے غلامانہ سلوک کرے تو اللہ عزوجل اس کی عبادت و ریاضت نہیں دیکھتا ہے بلکہ جو تکبر کرے خواہ مال و اقتدار کی وجہ سے یا شہرت کی وجہ سے اللہ عزوجل اسے جنت میں نہیں دے گا۔ لہذا ہر اس عمل سے بچنا چاہئے جو جنت میں جانے سے روکتا ہو۔ تکبر یقیناً جنت میں جانے سے روکنے والا عمل ہے، لہذا ہم اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا کریں کہ پروردگار ہم سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائے اور تکبر سے بچائے۔

منکبر پر نظرِ رحمت نہ ہوگی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین لوگ ایسے ہیں کہ روز قیامت نہ اللہ ان سے کلام فرمائے گا نہ انہیں پاک کرے گا نہ ان کی طرف نظرِ رحمت فرمائے گا، بوڑھا زانی، جھوٹا بادشاہ، اور تکبر کرنے والا فقیر۔ (مسلم شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ عزوجل اگر قیامت کے دن نظرِ رحمت نہ فرمائے تو بندے کی نجات کیسے ہوگی اور اسے کس کی پناہ ملے گی؟ ہر کوئی چاہے گا کہ قیامت کے ہولناک دن رب کی رحمت اس کی طرف مائل ہو اور اللہ عزوجل ہم سے کلام فرمائے لیکن تین کم نصیبوں سے اللہ کلام نہ فرمائے گا

اور نہ نظرِ رحمت فرمائے گا اور نہ انہیں گناہوں سے پاک کرے گا (۱) بوڑھا زانی، زنا تو نا ہر عمر میں گناہ کبیرہ ہے لیکن بالخصوص بڑھاپے میں انسان کو اللہ عز و جل سے زیادہ ڈرنا چاہئے اس لئے کہ وہ عمر کی اس منزل پر قدم رکھ چکا ہوتا ہے جہاں لوگ اسے احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اس پر اعتماد کرتے ہیں اگر ان کا اعتماد توڑ کر اپنی عمر کا لحاظ رکھے بغیر وہ زنا کا مرتکب ہوتا ہے تو اللہ عز و جل اس پر رحمت کی نظر کیسے فرمائے گا؟ (۲) اور ایسے ہی جھوٹا بادشاہ اس پر لوگ اعتماد کرتے ہیں کہ یہ بادشاہ ہو کر بھی جھوٹ کیسے بولے گا لیکن بادشاہ جھوٹ بول کر دھوکا دیتا ہے تو مولیٰ قیامت کے دن اس پر نظرِ رحمت نہیں فرمائے گا (۳) تکبر کرنے والا فقیر۔ تکبر اور گھمنڈ کسی کے لئے زیبا نہیں دیتا، لیکن جو شخص غربت اور افلاس سے پریشان ہونے کے باوجود اکڑتا ہو اور تواضع کی بجائے گھمنڈ و تکبر کرتا ہو جیسا کہ آج ہم اکثر ایسے لوگوں کو دیکھتے ہیں تو ایسے لوگوں پر قیامت کے دن اللہ نظرِ رحمت نہیں فرمائے گا اور نہ کلام فرمائے گا اللہ عز و جل کی نظرِ رحمت اور کلام سے بندے کو راحت و جنت ملے گی۔ اس ہوش ربا ماحول میں مذکورہ بالا افراد اللہ کی نظرِ کرم سے محروم رہیں گے اور خدائے قہار کے عذاب میں گرفتار ہوں گے۔

منکبر گتے اور خنزیر سے بھی زیادہ ذلیل

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا ”اے لوگو! تواضع اختیار کرو، میں نے حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ جو خدا کی رضا حاصل کرنے کیلئے تواضع اختیار کرتا ہے خدائے رفیع اسے بلند فرما دیتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنے آپ کو چھوٹا سمجھتا ہے مگر لوگوں کی نظروں میں بڑا سمجھا جاتا ہے اور جو گھمنڈ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے پست کر دیتا ہے یہاں تک کہ وہ لوگوں کی نظروں میں ذلیل و خوار ہوتا ہے اور اپنے تئیں خود کو بڑا سمجھتا ہے حالانکہ انجام کار ایک

دن وہ لوگوں کی نگاہ میں کتے اور سُر سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔ (رواہ البیہقی)

پتہ چلا کہ بلند وہ نہیں ہوتا جو خود اپنے آپ کو بلند سمجھے بلکہ بلند وہ ہوتا ہے جسے اللہ رب العزت بلندی عطا فرمائے۔ خود کو بلند سمجھنے والے کو اللہ تعالیٰ کتے اور سُر سے بھی بدتر بنا دیتا ہے۔ جس طرح انسان کتے اور سُر کو ذلیل سمجھ کر کبھی پتھر مارتے ہیں، کبھی اپنی آبادی سے نکالنے کی ترکیبیں سوچتے ہیں ویسا ہی انجام متکبر شخص کا ہوتا ہے۔ ذرا سوچو اور غور کرو! کہ خود کو بڑا سمجھ کر کیا حاصل ہوگا؟ اس سے بہتر ہے کہ تواضع اور عاجزی کریں، انکساری کا دامن تھامے رہیں اور کبھی یہ خیال ہمارے دل میں نہ آئے کہ ”ہم بھی کچھ ہیں“، خبردار، اللہ نہ کرے کہ ایسا خیال ہمارے دل میں آئے۔ یاد رکھو! جس دن ایسا خیال ہمارے دل میں آئے گا اسی دن ہم اپنی تباہی اور بربادی کو دعوت دے چکے ہوں گے۔ اللہ عز وجل ہم سب کو متواضع بنائے۔

متکبر جہنمی ہے

حضرت حارث بن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرمایا: میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کیا میں تمہیں دوزخیوں کے متعلق نہ بتاؤں؟ پھر آپ نے خود بتایا ہر متکبر اور دُرُشت خُو یعنی بری عادت والا شخص۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ عز وجل نے جنت اور دوزخ دونوں پیدا فرمائی اور دونوں میں انسان جائیں گے۔ دوزخ میں جو ڈالے جائیں گے ان کے حوالے سے تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرما دیا کہ درشت خُو یعنی بری عادت، برے اخلاق، ترش لب و لہجہ میں کلام کرنے والے اور متکبر شخص یعنی خود کو بڑا سمجھنے والا جیسا کہ آج کل بہت سارے لوگ دولت کی فراوانی کی وجہ سے غریبوں کو حقیر سمجھتے ہیں اور ہمیشہ ان کی خواہش یہی رہتی ہے کہ غریب ان کے سامنے سجدہ ریز ہوں (معاذ اللہ) اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں کو

دوزخی قرار دیا ہے۔ لہذا خدا نخواستہ ہم میں سے جس کسی کے اندر یہ برائیاں ہوں ان سے باز آ کر سچے دل سے توبہ کر لیں تاکہ تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوشی حاصل ہو سکے۔ اللہ عز و جل ہم سب کو توفیق عطا فرمائے کہ ہم سب ہمیشہ متواضع بن کر رہیں۔

تکبر صرف اللہ کو زیبا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حدیث قدسی میں ہے کبریا ئی اور بڑائی میری چادر ہے اور عظمت میرا ازار ہے۔ جو شخص ان دونوں میں سے کسی پر میرے ساتھ جھگڑا کرے گا میں اسے جہنم میں ڈال دوں گا اور ذرا بھی پرواہ نہ کروں گا۔ (مسلم شریف جلد دوم ص ۳۲۹)

اس حدیث میں ایک مثال کے ذریعہ ایک بڑی حقیقت کو ہمارے ذہن و دماغ میں بسانے کی کوشش کی گئی ہے۔ مفہوم یہ ہے کہ کبریا اور عظمت خدا کی ایسی صفتیں ہیں جو اس کے لئے خاص ہیں، بندوں کے لئے جو چیز زیب دیتی ہے وہ عظمت و بزرگی نہیں بلکہ وہ عاجزی و انکساری ہے۔ اس حدیث میں فرمایا گیا: جو شخص ان دونوں میں سے کسی پر جھگڑا کرے گا میں اسے جہنم میں ڈال دوں گا۔ اللہ عز و جل ہم سب کو کبر و نخوت جیسی مذموم عادتوں سے بچائے۔ آمین

روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ اپنی مبارک ہتھیلی پر لعاب دہن لگا کر فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے انسان! تو غرور کر رہا ہے حالانکہ میں نے تجھے اس جیسے پانی سے پیدا کیا ہے یہاں تک کہ جب میں نے تجھے مکمل کر دیا تو تو رنگ برنگے کپڑے پہن کر زمین پر دندناتا پھر رہا ہے حالانکہ تجھے اُسی زمین میں جانا ہے۔ تو نے مال جمع کر کے اسے روک لیا مگر جب موت تیرے سامنے آ جاتی ہے تو صدقہ کرنے کی اجازت طلب کرتا ہے اب صدقہ کرنے کا وقت کہاں؟ (مکاشفۃ القلوب)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! جن چیزوں کی وجہ سے انسان مغرور ہوتا ہے۔ دنیا سے کوچ کے وقت انھیں چیزوں سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔ انسان مال کی وجہ سے مغرور ہوا اب مال دے کر اطمینان حاصل کرنا چاہتا ہے اور آرزو کرتا ہے کہ کاش! مال کو موت سے پہلے صدقہ و خیرات کرتا رہتا اور غرور نہ کرتا تو موت کے وقت بے چینی نہ ہوتی۔ ذرا سوچو تو سہی کہ وہ انسان آخر غرور کس بات پر کرے جس کی حقیقت یہ ہے کہ وہ ایک ناپاک قطرہ سے پیدا کیا گیا۔ مولیٰ عزوجل ہم سب کو دونوں جہان میں عزت و سرخروئی نصیب فرمائے اور ہر برائی سے بچائے۔

تین اشخاص پر جہنم کا مخصوص عذاب

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جہنم سے ایک گردن نکلے گی جس کے دو کان، دو آنکھیں اور قوتِ گویائی رکھنے والی زبان ہوگی وہ کہے گی مجھے تین شخصوں پر مقرر کیا گیا ہے، ہر سرکش متکبر کیلئے، اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانے والے کے لئے اور تصویریں بنانے والے کے لئے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! جہنم کے عذاب کے تصور ہی سے دل دہل جاتا ہے اور مزید برآں مخصوص قسم کا عذاب مخصوص لوگوں پر مذکورہ حدیث شریف میں جن اعمال کا ذکر کیا گیا ہے ان میں سے کبر اور تصویر کشی کا عمل قومِ مسلم میں بہت زیادہ پایا جاتا ہے۔ اللہ رحم و کرم فرمائے۔ آج کل ہر ایک اپنے آپ کو بہت بڑا سمجھتا ہے چاہے وہ کچھ بھی نہ ہو۔ قرونِ اولیٰ کے مسلمان جو صحیح معنوں میں مسلمان تھے وہ اپنے آپ کو کچھ نہیں سمجھتے تھے۔

اگر آخرت کے عذاب سے بچنا چاہتے ہو تو باز آ جاؤ ایسے اعمال سے اور آج ہی اپنے معبودِ برحق کی بارگاہ میں توبہ کر لو۔ وہ غفور و رحیم ہے ضرور رحمت کی نظر فرمائے

گا۔ اللہ ہم سب کو ان اعمال بد سے محفوظ فرمائے۔

متکبر چیونٹیوں کے مانند ہوں گے

حضرت عمر بن شعیب روایت فرماتے ہیں کہ رسول رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میدان محشر میں تکبر کرنے والوں کو اس طرح لایا جائے گا کہ ان کی صورتیں تو انسانوں کی ہوں گی مگر ان کے قد چیونٹیوں کے برابر ہوں گے اور ہر طرف سے ذلت و رسوائی ان پر چھا رہی ہوگی اور یہ لوگ گھسیٹے ہوئے جہنم کی طرف لائے جائیں گے اور جہنم کے اس قید خانہ میں قید کر دئے جائیں گے جس کا نام ”بُؤس“ (ناامیدی) ہے اور وہ ایسی آگ میں جلائے جائیں گے جس کا نام ”نَارُ الْأَنْيَارِ“ ہے اور انہیں دوزخیوں کا پیپ پلایا جائے گا۔ (الترغیب والترہیب جلد دوم ص ۶۳۲)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے متکبر کا انجام بتا دیا۔ کتنا احسان ہے ہم پر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کہ جن گناہوں کے سبب آخرت میں ذلت و رسوائی ہوگی ان کی نشاندہی دنیا ہی میں فرمادی۔ دنیا میں گردن اونچی کر کے چلنے والا انسان، اپنے آپ کو بڑا سمجھنے والا انسان، اکثر کر چلنے والا انسان کل بروز قیامت اس کا قد چیونٹی جیسا ہوگا اور اسے ذلت و رسوائی کے عذاب میں گرفتار کیا جائے گا اللہ عز و جل کو تکبر بے حد نا پسند ہے۔

اگر آج سے پہلے تکبر میں مبتلا تھے تو آج ہی توبہ کر لو کہ ان شاء اللہ اب کبھی تکبر نہ کریں گے۔ اللہ عز و جل کریم ہے وہ اپنے بندوں کی توبہ کو پسند بھی فرماتا ہے۔ اس کا فرمان ہے ”إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ“ اللہ کو توبہ کرنے والے بندے پسند ہیں۔ ربّ قدیر اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل ہم سب کے صغیرہ و کبیرہ گناہوں کو معاف فرمائے۔



جھوٹ کی لعنت

جھوٹ بہت بڑا عیب اور بدترین گناہ کبیرہ ہے۔ ہمارے معاشرے میں ان گنت برائیاں محض جھوٹ کی وجہ سے پروان چڑھتی ہیں۔ جھوٹ بظاہر ایک گناہ ہے لیکن اس سے ہزاروں گناہ جنم لیتے ہیں۔ جھوٹے آدمی پر کوئی اعتماد اور بھروسہ نہیں کرتا اور نہ اس کی کسی بات کا کوئی اعتبار ہوتا ہے۔ جو آدمی جھوٹا ہوتا ہے اس کی سچ بات بھی مشکوک و مشتبہ ہو جاتی ہے۔ غرض جھوٹا آدمی دنیا میں بھی بے اعتبار و ذلیل ہوتا ہے اور آخرت میں بھی عذابِ نار کا مستحق ہوتا ہے۔

جھوٹ کی برائی اور جھوٹ کی مذمت کیلئے یہی کافی ہے کہ قرآن حکیم میں متعدد جگہوں پر ”جھوٹوں پر اللہ کی لعنت“ کا ذکر کیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشادِ ربانی ہے ”فَنَجْعَلُ لَّعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ“ تو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں۔ (سورہ آل عمران) لعنت کا کیا مطلب ہے؟ اس کا مطلب یہ کہ بندہ جھوٹ بول کر اللہ کی رحمت سے دور ہو جاتا ہے۔

کثیر احادیث کریمہ جھوٹ کی مذمت اور جھوٹے شخص کے ملعون و مردود ہونے کے بارے میں موجود ہیں جن میں سے چند احادیث کا ذکر کیا جاتا ہے۔

مومن جھوٹا نہیں ہو سکتا

حضرت صفوان بن سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا: کیا مومن بزدل ہوتا ہے؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں، (ہو سکتا ہے) پھر عرض کیا گیا: مومن بخیل ہو سکتا ہے؟ فرمایا

ہاں، ہو سکتا ہے، پھر پوچھا گیا کیا مومن کذاب (جھوٹا) ہو سکتا ہے؟ مدنی تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، مومن جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ (امام مالک، مشکوٰۃ)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! جو مومن ہوگا وہ یقیناً جھوٹ سے اپنے آپ کو بچائے گا کیونکہ مومن اللہ سے ڈرتا ہے، اس کی رحمت کا طلب گار ہوتا ہے۔ مومن پر لوگوں کا اعتبار ہوتا ہے اگر ایک کلمہ پڑھنے والا جھوٹ بولے تو لوگ اسلام کی تعلیم پر کچڑا چھالیں گے اور جھوٹ بولنے والے کی عزت و وقار بھی مجروح ہوگا اور واقعی جھوٹ اتنا برا فعل ہے کہ معاشرے میں جھوٹے کی کوئی عزت نہیں ہوتی۔ تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق ایمان اور جھوٹ دونوں کسی بندے میں جمع ہوں ایسا نہیں ہو سکتا۔ اسی لئے حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن کا بزدل ہونا ممکن ہے، مومن کا بخیل ہونا ممکن ہے لیکن مومن کذاب نہیں ہو سکتا، اللہ نہ کرے صدارت نہ کرے کہ ہماری زبان سے جھوٹ نکل جاتا ہو تو ڈرنا چاہئے کہ ہمارا ایمان خطرے میں پڑ جاتا ہے لہذا جھوٹ سے بچنا گویا ایمان کو بچانا ہے۔ اللہ عز وجل صادق الوعد الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل جھوٹ سے بچنے کی ہم سب کو توفیق عطا فرمائے اور ایمان کی حفاظت فرمائے۔

فرشتہ ایک میل دور چلا جاتا ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو اس کی بدبو سے فرشتہ ایک میل دور چلا جاتا ہے۔ (ترمذی)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! فرشتے انسان کی حفاظت کرتے ہیں ہر انسان کے ساتھ فرشتے ہوتے ہیں اس کے علاوہ ذکر الہی اور ذکر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محفل میں بھی فرشتے ہوتے ہیں، بازار میں

بھی فرشتے ہوتے ہیں۔ لیکن بندہ جب جھوٹ بولتا ہے تو اس کے منہ سے ایسی بد بولکتی ہے کہ فرشتے ایک میل دور ہٹ جاتے ہیں۔ غور کریں کہ جب جھوٹ بولنے والے کے ساتھ فرشتے نہیں رہنا چاہتے تو اللہ عز و جل کی رحمت اس کے ساتھ رہے گی؟ اور جب رحمت نہیں رہے گی تو برکت کہاں سے رہے گی، لہذا خدا را اپنے آپ کو ہلاکت سے بچاؤ اور اللہ کی رحمت و برکت کے حصول کے لئے اپنے دامن کو جھوٹ کے داغ سے بچاؤ۔ اللہ اپنے سچے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل ہم سب کو سچا بنائے۔

جھوٹ علامت نفاق ہے

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا چار خصلتیں جس کے اندر پائی جائیں وہ پکا منافق ہے اور جس کے اندر ان میں سے ایک پائی جائے اس کے اندر نفاق کی ایک خصلت موجود ہے جب تک کہ وہ اسے ترک نہ کر دے۔ وہ خصلتیں یہ ہیں (۱) جب اس کو امانت دی جائے تو اس میں خیانت کرے۔ (۲) جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔ (۳) جب عہد کرے تو عہد شکنی کرے۔ (۴) جب جھگڑا کرے تو بیہودہ باتیں یعنی گالی گلوچ کرے۔ (بخاری جلد اول ص ۱۰)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! منافقوں کی خصلت کا ذکر حدیث شریف میں کیا گیا ہے۔ منافق کا ٹھکانہ قیامت میں کیا ہوگا، پہلے اسے جان لیں تاکہ نفاق سے بچنے کی کوشش کریں۔

قرآن مقدس میں رب قدیر نے ارشاد فرمایا ”إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرَكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ“ بیشک منافقین جہنم کے سب سے نچلے درجہ میں ہیں۔ (کنز الایمان)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! نفاق کی مذکورہ چار علامتیں آج تقریباً امت مسلمہ کے اکثر افراد میں نظر آتی ہیں۔ پہلی علامت خیانت

کی بلا ہے جو ہمارے درمیان عام ہے، لوگ امانتوں میں خیانت کو گناہ تصور ہی نہیں کرتے۔ دوسری علامت وعدہ خلافی ہے جو تجارت کے میدان سے لیکر ہر محاذ پر عام ہے۔ تیسری علامت جھوٹ ہے یہ تو آج کے دور میں فن کا درجہ پا چکی ہے۔ (معاذ اللہ) اور چوتھی علامت جھگڑے میں بے ہودہ گوئی ہے یہ بھی قوم مسلم میں ایک عام بات ہو گئی ہے، اس کو بھی لوگ برا نہیں سمجھتے حالانکہ سب مومن ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن اگر یہ برائیاں ہم میں ہیں تو فرمان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مطابق ہم سے بڑا کجنت کوئی نہیں کہ نفاق کی نشانیاں ہم میں پائی جا رہی ہیں۔ اس لئے ہم کو چاہئے کہ مذکورہ چاروں خصلتوں سے توبہ کریں اور اللہ عز و جل آئندہ بھی ہم سب کو نفاق کی جملہ علامتوں سے بچائے اور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دامن میں جگہ عطا فرمائے۔

سب سے بڑا جھوٹ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے بڑا جھوٹ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی آنکھوں کو وہ چیز دکھائے جو انہوں نے نہیں دیکھیں۔ (بخاری شریف)

جھوٹ گناہ کبیرہ ہے

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول صادق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں گناہ کبیرہ میں سے زیادہ بڑے بڑے گناہوں کو نہ بتا دوں؟ تو میں نے عرض کیا کیوں نہیں؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: بڑے گناہوں میں سے زیادہ بڑے بڑے گناہ یہ ہیں۔

☆ خدا کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا

☆ ماں باپ کی نافرمانی اور ان کی ایذا رسانی۔

یہ فرماتے وقت حضور تاجدار عرب و عجم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسند لگا کر لیٹے ہوئے تھے اچانک اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا ”اَلَا وَقَوْلُ الزُّوْر“ یعنی خبردار! اور جھوٹ بات۔ پھر اسی لفظ کو اتنی دیر تک دہراتے رہے کہ ہم لوگوں نے اپنے دل میں کہا کاش حضور اس بات کے فرمانے سے خاموش ہو جاتے اور اس سے آگے کوئی دوسری بات فرماتے۔ (بخاری شریف جلد اول)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گناہ کبیرہ کا ذکر کرتے ہوئے جب جھوٹ کا ذکر فرمایا تو کس طرح اچانک بیٹھ گئے اور آگاہ کرتے ہوئے خبردار کرتے ہوئے، جھوٹ کو گناہ کبیرہ میں بتایا تا کہ امت کے دل میں جھوٹ بولنے سے نفرت پیدا ہو اور اس گناہ کبیرہ سے اپنے آپ کو بچائے۔ میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! جھوٹ سے پرہیز کر کے تو دیکھو کتنا کرم خداوندی ہوتا ہے۔

حضرت لقمان علیہ السلام کی نصیحت

آپ نے اپنے بیٹوں سے بطور نصیحت ارشاد فرمایا کہ جھوٹ مت بولنا اگرچہ جھوٹ چڑیا کے گوشت کی طرح لذیذ ہوتا ہے لیکن ذرا سے جھوٹ کی برائی جھوٹ بولنے والے کو ہلاک و برباد کر دیتی ہے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! حضرت لقمان حکیم اپنے بیٹوں کو جھوٹ سے بچنے کی نصیحت فرماتے ہیں جب کہ ہم اپنے بچوں کو خود جھوٹ بولنا سکھاتے ہیں۔ (اللہ کی پناہ) حضرت لقمان علیہ السلام نے مثال بھی کتنی اچھی دی کہ جھوٹ چڑیا کی گوشت کی طرح لذیذ ہوتا ہے لیکن معمولی جھوٹ کی برائی جھوٹ بولنے والے کو ہلاک و برباد کر کے رکھ دیتی ہے جس طرح گوشت کی لذت تھوڑی دیر کے لئے ہے یوں ہی جھوٹ کی لذت بھی تھوڑی دیر کے لئے ہے۔ کا

شہم سمجھنے کی کوشش کرتے اور جھوٹ سے بچ کر خود کو ہلاک ہونے سے بچاتے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ گھر کے تمام بڑوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے بچوں کو جھوٹ کی آفتوں سے آگاہ کرتے رہیں تاکہ بچوں کو جھوٹ کی برائی کا پتہ چل سکے۔ مولیٰ ہم سب پر کرم کی نظر فرمائے اور جھوٹ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

سب سے بڑی خیانت

حضرت سفیان بن اسد حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول کریم علیہ السلام کو فرماتے سنا کہ بڑی خیانت یہ ہے کہ تو اپنے بھائی سے کوئی بات کہے اور وہ تجھے سچا جان رہا ہو حالانکہ تو اس سے جھوٹ بول رہا ہے۔ (بخاری شریف، ابو داؤد)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث پاک کی روشنی میں دیکھا جائے تو بہت کم لوگ اس سے محفوظ نظر آئیں گے۔ ہم کوشش کریں کہ ہر قسم کی خیانت سے اپنے آپ کو بچائیں۔ اس میں ہمارا فائدہ ہے اور وہ یہ ہے کہ دونوں جہاں کی رسوائیوں سے مولیٰ بچالے گا۔ اور خوب خوب عزت اور برکتوں سے نوازے گا۔ اللہ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔

جھوٹ سے بچنے کی برکت

سید الاولیاء، پیران پیر، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب والدہ ماجدہ سے رخصت ہو کر بغداد جانے والے ایک قافلے میں شامل ہو گئے آپ کا قافلہ ہمدان کے مشہور شہر تک تو بخیریت پہنچ گیا لیکن جب ہمدان سے آگے کوہستانی علاقے میں پہنچا تو ساٹھ ڈاکوؤں کے ایک جتھے نے قافلہ پر حملہ کر دیا۔ اس جتھے کا سردار ایک طاقتور قزاق احمد بدوی تھا۔ قافلے کے لوگوں میں ان خونخوار قزاقوں کے مقابلہ کی سکت نہ تھی، قزاقوں نے قافلے کا تمام مال و اسباب لوٹ لیا اور اسے تقسیم کرنے کے لئے ایک جگہ

ڈھیر کر دیا۔ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جگہ اطمینان سے کھڑے رہے۔ لڑکا سمجھ کر کسی نے آپ سے تعرض نہ کیا۔ اتفاقاً ایک ڈاکو کی نظر اُن پر پڑی اور آپ سے پوچھا کیوں لڑکے تیرے پاس بھی کچھ ہے؟ حضور غوث اعظم نے بلا خوف و ہراس کے اطمینان سے جواب دیا: ہاں میرے پاس چالیس دینار ہیں۔ ڈاکو کو آپ کی بات پر یقین نہ آیا اور وہ آپ پر ایک نگاہ استہزا ڈالتا ہوا چلا گیا پھر ایک دوسرے ڈاکو نے پوچھا لڑکے تیرے پاس کچھ ہے؟ آپ نے اسے بھی وہی جواب دیا کہ ہاں میرے پاس بھی چالیس دینار ہیں۔ اس رہزن نے بھی آپ کی بات کو ہنسی میں اڑا دی اور اپنے سردار کے پاس چلا گیا پہلا قزاق وہاں پہلے ہی موجود تھا اور لوٹ کے مال کی تقسیم ہو رہی تھی ان دونوں ڈاکوؤں نے سرسری طور پر اس لڑکے کا واقعہ اپنے سردار کو سنایا۔ سردار نے کہا اس لڑکے کو ذرا میرے سامنے لاؤ، دونوں ڈاکو بھاگتے گئے اور غوث اعظم کو پکڑ کر اپنے سردار کے پاس لے گئے۔

ڈاکوؤں کے سردار نے اس فقیر منش نو جوان لڑکے کو دیکھ کر پوچھا۔ سچ بتا تیرے پاس کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ میں پہلے بھی تیرے دو ساتھیوں کو بتا چکا ہوں کہ میرے پاس چالیس دینار ہیں۔ سردار نے کہا: کہاں ہیں؟ آپ نے فرمایا میری بغل کے نیچے گدڑی میں سلے ہوئے ہیں۔

سردار نے گدڑی کو ادھیڑ کر دیکھا تو اس میں واقعی چالیس دینار نکلے، ڈاکوؤں کا سردار اور اس کے ساتھی یہ ماجرا دیکھ کر سکتے میں آ گئے، قزاقوں کے قائد احمد بدوی نے استعجاب کے عالم میں کہا: لڑکے تمہیں معلوم ہے کہ ہم رہزن ہیں پھر بھی تم ہم سے مطلق نہ ڈرے اور ان دیناروں کا بھید ہم پر ظاہر کر دیا، اس کی وجہ کیا ہے؟ سیدنا غوث اعظم نے فرمایا میری پاکباز اور ضعیف العمر والدہ نے گھر سے چلتے وقت

مجھے نصیحت کی تھی کہ ہمیشہ سچ بولنا اور جھوٹ کبھی زبان پر نہ لانا۔ بھلا والدہ کی نصیحت میں چالیس دیناروں کو بچانے کی خاطر کیوں کر فراموش کر سکتا ہوں؟

یہ الفاظ نہیں بلکہ حق و صداقت کے ترکش سے نکلا ہوا ایک تیر تھا جو احمد بدوی کے سینے میں پیوست ہو گیا، اس پر رقت طاری ہو گئی، ندامت کے آنسوؤں نے دل کی شقاوت اور سیاہی دھو ڈالی، روتے ہوئے بولا آہ بچے! تم نے اپنی ماں کے عہد کا اتنا پاس و لحاظ رکھا اور مجھ پر افسوس ہے کہ اتنے سالوں سے اپنے خالق کا عہد توڑ رہا ہوں، یہ کہہ کر وہ اتنا رویا کہ ہچکیاں بندھ گئیں۔ پھر سیدنا غوث اعظم کے قدموں پر بے اختیار گر پڑا اور رہزنی سے توبہ کی۔ اس کے ساتھیوں نے یہ ماجرا دیکھا تو ان کے دل بھی پگھل گئے اور سب نے بہ یک زبان کہا اے سردار، تو رہزنی اور ڈکیتی میں ہمارا قائد تھا اور اب توبہ میں بھی ہمارا پیش رو ہے۔ (سیرت غوث اعظم)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ واقعہ سے ہمیں خوب خوب نصیحت حاصل کرنی چاہئے صرف ”غوث کا دامن نہیں چھوڑیں گے“ کے نعرے سے ہی نہیں بلکہ غوث اعظم کے کردار سے ان کی محبت کا ثبوت دینے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ عز و جل ہم سب کو سیدنا غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کردار و اعمال کا صدقہ عطا فرمائے۔

اٰمِنْ بِجَآءِ النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ عَلَيْهِ اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ وَ التَّسْلِيْمِ



حسد کی مذمت

قرآن کریم میں خدائے وحدہ لا شریک کا فرمان عالیشان ہے: وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللَّهُ بِهِ بَعْضُكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ ۚ لِلرَّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوا وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ۚ وَاسْأَلُوا اللَّهَ مِنْ فَضْلِهِ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝ اور اس کی آرزو نہ کر جس سے اللہ نے تم میں ایک کو دوسرے پر بڑائی دی۔ مردوں کے لئے ان کی کمائی کا حصہ ہے اور عورتوں کے لئے ان کی کمائی سے حصہ، اور اللہ سے اس کا فضل مانگو، بیشک اللہ سب کچھ جانتا ہے۔ (پ ۵، رکوع ۴، کنز الایمان)

(بیان)

اور دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے ”وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ“ ترجمہ: اور تم کہو میں پناہ مانگتا ہوں (حسد والے کے شر سے جب وہ مجھ سے جلے۔ میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ عزوجل اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پناہ مانگنے کا حکم دے رہا ہے کس کی پناہ اور کس سے پناہ؟ تو فرمایا میری پناہ مانگو حسد والے کی شر سے جب وہ جلے۔ حسد کرنے والا حسد کی وجہ سے جتنا نقصان بھی ممکن ہو پہونچانا چاہتا ہے اور اس میں کوئی کسر باقی نہیں رکھتا، اپنی ساری طاقت صرف کر دیتا ہے۔ اس لئے اللہ کی پناہ مانگنے کا حکم دیا گیا تاکہ اس کی پناہ میں آنے کے بعد کوئی شر قریب نہ آ سکے۔ حسد کسے کہتے ہیں، اسے سمجھتے چلیں تاکہ اس گناہ عظیم سے بچنے کی کوشش کر سکیں۔

غصہ سے کینہ پیدا ہوتا ہے اور کینہ سے حسد، حسد صرف نعمت اور عطائے

خداوندی پر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے پر جب کوئی انعام فرماتا ہے تو اس کے بھائی کی دو حالتیں ہوتی ہیں۔ ایک یہ کہ وہ اس نعمت کو ناپسند کرتا ہے اور اس کے زوال کی خواہش کرتا ہے یہ حالت حسد ہے۔

گویا حسد کہتے ہیں نعمت کو ناپسند کرنا اور اس کے زوال کی خواہش کرنا۔ دو سری حالت یہ ہے کہ نہ اس کی نعمت کے زوال کی خواہش کرتا ہے اور نہ اس کے وجود کے باقی رہنے کو برا جانتا ہے لیکن یہ ضرور چاہتا ہے کہ اسے بھی ایسی نعمت مل جائے اس کا نام غبطہ اور رشک ہے۔ اور رشک کرنا جائز ہے جب کہ حسد کرنا سخت حرام۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نئی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حسد سے اپنے آپ کو بچاؤ اس لئے کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔ (ابوداؤد)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! نیکی کرنا آج کے اس پر فتن دور میں کتنا دشوار ہے آپ بخوبی جانتے ہیں۔ اس بھیانک ماحول میں لوگوں کے پاس نیکی کرنے کا وقت ہی نہیں ہے بلکہ برائیوں کے اس سیلاب میں آدمی نیکی کرنا بھی چاہے تو وہ بھی بہت مشکل ہے اگر بڑی مشکل سے نیکی کر بھی لئے تو اس کا بچانا بہت مشکل امر ہے۔ حسن انسانیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نیکیوں کو تباہ کرنے والے اعمال کی نشاندہی فرما کر ہم پر احسان فرمایا ہے۔

مذکورہ مثال سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ جس طرح آگ لکڑی کو جلانے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھتی اسی طرح حسد بھی نیکیوں کو جلانے میں کوئی کمی نہیں رکھتا۔ اس لئے اگر نیکیوں کی حفاظت مقصود ہو تو حسد جیسے برے عمل سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ پروردگار اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل ہر برے عمل سے ہم سب کو بچائے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک دوسرے کے ساتھ بغض اور حسد نہ رکھو، نہ ایک دوسرے کے ساتھ دشمنی کرو اور نہ قطع تعلقی اور اے خدا کے بندو! آپس میں ایک دوسرے کے بھائی بھائی بن جاؤ اور کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں کہ وہ دوسرے مسلمان سے تین دن سے زیادہ تعلقات منقطع کرے۔ (بخاری و مسلم)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! جن چیزوں سے تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بچنے کا حکم دیا ہے ہم انہیں چیزوں کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ بغض سے منع فرمایا، حسد سے منع فرمایا، دشمنی اور قطع تعلق سے منع فرمایا مگر آج آپس میں بغض و حسد، دشمنی اور قطع تعلق جیسی برائیاں معاشرے کا ایک حصہ بن چکی ہیں۔ آج کا مسلمان اپنی ذاتی منفعت کے لئے اتنا لالچی ہو چکا ہے کہ حرام کردہ چیزوں کا خیال تک نہیں کرتا۔ کاش ہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کے عامل بن جاتے تو وہی پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم پر کرم کی نظر فرما دیتے۔ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو بھائی بھائی بننے کا حکم دیا اور تین روز سے زیادہ قطع تعلق کو حرام فرما کر آگاہ فرما دیا کہ اگر میرے ہو تو تین روز کے اندر اندر آپس کی ساری رنجشوں کو مٹا دو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ تاجدار مدینہ سرور قلب و سینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بندوں کے اعمال ہر ہفتہ دو مرتبہ پیش کئے جاتے ہیں، پیر اور جمعرات کو، پس ہر بندے کی مغفرت ہو جاتی ہے سوائے اس بندہ کے جو اپنے کسی مسلمان بھائی سے بغض و کینہ رکھتا ہو، اس کے متعلق حکم دیا جاتا ہے کہ ان دونوں کو چھوڑے رہو (یعنی فرشتے ان کے گناہوں کو نہ مٹائیں) یہاں تک کہ وہ باز آجائیں۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! پیر اور جمعرات کو بندوں کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں۔ کریم کی شانِ کریمی تو دیکھئے کہ وہ سب کو بخش دیتا ہے سوائے ان دو شخصوں کے جو آپس میں بغض و کینہ رکھتے ہیں ان کی بخشش نہیں فرماتا۔ اس سے بڑھ کر ان کی کم نصیبی کیا ہوگی کہ کریم تو بخشنا چاہتا ہے لیکن بغض و کینہ بخشش کے لئے مانع ہے۔

پتہ چلا کہ بغض و کینہ یہ اتنا برا فعل ہے کہ اللہ عز و جل اسے سخت ناپسند فرماتا ہے اور اس مرض میں مبتلا رہنے والوں پر اتنا ناراض ہوتا ہے کہ فرشتوں کو ان کے حال پر چھوڑنے کا حکم دے دیتا ہے جب تک وہ باز نہ آجائیں۔

حسد اور بغض سابقہ امتوں کی بیماری ہے

حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اگلی امتوں کی بیماری تمہاری طرف بھی آگئی ہے وہ بیماری حسد و بغض ہے جو مونڈنے والی ہے میرا مطلب یہ نہیں کہ وہ بال مونڈتی ہے بلکہ وہ دین کو مونڈتی ہے۔ (الترغیب ۳۹۷/۲)

اللہ اکبر! میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! پچھلی امتوں نے دین کا پورا نقشہ ہی بدل کر رکھ دیا تھا، آپ دیکھیں کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ کا بیٹا کہہ دیا اور اپنی مرضی کے مطابق آسمانی کتابوں میں رد و بدل کیا، بلکہ بغض و حسد کی انتہا کا یہ عالم کہ حضور تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق جو بشارتیں ان کی کتابوں میں موجود تھیں ان کا بھی انکار کر دیا۔ عظمتِ رسالت کا انکار یہود و نصاریٰ نے محض بغض و حسد کی وجہ سے کیا تھا اور اس طرح انہوں نے دین کو مونڈنے کا کام انجام دیا۔

تاجدارِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا احسان ہے کہ انہوں نے دین کے

برباد ہونے کے اسباب کو بیان فرمادیا اور دین کی حفاظت کے لئے اصول بھی عطا فرمادیئے ہیں۔ اللہ جل مجدہ الکریم اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل ہم سب پر کرم کی نظر فرمائے اور ہمارے ایمان کی حفاظت فرمائے۔

حاسدین اللہ کی نعمتوں کے دشمن ہیں

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ کی نعمتوں کے دشمن ہیں، عرض کیا گیا وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا وہ لوگ جو لوگوں سے ان کی نعمتوں کی وجہ سے جلتے ہیں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل و کرم سے عطا کی ہیں۔ (طبرانی اوسط)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج حسد و جلن کی بیماری عام ہے اگر کسی کو ترقی یا عزت حاصل ہو جائے تو کبھی رشتہ داروں کو جلن کبھی دوستوں کو جلن ہونے لگتی ہے اور اس نعمت کے زوال کی دعا اور انتظار کرتے ہیں۔ کاش کہ تھوڑی سی عقل استعمال کرتے تو کبھی نعمتوں کے ملنے پر حسد نہ کرتے۔ اسلئے کہ یہ نعمتیں دینے والا تو وہ اللہ ہے، جس کی شان یہ ہے کہ جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے، جسے چاہتا ہے مال دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے خوشی دیتا ہے اور بندہ جلن کر کے گویا عطاء خداوندی پر اعتراض کر رہا ہے۔ خبردار! آج ہی سے حسد و کینہ کو اپنے دلوں سے ختم کرو تا کہ اللہ عز و جل تمہیں بھی دارین کی نعمتوں سے مالا مال فرمادے۔

مسلمان کی مصیبت پر خوش ہونے والا

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے بھائی کی مصیبت پر خوش مت ہو اللہ تعالیٰ اسے نجات دے دے گا اور تجھے بتلا کر دے گا۔ (ترمذی)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ایک مسلمان

کو یہ زیبا نہیں دیتا کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو تکلیف میں دیکھ کر خوش ہوا اگرچہ وہ ہمیں ہزار ہا تکلیف پہنچاتا ہو کیوں کہ اس مصیبت سے جو تکلیف پہنچتی ہے اس کو صرف وہی محسوس کرتا ہے بلکہ کامل مومن وہی ہے جو مومن بھائی کے لئے وہی پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

یاد رکھیں! اگر کسی مسلمان کو تکلیف میں دیکھ کر اس کے لئے اگر نجات کی دعا کی گئی تو وہ کریم ہے آپ کی دعا سے اس کو مصیبت سے نجات دے کر آپ پر آنے والی مصیبت کو بھی ٹال دے گا۔ ٹھیک کہا ہے کسی نے کہ کر بھلا تو ہو بھلا۔ اللہ نہ کرے اگر کسی کو مصیبت میں مبتلا دیکھ کر خوش ہوئے تو ڈرو کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ عز و جل اس سے مصیبت دور فرما کر آپ کو اس میں مبتلا فرما دے۔ لہذا خود کو مصیبت سے بچانا ہے تو دوسروں کی مصیبت سے خوش نہیں ہونا چاہئے۔ پروردگار عالم جملہ مسلمانوں کو خوشیاں عطا کرے ان کے صدقے میں ہم سب کو بھی عطا کرے۔

حضور کو اپنی امت میں حسد کا خوف تھا

حضرت ابو عامر اشعرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ خوف اس بات کا ہے کہ ان میں مال زیادہ ہو جائے اور آپس میں حسد کر کے گشت و خون کریں۔

(احیاء العلوم)

حسد کا سبب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مال کی کثرت بیان فرمایا اور یہ بھی کہ حسد کے سبب آپس میں خون خرابہ ہوگا، چنانچہ آج یہی ہو رہا ہے۔ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جس چیز کا خوف تھا کیا وہ آج اس امت میں نظر نہیں آرہی ہے۔ یقیناً آج چند رویوں کے لئے، یا کسی کو ترقی کرتے دیکھ کر، یا کسی کے پاس مال کی فراوانی دیکھ کر اسے تباہ و برباد کرنے کی پوری کوشش کی جاتی ہے اور روز بروز یہ

امت خون خرابہ کا شکار ہوتی جا رہی ہے۔ کاش حسد جیسی بدترین بیماری سے آج کا مسلمان بچ جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ بہت سارے مسائل حل ہو جائیں اور آپس میں الفت و محبت نیز اطمینان کی دولت حاصل ہو جائے۔ آؤ ہم دعا کریں کہ اللہ عز و جل ہم سب کو حسد سے بچائے اور سب کو خوش دیکھ کر خوش ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

دنیا میں جنت کی بشارت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز ہم سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپ نے فرمایا: ابھی اس راستے سے تمہارے سامنے ایک جنتی آئے گا۔ اتنے میں ایک انصاری صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نمودار ہوئے، ان کے بائیں ہاتھ میں جوتے تھے اور داڑھی کے بالوں میں سے وضو کا پانی ٹپک رہا تھا۔ انہوں نے ہم لوگوں کو سلام کیا، دوسرے روز بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسی طرح فرمایا اور یہی صحابی سامنے آئے اور تیسرے دن بھی یہی واقعہ ہوا۔ جب سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لے گئے تو حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان انصاری صحابی کا پیچھا کیا اور ان سے کہا میرے اور میرے والد کے درمیان کچھ اختلاف ہو گیا ہے اور میں نے قسم کھالی ہے کہ میں تین دن تک ان کے پاس نہیں جاؤں گا۔ آپ اجازت دیں تو میں یہ تین راتیں آپ کے پاس گزار لوں؟

راوی کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص نے تین راتیں ان کے گھر گزاریں۔ انہوں نے دیکھا کہ وہ رات کو تھوڑی دیر کیلئے بھی نماز کے واسطے نہیں اٹھتے تھے البتہ جب کروٹ بدلتے تو اللہ کا نام ضرور لیتے مگر صبح کی نماز تک بستر پر ہی لیٹے رہتے تھے۔ تاہم میں نے اس عرصے میں ان کی زبان سے خیر کے علاوہ کچھ نہیں سنا۔ جب تین روز گزر گئے اور مجھے ان کے اعمال کے معمولی ہونے کا یقین ہو گیا تو

میں نے ان سے کہا اے بندہ خدا! میرے اور والد کے درمیان نہ کوئی ناراضگی تھی اور نہ ہی بے بناؤ۔ مگر میں نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آپ کے بارے میں جنت کی بشارت دیتے ہوئے سنا تھا اس لئے یہ خواہش پیدا ہوئی کہ تمہارے اعمال تو دیکھوں جن کی بناء پر تمہیں دنیا ہی میں جنتی ہونے کی بشارت و خوشخبری دی گئی ہے۔ ان تین دنوں میں میں نے تو آپ کو کچھ زیادہ عمل کرتے ہوئے نہیں دیکھا پھر تم اس درجے تک کیوں کر پہنچے؟ انہوں نے جواب دیا: میرے اعمال تو بس یہی ہیں جو تم نے دیکھے ہیں۔

جب میں جانے لگا تو انہوں نے آواز دے کر بلایا اور کہنے لگے کہ میں اپنے دل میں کسی مسلمان کے لئے کدورت، کینہ نہیں رکھتا ہوں اور نہ کسی سے حسد کرتا ہوں کہ اللہ نے اسے نعمت کیوں عطا کی ہے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ان سے کہا تمہاری انہیں خوبیوں نے تمہیں اس درجے تک پہنچایا ہے اور یہ باتیں ہمارے دائرہ طاقت سے باہر ہیں۔

(ص ۳۹)

عرش الہی کے سایہ میں

روایت ہے کہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام جب باری تعالیٰ سے باتیں کرنے کے لئے کوہ طور پر گئے تو ایک آدمی کو عرش کے سایہ میں دیکھا، آپ کو اس شخص کے رتبے پر رشک آیا اور جناب باری تعالیٰ میں عرض کیا کہ مجھے اس کا نام معلوم ہو جائے۔ ارشاد ہوا کہ نام کیا بتلائیں ہم تمہیں اس کے اعمال بتلاتے ہیں وہ کسی سے حسد نہیں کرتا تھا، اپنے والدین کی نافرمانی نہیں کرتا تھا، اور چغلیں ری نہیں کرتا تھا۔ (احیاء العلوم جلد ۳)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! حضرت کلیم

اللہ علیہ السلام نبی ہو کر اس بندے کے مرتبے پر رشک کر رہے ہیں۔ اس بندے کی قسمت پر قربان، عرش کے سایہ میں جگہ پانے والے اس خوش نصیب کی عادت کا صدقہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی عطا فرمائے اور حسد و چغلی خوری سے بچنے کے ساتھ ساتھ والدین کی فرمانبرداری کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حسد کا وبال

امام غزالی علیہ الرحمہ اپنی مشہور زمانہ تصنیف احیاء العلوم میں تحریر فرماتے ہیں کہ بکر بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک شخص بادشاہ کے پاس جاتا اور اس کے سامنے جا کر یہ جملہ کہا کرتا ”محسن کے ساتھ اس کے احسان کے جواب میں اچھا سلوک کرو، بدی کرنے والے کے لئے تو اس کی بدی ہی کافی ہے۔“ ایک شخص کو اس کی جرأت اور بادشاہ کے یہاں اس کے مرتبے پر حسد ہوا اور اس نے بادشاہ سے چغلی کی کہ فلاں شخص جو کھڑا ہو کر آپ کے سامنے یہ جملہ کہا کرتا ہے آپ سے نفرت کرتا ہے اور یوں کہتا ہے کہ بادشاہ گندہ دہن (بدبودار منہ) ہے۔ بادشاہ نے اس سے پوچھا اس کی تصدیق کی صورت کیا ہے؟ چغل خور نے کہا: جب وہ دربار میں کھڑے ہو کر یہ جملہ کہتا ہے تو اپنی ناک پر ہاتھ رکھ لیتا ہے تاکہ آپ کے منہ کی بدبو مجھے پریشان نہ کرے۔ بادشاہ نے کہا ہم اس کا امتحان لیں گے اگر وہ ایسا ہی ہے جیسا تو نے کہا تو اسے دردناک سزا دیں گے۔ ایک طرف چغلی خور نے بادشاہ کو بھڑکایا تو دوسری طرف اس حق گو کو ایسا کھانا کھلایا جس میں لہسن زیادہ تھا حسب معمول دربار میں پہونچا، بادشاہ نے اسے قریب بلایا اس نے اس خیال سے کہ کہیں بادشاہ سلامت میرے منہ کی بدبو سونگھ نہ لیں اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا اس کی اس حرکت سے بادشاہ کو چغلی خور کی بات پر یقین آ گیا اسی وقت اپنے عامل کو خط لکھا کہ جب یہ شخص تیرے پاس میرا یہ خط لے کر پہونچے تو اسے قتل کر دے اور اس کی کھال میں بٹھس بھر کر ہمارے پاس بھیج دے۔ وہ شخص خط لے کر روانہ ہوا راستے میں اسے وہی

حاسد چغلوں ر ملا، اس نے دریافت کیا کہ تم یہ کیا لئے جا رہے ہو؟ اس نے جواب دیا یہ بادشاہ سلامت کا خط ہے فلاں عامل کے نام اس میں میرے لئے انعام کی سفارش کی گئی ہے۔ چغلوں کو لالچ آگئی اور اس نے کہا: یہ خط مجھے دے دو تمہارے بجائے میں انعام حاصل کروں گا۔ اس نے بادشاہ کا خط اس کے حوالے کر دیا، چغلوں ر عامل کے پاس پہنچا، اس نے خط پڑھ کر بتلایا کہ اس میں تجھے قتل کرنے اور تیری کھال میں بھس بھر کر بھیجنے کا حکم ہے۔ اب اس کی آنکھیں کھلیں، اس نے کہا یہ خط میرے لئے نہیں ہے، تم بادشاہ سے رجوع کر سکتے ہو۔ عامل نے اس کی ایک نہ سنی اور بادشاہ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اس کی گردن مار دی۔

ادھر وہ شخص اپنی عادت کے مطابق دربار پہنچا، بادشاہ کو بڑی حیرت ہوئی خط کے متعلق استفسار کیا تو اس نے کہا فلاں درباری نے مجھ سے درخواست کی تھی کہ میں بادشاہ کا خط اسے ہمہ کردوں میں نے اسے دے دیا تھا، بادشاہ نے اسے خط کا مضمون بتایا اور کہا کہ اس شخص نے کہا تھا کہ تو مجھ سے نفرت کرتا ہے، نیز یہ کہ میں گندہ دہن ہوں، چنانچہ میں نے تجھے قریب بلایا تھا اور تو نے اپنی ناک پر ہاتھ رکھ لیا تھا، اس نے اس الزام کی تردید کی اور لہسن ملا ہوا کھانے کا واقعہ سنایا اور بتلایا کہ میں نے اپنے منہ پر ہاتھ اس لئے رکھ لیا تھا کہ کہیں میرے منہ کی بدبو آپ کو پریشان نہ کرے۔ بادشاہ نے کہا تم اپنی جگہ بیٹھو اس نے اپنے کئے ہوئے کی سزا پالی اور تم سچ کہا کرتے ہو کہ بدی کرنے والے کے لئے اس کی بدی کافی ہے۔ (احیاء العلوم جلد سوم)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! دیکھا آپ نے بے قصور شخص کو پریشان کرنے کا انجام؟ ہمیشہ اس بات کا خیال رکھیں کہ دنیا میں کوئی بھی انسان کسی کا برا سوچ کر یا برا کر کے اطمینان کی زندگی نہیں گزار سکتا۔ تاریخ میں ایک نہیں بے شمار ایسے واقعات آپ کو ملیں گے اور آپ کبھی نہیں دیکھیں گے کہ کسی

کا بھلا چاہنے والا انسان پریشان ہو، اللہ عزوجل اپنے بندوں کا بھلا چاہنے والے کو سکون و اطمینان کی دولت عطا کرتا ہے اور برا چاہنے والے کی ایسی پکڑ کرتا ہے کہ دنیا پکار اٹھتی ہے کہ یہ اسی لائق تھا۔ لہذا ہمیں چاہئے کہ مذکورہ واقعہ سے عبرت حاصل کریں اور ہمیشہ لوگوں کا بھلا چاہنے کی کوشش کریں۔ اللہ عزوجل ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔

بزرگوں سے حسد

ایک مرتبہ شیطان نے حضرت نوح علیہ السلام سے کہا کہ میں آپ کے ایک احسان کا بدلہ چکانا چاہتا ہوں۔ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا: ملعون! میں نے تو تجھے اپنے پاس بھٹکنے تک نہ دیا پھر تم پر میرا کوئی احسان کیسا؟ شیطان بولا، آپ نے اپنی سرکش قوم کو ڈبو کر آئے دن کی مصیبت سے مجھے بچالیا۔ ہر روز کی کشمکش اور اغوا کی ترکیبوں سے مجھے نجات مل گئی ہے۔ اس کے عوض میں یہ نصیحت کرتا ہوں کہ بزرگوں کی حسد سے بچنا چاہئے۔ میں آدم علیہ السلام سے حسد کرنے ہی کی وجہ سے مارا گیا ہوں اور ابدی جہنمی بن گیا ہوں ان کی بڑائی و عظمت پر میں نے حسد کیا اور ان کے آگے نہ جھکا اور ہمیشہ کے لیے ملعون بن گیا۔ (سچی حکایات بحوالہ نزہۃ

المجالس)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! کبھی کبھی دشمن بھی سچ بات کہہ دیتا ہے۔ دیکھا آپ نے شیطان مردود نے حضرت آدم علیہ السلام سے حسد کیا تو پروردگار جل جلالہ نے نہ اس کی عبادت دیکھی، نہ اس کی تسبیح و تحمید کی پرواہ کی، نہ اس کا فرشتوں کو پڑھانا دیکھا بلکہ اللہ عزوجل کی جانب سے حضرت آدم علیہ السلام کو ملنے والی عزت سے حسد کرنے کے عوض شیطان کو ہمیشہ کے لئے مردود و ملعون قرار دیا گیا۔ اس سے یہ بات سمجھ میں آئی کہ حسد اتنا بڑا گناہ ہے کہ اس کی وجہ سے

بندے کے سارے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں اور بندہ مولیٰ کے عذاب کا حقدار بن جاتا ہے۔

ایک سال پہلے جہنم میں

روایت ہے کہ چھ آدمی حساب و کتاب سے ایک سال پہلے دوزخ میں جائیں گے۔ دریافت کیا گیا یا رسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں؟ ارشاد فرمایا: اُمرا (حاکم) ظلم کی وجہ سے، عرب عصبیت کی وجہ سے، دہقان (رئیس) تکبر کی وجہ سے اور تاجر خیانت کے باعث اور گنوار جہالت کے ذریعہ اور علما حسد کی وجہ سے۔ (ابو منصور دہلی)

صرف دو چیزوں میں حسد جائز ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حسد صرف دو شخصوں میں ہے ایک وہ شخص جسے اللہ نے مال دیا ہے اور پھر اسے راہ حق میں خرچ کرنے پر مسلط کر دیا ہے اور دوسرا وہ شخص جسے اللہ نے علم عطا کیا ہے، وہ اس پر عمل کرتا ہے اور لوگوں کو تعلیم دیتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

حسد سے بچنے کا طریقہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا: تین باتیں ایسی ہیں جن سے کوئی خالی نہیں ہے۔
(۱) ظن: لہذا جب کوئی گمان دل میں آئے تو اسے صحیح نہ سمجھو۔

(۲) بد فالی: لہذا جب بد فالی ہو تو اپنے کام میں لگے رہو۔

(۳) حسد: لہذا جب حسد پیدا ہو تو اس کی خواہش نہ کرو اور حضرت امام محمد غزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حسد قلب کی بیماریوں میں سے ایک بہت بڑی بیماری ہے اور اس کا

علاج یہ ہے کہ حسد کرنے والا ٹھنڈے دل سے یہ سوچ لے کہ میرے حسد کرنے سے ہر گز ہرگز کسی کی نعمت و دولت برباد نہیں ہو سکتی اور میں جس پر حسد کر رہا ہوں میرے حسد سے اس کا کچھ بگڑ نہیں سکتا بلکہ میرے حسد کا نقصان دین و دنیا میں مجھ کو ہی پہنچ رہا ہے کہ میں خواہ مخواہ دل کی جلن میں مبتلا ہوں اور ہر وقت حسد کی آگ میں جلتا رہتا ہوں اور میری نیکیاں برباد ہو رہی ہیں اور میں جس پر حسد کر رہا ہوں میری نیکیاں قیامت میں اس کو مل جائیں گی۔ پھر یہ بھی سوچے کہ جس پر حسد کر رہا ہوں اس کو خداوند کریم نے یہ نعمتیں دی ہیں اور میں اس پر ناراض ہو کر حسد میں جل رہا ہوں تو میں خداوند کریم کے فعل پر اعتراض کر کے اپنا دین و ایمان برباد کر رہا ہوں یہ سوچ کر پھر اپنے دل میں اس خیال کو جمائے کہ اللہ تعالیٰ علیم و حکیم ہے۔ جو شخص جس کا اہل ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو وہی عطا فرماتا ہے۔ میں جس پر حسد کر رہا ہوں اللہ تعالیٰ کے نزدیک چوں کہ وہ ان نعمتوں کا اہل تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کو یہ نعمتیں عطا فرمائیں۔ اس طرح حسد کا مرض دل سے نکل جائے گا اور حاسد کو حسد کی جلن سے نجات مل جائے گی۔ (احیا العلوم جلد سوم)

کلمہ پڑھنے کی توفیق نہ ملی

حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک شاگرد پر نزع طاری تھی آپ اس کے پاس تشریف لے گئے اور اس کے سرہانے بیٹھ کر یسّ شریف پڑھنا شروع کر دی، شاگرد نے نزع کی حالت میں عرض کی: استاذ گرامی، اسے مت پڑھئے (کیونکہ کوئی فائدہ نہ ہوگا) استاذ نے تھوڑی دیر خاموش رہ کر ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کی تلقین کی، شاگرد نے کہا میں ابھی نہیں پڑھ سکتا اس لئے کہ میں اس سے برئ الذمہ ہوں۔ یہ کہہ کر وہ مر گیا۔

حضرت فضیل بن عیاض گھر لوٹے شاگرد کی اس غلطی پر چالیس روز تک

روتے رہے اور اس غم سے گھر سے باہر نہ نکلے۔ چالیسویں روز خواب میں دیکھا کہ ان کے شاگرد کو جہنم کی طرف لے جا رہے ہیں۔ حضرت فضیل بن عیاض علیہ الرحمہ نے فرمایا: کج بخت! تو کوئی نحوست کے سبب جہنم کا مستحق ہو گیا حالانکہ تو میرا شاگرد تھا تجھ سے ایسی امید نہ تھی۔ عرض کی مجھ سے تین گناہ سرزد ہوئے ہیں۔

☆ چغلخوری، کہ میں اپنے دوستوں کو کچھ کہتا اور آپ کو کچھ۔

☆ حسد، کہ میں ہمیشہ اپنے ہجولیوں سے حسد کرتا رہا۔

☆ مجھے ایک بیماری تھی میں نے کسی ڈاکٹر سے علاج پوچھا تو اس نے کہا سال میں ایک مرتبہ شراب پی لیا کرو ورنہ بیماری تجھے ہرگز نہ چھوڑے گی۔ چنانچہ اس طبیب کے کہنے پر میں سال میں ایک بار شراب پی لیا کرتا تھا۔ (تفسیر روح البیان جلد سوم)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! حضرت فضیل بن عیاض اللہ کے ولی تھے۔ ان کی تلقین کے باوجود اس شخص کی زبان پر کلمہ جاری نہ ہوا اور وہ جہنمی ہو گیا۔ اندازہ لگائیں کہ جو تین برائیاں اس شخص کے اندر تھیں ان کا انجام کتنا بھیا نک ہوا۔ دل میں جلن، چغلخوری اور شراب یہ اللہ عزوجل کو کس حد تک ناپسند ہیں کہ ان تین جرموں کی وجہ سے مجرم کو ولی کی تلقین کے باوجود کلمہ زبان پر جاری نہ ہوا۔ اس لئے ہم کو چاہئے کہ ہم ہمیشہ گناہوں سے بچنے کی کوشش کریں اور اپنا حساب کرتے رہیں۔ یاد رکھیں کہ صحیح معنوں میں کامیابی ایمان پر خاتمہ ہے۔ اللہ ایمان پر زندہ رکھے اور ایمان ہی پر خاتمہ فرمائے اور اللہ عزوجل ہم سب کو مذکورہ تین گناہوں سے ہمیشہ بچائے۔

اٰمِنْ بِجَاهِ النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ عَلَيْهِ اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ وَ التَّسْلِيْمِ